تحریکِ ختمِ نبوّت

ڈاکٹر محمد بہاؤالدین

مکتبہ قدوسیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ....

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد اپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیه ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی وشرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

- نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com
www.KitaboSunnat.com

انه من سلیما ن و انه بسم الله الر حمن الر حیم

تحریک ختم نبوت

حصہ بست وہشتم (۲۸)

(۱۸۹۱ء۔۱۹۱۲ء)

منکوحہ آسمانی (۲)

ڈاکٹر محمد بہاء الدین

نام کتاب	تحریک ختم نبوت حصہ بست وہشتم (۲۸)
مولف	ڈاکٹر محمد بہاءالدین
صفحات	۳۵۴
سال اشاعت	۲۰۱۳ء

فہرست عنوانات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

منکوحہ آسمانی در المسیح الدجال

مرزا غلام احمد قادیانی کے سابق مرید ڈاکٹر عبدالحکیم پٹیالوی نے جب ردّ قادیانیت کا کام شروع کیا تو انہوں نے جگہ جگہ جا کر لیکچروں کا سلسلہ شروع فرمایا۔ پھر انہوں نے تحریری محاذ پر بھی خوب کام کیا۔ ان کی ایک کتاب کا نام المسیح الدجال ہے جس میں آپ نے مرزا صاحب قادیانی کی آسمانی منکوحہ والی پیش گوئی پر بھی بحث کی ہے ۔۱۹۰۷ء میں شائع ہونے والی اس کتاب میں ڈاکٹر عبدالحکیم لکھتے ہیں:

مرزا احمد بیگ اور اس کے داماد اور لڑکی کی نسبت پیش گوئی

قادیانی اشتہار ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء کا اقتباس:

پیش گوئی کا جب انجام ہویدا ہوگا
قدرت حق کا عجب ایک تماشا ہوگا
جھوٹ اور سچ میں جو ہے فرق وہ پیدا ہو گا
کوئی پا جائے گا عزت کوئی رسوا ہوگا

اس خدائے قادر وحکیم مطلق نے مجھے فرمایا کہ اس شخص کی دختر کلاں کے نکاح کے لئے سلسلہ جنبانی کر اور ان کو کہہ دے کہ تمام سلوک و مروت تم سے اسی شرط سے کیا جائے گا اور یہ نکاح تمہارے لئے ایک موجب برکت اور رحمت کا نشان ہوگا اور تمام رحمتوں اور برکتوں سے حصہ پاؤ گے جو اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں درج ہیں لیکن اگر نکاح سے انحراف کیا تو اس لڑکی کا انجام بہت برا ہوگا۔ جس کسی دوسرے شخص سے بیاہی جائے گی وہ روز نکاح سے اڑھائی سال تک اور ایسا ہی والد اس دختر کا تین سال تک فوت ہو جائے گا اور ان کے گھر پر تفرقہ اور تنگی اور مصیبت پڑے گی

اور درمیانی زمانہ میں بھی اس دختر کے لئے کراہت اورغم کے امر پیش آئیں گے۔عربی الہام اس بارہ میں یہ ہے انّا زو جنا کھا ہم نے تیرا نکاح اس سے کردیا

کذ بوا بآ یا تنا و کا نوا بھا یستھزؤن ۔ فسیکفیکھم اللّٰہ و یردّھا الیك لا تبد یل لکلما ت اللّٰہ انّ ربك فعّا ل لما یرید انت معی و انا معك عسی ان یّبعثك ر بك مقا ماً محمو داً ۔ یعنی انہوں نے ہمارے نشانوں کو جھٹلایا اور وہ پہلے سے ہنسی کر رہے تھے سوخدا تعالی ان سب کے تدارک کے لئے جو اس کام کو روک رہے ہیں تمہارا مددگار ہوگا اور انجام کار اس لڑکی کو تمہاری طرف واپس لائے گا۔کوئی نہیں جو خدا کی باتوں کو ٹال سکے تیرا رب وہ قادر ہے کہ جو کچھ چاہے وہی ہو جاتا ہے۔تو میرے ساتھ ہے میں تیرے ساتھ ہوں اور عنقریب تجھے وہ مقام ملے گا جس میں تیری تعریف کی جاوے گی۔

رسالہ شہادت القرآن میں (مرزا قادیانی نے) اس کی میعاد ۲۱ستمبر ۱۸۹۲ء سے قریباً گیارہ مہینہ باقی بتلائے ہیں،اس لئے ۲۱۔اگست ۱۸۹۴ء کو مرزا احمد بیگ کا داماد فوت ہونا چاہیے تھا مگر وہ فوت نہیں ہوا اور اب تک (۱۹۰۶ء) زندہ ہے اور بدستور مرزا کا مخالف ہے۔پہلے نان کمشن افسر تھا۔اب کمیشن افسر ہے۔مرزا قادیانی نے ظاہری اسباب میں بھی اس نکاح کے لئے بڑی کوششیں کیں چنانچہ جب مرزا کو خبر ملی کہ احمد بیگ اپنی لڑکی کی شادی اور جگہ کرنے والا ہے،تب ۴مئی ۱۸۹۱ء کو انہوں نے ایک طویل خط بڑے زور شور سے مرزا علی شیر بیگ کے نام لکھا جو یوں ہے:

❁ مشفقی مرزا علی شیر بیگ صاحب (سلسلہ ہذا کی جلد ۲۷ میں سابقاً نقل ہو چکا۔بہاء)

راقم خاکسار غلام احمد از لودہیانہ اقبال گنج۔ ۴مئی ۱۸۹۱ء

❁ اسی تاریخ کو ایک خط عزت بی بی کی والدہ کے نام لکھا جو یوں ہے:(سابقاً نقل ہو چکا۔بہاء)

راقم مرزا غلام احمد از لودیانہ ۴ مئی ۱۸۹۱ء

❁ تیسرا خط اسی مضمون کا مرزا نے اپنی بہو سے لکھوا کر اس کی والدہ کی طرف بھیجا :

(سابقاً نقل ہو چکا۔بہاء)

چوتھا خط مرزا قادیانی نے مرزا احمد بیگ کو اسی مضمون پر لکھا۔

مگر مرزا تمام تدابیر میں ناکام رہے اور ان کی آسمانی منکوحہ اب تک مرزا سلطان محمد کے تحت میں ہے جس کو ۲۱۔اگست ۱۸۹۴ء تک فوت ہو جانا چاہیے تھا۔مگر مرزا اس میں بھی یہی کہتے ہیں کہ احمد بیگ تو مر گیا، اور اس کا داماد سلطان محمد خوف اور توبہ کی وجہ سے بچ گیا۔کیا سلطان محمد مرزا کا مرید ہو گیا اور ان کی آسمانی منکوحہ کو چھوڑ کر مرزا کے حوالہ کر دیا ہے؟ اور الہام کا اصل جزء یعنی محمدی کا مرزا کے نکاح میں آنا پورا ہو گیا؟ جو تمام قضیہ کی بنیاد ہے اور جس کی الہام میں یہ الفاظ تھے:

انّا زوّجنا کھا فسیکفیکھم اللّٰہ و یردّ ھا الیك لا تبد یل لکلمات اللّٰہ ۔انّ ربك فعّال لما یر ید ۔ کہ اللہ ان سب کے مقابلہ پر تیرے واسطے کافی ہوگا اور اس کو تیری طرف واپس لے آئے گا اللہ کے الفاظ بدل نہیں سکتے تیرا رب جو چاہے کر سکتا ہے قدرت حق کا عجب ایک تماشہ ہوگا کیونکہ اس کے معنی یہی ہیں کہ آپکی آسمانی منکوحہ دوسرے انسان کے تحت میں ہے اور گیا رہ بچہ جن چکی ہے۔ (منقول از المسیح الدجال)

منکوحہ آسمانی در ذکر الحکیم عرف کانا دجال

ڈاکٹر عبدالحکیم پٹیالوی نے اگست ۱۹۰۷ء میں اپنا رسالہ ذکر الحکیم عرف کانا دجال، شائع کیا تو اس میں بھی مرزا صاحب کی منکوحہ آسمانی والی پیش گوئی کو فراموش نہیں کیا۔آپ نے لکھا:

۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء کو مرزا قادیانی نے مرزا احمد بیگ کی لڑکی کی نسبت الہامات شائع کیے:

انا زو جنا کھا ہم نے اس کے ساتھ تیرا نکاح کر دیا۔

فسیکفیکھم اللّٰہ و یردّ ھا الیك لا تبد یل لکلما ت اللّٰہ انّ ربك فعّا ل لما یر ید ۔اللہ ان کے مقابلہ پر تجھے کفایت کرے گا اور اس کو تیرے پاس واپس لائے گا۔اللہ کے کلمات کو کوئی بدل نہیں سکتا۔بے شک تیرا رب جو چاہے کر سکتا ہے۔

مگر ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں یہ بھی تھا کہ اگر وہ لڑکی کسی اور جگہ بیاہی جائے گی تو اس کا خاوند روز نکاح سے اڑھائی سال تک فوت ہو جائے گا اور اس کا والد تین سال تک اور ان کے گھر پر تنگی اور تفرقہ اور مصیبت پڑیں گے۔ پھر ۱۸۹۲ء میں اس لڑکی کا نکاح سلطان محمد سے ہوا جس کو پیش گوئی کے مطابق ۲۱۔ اگست ۱۸۹۴ء کو فوت ہو جانا چاہیے تھا مگر وہ فوت نہیں ہوا اور اب تک (۱۹۰۷ء) زندہ ہے۔ پہلے ایک سپاہی تھا ان نان کمیشن افسر ہے اور اس بیوی سے کئی بچے ہو چکے ہیں ۔مرزا احمد بیگ ضرور تین سال کے اندر فوت ہوا باقی تمام دعوے خاک میں مل گئے۔

۱۵ دسمبر ۱۸۹۸ء کو مولانا ابوسعید محمد حسین بٹالوی، ملا محمد بخش اور ابوالحسن تبتّی کی ذلت اور عذاب کی بابت بڑے زبردست الفاظ میں پیشگوئی کی کہ ۱۵ جنوری ۱۹۰۰ء تک تیرہ ماہ میں وہ سخت ذلیل ہوں گے اور عذاب شدید میں مبتلا۔ تب وہ اپنے کئے پر پچھتائینگے۔ اللہ کے عذاب سے کوئی ان کو بچا نہ سکے گا۔ مگر وہ آج اگست ۱۹۰۷ء تک سلامت اور باعزت موجود ہیں (مولانا سید ابوالحسن تبتّی ۱۳۵۹ھ میں فوت ہوئے۔ بہاء)۔

منکوحہ آسمانی در فیصلہ قرآنی تکذیب قادیانی

حکیم حافظ محمد دین آف ضلع لاہور نے رد قادیانیت کے موضوع پر اپنی کتاب: فیصلہ قرآنی، تکذیب قادیانی لکھی، تو اس میں مختصراً منکوحہ آسمانی کا ذکر بھی آ گیا۔ حکیم محمد دین صاحب لکھتے ہیں:۔

مرزا صاحب قادیانی لکھتے ہیں کہ مجھے الہام ہوتے ہیں۔ لیکن اظہر من الشّمس ہے کہ مرزا قادیانی کے تمام الہامات جھوٹے ہوتے ہیں اس امر کی تصدیق کے لئے شہادت ان کے چچازاد بھائی مرزا امام الدین سلطان العارفین المشہور لال بیگ چوہڑوں کے پیر جو کہ وہ اپنی کتاب گل شگفت صفحہ ۱۸ بابت الہام مرزا غلام احمد صاحب لکھتے ہیں ہم پیش کرتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں:

میں مرزا امام الدین حقیقی چچازاد بھائی ملہم کاذب قادیانی کا ہوں اور اس کے چال چلن سے ابتداء سے آج تک بخوبی واقف ہوں، غیر کو کیا خبر ہے۔ اس خدا کو حاضر ناظر جان کر سچ کہتا ہوں جو

عالمین ہے کہ جس قدر اسکے دعاوی الہامات ہیں سب غلط اور لچر پوچ ہیں اگر یہ سچا اور حق پرست ہوتا تو میں اس کا پیرو ہوتا۔ جس مکر کو مکار پورا کرنا چاہتے ہیں تو چار مکار متفق ہوکر پورا کرتے ہیں۔

حکیم صاحب فرماتے ہیں کہ ہم طوالت کے لئے سب عبارت نہیں لکھ سکتے، صرف تین الہام جو مرزا امام الدین سلطان العارفین رسالہ گل شگفت میں لکھتے ہیں ہم ناظرین کو دکھاتے ہیں۔ وہ یہ ہے:

سنو الہام کہ میرے گھر میں لڑکا پیدا ہوگا، اور نام اس کا انموائیل ہوگا، اور وہ ایسا ہوگا، اور ایسا ہوگا، تمام جہان کو فیضان اس کا پہنچے گا۔

بفضل خدا بجائے انموائیل کے انموائیلی ہوگئی۔ پھر مجدد (مرزا غلام احمد) صاحب نے پہلوئے مکر بدل کر جواب دیا کہ میں نے اس حمل سے نہیں کہا تھا۔

دوسرے حمل سے لڑکا تو پیدا ہوا، اور پھر دو چند اس لڑکے کی تعریف لکھی، یہ ایسا ہوگا ویسا ہوگا۔

وہ بھی لڑکا تین سال زندہ رہ کر مرگیا اور ملہم صاحب کو شرمندہ کرگیا۔

پھر الہام ہوا کہ عبداللہ آتھم صاحب فلانے مہینے اور فلانے روز مرے گا۔ اگر اس روز نہ مرے گا تو میرا منہ کالا کرکے اور گدھے پر سوار کرکے پھانسی دلایا جائے۔

وہ (آتھم) بھی بفضل خدا اس تاریخ پر نہ فوت ہوا، اور چاروں طرف سے لعنت الله على الكاذبين کی بارش ہونے لگی تو آٹھ روز تک شرمندہ ہوکر گھر سے نہ نکلا۔

پھر الہام ہوا مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری کی لڑکی میری زوجہ بنے گی۔ اگر وارثان لڑکی دوسری جگہ نکاح کریں گے تو وہ خاوند اس کا تین سال میں مرے گا (اڑھائی سال میں مریگا۔ بہاء) اور وہ پھر میری زوجہ بنے گی۔

وارث لڑکی آدمی عقل مند تھا اس نے اس کو جھوٹا سمجھ کر موضع پٹی مغلاں میں اپنی لڑکی کا نکاح کردیا۔ بفضل خدا وہ لڑکی اب صاحب اولاد ہے، اور اپنے خاوند کے گھر آباد ہے۔

پھر ایک لڑکے ہندو ساکن قادیان کو کہا گیا کہ تیری نسبت الہام نازل ہوا کہ دو برس کے عرصہ میں اگر تو مسلمان ہوگیا تو بہتر ورنہ مرجائے گا۔

یہ بھی الہام بفضل خدا جھوٹا نکلا اور صدہا الہام ایسے جھوٹے اور لغو ہیں اور پوچ ہیں۔ اگر ان کو تفصیل سے لکھا جائے تو گویا ایک دفتر چاہیے۔

(حکیم محمد دین صاحب فرماتے ہیں) ہم مرزا غلام احمد صاحب قادیانی سے بڑے ادب سے پوچھتے ہیں: کیا حضور سچے مدعی ہیں یا مرزا امام الدین صاحب جو کہ وہ بالمیکی اور لال بیگی اور سلطان العارفین اپنے آپ کو لکھتے ہیں۔

ناظرین اصل میں پنجاب خراب ہے۔ اگر کوئی شخص ایک کام کرنے لگتا ہے، تو بیسیوں اور بھی اسی کام کو شروع کر دیتے ہیں، گو ان کو فائدہ ہو یا نہ ہو مگر دوسرے کے کام میں ہرج ہو ہی جاتا ہے۔ دور نہ جایئے پہلے مرزا غلام احمد نے صاحب نے دعوی مجددیت کیا، پھر آپ کے حقیقی چچا زاد بھائی مرزا امام الدین لال بیگ بن کر چوہڑوں کے پیر بن بیٹھے۔ پھر مرزا غلام احمد نے دوسرا دعوی مہدویت کر لیا حالانکہ پہلے بھی دعوی مہدویت ایک شخص سوڈانی نے کیا ہوا تھا۔ اب کوئٹہ اور کابل میں مدعی مہدویت سنے جاتے ہیں۔ مرزا صاحب کیا وہ مدعی سچے ہیں یا آپ؟ (فیصلہ قرآنی تکذیب قادیانی)

منکوحہ آسمانی در مرقع قادیانی

حضرت شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں کہ:

ہم نے مسیح موعود کو کیا دیکھ کر قبول کیا

کے عنوان سے ایک طویل مضمون قادیانی اخبار الحکم ۱۰ جنوری ۱۹۰۸ء میں نکلا ہے جو کئی ایک نمبروں میں ختم ہوا ہے۔ سارے مضمون کا خلاصہ دو فقروں میں ہے جو مرزائی راقم ہی کے الفاظ میں نقل کر دیتے ہیں۔ راقم مضمون لکھتا ہے:

اس میں شک نہیں کہ مرزا صاحب کے دعوی کا دارومدار آ کر آخر کار اسی مرکز پر ٹھہرتا ہے کہ یہ تمام اسلام کی صداقت کا زندہ ثبوت ہے اور کہ اسلام میں یہ طاقت موجود ہے کہ اس کی پیروی کرنے

سے اس کا ایک سچا پیرو وحی والہام سے مشرف کیا جا سکتا ہے۔ پس کیوں نہ ہم اس پہلو کو اختیار کریں جو اصل الاصول اور نتیجہ خیز پہلو ہے (الحکم قادیان ۱۰ جنوری ۱۹۰۸ء۔ص ۷ کالم ۲)

مرزائی راقم مضمون کی یہ تقریر دو حصوں پر منقسم ہے ایک تو یہ کہ اسلام میں یہ برکت ہے۔ بہت خوب ہمیں اس سے تو بحث نہیں۔ دوسرا حصہ جو آپ کی اصل مراد ہے یہ ہے کہ مرزا صاحب اس کا زندہ نمونہ ہیں۔ چنانچہ مرزا صاحب خود بھی ہمیشہ اسلام کا نمونہ اپنے وجود بے جود ہی کو پیش کیا کرتے ہیں۔ (دیکھو تریاق القلوب۔ص ۵۴؛ قادیانی خزائن ج ۱۵ص ۲۴۹)

پس اس دوسرے حصہ پر ہماری بحث ہوگی، یعنی اس امر پر کہ مرزا صاحب واقعی مورد الہام و وحی ہیں۔ لیکن اس بحث سے پہلے ہم ناظرین کو ایک خوش خبری سناتے ہیں کہ مرزائی جنگ کا صحیح نقشہ جو ہم نے آج سے سال ہا سال پہلے پبلک میں پیش کیا تھا جس کو اس وقت مرزائیوں نے غلط سمجھا تھا، راقم مضمون نے اسی کو صحیح سمجھا ہے۔ وہ نقشہ ہم نے رسالہ الہامات مرزا میں لکھ دیا تھا کہ مرزائی مباحث میں زور صرف اس بات پر ہونا چاہیے کہ مرزا جی کے الہامات صحیح ہیں یا غلط؟ اس کا نتیجہ بھی یہی بتلایا تھا کہ اگر مرزا جی اپنے الہامات میں سچے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ مقرب خدا ہیں۔ پھر جو کچھ وہ فرمائیں یا کسی آیت کی تفسیر کرینگے وہی صحیح ہوگی۔ اور اگر وہ اپنے الہامات میں کاذب ہیں تو گو بعض فروعی مسائل میں وہ حق بجانب ہوں یا ان کا پہلو قوی ہو تو بھی وہ مسیح موعود یا مہدی مسعود نہیں ہو سکتے۔ الحمد للہ کہ ہمارا پیش کردہ نقشہ آج مرزائی کیمپ میں بھی منظور ہو گیا۔

الحمد للہ کہ موضوع بحث تو مقرر ہو گیا، اس لئے سڑک صاف ہے۔ پس اب ہم ناظرین کو خوش خبری سناتے ہیں کہ اس موضوع میں ہمارا ایک زبردست رسالہ ہے جس کا نام ہے، الہامات مرزا۔ اس رسالہ میں مرزا صاحب کے الہامات کا وہ مدلل خاکہ اڑایا ہے کہ آج تک نہ مرزا قادیانی سے نہ کسی مرزائی سے اس کا جواب بن پڑا ہے۔ اس جگہ ہم بطور نمونہ مرزا جی کے الہامات کا نقشہ بتلاتے ہیں۔ غور سے سنئیے!

مرزا صاحب کی پیش گوئیاں یوں تو بقول ان کے سینکڑوں تک پہنچتی ہیں مگر وہ عموماً اسی قسم کی

ہیں جو گذشتہ ایام میں اخبار جامع العلوم مراد آباد کے شوخ مزاج اڈیٹر نے ایک پنڈت جی کی نسبت کی تھیں کہ صبح اٹھتے ہی پنڈت جی کو پائخانہ پیشاب کی حاجت ہوگی۔ پنڈت جی کھانا کھائیں گے تو سیدھا ان کے معدہ میں اتر جائے گا۔غرض مرزا جی کی پیش گوئیاں بھی بہت سی اسی قسم کی ہیں۔مگر چند ایسی بھی ہیں کہ ان کو مرزا صاحب خود بھی اپنے لئے مدار صدق وکذب جانتے اور بتلاتے ہیں ۔بہتر ہے کہ ان پیش گوئیوں کی فہرست مرزا صاحب ہی کے الفاظ میں بتلا دیں۔مرزا صاحب رسالہ شہادۃ القرآن میں عبداللہ آتھم، پنڈت لیکھ رام، مرزا احمد بیگ اور اس کے داماد کی نسبت پیش گوئیوں کا ذکر کر کے لکھتے ہیں:

یہ تینوں پیش گوئیاں ہندوستان کی تینوں بڑی قوموں پر حاوی ہیں۔یعنی ایک مسلمانوں سے تعلق رکھتی ہے اور ایک ہندوؤں سے اور ایک عیسائیوں سے۔اور ان میں وہ پیشگوئی جو مسلمانوں کی قوم سے تعلق رکھتی ہے بہت عظیم الشان ہے (شہادۃ القرآن از مرزا قادیانی۔ص۸۰؛ قادیانی خزائن ج۶ص ۳۷۶)

اس تحریر میں مرزا صاحب نے مرزا احمد بیگ اور ان کے داماد والی پیش گوئی کو مسلمانوں سے متعلق بتلایا ہے۔گو ہمارا حق ہے کہ ہم سب پیش گوئیوں کی جانچ کریں لیکن چونکہ مرزا صاحب نے اس تقریر میں صرف ایک ہی پیش گوئی کو ہمارے حصہ میں دیا ہے اس لئے ہم بھی سر دست اسی ایک کو بطور نمونہ جانچتے ہیں۔

شکر ہے کہ مرزا صاحب قادیانی نے اس پیش گوئی کو واضح لفظوں میں بیان کیا ہوا ہے۔آپ اپنے رسالہ کرامات الصادقین میں لکھتے ہیں:

قال انّها (عبارت اسی طرح ہے۔ ثناءاللہ) سیجعل ثيبة و يموت بعلها و ابوها الى ثلاث سنة من يوم النكاح ثمّ نردها اليك بعد موتهما و لا يكون احدهما من العاصمين ۔(اخیر صفحہ سرورق کرامات الصادقین۔قادیانی خزائن ج۷ص۱۶۲)۔

یعنی خدا نے کہا کہ وہ عورت یعنی مرزا احمد بیگ کی لڑکی (جس کے نکاح میں آنے کے مرزا صاحب کو الہام ہوتے تھے اور وہ دوسری جگہ بیاہی گئی) بیوہ ہو جائے گی اس کا خاوند اور اسکا باپ روز نکاح سے تین سال

کے اندر اندر مر جائینگے۔ پھر ہم (خدا) اس کو تیرے (مرزا قادیانی کے) پاس (نکاح میں) لے آئینگے اور ان دونوں میں سے اسکی حفاظت کرنیوالا کوئی نہ ہوگا۔

اس تحریر میں مرزا صاحب قادیانی نے مرزا احمد بیگ اور اس کے داماد (سلطان محمد) کی موت یوم نکاح سے تین سال تک بتلائی ہے۔ اب ہم کو یہ دکھانا ہے کہ اس پیش گوئی کی آخری تاریخ کیا ہے ۔شکر بلکہ صد شکر ہے کہ مرزا صاحب نے ہمیں اس امر کی تحقیق کرنے سے بھی سبک دوش کر دیا۔ آپ اپنے رسالہ شہادۃ القرآن میں لکھتے ہیں:

مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری کے داماد کی نسبت پیش گوئی جو پٹی ضلع لاہور کا باشندہ ہے جس کی میعاد آج کی تاریخ سے جو ۲۱ ستمبر ۱۸۹۳ء ہے قریباً گیارہ مہینے باقی رہ گئی ہے،

(شہادۃ القرآن۔ص ۷۹؛ قادیانی خزائن۔ج ۶ ص ۳۷۵)

یہ عبارت باواز بلند پکار رہی ہے کہ احمد بیگ کا داماد ۲۱۔اگست ۱۸۹۴ء کو دنیا میں نہ رہنا چاہیے تھا۔ مگر ناظرین کس حیرت سے سنیں گے کہ باوجودیکہ میعاد کو ختم ہوئے آج ۲۱۔اپریل ۱۹۰۸ء۔کو تیرہ سال سات ماہ مدت گذر چکے ہیں مگر وہ جوان آج تک زندہ سلامت ہے جس کی زیست کی خبر ین سن سن کر مرزا جی اندر ہی اندر کڑھتے ہیں۔

ناظرین! یہ ہے مرزا جی کی وحی اور الہام کا نمونہ جو آپ حضرات نے دیکھ لیا۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ راقم مضمون مرزا جی کی بگڑی ہوئی وحی کو کیونکر سنوارتا ہے۔ لیکن وہ یاد رکھے

تروح الی العطار تبغی شبابھا
ولن یصلح العطار ما افسد الدھر

(ایک بڑھیا عورت وسمہ لینے کو جارہی تھی کہ سر کے بالوں کو سیاہ کرے ایک شوخ طبع شاعر نے اسے دیکھ کر یہ شعر پڑھا کہ عطار کے پاس جوانی کا ساز و سامان لینے چلی ہے۔ بھلا جو زمانے کے اثر سے خراب ہو چکا ہے اسے عطار کیا سنوارے گا)۔

یہ شعر مرزا صاحب اور اس کے ماننے والوں کے حق میں بہت مفید ہے۔ ہم دعوی سے کہتے

ہیں کہ کوئی پیش گوئی مرزا صاحب نے ایسی نہیں کی جو پیش از وقت صاف بتلائی ہو پھر اس کا وقوعہ بھی اسی طرح ہوا ہو۔ اور جن کا وقوعہ بتلایا جاتا ہے وہ ایسی گول مول ہیں کہ موم کی ناک سے بھی زیادہ نرم ہیں۔ ہم اس بات اس امر کے ثابت کرنے کے لئے بفضلہٖ تعالی کافی مصالحہ رکھتے ہیں اچھا ہوا کہ نامہ نگار مذکور نے یہ پہلو خود ہی اختیار کیا۔ (مرقع قادیانی۔ اپریل۔ مئی ۱۹۰۸ء)

آسمانی نکاح

مرزا غلام احمد کی موت کے بعد، حضرت شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ اپنے مرقع قادیانی کے اکتوبر ۱۹۰۸ء کے شمارے میں منکوحہ آسمانی والی پیش گوئی کے متعلق لکھتے ہیں:

اس پیش گوئی کی جو مٹی خراب ہوئی ہے، خدا کسی کی نہ کرے، لیکن تاہم حکیم نور الدین صاحب اور مولوی محمد احسن صاحب برابر ڈٹے ہوئے جواب دے رہے ہیں اور حدیث نبوی فاصنع ما شئت کی تصدیق کر رہے ہیں۔

پہلے ہم اس پیش گوئی کے متعلق مرزا صاحب کے اصلی الفاظ دکھاتے ہیں، اس سے بعد ان دونوں حضرات اور ان کے ماتحتوں کی تاویلات سنا کر جواب دیں گے۔

یہ مشہور قصہ ہے کہ مرزا صاحب نے احمد بیگ ہوشیار پوری کی لڑکی کی بابت پیغام نکاح دیا تھا۔ جب انہوں نے کسی وجہ سے انکار کیا، تو آپ نے الہام شائع کیا کہ یوم نکاح سے تین سال تک لڑکی کا والد اور خاوند مر کر لڑکی میرے پاس بیوہ ہو کر نکاح میں آئیگی چنانچہ مرزا صاحب کے الفاظ یہ ہیں

قال انها سيجعل ثيبة و يموت بعلها و ابوها الى ثلث سنة من يوم النكاح ثم نردها اليك بعد موتهما انا رادوها اليك لا تبديل لكلمات الله

(کرامات الصادقین سرورق صفحہ اخیر) یعنی خدا نے کہا کہ اس عورت کے نکاح کے روز سے اس کا خاوند اور باپ تین سال میں مر کر تیرے پاس بیوہ ہو کر آوے گی، ہم اس کو ضرور تیرے پاس لاویں گے خدا کے حکموں کو کوئی بدل نہیں سکتا۔

یہ کہہ کر مرزا صاحب لکھتے ہیں: فانتظروا هذه الانباء المذكورة فانها معيار لصدقي و كذبي یعنی مخالفو! تم ان خبروں کے منتظر رہو میرے صدق وکذب کے لئے یہی معیار ہیں (اگر واقع یوں ہی ہوا تو میں سچا، اور نہ ہوا تو میں جھوٹا)

گو مرزا صاحب نے اس پیش گوئی کے لئے میعاد سہ سالہ لگائی تھی جو حسب بیان مرزا صاحب ستمبر ۱۸۹۳ء کو گیارہ مہینے باقی رہ گئی تھی (دیکھو شہادت القرآن از مرزا ص ۸۰) جس کی میعاد اگست ۱۸۹۴ء کو ختم ہو چکی، لیکن مرزا اور مرزائی یہی کہتے رہے کہ جب تک دونوں فریق (مرزا قادیانی اور آسمانی منکوحہ) زندہ ہیں، نکاح سے مایوسی کیوں ہو۔ آخر نکاح ہو کر رہے گا۔

خدا کی شان اسی گھمنڈ میں تھے کہ اعلی حضرت تشریف لے گئے۔ اب تو اس کا جواب اور بھی مشکل ہو گیا۔ اس لئے اس سوال کے جواب میں قادیانی پارٹی کی جو گت ہوئی ہے، خدا دشمن کی بھی نہ کرے۔ ایک دوسرے کے برخلاف کہتے ہیں اور جیسا کہ بھاگتوں کے ہوش نہیں ہوتے، ان کو بھی سر پیر کی خبر نہیں۔ ایک کہتا ہے آسمان پر نکاح فسخ ہو چکا تھا، دوسرا اس کو بحال رکھ کر اس کے وقوعہ کا دیگر صورت میں منتظر ہے۔ ہم ان پاگلوں کی بکواس ناظرین کو انہی کے الفاظ میں سناتے ہیں۔

اڈیٹر بدر لکھتا ہے:

حضرت اقدس نے اپنی کتاب حقیقت الوحی میں لکھ دیا تھا کہ خدا تعالی نے اب اس (نکاح) کو منسوخ کر دیا ہے۔ (بدر قادیان ۱۱ جون ۱۹۰۸ء)

ایسا ہی مولوی محمد احسن امروہی بھی یوں رقم طراز ہیں:

پیش گوئی نکاح کا جواب کافی وشافی حضرت اقدس نے حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۹۰، اور تتمہ صفحہ ۱۳۲ میں لکھ دیا ہے اس کو دیکھ لو۔ (ریویو آف ریلی جنز بابت جولائی ۱۹۰۸ء۔ ص ۲۵۲)

یہ دونوں اس پر متفق ہیں کہ نکاح فسخ ہو گیا تھا، اور اس فسخ کی شہادت مرزا صاحب قادیانی کی تحریروں میں دکھاتے ہیں اس لئے مناسب ہے کہ ناظرین کو مرزا صاحب قادیانی کی تحریر دکھائی جائے۔ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۹۰ پر مرزا جی لکھتے ہیں:

سوچنا چاہیے کہ احمد بیگ کی نسبت جو میری تکذیب کے لئے کمر بستہ تھا اور دن رات ہنسی اور ٹھٹھا کرتا تھا، کس صفائی سے پیش گوئی نے اپنا ظہور کیا اور وہ میعاد کے اندر محرقہ تپ سے شفاخانہ میں فوت ہو گیا، اور اس کے اقارب میں اس کی موت سے تہلکہ برپا ہوا۔ یہ وہی احمد بیگ ہے جس کے داماد کی نسبت اب تک ہمارے مخالف ماتم اور سیاپا کر رہے ہیں کہ کیوں نہیں مرتا۔ اور نہیں جانتے کہ دائیں ٹانگ تو اس پیش گوئی کی احمد بیگ ہی تھا جس نے اپنی جوانا مرگ مرنے سے ثابت کر دیا کہ پیش گوئی سچی ہے، تو پھر جیسا کہ پیش گوئی میں لکھا تھا کہ احمد بیگ کے موت کے قریب اور موتیں بھی اس کے عزیزوں میں ہوں گی، وہ امر بھی وقوع میں آ گیا اور احمد بیگ کا ایک لڑکا اور ہمشیرہ انہیں ایام میں فوت ہو گئیں، تو اب ہمارے مخالف بتلاویں کہ فقرہ آیہ یصبکم بعض الذی یعد کم اس پر صادق آیا یا نہیں۔

عبارت مذکورہ سے کیا ثابت ہوا؟ یہ کہ ٹاں ٹاں فش۔ اب سنئے تتمہ صفحہ ۱۳۲ پر مرزا صاحب لکھتے ہیں:

اور یہ امر کہ الہام میں یہ بھی تھا کہ اس عورت کا نکاح آسمان پر میرے ساتھ پڑھا گیا ہے درست ہے، مگر جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اس نکاح کے ظہور کے لئے جو آسمان پر پڑھا گیا خدا کی طرف سے ایک شرط بھی تھی اسی وقت شائع کی گئی تھی اور وہ کہ

ایتها المر أة تو بی تو بی فا ن البلاء علی عقبك

پس جب ان لوگوں نے اس شرط کو پورا کر دیا تو نکاح فسخ ہو گیا یا تاخیر میں پڑ گیا۔

اس عبارت میں مرزا صاحب قادیانی نے دورنگی دکھائی ہے۔ نکاح فسخ ہو گیا، یا تاخیر میں پڑ گیا۔ مگر ہم اسی کتاب کے صفحہ ۱۸۷ سے دکھاتے ہیں کہ ان دونوں باتوں میں سے وہاں صرف تاخیر لکھا ہے۔ آپ لکھتے ہیں:

احمد بیگ کے مرنے سے بڑا خوف اس کے اقارب پر غالب آ گیا یہاں تک کہ بعض نے ان میں سے میری طرف عجز و نیز کے ساتھ خط بھی لکھے کہ دعا کرو پس خدا نے ان کے اس خوف اور اس قدر عجز و نیاز کی وجہ سے پیش گوئی کے وقوع میں تاخیر ڈال دی۔

اس کلام بے نظام میں مرزا نے جو کچھ کہا ہے ناظرین کے سامنے ہے ایک ہی کتاب میں تاخیر لکھی اسی کتاب کے دوسرے مقام میں فسخ اور تاخیر دونوں لکھ دی ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ مرزا صاحب نے کیوں ایسا کیا؟ کیونکہ ہمارا خیال ہے کہ گو مرزا جی کے دام افتادہ عقل کے دشمن ہوں مگر مرزا جی تو بڑے ہوش منداور عاقل تھے اس لئے جوں جوں گذرتے تھے مرزا جی کو نکاح سے مایوسی ہوتی جاتی تھی جب تک آپ نے صفحہ ۱۸۷ کا مضمون لکھا تھا تو کچھ امید تھی لیکن کتاب پوری کر کے اس کے تتمہ کے صفحہ ۱۳۲ تک پہونچے تو تاخیر کے ساتھ فسخ کا لفظ بھی بڑھا دیا اور مشہور مثل کو سچا کر دیا کہ لڑکا ہوگا یا لڑکی۔ لیکن دانا جانتے ہیں کہ:

بے خودی بے سبب نہیں غالب
کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

مرزائیو! یہی تمہارے نبی کے پرزور الہامات تھے جن کا سر ہے نہ پیر۔ ایمان سے (اگر رکھتے ہو) کہنا یہی وہ تحدی والے الہام ہیں کہ فسخ ہوگیا یا تاخیر میں پڑ گیا۔ کیا یہ وہی مثل نہیں جو کسی رند کی مشہور ہے کہ، بادل آتا ہے تو میں کہتا ہوں برسے گا، اور میری بیوی کہتی ہے کہ نہیں برسے گا۔ آخر دو میں سے ایک سچا ہوتا ہے۔ بہرحال ولایت گھر میں رہتی ہے۔

مرزائیو! آؤ اب ہم تمہیں ایک روشن دالان میں لے چلیں دیکھو مرزا جی کا اصول ہے کہ:

ہم اپنی اجتہادی باتوں کو خطا سے معدوم نہیں سمجھتے۔ ہمیں ملزم کرنے کے واسطے ہمارا کوئی الہام پیش کرنا چاہیے اجتہادی غلطی رسولوں سے بھی ہو جاتی ہے۔ (تریاق القلوب۔ ص ۱۴)

پس بتلاؤ نکاح کے متعلق تو الہام تھا فسخ یا تاخیر کے متعلق محض مرزا کا اپنا خیال اور اجتہاد ہے ورنہ کوئی الہام ہوتا تو دورنگی کیوں ہوتی کہ فسخ ہوگیا یا تاخیر پڑ گئی۔ پس الہام کے مقابلہ میں ایسا اجتہاد بلکہ محض پیش بندی کا خیال ہرگز قابل پذیرائی نہیں ہے۔ سنتے ہو یا نہیں؟

مولوی محمد احسن صاحب نے اس تاویل میں تو نکاح کے فسخ کا پہلو اختیار کیا ہے مگر دوسری تاویل میں نکاح کو بحال رکھ کر یہ تاویل کی ہے کہ خواب میں نکاح دیکھنا بڑے منصب پر دلالت کرتا ہے

نتیجہ یہ کہ مرزا کو بڑا منصب عطا ہوا کہ مرزا کے مرنے کا ذکر تمام اخباروں میں ہوا۔

(ریویو آف ریلی جنز، بابت جولائی ۱۹۰۸ء۔ص ۲۵۳)

بے حیائی تیرا آسرا۔ ناظرین! بغور دیکھیں کہ دجالی پارٹی کیسی کیسی حرکت مذبوحی کرتی ہے کہا ں الہام اور کہاں خواب اور کہاں تعبیر آج تک تو دجال اکبر مخالفوں کو کہتا رہا کہ میری اس پیش گوئی کے منتظر رہو اسکے اجزاء الگ الگ کر کے مزے لیتا رہا (دیکھو شہادت القرآن ص ۸۰۔۸۱) اس کے عزیزوں کو خطوط لکھتا رہا۔ یہاں تک لکھا کہ اگر یہ واقع نہ ہوا یعنی نکاح نہ ہوا تو میں ہر بد سے بدتر ٹھہرونگا۔ (ضمیمہ انجام آتھم۔ص ۵۴)

مگر آخر مولوی محمد احسن صاحب امروہی کی زبانی بات کھلی تو یہ کہ یہ ایک خواب تھا جس کو عربی میں احلام کہتے ہیں مگر ہم اس کے ساتھ اضغاث کا لفظ بڑھا کر اضغاث احلام نام رکھتے ہیں بس اب اتنی ہی نزاع باقی ہے سو اس کے ثبوت کے لئے ہم مفصلہ ذیل حوالے پیش کرتے ہیں۔

جون ۱۹۰۵ء میں مرزا صاحب پر سوال وارد ہوا کہ آپ کی آسمانی منکوحہ کا نکاح دوسری جگہ ہوا تو آپ نے فرمایا: (دیکھو الحکم ۳۰ جون ۱۹۰۵ء ص ۲) وحی الٰہی میں یہ نہیں تھا کہ دوسری جگہ بیاہی نہیں جائے گی بلکہ یہ تھا کہ ضرور ہے کہ اول دوسری جگہ بیاہی جائے سو یہ ایک پیش گوئی کا حصہ تھا کہ دوسری جگہ بیاہی جانے سے پورا ہوا۔ الہام الٰہی کے لفظ یہ ہیں سیکفیکھم اللہ و یردھا الیک۔ یعنی خدا تیرے ان مخالفوں کا مقابلہ کریگا اور وہ جو دوسری جگہ بیاہی جائے گی خدا پھر اس کو تیری طرف لائیگا

جاننا چاہیے کہ ردّ کے معنی عربی زبان میں یہ ہیں کہ ایک چیز ایک جگہ ہے اور وہاں سے چلی جائے اور پھر واپس لائی جاوے پس چونکہ محمدی ہمارے اقارب میں سے بلکہ قریب خاندان میں سے تھی۔ یعنی میری چچا زاد ہمشیرہ کی لڑکی تھی۔ یعنی احمد بیگ کی پس اس صورت میں رد کے معنی اس پر مطابق آئے پہلے وہ ہمارے پاس تھی پھر وہ چلی گئی اور قصبہ پٹی میں بیاہی گئی اور وعدہ یہ ہے کہ پھر وہ نکاح کے تعلق سے واپس آئے گی سو ایسا ہی ہوگا۔

مرزائیو ایمان سے کہنا اگر ہم کہیں کہ: من چہ گویم تنبورہ من چہ گوید

تو تم لوگ خفا تو نہ ہو گے۔ خیر یہ تو تاویلات ان دو ماتحتوں (اڈیٹر بدر اور احسن صاحب) کی تھیں۔اب سنئیے خلیفہ حکیم نورالدین کی آپ جو فرماتے ہیں وہ ایک نرالی ادا ہے۔ کیوں نہ ہو، آخر آپ ہیں کون؟

خلیفہ صاحب نے آیات قرآنی جن میں بنی اسرائیل کو ان کے سلف کی بدکاریوں پر الزام دیئے گئے ہیں پیش کر کے لکھا ہے کہ اب تمام اہل اسلام کو جو قرآن مجید پر ایمان لائے اور لاتے ہیں ان آیات کا یاد دلانا مفید سمجھ کر لکھتا ہوں کہ جب مخاطبت میں مخاطب کی اولاد مخاطب کے جانشین اور اس کے مماثل داخل ہو سکتے ہیں تو احمد بیگ کی لڑکی یا اس لڑکی کی لڑکی کیا داخل نہیں ہو سکتی اور کیا آپ کے علم فرائض میں بنات البنات کو حکم بنات نہیں مل سکتا؟ اور کیا مرزا کی اولاد مرزا کی عصبہ نہیں۔ میں نے بارہا میاں محمود کو کہا کہ اگر حضرت کی وفات ہو جائے اور یہ لڑکی نکاح میں نہ آوے تو میری عقیدت میں تزلزل نہیں آ سکتا پھر یہی وجہ بیان کی و الحمد لله رب العالمین ۔

(ریویو آف ریلی جنز۔ جولائی۔۱۹۰۸ء۔ص ۲۷۹)۔

ناظرین یہ ہے رأس المجانین کی مجنونانہ بڑ۔ بہرحال اس میں حکیم صاحب کو تسلیم ہے کہ نکاح فسخ نہیں ہوا حالانکہ پہلے دو وکیلوں نے فسخ پر زور دیا تھا۔ خیر اس کے جواب میں ہم اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے بلکہ ان کے حضرت اقدس کی کی ہوئی سناتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت دجال اکبر اس پیشگوئی کے ذکر میں لکھتے ہیں:

جب یہ پیش گوئی (نکاح والی) معلوم ہوئی...تو اس کے بعد اس عاجز کو ایک سخت بیماری آئی یہاں تک کہ موت کو سامنے دیکھ کر وصیت بھی کر دی گئی تب میں نے اس پیش گوئی کی نسبت خیال کیا کہ شاید اس کے اور معنی ہوں گے جو میں سمجھ نہیں سکا تب اسی حالت قریب الموت میں مجھے الہام ہوا الحق من ربك فلا تكونن من الممترين ۔یعنی یہ بات تیرے رب کی طرف سے سچ ہے تو کیوں شک کرتا ہے۔ سو اس وقت مجھ پر یہ کھلا کہ کیوں خدا تعالیٰ نے اپنے رسول کریم کو قرآن کریم میں کہا کہ تو شک مت کر سو میں نے سمجھ لیا کہ درحقیقت یہ آیت ایسے نازک وقت سے خاص ہے جیسے یہ وقت تنگی اور ناامیدی کا میرے پر ہے۔(ازالہ اوہام۔ص ۳۹۸)

ناظرین! بغور دیکھئے کہ ان دو خبطیوں کی تحریروں میں کہاں تک موافقت ہے۔ بڑا خبطی تو اس پیش گوئی کو ایسا یقینی جانتا ہے کہ سخت بیماری میں بذریعہ الہام متنبّی کیا جاتا ہے کہ شک نہ کر تیرا نکاح ضرور ہوگا۔ بھلا اگر یہ مراد ہوتی کہ مرزا کی اولاد، در اولاد کا مسماۃ مذکور کی اولاد، در اولاد سے نکاح ہو گا تو مرزا کو مرنے کے وقت اس پیش گوئی کی فکر کیوں ہوئی۔

مرزائیو! عقل کے دشمنوں! سنتے ہو؟ آؤ ہم تمہیں اور بھی کچھ سنائیں۔ گو ہم جانتے ہیں کہ تمہارے کان تو ہیں، مگر تم سنتے نہیں۔ تاہم غور سے سنو۔ دجال اکبر اس نکاح والی پیش گوئی کی شہادت میں بزعم خود جناب رسالت مآب ﷺ کی حدیث شریف پیش کرتا ہے۔ غور سے سنو۔ لکھتا ہے کہ:

اس پیش گوئی کی تصدیق کے لئے جناب رسول اللہ ﷺ نے بھی پہلے سے ایک پیش گوئی فرمائی ہے کہ یتزوج و یولد لہ یعنی وہ مسیح موعود بیوی کرے گا اور نیز وہ صاحب اولاد ہوگا۔ اب ظاہر ہے کہ تزوج اور اولاد کا ذکر کرنا عام طور پر مقصود نہیں کیونکہ عام طور پر ہر ایک شادی کرتا ہے اور اولاد بھی ہوتی ہے اس میں کچھ خوبی نہیں بلکہ تزوج سے مراد خاص تزوج ہے جو بطور نشان ہوگا۔ اور اولاد سے مراد وہ خاص اولاد ہے جس کی نسبت اس عاجز کی پیش گوئی موجود ہے گویا اس جگہ رسول اللہ ﷺ ان سیہ دل منکروں کو ان کے شبہات کا جواب دے رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ یہ باتیں ضرور پوری ہوں گی۔ (ضمیمہ انجام آتھم۔ ص۵۳)

مرزائیو! الیس فیکم رجل رشید ۔ کیا تم میں کوئی بھی بھلا آدمی نہیں جو اتنا تو سوچے کہ بڈھے خبطی نے اس پیش گوئی کے متعلق کیسی کیسی تشریحیں کر کے تمہارے لئے کیسے کیسے گڑھے کھود رکھے ہیں اور یہ راس المجانین تمہیں کس قعر جہنم میں ڈال رہا ہے۔ تمہارا گروہ جس پیش گوئی کو اپنی ذات خاص کے لئے کہتا ہے، اس سے اولاد ہونے کا امیدوار ہے، بلکہ اپنی امیدواری پر حدیث کو شہادت میں پیش کرتا ہے، خلیفہ صاحب اس کو اینچ پینچ کر کے اس کی اولاد در اولاد کو بھی شریک کرتے ہیں۔ پھر ایک طرف ہی وسعت نہیں کرتے بلکہ دونوں طرف یعنی مرزا کی اولاد در اولاد میں سے کوئی اور مسماۃ کی اولاد در اولاد میں سے کسی وقت کسی کی شادی ہو جائے گی۔ واہ

سبحان اللہ! یہی معنی ہیں

ایں کرامت ولی ما چہ عجب
گربہ شاشید گفت باراں شد

او مرزائیو! آؤ ہم تمہیں ایک اور بات سنائیں۔ سنو قادیانی کرشن کیا کہتے ہیں: ملہم سے زیادہ کوئی الہام کے معنی نہیں سمجھ سکتا اور نہ کسی کا حق ہے جو اسکے مخالف کہے۔ (تتمہ حقیقۃ الوحی۔ ص ۷)

پس اب تم خود ہی سوچ لو کہ یہ دونوں بلکہ تینوں (اڈیٹر بدر، احسن امروہی اور راس المجانین) تم کو مرزا کے خلاف تاویلیں سنا سنا کر کس گڑھے میں گرا رہے ہیں۔ تم اگر سچے مرزائی ہو تو ان کی ایک نہ سنو، بلکہ مرزائی الہامات کے وہی معنی صحیح سمجھو جو خود اعلیٰ حضرت (مرزا قادیانی) نے کئے ہیں۔

(مرقع قادیانی۔ اکتوبر ۱۹۰۸ء)

منکوحہ آسمانی در صحیفہ محبوبیہ

۱۹۰۸ء مرزا غلام احمد قادیانی کی بے نیل و مرام موت کے بعد حکیم نورالدین بھیروی ان کے جانشین ہوئے۔ ۱۹۰۹ء میں حیدر آباد دکن میں سیلاب آیا تو حکیم صاحب نے اس سیلاب کو مرزا صاحب قادیانی کی پیش گوئی قرار دیا اور نظام دکن کو قادیانیت قبول کرنے کی دعوت دیتے ہوئے صحیفہ آصفیہ کے نام سے ایک رسالہ مرتب کیا۔ حضرت شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ نے اس رسالے کا جواب دیتے ہوئے مرزا صاحب کی منکوحہ آسمانی والی پیش گوئی پر بھی بحث کی اور لکھا:

آغاز کتاب (صحیفہ محبوبیہ) میں حوالہ منقولہ از رسالہ شہادت القرآن میں (مرزا صاحب قادیانی کی) تین پیش گوئیوں کا ذکر ہے۔ ایک کا بیان تو ہو چکا، دوسری کا بیان شروع ہوتا ہے۔

دوسری پیش گوئی سے ہماری مراد اس جگہ منکوحہ آسمانی والی ہے جس کے متعلق مرزا صاحب قادیانی نے بڑی تفصیل سے مزے لے لے کر الگ الگ اجزاء بتلائے ہیں۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں:

اس (پیش گوئی متعلقہ نکاح آسمانی) کے اجزاء یہ ہیں:

ا۔ کہ مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری تین سال کی میعاد کے اندر فوت ہو۔

۲۔ اور پھر داماد اس کا جو اس کی دختر کلاں کا شوہر ہے اڑھائی سال کے اندر فوت ہو۔

۳۔ اور پھر یہ کہ مرزا احمد بیگ تا روز شادی دختر کلاں فوت نہ ہو۔

۴۔ اور پھر یہ کہ وہ دختر بھی تا نکاح اور تا ایام بیوہ ہونے اور نکاح ثانی کے فوت نہ ہو۔

۵۔ اور پھر یہ کہ یہ عاجز بھی ان تما واقعات کے پورے ہونے تک فوت نہ ہو۔

٦۔ اور پھر یہ کہ اس عاجز سے نکاح ہو جاوے۔

اور ظاہر ہے یہ تمام واقعات انسان کے اختیار میں نہیں۔ (شہادت القرآن۔ص ۸۱)

(یہاں مرزا صاحب قادیانی نے یہ نہیں بتایا کہ، تا اس نئی بیوی سے ان کی اولاد نہ ہو جائے۔ کیونکہ مرزا صاحب کی پیش گوئی موجود تھی کہ نصرت بیگم کے بعد بھی مبارک خواتین سے ان کا نکاح ہوگا اور اولاد ہوگی۔ بہاء)

اس پیش گوئی کی میعاد سہ سالہ پوری ہوگئی اور مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی جان ضغطے میں آئی تو آپ بڑی خفگی کے لہجے میں معترضین کو ڈانٹ بتلاتے ہیں۔ چنانچہ آپ کے الفاظ طیبہ یہ ہیں:

سو چاہیے تھا کہ ہمارے نادان مخالف انجام کے منتظر رہتے اور پہلے ہی اپنی بد گوہری ظاہر نہ کرتے۔ بھلا جس وقت یہ ساری باتیں پوری ہو جائیں گی تو کیا اس دن یہ احمق مخالف جیتے ہی رہیں گے اور کیا اس دن یہ تمام لڑنے والے سچائی کی تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے نہیں ہو جائیں گے۔ ان بے وقوفوں کو کوئی بھاگنے کی جگہ نہیں رہے گی اور نہایت صفائی سے ناک کٹ جاوے گی اور ذلت کے سیاہ داغ ان کے منحوس چہروں کو بندروں اور سؤروں کی طرح کر دیں گے۔

سنو! اور یاد رکھو! کہ میری پیش گوئیوں میں کوئی ایسی بات نہیں کہ جو خدا کے نبیوں اور رسولوں کی پیش گوئیوں میں ان کا نمونہ نہ ہو۔ بے شک یہ لوگ میری تکذیب کریں۔ بے شک گالیاں دیں۔ لیکن اگر میری پیش گوئیاں نبیوں اور رسولوں کی پیش گوئیوں کے نمونہ پر ہیں تو ان کی تکذیب انہیں پر لعنت ہے۔ چاہیے تھا کہ اپنی جانوں پر رحم کریں اور روسیاہی کے ساتھ نہ مریں۔ کیا یونس کا قصہ

انہیں یاد نہیں کہ کیونکر وہ عذاب ٹل گیا جس میں کوئی شرط بھی نہ تھی اور اس جگہ تو شرطیں موجود ہیں۔ اور احمد بیگ کے اصل وارث جن کی تنبیہ کے لئے یہ نشان تھا اس کے مرنے کے بعد پیش گوئی سے ایسے متاثر ہوئے تھے کہ اس پیش گوئی کا نام لے لے کر روتے تھے اور پیش گوئی کی عظمت دیکھ کر اس گاؤں کے تمام مرد وعورت کانپ اٹھے تھے اور عورتیں چیخیں مار کر کہتی تھیں کہ ہائے وہ باتیں سچ نکلیں ۔ چنانچہ وہ لوگ اس دن تک غم اور خوف میں تھے جب تک ان کے داماد سلطان محمد کی میعاد گزر گئی پس اس تاخیر کا یہی سبب تھا جو خدا کی قدیم سنت کے موافق ظہور میں آیا۔ خدا کے الہام میں جو توبی تو بی ان البلاء علی عقبك ۱۸۸۶ء میں ہوا تھا اس میں صریح شرط توبہ کی موجود تھی۔ اور الہام کذ بوا بآ یا تنا اس شرط کی طرف ایماء کر رہا تھا۔ پس جب کہ بغیر کسی شرط کے یونس کی قوم کا عذاب ٹل گیا تو شرطی پیش گوئی میں ایسے خوف کے وقت میں کیوں تاخیر ظہور میں نہ آتی ۔ یہ اعتراض کیسی بے ایمانی ہے جو تعصب کی وجہ سے کیا جاتا ہے۔ میں نے نبیوں کے حوالے بیان کر دیئے ، حدیثوں اور آسمانی کتابوں کو آگے رکھ دیا ، مگر یہ نابکار قوم ابھی تک حیا اور شرم کی طرف رخ نہیں کرتی ۔ یاد رکھو کہ اس پیش گوئی کی دوسری جزء (یعنی آسمانی نکاح کی تنفیذ) پوری نہ ہوئی تو میں ہر یک بد سے بدتر ٹھہرونگا۔ اے احمقو! یہ انسان کا افتراء نہیں ۔ یہ کسی خبیث مفتری کا کاروبار نہیں۔ یقیناً سمجھو کہ یہ خدا کا سچا وعدہ ہے۔ وہی خدا جس کی باتیں نہیں ٹلتیں ۔ وہی رب ذوالجلال جس کے ارادوں کو کوئی روک نہیں سکتا۔ اس کی سنتوں اور طریقوں کا تم میں علم نہیں رہا اس لئے تمہیں یہ ابتلاء پیش آیا۔ (ضمیمہ انجام آتھم ۔ ص ۵۳ ۔ ۵۴)

اسی مقام کے حاشیہ پر مزید تائید کے لئے مرزا صاحب قادیانی یہ بھی فرماتے ہیں:

اس پیش گوئی کی تصدیق کے لئے جناب رسول اللہ ﷺ نے بھی پہلے سے ایک پیش گوئی فرمائی ہے کہ یتزو ج و یو لد له یعنی وہ مسیح بیوی کرے گا اور نیز وہ صاحب اولاد ہوگا۔ اب ظاہر ہے کہ تزوج اور اولاد کا ذکر کرنا عام طور پر مقصود نہیں کیونکہ عام طور پر ہر ایک شادی کرتا ہے اور اولاد بھی ہوتی ہے، اس میں کچھ خوبی نہیں ، بلکہ تزوج سے مراد وہ خاص تزوج ہے جو بطور نشان ہوگا اور اولاد

سے مراد وہ خاص اولاد ہے جس کی نسبت اس عاجز کی پیش گوئی موجود ہے۔ گویا اس جگہ رسول اللہ ﷺ ان سیاہ دل منکروں کو ان کے شبہات کا جواب دے رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ یہ باتیں ضرور پوری ہوں گی۔ (حاشیہ ص ۵۳ ضمیمہ انجام آتھم)

ناظرین! عبارات مرقومہ بالا میں کوئی تاویل ہوسکتی ہے؟ صاف صاف الفاظ میں اظہار مدعا ہے اور کھلے کھلے لفظوں میں لکھا ہے کہ ایسا نہ ہونے سے میں تمام بدوں سے بدترین ہونگا۔

زندگی میں وعدے تو ہوتے رہے مگر آخر بقول: بکری کی ماں کب تک خیر منائے گی؟ خاتون معلومہ ابھی تک (یعنی ۱۹۰۹ء میں) زندہ سلامت ہے اور مرزا صاحب قادیانی ہمیشہ کے لئے تشریف لے گئے۔ مرزا جی کے دوستو! مرزا صاحب قادیانی کا حوالہ مذکورہ بالا:

میں ہر ایک بد سے بدتر ٹھہروں گا۔

دیکھ کر ہمارے ساتھ یہ کہنے میں اتفاق کر سکتے ہو کہ

ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا مرے حق میں
زلیخا نے کیا خود پاک دامن ماہ کنعاں کا

ناظرین! مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو آپ لوگ الہامی نہیں مانتے، نہ مانیں مگر ان کی لیاقت اور ہوشیاری کی تو آپ کو داد دینی ہوگی خصوصاً جب ہم ان کے واقعات آپ لوگوں کو بتلاویں گے تو انکار کی گنجائش نہ ہوگی۔

مرزا صاحب قادیانی نے دیکھا کہ باوجود میرے مختلف حیلوں کے نکاح میں کامیابی نہیں ہوئی ،تو آپ نے ایک اور چال نکالی۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں:

احمد بیگ کے مرنے سے بڑا خوف اس کے اقارب پر غالب آ گیا، یہاں تک کہ بعض نے ان میں سے میری طرف عجز و نیاز کے ساتھ خط بھی لکھے کہ دعا کرو۔ پس خدا نے انکے اس خوف اور اسقدر عجز و نیاز کی وجہ سے پیش گوئی کے وقوع میں تاخیر ڈال دی (حقیقت الوحی۔ص ۱۸۷)

اس مقام میں تو تاخیر ہی لکھی، مگر کتاب مذکور کے خاتمہ تک پہونچتے ہوئے آپ کے قوی بھی

غالباً کمزور ہوگئے ہوں گے اس لئے اس کتاب کے تتمہ میں آپ یوں گویا ہوئے کہ:

یہ امر کہ الہام میں یہ بھی تھا کہ اس عورت کا نکاح آسمان پر میرے ساتھ پڑھایا گیا، یہ درست ہے مگر جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اس نکاح کے ظہور کے لئے جو آسمان پر پڑھا گیا خدا کی طرف سے ایک شرط بھی تھی جو اسی وقت شائع کی گئی تھی اور وہ یہ کہ ایتها المرأة توبی توبی فان البلاء علی عقبك پس جب ان لوگوں نے اس شرط کو پورا کر دیا تو نکاح فسخ ہو گیا یا تاخیر میں پڑ گیا۔ (تتمہ حقیقت الوحی۔ص ۱۳۳۔۱۳۴)

اللہ اکبر! کہاں اتنا زور کہ اس کے عدم وقوع پر میں (مرزا غلام احمد قادیانی فرماتے ہیں کہ میں) ہر ایک بد سے بدتر ہونگا، پھر اسی پر قناعت نہیں بلکہ حضور سید الانبیاء ﷺ فداہ ابی و امی کی ذات والا صفات پر بھی بہتان لگانے کی کوشش کی کہ آپ نے بھی اس نکاح کی بابت پیش گوئی فرمائی ہوئی ہے جس کا آخر نتیجہ یہ ہوا کہ: نکاح فسخ ہو گیا یا تاخیر میں پڑ گیا۔

سبحان اللہ! اسی کو کہتے ہیں: کوہ کندن وکاہ برآوردن

حکیم نورالدین صاحب! آپ تو حکیم ہیں، مولوی ہیں، مناظر اور مصنف ہیں، کیا ایسی ہی پیش گوئیوں سے مخالفوں پر حجت قائم ہو سکتی ہے؟ کہ ایک وقت میں تو بڑے زور شور سے کہا جاوے کہ یہ ہوگا، وہ ہوگا، نہ ہو، تو میں ہر ایک بد سے بدتر ہوں گا، مگر آخر کار خاتمہ اس پر ہو کہ یہ حکم منسوخ یا ملتوی ہو کر بعد موت منسوخ ہی ٹھہرا۔ سچ ہے

اذا غدرت حسناء اوفت بعهدها
ومن عهدها الا یدوم لها عهد

ہاں یاد آیا کہ حکیم نورالدین صاحب اس نکاح کو نہ منسوخ کہتے ہیں نہ ملتوی، بلکہ اس کی ایک اور ہی تاویل کرتے ہیں۔ چنانچہ آپ کے الفاظ یہ ہیں:

اے مردہ دل مخوش پئے ہجو اہل دل
جہل و قصور تست نفہمی کلام شاں

ایک لڑکی کے متعلق کہ اس سے آپ کی شادی ہوگی، اور ایک عورت سے زلازل کے پہلے ایک لڑکا ہوگا، اور پانچویں اولاد کی بشارت پر جو اعتراض ہیں ان کا لـلـه و بالله قرآنی جواب یہ ہے کہ کتب سماویہ کا طرز ہے کہ مخاطب سے گاہے خود مخاطب ہی مراد ہوتا ہے اور گاہے وہ اور اس کا جانشین (جانشین تو حکیم صاحب تھے، تو کیا حکیم صاحب بھی اس پیش گوئی میں شامل تھے؟ حکیم صاحب کی تو مرزا صاحب کے بعد محمدی بیگم یا کسی بھی دیگر خاتون سے شادی نہ ہوئی۔ بہاء) اور اس کی اولاد بلکہ اس کا مثیل مراد ہوتا ہے مثلاً اللہ تعالیٰ زمانہ نبوی میں فرماتا ہے اقیمو ا الصلوۃ و آتو الزکوۃ ۔ اس حکم الٰہی میں خود مخاطب اور ان کے مابعد کے لوگ شامل ہیں جو ان مخاطبین کی مثل ہیں۔

(اس کے بعد قرآنی تمثیلات دے کر لکھتے ہیں) اب تمام اہل اسلام کو جو قرآن کریم پر ایمان لائے اور لاتے ہیں ان آیات کا یاد دلانا مفید سمجھ کر لکھتا ہوں کہ جب مخاطبت میں مخاطب کی اولاد، مخاطب کے جانشین، اور اس کے مماثل داخل ہو سکتے ہیں تو احمد بیگ کی لڑکی یا اس لڑکی کی لڑکی کیا داخل نہیں ہوسکتی۔ اور کیا آپ کے علم فرائض میں بنات البنات کو حکم بنات نہیں مل سکتا؟ اور کیا مرزا کی اولاد مرزا کی عصبہ نہیں؟ میں نے بارہا عزیز میاں محمود کو کہا کہ اگر حضرت (مرزا قادیانی) کی وفات ہو جائے اور یہ لڑکی نکاح میں نہ آئے تو میری عقیدت میں تزلزل نہیں آسکتا۔ پھر یہی وجہ بیان کی۔

و الحمد لله رب العالمین۔ (ریویو آف ریلیجنز۔ جلد ۷ نمبر ۷ ص ۲۷۶۔۲۷۹)

ماشاءاللہ! کیا معقول جواب ہے۔ مطلب اس کا یہ ہے کہ قیامت تک مرزا جی کی اولاد میں سے یا افراد امت میں سے کسی کا آسمانی منکوحہ کی اولاد در اولاد سے نکاح ہو گیا تو بھی پیش گوئی سچی ہے۔ کیوں نہ ہو، آخر آپ حکیم ہیں فعل الحکیم لا یخلوا عن الحکمة ۔ اس جواب کی معقولیت میں تو شک نہیں، مگر افسوس ہم اس کے سمجھنے ہی سے قاصر نہیں بلکہ الہامی تصریحات کے بھی اس کو خلاف پاتے ہیں۔ مرزا صاحب قادیانی کا قول ہم پہلے نقل کر آئے ہیں کہ یہ نکاح میری زندگی میں ہوگا بلکہ یہ بھی لکھا ہے کہ بموجب حدیث شریف اس زوجہ سے میری اعجازی اولاد ہوگی۔ ہاں یہ بھی مرزا جی کا قول ہے کہ: ملہم سے زیادہ کوئی الہام کے معنی نہیں سمجھ سکتا۔ اور نہ کسی کا حق ہے جو اس کے

مخالف کہے۔ (تتمہ حقیقت الوحی۔ص ۷)

اسی اصول کے مطابق آپ (یعنی حکیم نورالدین) نے ۱۹۰۷ء میں بمقام لاہور آریہ کانفرنس میں مرزا جی کے مضمون میں الہاموں کا ترجمہ کرتے ہوئے مکرر سہ کرر کہا تھا کہ میرا ترجمہ کسی طرح حجت نہیں ہوگا بلکہ اصل ترجمہ وہی ہوگا جو صاحب الہام کرے گا۔ جب ترجمہ کرنے میں آپ کو یہ خوف دامن گیر ہوا اور آپ نے باوجود عربی دانی کے اپنے ترجمہ کو بھی ہیچ قرار دیا تو اب آپ کو یہ حق کس نے دیا کہ آپ صاحب الہام کی تصریح کے مخالف تشریح اور تفسیر کریں؟

حکیم صاحب! آیئے! میں آپ کو مرزا صاحب کا ایک اور کلام سناؤں۔ افسوس آپ قادیان میں رہ کر مرزا قادیانی کے ارشادات سے محروم رہتے تھے اور ہم دور رہنے والے مستفیض ہوتے تھے۔

مرزا صاحب کی زندگی میں یہ سوال پیش ہوا تھا۔ پس وہ سوال اور مرزا جی کا جواب سنئے۔ غور سے نہیں بلکہ ایمان سے خدا کو حاضر و ناظر جان کر سنئیے۔ ۳۰ جون ۱۹۰۵ء کے اخبار الحکم میں مرزا جی کا ایک خط کسی کے جواب میں چھپا ہے اس میں مذکور ہے:

اعتراض پنجم: مسماۃ محمدی کو دوسرا شخص نکاح کر کے لے گیا۔ اور وہ دوسری جگہ بیاہی گئی۔

الجواب: وحی الٰہی میں یہ نہیں تھا کہ دوسری جگہ بیاہی نہیں جائے گی بلکہ یہ تھا کہ ضرور ہے کہ اول دوسری جگہ بیاہی جائے سو یہ پیش گوئی کا حصہ تھا کہ دوسری جگہ بیاہی جانے سے پورا ہوا۔ الہام الٰہی کے یہ لفظ ہیں سیکفیکھم اللہ و یر د ھا الیك ۔یعنی خدا تیرے ان مخالفوں کا مقابلہ کرے گا اور وہ جو دوسری جگہ بیاہی جائے گی خدا اس کو تیری طرف لائے گا۔ جاننا چاہیے کہ رد کے معنی عربی زبان میں یہ ہیں کہ ایک چیز ایک جگہ ہے اور وہاں سے چلی جاوے اور پھر واپس لائی جاوے۔ پس چونکہ محمدی اقارب میں بلکہ قریب خاندان میں سے تھی یعنی میری چچازاد ہمشیرہ کی لڑکی تھی اور دوسری طرف قریب رشتہ میں ماموں زاد بھائی کی لڑکی تھی یعنی احمد بیگ کی۔ پس اس صورت میں رد کے معنی اس پر مطابق آئے کہ پہلے وہ ہمارے پاس تھی۔ اور پھر وہ چلی گئی اور قصبہ پٹی میں بیاہی گئی۔ اور وعدہ یہ ہے کہ پھر وہ نکاح کے تعلق سے واپس آئے گی۔ سو ایسا ہی ہوگا (الحکم مذکور کالم ۲ص ۲)

مرزا جی کے دوستو! عبارت مرقومہ بالا غور سے سمجھو اور یہ نہ سمجھو کہ ہم تمہارے داؤ گھات سے بے خبر ہیں۔ ہم سچ کہتے ہیں کہ ہم تمہارے رازوں سے اس قدر واقف ہیں کہ تم کو اس کا علم نہیں

نہیں معلوم تم کو ماجرائے دل کی کیفیت
سنائیں گے تمہیں ہم ایک دن یہ داستان پھر بھی

منکوحہ آسمانی اور منشی اللہ دتا

جھنگ سے منشی اللہ دتا صاحب

کرشن قادیانی کا دعویٰ نبوت ورسالت

کے زیر عنوان لکھتے ہیں:

(قادیانی) اربعین نمبر۳ کے صفحہ ۲۳ میں ہے: و ما ارسلنا ك الا ر حمة للعا لمين۔

صفحہ ۲۵ پر اس کا ترجمہ ہے: ہم نے دنیا پر رحمت کے لئے تجھے (اے مرزا) بھیجا ہے۔

مرزا صاحب قادیانی بذریعہ الہام بمقابلہ آیت قرآن محمد ﷺ کی طرح رحمت للعالمین ہونے کے بھی مدعی ہیں۔ شاید وہ طاعون وغیرہ کی پیش گوئیاں بھی اسی واسطے کرتے ہیں۔

اربعین نمبر۳ صفحہ ۳۶ میں ہے: و ما ينطق عن الهوى ان هو الا و حی یو حی،

صفحہ ۳۷ میں ترجمہ ہے: اور یہ (مرزا) اپنی طرف سے نہیں بولتا جو کچھ کہتے ہیں یہ خدا کی وحی ہے۔

قرآن مجید میں جیسا رسول خدا ﷺ کی ہر بات کو خدا تعالیٰ کی وحی کہا گیا ویسا ہی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی بذریعہ الہام ہر ایک بات کو خدا کی وحی کہتے ہیں مگر: چہ نسبت خاک را با عالم پاک

منشی اللہ دتا صاحب مزید لکھتے ہیں:

اب میں مرزا صاحب قادیانی کے مریدوں سے چند سوالوں کے جوابوں کا طلب گار ہوتا ہوں۔

اے مرزائیو! اگر مرزا صاحب قادیانی کا یہ دعویٰ کہ: میری ہر بات خدا تعالیٰ کی وحی ہے،

تمہارے نزدیک درست ہے،تو سوال یہ ہیں:

ازالہ اوہام کے صفحہ ۳۲ میں مرزا صاحب قادیانی لکھتے ہیں کہ عنقریب تمام ہندو مسلمان ہو جائیں گے۔ایک ہندو بھی تمہیں دکھائی نہیں دے گا۔

(بوقت تحریر مضمون ہذا) اس بات کو عرصہ گیارہ بارہ سال کا گذر چکا ہے۔

۱:اس عرصہ میں خاص قادیان میں کتنے ہندو مسلمان ہوئے ہیں؟

۲:اور تمام ہندوستان کے ہندوؤں کے مسلمان ہونے میں کتنا عرصہ باقی ہے؟

ازالہ اوہام کے صفحہ ۳۹۶ میں مرزا صاحب قادیانی لکھتے ہیں:

۱۸۸۷ء میں مجھ کو الہام ہوا کہ مرزا احمد بیگ کی دختر کلاں تمہارے نکاح میں آوے گی۔

اور ازالہ اوہام صفحہ ۳۹۸ میں لکھا ہے کہ:

سخت بیماری کی حالت میں میرے دل میں پہلے الہام کے باعث یہ خیال ہوا کہ اب تک مرزا احمد بیگ کی لڑکی سے میرا نکاح کیوں نہ ہوا،شائد پہلا الہام میں نے غلط سمجھا ہے،تو دوسرا الہام ہوا الحق من ربك فلا تكونن من الممترين یعنی یہ بات تیرے رب کی طرف سے سچ ہے اور تو کیوں شک کرتا ہے۔

۳۔آسمانی فیصلہ (جو ۲۷ دسمبر ۱۸۹۱ء کی تصنیف ہے) میں،مرزا صاحب قادیانی یوں لکھتے ہیں:

اشتہار دہم جولائی ۱۸۸۷ء کی پیش گوئی کا انتظار کریں (یاد رہے کہ یہ اشتہار دہم جولائی ۱۸۸۸ء کا ہے اور مرزا صاحب یا ان کے کاتب نے اسے دہم جولائی ۱۸۸۷ء لکھ دیا۔بہاء) جس کے ساتھ یہ بھی الہام ہے

و يسئلو نك ا حق هو قل اى و ر بى انه الحق و ما انتم بمعجز ين۔

زو جنا كها لا مبد ل لكلما تى۔

و ان يروا آ يا ته يعر ضوا و يقو لوا سحر مستمر۔

اور تجھ سے پوچھتے ہیں کہ کیا یہ بات سچ ہے۔کہہ ہاں مجھے اپنے رب کی قسم ہے کہ یہ سچ ہے۔اور تم اس بات کو وقوع میں آنے سے نہیں روک سکتے۔ہم نے خود اس سے تیرا عقد نکاح باندھ دیا ہے۔

میری باتوں کو کوئی بدلا نہیں سکتا۔ اور نشان دیکھ کر منہ پھیر لیں گے اور قبول نہیں کریں گے اور کہیں کہ یہ کوئی پکا فریب یا پکا جادو ہے

(اس کے بعد مرزا صاحب قادیانی نے درج ذیل ہندسے لکھے ہیں:

۲۸-۲۷-۱۴-۲-۲۶-۲-۳۸-۱-۲۳-۱۵-۱۱

۱-۲-۲۷-۱۴-۱۰-۱-۲۸-۲۷-۴۷-۱۶-۱۱-۳۴-۱۴-۱۱-

۷-۱-۵-۳۴-۲۳-۳۴-۱۱-۱۴-۷-۲۳-۱۴-۱۰-۱-

۱۴-۵-۲۸-۷-۳۴-۱-۷-۳۴-۱۱-۱۶-۱-۱۴-۷-۲-۱-۷-۵-۱-۱۴-۲-

۱۴-۲-۲۸-۱-۷-

والسلام علی من فهم اسرا ر نا و اتبع الهدی)(نشان آسمانی)(بہاء)

۴: اگر سچ مچ ہی خداتعالی نے مرزا صاحب قادیانی کا نکاح اس عورت کے ساتھ باندھ دیا تھا تو پھر بغیر طلاق اور بغیر موت مرزا صاحب اس عورت کی شادی دوسرے شخص کے ساتھ کیوں ہوئی؟

۵۔ اور اس عورت کی شادی ہو جانے کے بعد مرزا قادیانی نے اشتہار میں ظاہر کیا کہ مجھے الہام ہوا ہے کہ اس عورت کا خاوند (سلطان محمد) ماہ نومبر ۱۸۹۴ء تک مر جائے گا۔ مگر یہ بھی غلط نکلا کیونکہ آسمانی منکوحہ کا دوسرا خاوند (یعنی سلطان محمد) میعاد مقررہ کے اندر فوت نہ ہوا، بلکہ وہ اب تک (۱۹۰۵ء کی بات ہے) خدا کے فضل سے زندہ ہے۔

۶۔ اور اربعین نمبر۲ میں جس کو مرزا قادیانی نے ۱۹۰۰ء میں تصنیف کیا ہے، لکھتے ہیں کہ یر د ها اليك

اور حاشیے میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں: یـر د ها اليك سے صاف ظاہر ہے کہ ایک مرتبہ اس عورت کا جانا اور واپس آنا شرط ہے۔، مرزا غلام احمد قادیانی نے ۱۲ برس کے عرصہ میں ایک عورت کے شوق میں چند الہام لکھے جو غلط ہی نکلے، ناحق صادق خدا پر جھوٹ بولا۔ (ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۸۔۱۵ ستمبر ۱۹۰۵ء ص ۹)

منکوحہ آسمانی اور شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسری (۱)

شیخ الاسلام مولانا ابو الوفاء ثناء اللہ امرتسریؒ

کرشن قادیانی اور پنڈت گردھاری لال

کے زیر عنوان لکھتے ہیں:

آج ہم ان دونا مور مخبروں کی خبر رسالہ کا مقابلہ ذرا تفصیل سے کرنا چاہتے ہیں اس مقابلہ میں جہاں ان دونوں کی باہمی نسبت معلوم ہو سکے گی اس خیال خام کا دفعیہ بھی ہو جائے گا جو بعض لوگ اپنی نادانی سے کرشن قادیانی کو بھی نجومی سمجھ کر ان کے الہاموں کو القاء الہی تو نہیں مگر منجموں کی سی خبر مظنو نا لصدق مانا کرتے ہیں ہمارے خیال میں مرزا صاحب کو منجم کہنا بالکل غلط ہے بلکہ مرزا صاحب قادیانی کو نجوم کے کوچہ سے بھی واقفی نہیں۔ناظرین ذرا تفصیل سے سنیں۔

ماہ فروری کے متعلق پنڈت گردھاری لال لاہوری نے اپنی جنتری میں مندرجہ ذیل احوال لکھے ہیں:

اس ماہ کی ۱۴،۱۶ کو آسمان ابر محیط اور ۱۴،۲۰، ۲۱ کو آسمان ابر محیط بادل کی گرج اور خفیف بارش، اور ۲۷، ۲۸ کو آسمان گرد آلود ہوگا۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جن دنوں کو پنڈت جی نے شمار میں نہیں لیا ان دنوں میں یہ کیفیت پیدا نہیں ہوگی۔یعنی ۱۷، ۱۸ کو نہ تو بارش ہوگی نہ ابر محیط ہوگا حالانکہ ۱۷، ۱۸ کو پنجاب میں بڑے زور کی بارش ہوئی ۱۹ کو بجائے خفیف بارش کے سخت بارش ہوئی اور ایسے سخت اولے پڑے کہ کوئی فرد انسانی ایسا نہ ہوگا جو حواس باختہ نہ ہوا ہو۔۲۰، ۲۱، ۲۷، ۲۸ کو آسمان بالکل صاف رہا اور دھوپ خوب چمک کر لگی جس سے فرمان قرآنی صاف ثابت ہو گیا لا یعلم الغیب الا اللہ یعنی اللہ کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا۔لیکن باوجود اس کے ہم پنڈت جی کی اس امر میں داد دیتے ہیں کہ وہ اپنی پیش گوئیوں کو کھلم کھلا پبلک میں شائع کر دیتے ہیں تا کہ ہر ایک کو رائے لگانے کا موقع مل سکے۔پھر مزید قابل داد بات یہ ہے کہ اس پیشگوئی کو اپنی حساب دانی کا نتیجہ بتلاتے ہیں نہ کہ الہام ربانی یا القاء رحمانی مگر ہمارے کرشن جی کہتے تو سب کچھ ہیں مگر ہوتا کچھ بھی نہیں۔ایک تو آپ کے الہامات بھی تمام کے تمام سبحان اللہ کیا کہتے ہیں، کسی استاد نے جو اپنے محبوب سے درخواست کی ہے

مجھ کو محروم نہ کر وصل سے او شوخ مزاج
بات وہ کہہ کہ نکلتے رہیں پہلو دونوں

وہ درخواست شاید کرشن جی نے کہیں سن لی ہے اس لئے جو بات ہے گول ہے جو ادا ہے نرالی ہے

بلا سے کوئی ادا ان کی بدنما ہو جائے
کسی طرح سے تو مٹ جائے ولولہ دل کا

نمونہ کے طور پر ہم اس جگہ مرزا صاحب کرشن قادیانی کا ایک بڑا زبردست الہام پیش کرتے ہیں جس کو وہ بار بار اپنے لئے سند لایا کرتے ہیں۔ آپ کا الہام ہے شاتان تذبحان یعنی دو بکریاں ذبح کی جائیں گی۔ ایک زمانہ تھا جب آپ کے فرضی خسر یعنی آسمانی منکوحہ کے والد جس کے ساتھ آپ کا نکاح آسمان پر ہو چکا ہے مگر آج تک باوجود صدہا کوششوں کے ہنوز یہی کہتے ہیں:

جدا ہوں یار سے ہم اور نہ ہوں رقیب جدا
ہے اپنا اپنا مقدر جدا نصیب جدا

یعنی مرزا احمد بیگ مرحوم جب مر گئے، تو اپنے رسالہ ضمیمہ انجام آتھم میں اس الہام کے معنی اور تفسیر اور تشریح خود یہ کی کہ:

دو بکریاں ذبح کی جائیں۔ پہلی بکری سے مراد مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری ہے اور دوسری بکری سے مراد اس کا داماد (جس سے کرشن جی کی آسمانی منکوحہ بیاہی ہوئی ہے) ہے۔ (انجام آتھم ضمیمہ صفحہ ۵۷)

(مرزا صاحب قادیانی کی پوری عبارت یوں ہے:

و ان لم یعصمك الناس فیعصمك الله من عنده و یعصمك الله من عنده و ان لم یعصمك الناس۔ و اذ یمکر بل الذی کفتر۔ اوقد لی یا ھا ما ن۔ لعلی اطلع الی اله موسی و انی لا ظنه من الکا ذ بین۔ تبت یدا ابی لھب و تب۔ ما کا ن ان ید خل فیھا ا لا خا ئفاً۔ و ما اصا بك فمن الله۔ الفتنة ھھنا فاصبر کما صبر او لو العزم۔ ا لا انھا فتنة من الله لیحبّ حبا جماً۔ حبّا من الله العزیزا لا کر م۔ عطاءً غیر مجذوذ۔ شا تا ن تذ بحا ن۔ و کل من علیھا فا ن...

ترجمہ از مرزا قادیانی۔ یعنی خدا تجھے بچائے گا اگر چہ لوگ نہ بچائیں۔ میں پھر کہتا ہوں کہ خدا تجھے بچائے گا اگر چہ لوگ نہ بچائیں۔ وہ زمانہ یاد کر کہ جب ایک شخص تجھ سے مکر کرے گا اور اپنے رفیق ہامان کو کہے گا کہ فتنہ انگیزی کی آگ بھڑکا۔ اس جگہ فرعون سے مراد شیخ محمد حسین بٹالوی ہے اور ہامان سے مراد نومسلم سعد اللہ ہے۔ اور پھر فرمایا کہ وہ کہے گا کہ میں اس کے خدا کی حقیقت معلوم کرنا چاہتا ہوں اور میں اس کو جھوٹا سمجھتا ہوں۔ یعنی با خدا ہونے کا دعوی سراسر کذب ہے، کوئی تعلق خدا تعالی سے نہیں۔ اور پھر فرمایا کہ یہ فرعون ہلاک ہو گیا اور دونوں ہاتھ اس کے ہلاک ہو گئے یعنی یہ شخص ذلیل کیا جائے گا اور

ہاتھ جو کسب معاش کا ذریعہ ہیں نکمے ہو جائیں گے یعنی اس پر فقر و فاقہ کی مصیبت نازل ہوگی اور اپنے مقاصد میں ناکام رہے گا اور رسوا ہو جائے گا۔ اور پھر فرمایا کہ اس شخص کے دعوی اسلام اور مولویت کے لائق نہ تھا کہ تکفیر اور تکذیب پر جرأت کرتا اور اس نازک مقدمہ میں چالاکی کے ساتھ دخل دیتا۔ ہاں یہ چاہیے تھا کہ صحت نیت اور خوف دل کے ساتھ اپنے شکوک رفع کراتا۔ اور پھر فرمایا کہ اس شخص کے منصوبوں سے جو کچھ تجھ کو ضرر پہنچے وہ خدا تعالی کی طرف سے ہے اور جب یہ تکفیر اور تکذیب کرے گا تو اس وقت ملک میں ایک بڑا فتنہ برپا ہوگا۔ وہ فتنہ انسان کی طرف سے نہیں بلکہ تیرے خدا نے یہی چاہا تا وہ تجھ سے نہایت درجہ کی محبت کرے کیونکہ ہر ایک اصطفاء ابتلاء کے بعد ہوتا ہے۔ خدا کی محبت بڑے قدر کے لائق ہے کیونکہ وہ سب پر غالب اور سب سے زیادہ کریم ہے۔ پس جس سے وہ محبت کرے گا اس کی تمام امیدیں کامیابی کا انجام رکھتی ہیں اور اس کی یہ عطا غیر منقطع ہے۔ اس کے بعد یوں ہوگا کہ دو بکریاں ذبح کی جائیں گی۔ پہلی بکری سے مراد میرزا احمد بیگ ہوشیار پوری ہے اور دوسری بکری سے مراد اس کا داماد ہے۔ اور پھر فرمایا کہ تم سست مت ہو اور غم مت کرو کیونکہ ایسا ہی ظہور میں آئے گا۔ کیا تو نہیں جانتا کہ خدا ہر یک چیز پر قادر ہے اور پھر فرمایا کہ ہم نے تجھے کھلی کھلی فتح دی ہے یعنی کھلی کھلی فتح دیں گے تا کہ تیرا خدا تیرے اگلے پچھلے گناہ بخش دے یعنی کامل عزت اور قبولیت عطا کرے کیونکہ خدا تعالی کا تمام گناہ کا بخش دینا اس محاورہ پر استعمال کیا جاتا ہے کہ وہ اعلی درجہ پر راضی ہو جائے اور پھر فرمایا کہ خدا اپنے بندے کے لئے کافی ہے۔ وہ اس کو ان تمام الزاموں سے بری کرے گا جو اس پر لگائے جاتے ہیں اور وہ بندہ خدا کے نزدیک وجیہہ ہے۔

ان پیش گوئیوں میں علاوہ اور پیش گوئیوں کے جو ان کے ضمن میں بیان کی گئیں دو بکریوں کے ذبح ہونے کی پیش گوئی احمد بیگ اور اس کیداماد کی طرف اشارہ ہے۔ الخ۔ انجام آتھم ضمیمہ۔ ص ۵۵-۵۷) (احمد بیگ تو چلو مر گیا، اور یوں مرزا صاحب کی ایک بکری ذبح ہوگئی، لیکن دوسری بکری یعنی اس کا داماد سلطان محمد تو تقسیم ہند تک زندہ رہا اور مرزا صاحب اور ان کے مریدوں کے سینوں پر مونگ دلتا ہے۔ اگر کوئی یہ کہے کہ تقسیم ہند ہی بعد سہی، مر تو گیا، اور یوں پیش گوئی پوری ہوگئی۔ تو ظاہر ہے کہ ایسی جاہلانہ باتوں کا کوئی جواب نہیں ہوسکتا؟ بہاء)

(شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں) باوجود اس تشریح اور تفسیر کے ناظرین حیران ہوں گے کہ کرشن جی (یعنی مرزا قادیانی) انہی دو بکریوں کو اپنے دو کامل مریدوں پر لگاتے ہیں جو (بقول ان کے) کابل میں مروائے گئے تھے چنانچہ کتاب تذکرۃ الشہادتین کے صفحہ ۶۷ پر لکھتے ہیں:

ذکر اس پیش گوئی کا جو براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۱۱ میں درج ہے مع اس پیش گوئی کے جو براہین کے صفحہ ۵۱۰ میں مندرج ہے یعنی وہ پیش گوئی جو صاحبزادہ مولوی محمد عبداللطیف اور میاں عبدالرحمٰن کی شہادت کی نسبت ہے اور وہ پیش گوئی جو میرے محفوظ رہنے کی نسبت ہے واضح ہو کہ براہین احمدیہ

کے صفحہ پانچ سودس اور صفحہ پانچ سو گیارہ میں یہ پیش گوئیاں ہیں:

و ان لم يعصمك الناس يعصمك الله من عنده يعصمك الله من عنده و ان لم يعصمك الناس شا تا ن تذ بحا ن.

اس پیش گوئی کے متعلق آپ نے اسی کتاب کے صفحہ ۷۰ پر یوں لکھا ہے کہ:

یہ پیش گوئی مولوی عبداللطیف صاحب اور ان کے شاگرد عبدالرحمٰن کے بارے میں ہے

چہ دلا ور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

حیرانی ہے کہ مرزا جی کے الہاموں کو کوئی دوسرا شخص کیا سمجھ سکتا ہے جب کہ خود بدولت کو بھی ان کی سمجھ نہیں۔ اگر ہے تو دانستہ اپنے دام افتادہ حمقاء کی آنکھوں میں مٹی نہیں، کنکر ڈالتے ہیں۔

مرزائیو! ایمان سے کہنا جب ضمیمہ انجام آتھم میں تم نے ان دو بکریوں کو خریدا تھا تو اس وقت ان کے داموں میں تم مرزا احمد بیگ وغیرہ کو دے کر سبک دوش ہو گئے تھے۔ مگر تمہیں کیا معلوم تھا کہ یہ دو بکریاں تم لوگوں کو ایسی گراں بہا پڑیں گی کہ یہ دام تمہارے دیئے ہوئے ردی ہو جائیں اور تم کو اس کی قیمت میں اور دوڈبل دینے ہوں گے۔ ابھی کیا معلوم آئندہ کو کہاں تک نوبت پہنچے

ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا ــــ آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

لطیفہ یہ ہے کہ پہلی دو بکریاں یعنی مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری اور اس کا داماد (مرزا سلطان محمد) آپ کے مخالف ہیں، مگر دوسری دو بکریاں آپ کی مرید ہیں۔ اور الہام کی گولائی دونوں کو سما سکتی ہے۔ کیوں نہ ہو:

لطف پر لطف ہے املاء میں میرے یار کے یار
حائے حطی سے گدح لکھتا ہے ھوز سے ہمار

کرشن پینتھیو! بتلا سکتے ہو کہ یہ الہام دیوانہ کی بڑ سے کچھ زیادہ وقعت رکھتے ہیں:

اگر اب بھی نہ تم مانو تو پھر تم سے خدا سمجھے،

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۸ مارچ ۱۹۰۷ء ص ۱۔۲)

منکوحہ آسمانی اور شیخ الاسلام ثناءاللہ امرتسری (۲)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ:

مرزا قادیانی کا انتقال

کے زیر عنوان لکھتے ہیں:

اگر بمرد عدو جائے شادمانی نیست
کہ زندگانیء ما نیز جاودانی نیست

شعر مذکور میں جو اخلاقی تعلیم دی گئی ہے وہ اس موقعہ کے لئے ہے جب کسی شخص کی دشمنی کسی سے ذاتی عناد اور شخصی بغض پر ہو لیکن جس شخص سے عداوت کی بنا مذہبی اختلاف یا اس کا دینی فساد ہو اس کی نسبت خوشی کرنے سے قانون اور شریعت منع نہیں کرتی۔ اس لئے حدیث شریف میں آیا ہے کہ ابوجہل کے مرنے کے موقع پر حضور پیغمبر خداﷺ نے فرمایا تھا: مات فرعون هذه الامة یعنی امت محمدیہ کا فرعون مر گیا قرآن مجید میں کفار کی ہلاکت پر فرمایا گیا ہے

فقطع دابر القوم الذين ظلموا فالحمد لله رب العالمين.

اس لحاظ سے آج کوئی شخص مرزا صاحب کے انتقال پر خوشی کرے تو کوئی ایسا قابل ملامت نہیں مگر ہم کو مرزا صاحب کے انتقال پر اس لئے خوشی نہیں بلکہ ایک اور وجہ سے ہے کہ مرزا صاحب قادیانی نے خاص میرے متعلق ایک اشتہار دیا تھا جو مرزا صاحب قادیانی اور مجھ ہی میں نہیں بلکہ مرزا صاحب کے تمام مشن کے فیصلے کے متعلق کافی ہے۔

اشتہار کا مضمون کسی شرح یا حاشیہ کا محتاج نہیں بلکہ اپنا مضمون آپ صاف بتلاتا ہے کہ مرزا صاحب اور ثناءاللہ میں سے جو پہلے مرے گا وہ خدا کے نزدیک جھوٹا ہے۔

گو اس قاعدہ کو خاکسار نے تسلیم نہ کیا ہو مگر مرزا صاحب پر تو اس اشتہار سے اقبالی ڈگری ہے بلکہ

ایجاد کردہ اصول ہے پس اس اصول کو مدنظر رکھ کر ناظرین کو ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کا واقعہ سناتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت قادیانی جو حرم محترم کی علالت کی وجہ سے لاہور تبدیل آب و ہوا کے لئے گئے ہوئے تھے ۲۶ مئی کو خود ہی علیل ہو کر چند گھنٹوں میں راہی ملک بقا ہوئے۔

راوی کا بیان ہے کہ میں نے اسٹیشن لاہور پر حکیم نورالدین کو کہتے سنا کہ مرض اسہال سے مرے ہیں ۔۴ بجے صبح کے مرض لاحق ہوا۔ ۶ بجے زبان بند ہوگئی۔ دس بجے انتقال ہوگیا۔

معتقدین کی آنکھوں میں اندھیرا ہوگیا۔ اور مخالفین کو خوشی ہوئی کیوں نہ ہو جب کہ دنیا کا عام قاعدہ ہی یہ ہے جو عرب کے مشہور شاعر متنبّی نے کہا ہے:

بـــذا قـــضـــت الا یـــا م مـــا بیـــن اھـلـھـــا

مـــصـــائـــب قـــو م عـــنـــد قـــو م فـــوا ئـــد

یعنی دنیا میں دستور ہی چلا آیا ہے کہ ایک قوم کی مصیبت پر دوسری قوم کو فوائد ہوتے ہیں۔ افسوس کہ میں اس روز اعظم گڈھ سے امرتسر کو آتا ہوا ریل کے سفر میں تھا ورنہ عجب نہیں کہ جس وقت جنازہ آپ کا اسٹیشن امرتسر پر آیا تھا، خاکسار بلند آواز سے کہتا کہ:

عاشق کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے نکلے

اور آپ کے خلیفہ راشد حکیم نورالدین صاحب کو مرزا جی کا اشتہار (آخری فیصلہ۔ اپریل ۱۹۰۷ء) دکھا کر پوچھتا کہ مرزا صاحب نے جلدی کیوں کی ابھی تو میں زندہ ہوں پھر وہ کیوں چل دیئے ایسے بے وفائی بھی کیا۔ ایسے مسیح ایسے مہدی ایسے کرشن ایسے ابن اللہ اور یہ بے مروتی۔ آہ

قتل عاشق کسی معشوق سے دور نہ تھا

پر ترے عہد سے پہلے تو یہ دستور نہ تھا

الحمد للہ کہ مرزا صاحب میرے مقابلہ پر اپنے کذب اپنے افتراء اپنے دجل غرض اپنے ہمہ صفات موصوف ہونے پر مہر کر گئے جس کی بابت میں ان کا مشکور ہوں اور اس احسان کے عوض میں ان کے لئے دعا کرتا ہوں

بخش دے اس بت سفاک کو اے داور حشر
خون خود مجھ میں نہ تھا خون کا دعوی کیسا

ہاں یاد آیا کہ مرزا صاحب کے انتقال کے وقت سے یہی نہیں کہ بموجب اشتہار مرقومہ آپ کے مشن اور آپ کی نبوت کو صدمہ پہنچا بلکہ کئی ایک اور اسباب بھی ایسے جمع ہو گئے ہیں جو فرداً فرداً قادیانی مشن کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔

منجملہ آسمانی منکوحہ کا نکاح ایک عظیم الشان امر ہے جس کی تفصیل یہ ہے کہ مرزا صاحب کی برادری میں ایک لڑکی تھی جس کا والد ہوشیار پور کا رہنے والا تھا اسکے والد کو مرزا صاحب نے پیغام نکاح دیا مگر بوجوہات مختلفہ ورا ثان معصومہ نے انکار کر دیا۔اس پر مرزا صاحب نے ان کو دھمکایا کہ اگر تم نے اس لڑکی کو اور کسی جگہ بیاہ دیا، تو یہ بیوہ ہو کر بھی میرے پاس آئے گی۔ چنانچہ رسالہ کرامات الصادقین کے اخیر صفحہ پر لکھا

قال و بموت بعلها و ابو ها اله ثلث سنه من يو م النكا ح ثم نر دها اليك بعد مو تهما

میرے خدا نے مجھے بذریعہ الہام کہا ہے کہ اس عورت کا خاوند اور باپ یوم نکاح سے تین سال تک مر جائیں گے اور ان کے مرنے کے بعد اس عورت کو ہم تیری (مرزا کی) طرف پھیر لائیں گے۔

اس پیشین گوئی کے متعلق جب کبھی سوال ہوا تو یہی جواب ملا کہ میں کیا مر گیا ہوں۔ میری زندگی میں ضرور مسمات مذکورہ میرے نکاح میں آئے گی۔ مگر افسوس کہ آج اس امید کا بھی خاتمہ ہو گیا اور مرزا صاحب یہ شعر پڑھتے ہوئے تشریف لے گئے

جدا ہوں یار سے ہم اور نہ ہوں رقیب جدا
ہے اپنا اپنا مقدر جدا نصیب جدا

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۵ جون ۱۹۰۸ء۔ ۵ جمادی الاول ۱۳۲۶ھ۔ ج ۵ نمبر ۳۱۔ ص ۱۔۲)

منکوحہ آسمانی اور ابوالمسیح احمد دین سیالکوٹی

مولانا مولوی ابوالمسیح احمدالدین سیالکوٹی ایک مکتوب بنام حکیم نورالدین میں لکھتے ہیں:

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔

میرے قدیم مکرم ومعظم مولوی نورالدین صاحب بعد ماوجب۔

مرزا صاحب کی وفات پراز آفات وممات مملواز حسرات پر میرے سامنے آپ کا بت کھڑا ہوگیا اُس وقت جو مکالمہ ہوا وہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے اور آپ سے استفسار کیا جاتا ہے کہ آیا واقعی اُس بت نے جو جواب دیئے وہ آپ کے ہی ہیں یا نہیں۔ قبل اس کے کہ میں مکالمہ بیان کروں اپنا نام وپتہ بتانا اور اُس خواب کا جو آپ نے بمقام جموں میرے پاس بیان کیا تھا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ میرا نام احمد دین ہے۔ کنیت میری ابوالمسیح ہے۔ سیالکوٹ کا رہنے والا ہوں۔ صدر کچہری ضلع سیالکوٹ میں ایک مثل خوان ہوں بس اتنا ہی پتہ کافی ہے۔ ہاں جب مسیح (اللھم اعذنا شرہ) پیدا ہوا تھا یعنی مدعی مسیحیت بنا تھا اُس وقت بھی میں نے سخت مخالفت کی تھی، اور آپ سے خط وکتابت ہوئی تھی۔ اب پھر جب وہ مر گیا ہے تو پھر آپ ہی سے اُس کے متعلق کارسپانڈنس شروع کی جاتا ہے للعلك تزكى او تذكر فتنفعك الذكرى آپ کا خواب یہ تھا:

”میں دیکھتا ہوں کہ مسلمانوں کی جماعت ایک صاف سیدھی سڑک کے اوپر جا رہی ہے میں بھی اُس جماعت کے ساتھ ہوں اور سڑک پر آرام وسلامتی سے جا رہا ہوں میں نے اپنے دائیں بائیں طرف جو نظر اٹھائیں تو کیا دیکھتا ہوں کہ جنگل بیاباں اور لق ودق سنسان میدان پڑا ہے میں نے ارادہ کیا کہ اس ویرانہ کی سیر بھی کروں چنانچہ اُس سیدھی سڑک سے نیچے اتر کر میں ویرانہ میں چلا گیا مگر اپنی نظر بار بار اُس صراط مستقیم پر چلنے والے قافلہ کی طرف ڈالتا ہوں جب ذری دور فاصلہ پر چلا جاتا ہوں تو پھر جھٹ سے قافلہ سے آملتا ہوں۔ جنگل کی سیر بھی کرتا جاتا ہوں اور دل میں یہ خطرہ بھی ہے کہ خدانخواستہ کہیں قافلہ سے بالکل الگ نہ ہو جاؤں اور جنگلی درندے نہ پھاڑ کھائیں۔

غرض کہ جب میں دیکھتا ہوں کہ اب قافلہ سے بہت پیچھے رہ گیا ہوں اور خطرناک حالت ہو چلی ہے تو اُس دم جنگل کا راستہ چھوڑ کر ہمہ تن اس طرف مصروف ہو جاتا ہوں کہ قافلہ کو جا پکڑوں چنانچہ میں بفضلہٖ تعالیٰ اس قافلہ کے ساتھ جاملتا ہوں اسی طرح کرتا چلا جاتا ہوں کبھی جنگل میں نکل جاتا ہوں اور کبھی پھر قافلہ کو آملتا ہوں۔غرض اسی تگاپو میں تھا کہ جاگ اٹھا۔‘‘

یہ ہے آپ کا خواب جس کے الفاظ خاص خاص تو آپ کے ہیں اور باقی میری بہر حال مطلب وہی ہے جو آپ نے بیان کیا تھا۔ میں نے آپ سے اس خواب کی تعبیر پوچھی تو آپ نے فرمایا کہ میں فرقہ اہل السنۃ کے ساتھ ہی انشاء اللہ تعالیٰ جنت میں جاؤنگا۔ گو کبھی کبھی اہل السنۃ کی راہ چھوڑ کر دل سے نہیں بلکہ صرف ظاہری طور پر۔ اہل ضلالت کا راستہ بھی اختیار کر لیتا ہوں بہر حال نتیجہ نیک ہے کیوں کہ نیت صحیح ہے۔

میں نے اُسی دم آپ سے کہا تھا کہ مولانا صاحب ممکن ہے کہ آپ عین اُس حالت میں جب جنگل میں سیر کر رہے ہوں آپ کو کوئی درندہ اچانک قابو کر لیوے اور آپ اُسی جنگل میں ہلاک ہو جاویں اور قافلہ آپ کی کچھ بھی مدد نہ کر سکے۔ بہتر یہ ہے کہ آپ اپنے اُس خواب سے یہ سبق حاصل کریں کہ آپ جنگل کی سیر کا خیال تک نہ کریں اور ہر دم صراط مستقیم پر چلنے والے قافلہ کے ساتھ ساتھ رہیں۔

بہر حال میں آپ کی خواب کے نتیجہ کی انتظار میں تھا کہ آپ بفضلہٖ تعالیٰ اس مسیح کاذب (جو بلا شک وشبہ وادی ضلالت کا رہبر کامل تھا) کے جنگل اور اُس جنگل کے سبز باغ کو دیکھ دیکھ کر حیران نہ ہوں گے بلکہ اپنی خواب کے موافق اُسکی تبعیت چھوڑ کر اہل السنۃ کی شمولیت کو اپنا فرض عین سمجھیں گے مگر افسوس ’’مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی‘‘ میں نے آپ کی خواب کا دوسرا پہلو اختیار کیا اور سمجھ بیٹھا کہ بس آپ گئے اور سیدھی سڑک پر اب آنے کی توفیق آپ کو نہ ملے گی۔ الحمد للہ کہ مسیح کاذب ٹھیک سنۃ اللہ کے مطابق اپنی جھوٹی پیشگوئیاں بدستور سابق ادھوری نامکمل اور جھوٹی کی جھوٹی چھوڑ کر مرگ مفاجات اور اپنی منہ مانگی بیماری ہیضہ سے بفحوائے آیت لا یستطیعون توصیة ولا الی اھلھم یرجعون مر گیا اور ان دنیوی فانی آرام و آسائش کو چھوڑ کر عذاب خلد و آلام جاودانی کا شکار ہو گیا۔ آپ میرے پرانے مہربان اور سچ پوچھو تو میں واقعی دل سے آپ کا خیر خواہ ہوں گو آپ کی نجات سے مایوس ہو گیا تھا مگر اب پھر امید بندھ گئی ہے کیوں کہ آپ کے بت نے مجھ

سے گفتگو کر کے میری مایوسی دور کر دی ہے۔ مکالمہ یہ ہے:

احمد: ارے بت! تو مجھے بتا تو سہی کہ احمد بیگ کی دختر مرزا صاحب کے نکاح میں کسی حالت میں بھی نہیں آئی۔ مرزا جھوٹا ہے یا سچا۔

بت: میں ملہم نہیں ہوں الہام کے الفاظ کے معنی ملہم ہی بتا سکتا ہے۔

احمد: ملہم درگور ہے۔ اب ہم تو اُس سے پوچھ نہیں سکتے۔ یہ تو نکیرین کا کام ہے۔

بت: مگر الہام میں صاف درج ہے کہ ہم نے اُس عورت کے ساتھ تیرا نکاح کر دیا اور ظاہر ہے کہ یہ نکاح آسمان پر ہوا تھا نہ کہ زمین پر۔ ملہم نے جدلی کر کے اس نکاح آسمانی کو نکاح زمینی سمجھ لیا حالانکہ آسمانی نکاح ہے۔ پس دنیا میں اگر نکاح نہ بھی ہوا تو پھر کیا ہوا۔

احمد: مرزا صاحب تو اسی دھن میں مر گئے کہ مرنے سے پیشتر کبھی نہ کبھی میرے ساتھ نکاح ہو گا۔ کیا کبھی بھی اُس کے ملہم نے اُسے یہ تنبیہ نہ کی کہ خبردار آسمانی نکاح کو زمینی نکاح مت سمجھو۔ زمینی نکاح تو کسی دوسرے شخص سے ہو گا۔ ہاں آسمان پر فرشتوں میں یہ تیری ہی زوجہ کہلاتی ہے۔

بت: یہ مرزا صاحب کی غلطی تھی۔ ہاں ایک اور مطلب بھی ہوسکتا ہے یعنی یہ کہ ہم لوگ جو مرزا صاحب کے تابع ہیں مرزا صاحب کے ناتمام کام کو تمام کریں گے۔

احمد: تو کیا تم مرزا کی آسمانی زوجہ کو جو تمہارے قول کے مطابق ام المرزائین ہے نکاح میں لانا چاہتے ہو۔

بت: ہاں انشاء اللہ تعالیٰ یہ کوئی عیب کی بات نہیں کیوں کہ فی الحقیقت فرشتوں میں وہ زوجہ مرزا صاحب ہے نہ کہ انسانوں میں۔

احمد: خیر کچھ ہی ہو ارے بت یہ تو بتا کہ یہ پیشگوئی جسے دنیا میں ہی پوری کرنے کے درپے رہتا تھا پوری ہوئی یا جھوٹی ثابت ہوئی۔

بت: مرزا صاحب کے اپنے خیال و وہم و اعتقاد کے مطابق تو واقعی جھوٹی نکلی ہے مگر جو معنی میں نے وضع کئے ہیں ان کے مطابق تو پیشگوئی ابھی پوری ہونے والی ہے گو مرزا صاحب کے بعد پوری ہو۔

احمد: اے بت اب تو توبہ کر تیرا کام یہ نہیں ہے کہ تو مرزا صاحب کی اپنی متعقد فیہ پیشگوئی کو توڑ پھوڑ کر کچھ اور کا

اور بناڈالے۔خدا کا خوف اور شرم اور انصاف کہاں ہے

بت: میری توبہ۔خدا سے ڈر کر میں کہتا ہوں کہ مرزا جھوٹا تھا مرزا جھوٹا نکلا ہے۔

احمد: وہ پانچواں پسر کہاں ہے جس کی پیشگوئی مرزا صاحب نے بڑی زور سے کی ہوئی ہے۔

بت: پانچواں چھوڑ کر اُس کا چوتھا پسر بھی مر گیا۔زیادہ کیا کہوں۔یہ بھی جھوٹی پیشگوئی نکلی مرزا نے ہمارا منہ کالا کر دیا ہے۔

احمد: ارے بت ہیضہ کی بیماری سے کون مرا کس کی زندگی میں مرا۔مولوی ثناءاللہ امرتسری یا مرزا صاحب۔

بت: اجی اب تو کچھ کہنے کی حاجت نہیں ہے۔مرزا ہی اپنے اعتقاد کے موافق صادق کی زندگی میں صادق کے سامنے ہیضہ کی بیماری سے مر گیا۔مولوی ثناءاللہ صاحب ہی صادق نکلے مرزا صاحب کاذب نکلے۔

احمد: ڈاکٹر عبدالحکیم کی پیشگوئی کی مخالفت میں مرزا صاحب پیشگوئی کی کہ خدا اپنی خدائی ظاہر کرے گا اس طرح پر کہ اُس نے میری عمر زیادہ کر دی ہے اور ڈاکٹر کی پیشگوئی کی میعاد گذار کر وہ مجھے ماریگا اور ڈاکٹر ہی کو میرے روبرو زندگی میں ذلیل وخوار کر کے ہلاک کرے گا ارے بت اب کیا ہوا۔

بت: مرزا ہی جھوٹا نکلا اب آپ مجھے چھوڑ دیں۔ہماری کمیٹی ہونے والی ہے دیکھیں وہ ان پیشگوئیوں کی کیا تاویل کرتے ہیں۔جو میرے دل نے فیصلہ کیا ہے وہ تو یہی ہے۔ہاں کمیٹی کی تاویل بھی دیکھنی ضروری ہے اُسکے فیصلہ کے بعد پھر آپ سے ملاقات ہوگی۔فقط

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۲ جون ۱۹۰۸ء ص:۷-۹)

منکوحہ آسمانی اور عبداللہ احمدی پٹیالوی

شیخ الاسلام مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ

خلیفہ قادیانی جواب دے

کے زیر عنوان لکھتے ہیں:

اخبار وطن میں ایک چٹھی چھپی ہے جو درج ذیل ہے:

ایک احمدی کا لطیف خط بخدمت جناب اڈیٹر صاحب اخبار وطن لاہور۔ تسلیم۔

بعض مخالفین جماعت احمدیہ اپنی کوتاہ نظری سے یہ اعتراض کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود مہدی معہود کی بہت سی پیش گوئیاں پوری ہونے سے رہ گئیں مگر یہ صرف جماعت احمدیہ کے نور ایمان کے امتحان کے لئے ایسا ہوا ہے کہ بعض پیش گوئیاں پوری نہیں ہوئیں اور اب حضرت خلیفۃ المسیح کے ہاتھ سے پوری ہوں گی۔ مثلاً منارہ کی تعمیر، براہین احمدیہ کی تکمیل وغیرہ۔ البتہ دو تین پیش گوئیوں کے پورا ہونے سے بحسب ظاہر کسی قدر اشکال معلوم ہوتا ہے منجملہ اس کے زلزلۃ ساعہ کی پیش گوئی ہے مگر ان معترضین کم فہم کو سمجھ لینا چاہیے کہ حضرت اقدس کا درحقیقت انتقال نہیں ہوا، اور جب یہ زلزلہ آئے گا جس کی خبر دی گئی ہے تو قبر شریف میں حضرت اقدس کو اس کا کامل احساس ہوگا۔ دوسری اہم پیش گوئی مرزا احمد بیگ کی بیٹی کے نکاح کے متعلق ہے اور غالباً یہ پیش گوئی بھی اس طرح پوری ہو جائے گی کہ حضرت حکیم الملۃ خلیفۃ المسیح مولوی نور الدین اس سے نکاح فرمائیں گے اور بفحوائے احکام سنت حضرت ام المومنین بعد انقضائے مدت عدت حضرت حکیم الملۃ خلیفۃ المسیح کے نکاح میں آ جائیں گی، اور غلام حلیم ان کے بطن سے پیدا ہوگا۔ اس طریق پر انشاء اللہ یہ پیش گوئی بھی پوری ہو کر رہے گی۔ پھر مخالفین جو خدا کی باتوں سے ٹھٹھا اور تمسخر کرتے ہیں پشیمان اور نادم ہوں گے اور ان کو خدا کی قدرت کا دوسرا ہاتھ نظر آئے گا جس کی بابت حضرت مسیح موعود نے الوصیت میں مفصل ذکر کیا ہے۔ عبد اللہ احمدی از پٹیالہ دروازہ شیرانوالہ

خلیفہ صاحب قادیانی سے استفسار ہے کہ کیا یہ تجویز صحیح ہے؟

یعنی واقعی ایسا کرنے کا آپ لوگوں کا ارادہ ہے۔ امید ہے کہ بہت جلد جواب سے اطلاع دیں گے

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۶ جون ۱۹۰۸ء مطابق ۲۶ جمادی الاول ۱۳۲۶ھ۔ ص ۹)

منکوحہ آسمانی اور عبدالعزیز قلعوی

مولانا عبدالعزیز آف قلعہ میہاں سنگھ ضلع گجرانوالہ:

قادیانی اور اس کے الہامات

کے عنوان سے لکھتے ہیں:

میں یقیناً کہتا ہوں اور حلفاً بیان کرتا ہوں کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے جس قدر الہامات مبشرہ یا منذرہ اپنی زندگانی میں بذریعہ اشتہارات یا کتب شائع کیے، وہ سب کے سب جھوٹے نکلے۔ اور کیوں نہ جھوٹے نکلتے جب کہ اللہ تعالی اپنے کلام مقدس میں فرماتے ہیں:

و قد خاب من افتری یعنی مراد کو نہیں پہنچا جس نے جھوٹ باندھا۔

چنانچہ مرزا قادیانی، مرزا احمد بیگ کی لڑکی کے نکاح کے بارہ میں نامراد رہے، اور یہ حسرت دل ہی میں لے کر چلے گئے۔ بہتیرے الہامات سنائے لیکن کوئی پورا نہ ہوا۔ پہلے آپ نے کہا تھا کہ میرا نکاح آسمان پر ہو چکا ہے اور اللہ تعالی نے مجھے بشارت دی ہے قد زو جنا کھا۔ ازاں بعد اس کے رشتہ داروں کی طرف خطوط عاجزانہ طور پر لکھتے رہے کہ میرے ساتھ محمدی بیگم کا نکاح کر دو۔ چنانچہ وہ سب خطوط کلمہ فضل رحمانی میں چھپ کر ہدیہ ناظرین ہو چکے ہیں۔

پھر جب سلطان محمد پٹی والا سے اس کا نکاح ہو گیا، تو آپ نے ایک الہام منذر شائع کر دیا جس کی یہ عبارت تھی و یموت بعلھا الی ثلاث سنین یعنی اس کا خاوند تین سال تک مر جائے گا۔

جب اس کا خاوند اللہ کے فضل سے تین سال گذار کر خوش وخرم نظر آیا، تو پھر لوگوں نے مرزا صاحب پر اعتراض کیا کہ وہ تو مرا نہیں اب کیا جواب ہے۔ تو آپ نے کہا میں ابھی زندہ ہوں اور احمد بیگ کی لڑکی بھی زندہ ہے، کسی وقت نکاح میں آ جائے گی۔ اور آپ کے مریدوں نے بھی یہی جواب معترضین کو دیئے۔ چنانچہ

میں نے ایک قصیدہ پایئہ شحنہ ہند کے ضمیمہ میں جون کے مہینہ میں طبع کرایا تھا اور یہ اعتراض کیا تھا

چرا نہ دختر احمد بہ عقد او آمد
کہ بود زوجہء سلطان مرد حقانی

تو اس کے جواب میں ایک قصیدہ الحکم اخبار میں شائع ہوا جس میں مجھے مخاطب کر کے لکھا تھا:

مسیح و دختر احمد چو زندہ اند ہنوز
چرا بعقدِ سماوی ازو بحیرانی

اب میں اس (مرزائی) شاعر سے پوچھتا ہوں کہ اب کیا حیرانی کا موقع نہیں کہ مرزا صاحب تشریف لے گئے اور نکاح میں نہ آئی؟

شاید یہ جواب دیوے کہ جب نکاح آسمان پر پڑھا ہوا ہے، تو مرزا صاحب کے گھر میں وہاں جا کر آباد ہوگی (احمد بیگ اور محمدی بیگم، مرزا قادیانی کے انکار میں مرے۔ سو وہ بقول مرزا قادیانی جہنمی ہیں۔ اور مسلمانوں کے نزدیک یعنی محمدی اور اسکے والد کے نزدیک مرزا قادیانی جہنمی ہیں، اس صورت میں دونوں کا نکاح کیونکر اور کہاں ہوگا؟ بہاء)

مجھے مرزائیوں سے سخت تعجب ہے کہ باوجود جھوٹا ہونے مرزا قادیانی کے اس کو مورد وحی والہام سمجھتے رہے بلکہ خود مرزا صاحب قادیانی اپنے آپ کو مسیح ابن مریم و امام حسین سے افضل لکھتے رہے چنانچہ آپ نے دافع البلاء میں لکھا تھا:

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو اس سے بہتر غلام احمد ہے

اور اعجاز احمدی میں یہ شعر ہے

و قالوا علی الحسنین فضل نفسہ
اقول نعم و اللہ ربی سیظہر

اور بہتیرے اشعار مرزا غلام احمد قادیانی کی کتابوں میں ہیں جن سے مرزا صاحب قادیانی کی تعلّی کا پورا پورا ثبوت ملتا ہے۔

علاوہ اسکے قرآن دانی بھی آپ پر ختم تھی۔ قرآن کی آیات کو اپنے اوپر خواہ مخواہ چسپاں کرتے تھے

۔چنانچہ قصہ ذوالقرنین کو اپنے پر لگایا۔ دیکھو لیکچر لاہور جو ستمبر میں وہاں دیا، اس میں لکھتے ہیں کہ:

خدا نے مجھے ذوالقرنین کے نام سے پکارا۔

افسوس! کیا کفار سائلین نے اس وقت حضرت محمد ﷺ سے مرزا قادیانی کی بابت سوال کیا تھا کہ بتاؤ مرزا کون ہوا؟ اور اسکا قصہ کس طرح سے ہے؟ اور اللہ تعالی نے صیغہ ماضی سے اس قصہ کو بیان کیا۔ سبحان اللہ قرآن دانی مرزا صاحب پر ختم تھی۔ جیسا مرزا غلام احمد نے قرآن سمجھا آج تک کسی نے اہل علم سے نہیں سمجھا اور ہم دعا کرتے ہیں کہ ایسی سمجھ بھی کسی کو نہ ملے۔ اگر مرزائی لوگ مرزا صاحب قادیانی کی قرآن دانی کی بابت مجھ سے سوال کریں گے تو میں اس کی تحریف اس کی کتابوں سے نکال کر پیش کر دونگا۔

ایک نظیر مجھے مرزا قادیانی کی قرآن دانی کی اور یاد آئی۔ اور وہ یہ ہے کہ دابہ کے معنی کبھی آپ نے علماء ٹھہرائے، اور کبھی دابہ کی تعبیر نبی سے کی، اور کبھی طاعون کے کیڑے سے۔

شاید آپ کے الہام کرنے والے کو پھر خیال آتا ہوگا کہ شاید یہ معنی صحیح ہوں گے یا یہ ہوں گے۔ جیسے کسی نے کسی سے پوچھا کہ آپ کیا پڑھتے ہو؟ اس نے کہا کنز (کاف پر زبر)۔ اس نے کہا غلط کہتے ہو۔ اس نے کہا کنز (کاف پر پیش) پھر اس نے ڈانٹا تو اس نے کہا کنز (ك کے نیچے زیر) ۔سو ایسا ہی مرزا صاحب قادیانی کے الہام کا حال ہے بلکہ اس سے بڑھ کر کیونکہ اس میں کنز (کاف پر زبر) تو صحیح تھا، اور اس الہام میں ایک معنی بھی صحیح نہیں۔ (ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۷ اگست ۱۹۰۸ء ص ۸)

منکوحہ آسمانی اور رفعت اللہ شاہجہانپوری

مولانا رفعت اللہ خان شاہجہان پوریؒ

مرزا کے نشانات

کے زیر عنوان لکھتے ہیں:

میرزا جی کی پیش گوئی احمد بیگ ہوشیار پوری کی لڑکی محمدی بیگم کی نسبت جو کچھ تھی، وہ ہم انہی کے

الفاظ میں لکھتے ہیں:

اور یہ نکاح تمہارے لئے موجب برکت اور ایک رحمت کا نشان ہوگا۔اور ان تمام رحمتوں سے حصہ پاؤ گے جو اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۸ء میں درج ہیں۔لیکن اگر نکاح سے انحراف کیا تو اس لڑکی کا انجام نہایت ہی برا ہوگا۔اور جس کسی دوسرے شخص سے بیاہی جائے گی وہ روز نکاح سے اڑھائی سال تک اور ایسا ہی والد اس دختر کا تین سال تک فوت ہو جائے گا۔پھر ان دنوں میں جو زیادہ تفریع اور تفصیل کے لئے بار بار توجہ کی گئی تو معلوم ہوا کہ خدا تعالی نے یہ مقرر کر رکھا ہے کہ وہ مکتوب الیہ کی دختر کلاں کو جس کی نسبت درخواست کی گئی ہے..انجام کار اسی عاجز کے نکاح میں لائے گا... اور انجام کار اس کی لڑکی کو تمہاری طرف واپس لائے گا کوئی نہیں جو خدا کی باتوں کو ٹال سکے۔

(قادیانی اشتہار ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء)

تعجب ہے کہ اس لڑکی کا نکاح بھی ہو گیا اور بیس اکیس برسیں ہونے آئیں،مگر اس کا خاوند اب تک نہ مرا،اور مرزا قادیانی کی اڑھائی سالہ الہامی پیش گوئی اب تک پوری نہ ہوئی۔جب مرزا صاحب قادیانی کی زندگی میں اعتراض کیا گیا کہ حضرت آپ کا رقیب زندہ ہے اور الہامی منکوحہ اسی کے تصرف میں ہے،تو یہ جواب دیا کہ وہ میرے نکاح میں آئے گی یہ بات ٹل نہیں سکتی۔

ایک جگہ بلکہ متعدد رسالوں اور اخباروں میں یہ خیال نہایت مضبوطی سے ظاہر کیا ہے اور یہی خیال مرزائیوں کا بھی تھا۔وہ کل عبارتیں اگر نقل کی جائیں تو ایک رسالہ چاہیے بعض قول یہاں پر نقل کرتے ہیں۔

اعتراض پنجم۔مسماۃ محمدی کو دوسرا شخص نکاح کر کے لے گیا وہ دوسری جگہ بیاہی گئی۔

جواب:وحی الہی میں یہ نہیں تھا کہ دوسری جگہ بیاہی نہیں جائے گی بلکہ یہ تھا کہ ضرور ہے کہ اول بیاہی جائے۔سو یہ ایک پیش گوئی کا حصہ تھا کہ،دوسری جگہ بیاہی جانے سے پورا ہوا۔الہام الہی کے یہ لفظ ہیں۔فسیکفیکھم اللہ و یردھا الیک یعنی خدا تیرے ان مخالفوں کا مقابلہ کرے گا اور وہ جو دوسری جگہ بیاہی جائے گی خدا بھی اس کو تیری طرف لائے گا۔(الحکم ۳۰ جون ۱۹۰۵ص ۲ کالم ۲)

والہام بکر و ثیب ۔کے معنی، خداتعالی کاارادہ ہے کہ وہ دوعورتیں تیرے نکاح میں لائے گا۔ ایک بکر ہوگی دوسری ثیب۔ (الحکم ۲۴ نومبر ۱۹۰۵ء ص ۲ کالم ۲)۔

مرزائیو! بیوہ سے مرزاصاحب قادیانی کا نکاح کب ہوا؟

ذوالفقار علی مرزائی لکھتا ہے:

نکاح میں ناکامیابی تو جب کہنا روا ہے جب فریقین میں سے کوئی مرجاوے۔

(الحکم قادیان ۱۷۔ اکتوبر ۱۹۰۵ء ص ۵)

کہو مرزائیو! اب بھی ناکامیابی ہوئی یا نہیں۔

باوجود ایسی صاف تحریروں کے مرزائی اپنی ہٹ دھرمی سے باز نہیں آتے۔ چنانچہ ایک صاحب بدر میں اس نکاح کا جواب لکھتے ہیں کہ اس پیش گوئی کے متعلق حضرت اقدس (مرزاصاحب قادیانی) نے اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں خود لکھ دیا تھا کہ خدا نے اب اس کو منسوخ کر دیا ہے۔

اول تو مرزاصاحب قادیانی کا یہ مذہب نہیں کہ وحی اور الہام میں ناسخ ومنسوخ ہوتا ہے،

دوم یہ کہ حقیقۃ الوحی مرزاصاحب قادیانی کی اخیری تصنیف ہے، جب آپ نکاح سے مایوس ہوئے تو گول مول الفاظ لکھنے لگے کہ بعد میرے مرید تاویلیں کرلیں۔

سوئم یہ کہ مرزائی بچہ نے دھوکہ دینے کو پتہ اور نشان نہ دیا کہ عبارت منقولہ کس صفحہ پر ہے کہ اس کو دیکھا جاتا۔

چہارم یہ کہ عبارت منقولہ حقیقۃ الوحی سے بھی منسوخ ہونا ثابت نہیں ہوتا، صرف اتنا ثابت کرسکتے ہیں کہ خدا کی قدرت ہے خواہ منسوخ کردے یا کسی اور وقت پر ٹال دے۔ اور یہ بھی ثابت ہوسکتا ہے کہ نکاح فسخ ہوگیا یا تاخیر میں پڑ گیا۔

ہم نے مانا خداتعالی میں قدرت تو سب طرح کی ہے، مگر وہ وعدہ کیخلاف تو نہیں کرتا۔ جب کہ خدا نے مرزا جی کا نکاح عرش پر پڑھا دیا اور الہام سے خبر دے دی تو وعدہ خلافی چہ معنی دارد۔

دوسرے یہ کہ مرزا جی کو اپنے الہام پر خود یقین نہیں، ورنہ وعدہ نکاح پر اخیر وقت تک جمے رہتے۔ یہ کیا کہ منسوخ ہو گیا ٹل گیا۔ بھلے آدمی ایک پہلو اختیار کر۔ مگر ایسی صورت میں تاویل.. کہاں۔

پنجم یہ کہ عبارت منقولہ الہامی نہیں ہے، مرزا جی کا اپنا اجتہاد ہے۔ اور نکاح کی بابت الہام۔ الہام میں شک نہیں اور اجتہاد جائز ہے۔ پھر اجتہادی عبارت سے الہام کس طرح ردّ ہو سکتا ہے۔ اور مرزا صاحب کا بھی یہ مذہب ہے۔ اگر وہ انکار کریں تو ہم ہزار موقع دکھا سکتے ہیں۔

پانچواں لڑکا:

مرزا جی کو الہام ہوا تھا کہ میرے ہاں پانچواں لڑکا ہو گا (۱۰ نومبر ۱۹۰۷ء کا الحکم دیکھو) مگر وہ ہنوز در بطن مادر کا حصہ ہے۔ اس کی بابت اڈیٹر بدر لکھتا ہے۔

> پانچویں لڑکے کے متعلق بھی حضرت اقدس (مرزا قادیانی) خود فیصلہ فرما چکے ہیں کیونکہ یہ الہام دیر سے تھا کہ خدا نے مجھے ایک پانچویں لڑکے کی بشارت دی اور جب صاحبزادہ محمود احمد کے ہاں لڑکا ہوا تو حضرت (غلام احمد قادیانی) نے فرمایا تھا کہ یہ کہ یہی وہ پانچواں لڑکا ہے کیونکہ پوتا بھی لڑکا ہی ہوتا ہے (مرزا غلام احمد کا پوتا یعنی سلطان احمد کا بیٹا عزیز احمد بھی تو موجود تھا وہ کیوں پانچواں لڑکا شمار نہیں ہوا۔ پھر اس کا باپ سلطان احمد موجود تھا، کیا وہ پانچواں لڑکا نہیں تھا۔ بات تو مرزا غلام احمد قادیانی کے لڑکوں کی تھی، نصرت بیگم کے لڑکوں کی نہیں۔ بہاء)

اس کا جواب یہ ہے کہ پوتے کو لڑکا کہنا بھی مرزا قادیانی کا اجتہاد ہے اور لڑکے کی بابت الہام تھا۔ پھر اجتہاد سے ظاہری معنوں میں کیوں تاویل کی جائے، بلکہ مرزا صاحب کے کسی دوسرے الہام سے یہ بات دکھائی جائے کہ مراد لڑکے سے پوتا ہے، تو قابل تسلیم ہو۔

اب مرزا صاحب قادیانی کی جوتیوں کے غلام جواب کم از کم اتنا تو لکھا کر کہ لکھتے وقت تیری تسکین ہو جایا کرے۔ یہ کیا ہٹ دھرمی ہے کہ جواب پر خود ہی تیرا اطمینان نہ ہو، تو دوسرے کو کیسے اطمینان ہو سکتا ہے۔ اگر مذکورہ بالا جواب پر تیرا اطمینان ہو گیا تھا، تو پھر اخیر میں عبارت ذیل کیا جھک مارنے کو لکھی تھی کہ

انشاء اللہ یہ پیش گوئی اپنے وقت پر پوری ہو گی۔

اگر پہلا جواب صحیح ہے تو اخیری قول گوزِ شتر ہے، ورنہ پہلا جواب غلط ہے۔ رہا پیش گوئی کا پورا ہونا یہ تو معلوم، مگر ہم کو شکوک ضرور پیدا ہو گئے۔ سچ کہنا کیا کچھ امید ہے یا معاملہ دیگر ہے۔

مولانا ثناءاللہ فاضل کی نسبت موت کی پیش گوئی:

مولانا ثناءاللہ صاحب کی نسبت لعنتی دجال نے لکھا تھا کہ ثناءاللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ، وہ یہ کہ مجھ میں اور ثناءاللہ میں سچا فیصلہ فرما اور سچا فیصلہ یہ کہ جو تیری (خدا) کی نگاہ میں مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں دنیا سے اٹھالے یا کسی اور نہایت سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلا کر۔

ناظرین خدالگتی کہنا، کیا یہ صاف الفاظ نہیں۔ کیا ان میں تاویل ممکن ہے۔ کیا مرزا غلام احمد قادیانی زندہ ہے۔ بولو سراٹھاؤ، کیا شیر پنجاب (ثناءاللہ) دنیا سے اٹھ گیا۔ اگر ایسا نہیں ہوا، بلکہ مرزا قادیانی فی النار ہوا، تو پھر کیوں توبہ نہیں کرتے۔ کیوں ضد پر کمر باندھی ہے۔ کیوں ہر طرح کی بے جا تاویلیں کی جاتی ہیں کہ جن کو سن کر جی متلاتا ہے، سننے والوں کو شرم آتی ہے۔ ضرورۃً ہم وہ تاویلیں جو اخبار بدر میں پیش کی گئی ہیں اپنے الفاظ میں نقل کرتے ہیں ملاحظہ ہو

نمبر۱۔ مرزا صاحب نے دعا کی تھی کہ مولوی ثناءاللہ صاحب میرے سامنے مریں گے پیش گوئی نہ تھی

نمبر۲۔ مرزا نہ ہلاک ہوئے نہ فنا۔ کیونکہ ان کا سلسلہ قائم ہے۔ ہلاک وہ ہوتا ہے جس کا سلسلہ مٹ جائے۔

نمبر۳: مولوی ثناءاللہ صاحب خود جھوٹے ہو گئے کیونکہ آپ نے مباہلہ منظور نہیں کیا تھا۔

نمبر۴۔ اڈیٹر الحکم لکھتا ہے کہ مولوی ثناءاللہ صاحب کے سب اڈیٹر نے نوٹ دیا تھا کہ جھوٹے کی عمر لمبی ہوتی ہے لہذا خدا نے موافق قول مخالف کے اس کی عمر دراز کر کے اس کو جھوٹا کر دیا،

بدر ۲۵۔ اپریل ۱۹۰۷ء میں مرزا قادیانی کہتا ہے:

ثناءاللہ کے متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے یہ دراصل ہماری طرف سے نہیں بلکہ خدا ہی کی طرف سے اسکی بنیاد رکھی گئی ہے ایک دفعہ ہماری توجہ اسکی طرف ہوئی اور رات کو توجہ اس کی طرف تھی اور رات کو الہام ہوا کہ اجیب دعوۃ الداع اذا دعان صوفیا کے نزدیک بڑی کرامت استجابت دعا ہے

(بدر مذکور۔ص ۷ کالم۲)

ناظرین عبارت مذکورہ کو دیکھ کر خود فیصلہ کر سکتے ہیں کہ مرزا صاحب قادیانی کی یہ دعا پیش گوئی ہے یا نہیں، جب خدا تعالی نے اس کے قبول کرنے کا الہام کیا تو پیش گوئی اور کیا ہوگی۔

جواب نمبر۲۔ مرزائیو کہاں تک تاویلوں سے کام لوگے۔ یاد رکھو تم تاویلیں کرتے کرتے تھک جاؤ گے، مگر ہم جواب سے نہیں رک سکتے بہتر ہے اگر تم کو لفظ ہلاک اور فنا سے نفرت ہے تو ہم یہ الفاظ نہیں لکھیں گے آ ؤ دوسرے لفظ سے فیصلہ کر لیں مرزا ہلاک ہوا نہ فنا بلکہ صادق کے سامنے دنیا سے اٹھ گیا۔ اب توبہ کرنے میں کیا عذر ہے اگر یقین نہ ہو تو دجال صاحب کا فیصلہ سنو:

جو تیری نگاہ میں حقیقت میں مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھا لے۔

او کانے دجالیو! کیا اب بھی تاویل کرو گے کیا کاذب (مرزا غلام احمد قادیانی) صادق (مولانا ثناءاللہ امرتسری) کی زندگی میں دنیا سے نہیں اٹھا۔ اگر نہیں اٹھا تو لاؤ دکھاؤ ، دنیا کے کس کونہ میں پوشیدہ ہے۔

رہا یہ فقرہ کہ جس کا سلسلہ قائم ہے وہ زندہ ہے ورنہ مردہ، بالکل غلط ہے۔ کیونکہ تمہارا پیر بار ہا لکھ چکا ہے کہ مولانا رشید احمد صاحب و مولانا سید نذیر حسین صاحب میرے سامنے جھوٹے ہو کر ہلاک ہو گئے۔ اگر تمہارا یہ اصول صحیح ہے تو پھر ہم کہہ سکتے ہیں کہ دونوں بزرگوار زندہ ہیں، ہلاک نہیں ہوئے کیونکہ اس کا سلسلہ موجود ہے، اور انشاءاللہ موجود رہے گا۔ اس صورت میں بھی مرزا غلام احمد جھوٹا ثابت ہوگا۔

جواب نمبر۳۔ یہ مسلّم ہے کہ مرزا غلام احمد نے دعا کی تھی، اور یہ بھی ہم ثابت کر چکے کہ وہ دعا بقول مرزا مقبول ہوگئی، بلکہ یہ کہ وہ خدا ہی کے حکم سے تھی۔ جب ایسا ہے تو شیر پنجاب کی منظوری یا عدم منظوری سے تعلق کیا رہا۔

یہ عجیب لطف ہے کہ مرزا قادیانی تو دعا کرے، اور صدق و کذب کا اسے معیار ٹھہرائے۔ اور پھر یہ بھی شائع کرے کہ یہ حکم خدا کی طرف سے تھا، اور میری دعا مقبول ہوگئی۔ اور خود ہی اس کی جھپٹ میں فی النار ہو جائے، مگر مرزائی بعد کو جواب دیں کہ فاضل امرتسری نے اسے منظور نہیں کیا تھا۔ تو کیا کوئی عقل مند تسلیم کر سکتا ہے کہ ایک صادق کی دعا جو قبول ہو جانے کے کاذب کے انکار سے ردّ ہو سکتی ہے۔ اور اگر فی الحقیقت وہ فیصلہ، فیصلہ نہیں رہا تھا تو بڈھے خبطی نے اعلان کیوں نہ دیا۔ کیوں مخلوق خدا کو گمراہی کے گڑھے میں جان

کرگرادیا شرم شرم شرم۔

جواب نمبر۴: یہ ہے کہ مرزا قادیانی تو لکھتا ہے کہ جھوٹے کی عمر لمبی نہیں ہوتی، اور اہل حدیث کے سب ادیٹر کا قول ہے کہ جھوٹا لمبی عمر نہیں پاتا، اور اڈیٹر الحکم کا قول ہے کہ بموجب نوٹ سب اڈیٹر اہل حدیث کے خدا نے فیصلہ کیا اور جھوٹے کی عمر دراز ہوئی۔ نتیجہ ظاہر ہے کہ مرزا قادیانی اپنے اس قول میں کہ، جھوٹے کی عمر لمبی نہیں ہوتی، جھوٹا ہوا۔ اب مرزائی سب اڈیٹر اہل حدیث کی بیعت کریں۔

سب اڈیٹر اہل حدیث کے نوٹ کو مرزا کے فیصلہ سے کوئی تعلق نہیں اول تو مرزا قادیانی تحریر کر چکا تھا کہ جو چاہو لکھو یہ فیصلہ تو آخری گویا قطعی ہے۔

دوئم یہ کہ سب اڈیٹر بھی اپنے قول میں سچا ہے کیونکہ مرزا نے بہت لمبی عمر پائی بقول مرزائیوں کے وہ ۷۵ سال کا ہو کر مرا اور عرصہ تک مخلوق کو گمراہ کرتا رہا اور مرزا بھی اپنے اس قول میں سچا ہوا کہ کاذب صادق کے سامنے فی النار ہوا۔ اور اگر. مرزائی سب اڈیٹر ہی کے نوٹ سے فیصلہ چاہتے ہیں، تو بہتر ہے چشم ماروشن دل ما شاد۔ فی الحال تو شیر پنجاب کے حلقہ بگوشوں میں داخل ہو جائیں اور آپ کے ہاتھ پر توبہ کریں جب آپ کی عمر مرزا کی طرح لمبی ہو جائے اور رسالت کا دعوی بھی کر لیں تو پھر ان کو کاذب کہہ دینا اگر ہم زندہ رہے تو تمہاری شرکت کریں گے۔ (ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۴۔ اگست ۱۹۰۸ء ص ۸۔۹)

منکوحہ آسمانی اور ڈاکٹر عبدالحکیم پٹیالوی

ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب پٹیالوی اپنے مکتوب بنام اڈیٹر اخبار اہل حدیث میں لکھتے ہیں:

جناب اڈیٹر صاحب:

تسلیم مضمون ذیل اپنے اخبار میں شائع فرما کر پبلک کو مشکور فرماویں۔ والسلام خاکسار عبدالحکیم

ایک شہاب ثاقب

اعلان الحق کی تیسری اڈیشن لکھی جا چکی، اور نصف سے زیادہ طبع بھی ہو چکی تھی کہ عزیز میاں

محمد صاحب کا خط مورخہ ۹۔اکتوبر ۱۹۰۸ء مجھے موصول ہوا، جس میں وہ لکھتے ہیں کہ آج صبح میاں منظور محمد صاحب کی بیوی کا انتقال ہوگیا جس کا نام محمدی بیگم تھا۔

یہ وہ معرکہ آراء عورت ہے جس کی نسبت مرزا غلام احمد قادیانی نے اگست ۱۹۰۶ء کے اخبارات الحکم البدر اور ریویو وغیرہ میں یہ پیش گوئی شائع کی تھی کہ اس کا ایک لڑکا ہوگا جس کے نام یہ ہیں:

۱۔عالم کباب، یعنی اس کے پیدا ہوتے ہی تمام عالم کباب ہو جائیگا، تباہ ہو جائیگا۔گویا کہ دنیا کا خاتمہ ہو جائیگا۔

۲۔شادی خان۔بشیر الدولہ۔یعنی اس کی پیدائش ہماری جماعت کے واسطے موجب شادی و ترقی دولت و اقبال ہوگی۔

۳۔کلمۃ اللہ خان، اور، اے ورڈ اینڈ ٹو گرلز۔ یعنی ایک کلمہ اور دو لڑکیاں۔

پھر مئی ۱۹۰۸ء کے اخبارات میں مرزا قادیانی نے محمدی بیگم کی نسبت یہ پیش گوئی شائع کی

حم و الکتا ب المبین

یعنی محمدی بیگم (زوجہ منظور محمد) کے وجود سے بہت سے نشانات ظاہر ہوں گے۔

مگر افسوس وہ بے وقت فوت ہوگئی۔مرزائیوں کو اس کے وجود سے کوئی نشان دیکھنے نہ ملے۔ نہ عالم کباب ہی پیدا ہوا، جس کے پیدا ہوتے ہی تمام دنیا کباب ہو جاتی، اور مرزائیوں کی فتح اور شادی ہوتی، بقول نقاش (ظفر علی خان ان دنوں نقاش کے قلمی نام سے لکھا کرتے تھے۔بہاء) یہ ایک چار نالی سرنگ تھی اور عالم کباب کا پیدا ہونا اس کو آگ دینا تھا۔بس آگ لگتے ہی یہ تمام دنیا کو اڑا دیتی اور مرزائی کل دنیا کے مالک بن بیٹھتے۔

مجھے (یعنی عبدالحکیم کو) اس عورت کی نسبت الہامات ذیل ہوئے تھے یعنی:

۱۔ مرزا قادیانی کے کنبہ میں سے ایک بڑی معرکہ آراء عورت مرے گی۔مورخہ ۷ مئی ۱۹۰۸۔

یہ الہام بہت سے اردو اخبارات میں شائع ہوا تھا مثلاً اہل حدیث پیسہ اخبار وطن، وکیل، دیش اپکارک، آریا گزٹ وغیرہ، اور میرے رسائل اعلان الحق میں بکثرت شائع ہو چکا ہے۔

۲۔۲۴مئی ۱۹۰۸ءکومیں نے ایک خواب دیکھا تھا جس میں میں نے ایک لومڑ کو مارا تھا، پھر دو چیلوں کو مارا۔ پھر الہاماً اس کی یہ تعبیر معلوم ہوئی تھی کہ لومڑ سے مراد مرزا قادیانی ہے اور دو چیلوں سے مراد ایک تو اس کی بیوی (نصرت جہان) اور دوسری عالم کباب کی ماں (محمدی بیگم زوجہ منظور محمد) ہے۔

یہ خواب معہ تعبیر الہامی پیسہ اخبار اور اعلان الحق میں بکثرت شائع ہو چکا ہے۔ ایک چیل تو مر چکی (یعنی محمدی زوجہ منظور محمد) دوسری باقی ہے۔

جولائی ۱۹۰۸ء میں مجھے مرزائیوں کی نسبت الہام ذیل بھی ہو چکا ہے:

مرزائی کارخانہ اگرچہ پہاڑ معلوم ہوتا ہے، مگر اب یہ پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر رہے گا اور ان پر ایک شہاب ثاقب گریگا۔

مئی ۱۹۰۸ء کے الہامات ہیں:

مرزائی اٹھےوے اور ہتے وے پھر رہے ہیں فبا ؤا بغضب علی غضب و للکا فرین عذا ب مهين ۔

۹۔اکتوبر کی رات کو میں نے ایک طویل خواب دیکھا جس میں میں قادیان پہنچا اور مولوی نورالدین اور چند اور مرزائیوں کو دیکھا اور ایک نہایت ہی موثر اور پرزور تقریر کی جس کا خلاصہ یہ ہے:

نورالدین سے میں نے سوال کیا کہ کیا آپ نے میرے برخلاف بددعا شائع کی ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ میں نے جواب میں کہا کہ یہ آپ نے بڑا ہی غضب ناک کام کیا۔ آپ کب تک خدا سے منقطع اور محض ایک ایک فوٹو گرافک مشین بنے رہیں گے۔

کاش اب بھی کوئی راست باز سمجھے اور مردم پرستی چھوڑ کر خدا پرستی اختیار کرے۔

و ما علینا الا البلا غ المبین ؛ خاکسار عبدالحکیم خان۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ٦ نومبر ۱۹۰۸ء ص ۵)

منکوحہ آسمانی اور ظفر علی خان

مولانا ظفر علی خان کی ایک تحریر نقاش کے قلمی نام سے ۱۹۰۷ء میں اہل حدیث کے ایک شمارے میں شائع ہوئی تھی جس میں انہوں نے افسانوی انداز میں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ورفقاء ہ کی ایک غبارے میں پرواز کا حال بیان کیا تھا۔ جب حکیم نورالدین خلیفہ قادیان گھوڑے سے گر کر زخمی ہوئے، تو حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ نے

حکیم نورالدین گھوڑے سے گرے اور نقاش کی پیش گوئی پوری ہوئی

کے عنوان سے ایک مضمون میں لکھا:

حکیم نورالدین صاحب ۱۸ نومبر کو گھوڑے پر سے گر پڑے جس سے ان کو آنکھ کے پاس سخت زخم پہنچا جس کا اقرار آپ کا خادم بدران الفاظ میں کر چکا ہے:

جناب امیر المومنین علامہ نورالدین جمعہ کے روز (۱۸ نومبر ۱۹۱۰ء) خان محمد علی خان صاحب کی کوٹھی سے واپس آتے ہوئے گھوڑی بدکنے سے الحکم پریس کے پاس نیچے آرہے ابرو کے اوپر ایک زخم آیا ہڈی پر ضرب نہیں آئی اور کچھ چوٹیں بھی لگیں۔ (بدر قادیان۔۲۴ نومبر ۱۹۱۰ء)

مرزا جی کے مرید دعوی کرتے ہیں کہ حکیم صاحب کے اس گرنے کی پیش گوئی مرزا جی نے کی تھی مگر یہ دعوی ان کا بالکل جھوٹ ہے کیونکہ وہ اس کا کوئی تحریری ثبوت پیش نہیں کر سکے۔

اب ہم بتلاتے ہیں کہ حکیم جی، مرزا جی کی پیش گوئی سے نہیں بلکہ نقاش کی پیش گوئی کی وجہ سے گرے ہیں۔ وہ پیش گوئی نقاش نے اپنے اس مضمون میں کی تھی جو اہل حدیث (امرتسر) میں، نزول مسیح قادیانی یکم اپریل ۱۹۱۰ء، کے عنوان سے ۱۹۰۷ء میں شائع ہوا تھا۔ جس میں ظاہر کیا گیا تھا کہ حکیم الامت تاریخ بالا میں غبارہ سے گریں گے اور ان کو ایسی چوٹ لگے گی کہ ان کی آنکھ زخمی ہو جائے گی۔ چنانچہ اس پیش گوئی کے اصل الفاظ یہ تھے: حکیم الامت کی آنکھ میں ایک کھپچی گھس گئی

اور ڈھیلا پچی ہو گیا (۲۸ جون۔ ۱۹۰۷ء)

گویا اس پیش گوئی اور اس کے عنوان کے الفاظ کا جامع مطلب یہ تھا کہ حکیم صاحب (۱) یکم اپریل ۱۹۱۰ء کو جب کہ حاضر باشان قادیان دارالامان ہوں گے (۲) غبارہ سے منارۃ المسیح پر اترتے ہوئے گر پڑیں گے اور اس صدمہ جانکاہ سے آپ کی ایک آنکھ نکمی (۳) ہو جائے گی۔

اب قابل غور یہ امر ہے کہ کیا نقاش کی یہ پیش گوئی واقعی پوری ہو گئی ہے، اور اسے سچی کہتے ہوئے کوئی اعتراض تو عائد نہیں ہو سکتا۔

اسکا جواب یہ ہے کہ یہ پیش گوئی منہاج نبوت مرزائیہ کے رو سے بالکل صحیح اور لاریب سچی ہے لہذا اس کی تصدیق میں مرزائیوں کو ہرگز کلام نہ ہونا چاہیے۔ غیروں کو ہو تو ہو اور نہیں کیا کوئی اپنا سر کھائے کیونکہ اس میں قابل غور (یا عوام کو اس پیش گوئی کے وقوع میں شبہ ڈالنے والے) تین امر ہیں جن پر ہم نے نمبر لگائے ہیں ۔

پس سنیئے کہ منہاج نبوت قادیانی کی رو سے پیش گوئی اگر وقت مقررہ سے پیچھے جا پڑے تو پیش گوئی کی سچائی میں کوئی نقص واقع نہیں ہوتا۔ دعوی کی دلیل یہ ہے کہ جب آتھم پندرہ ماہ کے اندر (جو قادیانی پیش گوئی میں اس کی موت کی میعاد مقرر تھی) نہ مرا اور مقررہ مدت سے دو سال بعد فوت ہوا تو مرزا جی نے اس شبہ کو یوں رفع کر دیا کہ کچھ مضائقہ نہیں آتھم پندرہ ماہ میں اگر نہیں مرا تو دو سال بعد سہی آخر مر تو گیا۔ ہماری پیش گوئی کی صحت میں اس سے کوئی حرج نہیں آیا۔ (دیکھو حقیقۃ الوحی۔ ص ۱۸۵)۔ نقاش کی پیش گوئی بھی بجائے یکم اپریل کے ۱۸۔ نومبر کو ظہور پذیر ہوئی تو کوئی عیب نہیں۔ مدت کا کیا ذکر، آخر پیش گوئی کا وقوع تو ہو گیا، خواہ ۷ ماہ بعد ہی ہوا۔

امر دوئم کی تصدیق کے متعلق قادیانی نبوت میں ہم کو جلی قاعدہ ملتا ہے کہ پیش گوئی کی ایک ٹانگ پوری ہو جائے تو ساری پیش گوئی کو سچا سمجھنا چاہیے چنانچہ جب آپ نے منکوحہ آسمانی کے باپ اور خاوند کے متعلق تین سال کے اندر اندر مرنے کی پیش گوئی شائع کی مگر اسکا خاوند اس مدت کو گذار کر آج تک نہ مرا تو مرزا جی نے فرما دیا کہ پیش گوئی کی دائیں ٹانگ تو احمد بیگ تھا جس کے مرنے سے

ہماری پیش گوئی بموجب يصبكم بعض الذی يعدكم سچی ہوگئی (حقیقۃ الوحی ۔ص ۱۹۰) پس اسی طرح نقاش کی پیش گوئی کی ایک ٹانگ حکیم الامت کا گرنا تھا جو بموجب قاعدہ بالا مرزائیہ کے پیش گوئی کے سارے حصہ کا مصدق ہے خواہ آپ گھوڑی سے ہی گرے لیکن گرے تو سہی ۔گرنے میں تو کسی کو کلام نہیں جیسے مرزا احمد بیگ کا داماد آج تک نہیں مرا اور اس کی موت کی پیش گوئی دائیں ٹانگ کے ٹوٹ جانے (یعنی احمد بیگ کے مرجانے سے) سے صحیح ہوگئی اسی طرح حکیم الامت گو غبارہ سے نہ گرے لیکن یہ نقاش کی پیش گوئی تو اپنی دائیں ٹانگ (یعنی حکیم الامت کا محض گرنا) کے واقع ہوجانے کی وجہ سے بالکل صحیح اور سچی ہے۔

اب باقی فیصلہ طلب ایک ہی بات رہ گئی ۔اس کے حل کرنے کا سہل قاعدہ یہ ہے کہ مرزا جی نے بلاکسی دلیل اور قرینہ کے جب غلام (احمد) کے معنی آقا (احمد) تھے اور دمشق کے کے معنی قادیان کر لئے ہیں تو پھر اسی قابل قدر اصول مرزائیہ کو ملحوظ رکھ کر ہر شخص نقاش کی پیش گوئی کے لفظ ،آنکھ، کے معنی بلاکسی مزید غور اور تامل کے ،ابرو، کرسکتا ہے اور پھر قادیانی مسیح کے کسی خادم کو یہ جرأت نہیں ہو سکتی کہ وہ سنت مرزائیہ پر عامل ہونے کا دعویدار ہوکر اس پیش گوئی کے وقوع میں کوئی شک یا کسی قسم کا اعتراض کرے۔

مرزا جی کے حواریو! اور حکیم الامت کے جاں نثار فدائیو! سنتے ہو، یہ ہیں منہاج نبوت مرزائیہ کی کرشمہ سازیاں ۔خفا نہ ہونا کیونکہ آپ ہی کے موضوعہ سنہری اصولوں سے یہ پیش گوئی سچی ثابت ہوئی اس میں ہماری کوئی اختراع نہیں بلکہ: عطائے تو بلقائے تو۔

اب نقاش صاحب نے بھی اگر اپنے لئے مسیحیت ومہدویت کا یا اس سے بڑھ چڑھ کر کوئی دعوی کرنا ہو تو ان کے واسطے یہ اچھا موقع ہے کیونکہ وہ مرزا جی کے منہاج نبوت سے بالکل صادق مصدوق اور سچی پیش گوئی کرنے والے ثابت ہوگئے ہیں۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۰ جنوری ۱۹۱۱ء ص ۵۔۶)

منکوحہ آسمانی اور شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسری (۳)

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ:

قادیانی مشن سے فیصلہ کن سوال

کے زیر عنوان لکھتے ہیں:

اگر چہ قادیانی مشن کے بانی مرزا غلام احمد صاحب آنجہانی نے اپنے صدق و کذب کا آخری معیار یہ قرار دیا تھا کہ مولوی ثناء اللہ میری زندگی میں مرے تو میں سچا ورنہ جھوٹا، جس کا فیصلہ بھی عرصہ ہوا ہو چکا مگر چونکہ ان کی امت نے اس فیصلہ کو نہ مانا بلکہ اس میں خواہ مخواہ کے روڑے اٹکائے اس لئے آج ہم ایک اور طرح سے ایک سوال ان کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ گو ہمیں امید نہیں کہ وہ اس سوال کا جواب دیں کیونکہ آج سے پیشتر ایسا ہی ہوا کہ بڑی معقولیت سے ۷۔ اپریل ۱۹۱۱ء کو چند سوال بخدمت خلیفہ قادیانی پیش کئے گئے مگر کوئی جواب نہ آیا۔ بہر حال ہمارا جو فرض ہے ادا کرتے ہیں، ان کا وہ جانیں۔

قادیانی مشن کا دعوی ہے کہ مرزا صاحب شریعت محمدیہ میں کوئی نیا حکم لے کر نہیں آئے بلکہ اسی قرآن و حدیث کی تبلیغ کرنے آئے ہیں جو پہلے سے شائع ہے دیگر علماء مبلغین میں اور ان میں فرق صرف یہ ہے علماء براہ راست خدا سے علم حاصل نہیں کر سکتے مرزا صاحب چونکہ براہ راست خدا سے علم حاصل کرتے تھے اس لئے مرزا صاحب قادیانی اگر کسی آیت کے معنی یا تفسیر علماء کے خلاف کریں تو لامحالہ مرزا صاحب کی تفسیر کو دوسرے علماء پر ترجیح ہوگی۔ اس قاعدے کے مطابق ہم ایک دو مثالیں مرزا صاحب کے فہم کی بیان کرتے ہیں یعنی ایک آیت قرآنی کی تفسیر دوسری حدیث کی تشریح۔

آیت قرآن مع تفسیر کے مرزا صاحب قادیانی کی عبارت میں یہ ہے:

هو الذی ارسل رسو له بالھدی و دین الحق لیظھره علی الدین کله ۔

یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیش گوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا (براہین احمدیہ، جلد۴ص ۴۹۸)

اس عبارت میں مرزا صاحب نے گویا (بلکہ یقیناً) آیت کریمہ ھو الذی.. کی تفسیر فرمائی ہے جو یقیناً ان کے منصب تبلیغ کے لحاظ سے قابل قبول ہے اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ ان کی تفسیر کو چند حصوں میں تقسیم کر کے قادیانی مشن سے پوچھیں کہ ان میں سے کون سا حصہ آپ لوگوں کو نامنظور ہے۔ پس غور سے سنئے:

الف۔ حضرت مسیح زندہ ہیں۔

ب۔ دوبارہ دنیا میں آئیں گے۔

ج۔ حضرت مسیح موعود جب دوبارہ آوینگے تو سیاست ملکی یعنی حکومت کے ساتھ تشریف لاویں گے۔

د۔ ان کے زمانہ میں دین اسلام تمام دنیا میں پھیل جائے گا۔

یہ سب مضامین (حسب تفسیر مرزا صاحب قادیانی) دراصل آیت قرآنی میں مضمر ہیں تو ان سب نتائج کا نتیجہ یہ نہ ہوگا کہ عالی جناب اعلی حضرت فضیلت مآب مرزا غلام غلام احمد صاحب قادیانی اپنے دعوی مسیحیت موعودہ میں (بے ادبی معاف) غلطی پر تھے۔

خیر یہ تو ہوئی آیت کی تفسیر۔ اب سنئے حدیث کی تشریح

حدیث شریف میں حضرت مسیح موعود کی بابت یہ الفاظ بھی آئے ہیں یتز و ج و یو لد له یعنی مسیح موعود نکاح کرے گا اور اس کے ہاں اولاد بھی پیدا ہوگی۔ جناب موصوف نے ایک پیش گوئی کی تھی کہ فلاں لڑکی میرے نکاح میں آئے گی بلکہ فرمایا تھا کہ اس لڑکی سے میرا نکاح آسمان پر ہو چکا ہے۔ اس لئے قادیانی مناظرہ کی اصطلاح میں اسے آسمانی نکاح یا منکوحہ آسمانی کہتے ہیں۔

مرزا صاحب قادیانی اس پیش گوئی کی تصدیق اور حدیث موصوف کی تشریح ان لفظوں میں کرتے ہیں۔فرماتے ہیں:

اس پیش گوئی کی تصدیق کے لئے جناب رسول اللہ ﷺ نے بھی پہلے سے ایک پیش گوئی فرمائی ہے کہ یتزوج و یولد له یعنی وہ مسیح موعود بیوی کرے گا اور نیز وہ صاحب اولاد ہوگا۔اب ظاہر ہے کہ تزوج اور اولاد کا ذکر کرنا عام طور پر مقصود نہیں کیونکہ عام طور پر ہر ایک شادی کرتا ہے اور اولاد بھی ہوتی ہے۔اس میں کچھ خوبی نہیں۔بلکہ تزوج سے مراد وہ خاص تزوج ہے جو بطور نشان ہوگا اور اولاد سے مراد وہ خاص اولاد ہے جس کی نسبت اس عاجز کی پیش گوئی موجود ہے۔گویا اس جگہ رسول اللہ ﷺ ان سیہ دل منکروں کو ان کے شبہات کا جواب دے رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ یہ باتیں ضرور پوری ہوں گی۔ (انجام آتھم ضمیمہ،ص۵۳)

شیخ الاسلام مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

مرزا صاحب قادیانی کی اس تشریح سے جو ثابت ہوا اس کو بھی ہم الگ الگ بیان کئے دیتے ہیں۔

الف۔مسیح موعود کا اعجازی نکاح ہوگا۔

ب۔مرزا صاحب کی مسیحیت کی علامت آسمانی نکاح کا تحقق ہے۔

نتیجہ:کیا ان دونوں حصوں کا نتیجہ یہ نہ ہوگا کہ جناب مرزا صاحب قادیانی بحکم حدیث مذکور مسیح موعود نہ تھے کیونکہ وہ ساری عمر اس نکاح کی کوشش میں رہے آخر بصد حسرت یہ کہتے ہوئے اس دنیا سے تشریف لے گئے

جدا ہوں یار سے ہم اور نہ ہوں رقیب جدا
ہے اپنا اپنا مقدر جدا نصیب جدا

کیا قادیانی خلیفہ صاحب یا ان کی ذریت معقولیت سے علمی طور پر ہمارے سوالات سابقہ اور حال کا جواب دے گی،یا کسی جیل زادے کو گالیاں دینے پر مامور فرما دیں گے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۰۔اکتوبر ۱۹۱۱ء ص ۱۔۲)

منکوحہ آسمانی اور شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسری (۴)

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں کہ:

مولوی کبیر الدین احمد قادیانی لکھنؤ سے لکھتے ہیں:

با کہ گویم در جہاں یک گوش نیست:

صاحب اخبار اہل حدیث مورخہ ۲ دسمبر ۱۹۱۰ء کو اپنی کم فہمی سے لفظ نبی کے سمجھنے میں حسب قواعد عربیہ دھوکا لگا ہے، نہ یہ کہ قادیانی وفد نے مولانا شبلی صاحب کو قادیان سے چل کر لکھنو جا کر دھوکہ اور مغالطہ دیا۔ البتہ یہ دعوی خاص دھوکہ دینا، آپ ہی کا کام ہے کہ عوام الناس کے ارادے کو امر خیر سے روکنا اور ادھر ادھر کے دو اشعار سنا دینا۔ ماسوائے اس کے مولانا شبلی صاحب ایک دانا معمر راست باز انسان ہیں اور پھر اصطلاح محدثین ماہرین اور فقہائے کاملین کی کتابوں کی سیر کئے ہوئے ایسے طفل مکتب اور گبرو بھی تو نہیں کہ کسی کے دھوکہ دہی اور سفسطہ پردازی میں آجاویں۔ کیا ہم مولانا شبلی صاحب کے اس سوال پر کہ ہم لوگ مرزا صاحب کو نبی مانتے ہیں، یہ کہہ دیتے کہ ہاں جیسا کہ عام مسلمانوں کا خیال ہے کہ حضرت خاتم النبیین ﷺ کے بعد بھی ایک صاحب کتاب پیغمبر مستقبل عیسی آنے والے ہیں، تب غالباً اہل حدیث کو چین آتا کہ جو قرآن کریم بعد خاتم النبیین کے کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا، خواہ وہ نیا رسول ہو یا پرانا ہو، کیونکہ رسول کو علم بتوسط جبریل ملتا ہے اور باب نزول بہ پیرایہ وحی رسالت مسدود ہے، اور یہ بات خود ممتنع ہے کہ دنیا میں رسول تو آوے مگر سلسلہ وحی رسالت نہ ہو۔ ہاں مکالمات الہیہ کا سلسلہ باری جاری ہے اور وہ بھی آنحضرت ﷺ کے طفیل آپ سے فیض حاصل کر کے اس خیر امۃ میں ایسے بشر ہوتے رہے جن کو الہام الہی سے مشرف کیا گیا۔ دہلی میں بھی ایک انبیاء کی گلی مشہور ہے، معلوم نہیں تو کیوں قادیان نے کیا قصور کیا تھا کہ جو وہاں نبی نہیں ہوسکتا۔ چونکہ مرزا صاحب الہام الہی سے مشرف ہوئے اور آپ کو آئندہ

کی خبریں بھی بطور پیش گوئی کے بتلائی جاتی تھیں جو پوری ہوتی رہیں ..پس ایسے شخص کو عربی لغت میں نبی کہتے ہیں تطبیق دلیل او پر مدعا کے یہ آیہ کریمہ ہے اہل حدیث غور کریں

یا بنی آدم اما یا تینکم رسلی یقصو ن علیکم آ یا تی فمن اتقی و اصلح فلا خو ف علیھم و لا یحز نو ن (اعراف) (اخبار بدر قادیان۔۱۲جنوری ۱۹۱۱ء ص ۶)

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں کہ اس قادیانی محرر کی باتوں کا جواب کئی جگہ ہماری اس کتاب میں منقول ہو چکا ہے۔قادیانی حضرات کے ریکارڈ کی سوئی ایک ہی جگہ اٹکی رہتی تھی، کہ سینکڑوں بار جواب سننے کے باوجود گلے ہوئے نوالے چباتے رہتے تھے۔

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ مرزا صاحب قادیانی غیب کی خبریں دیتے رہے اور وہ پوری ہوتی رہیں، تو اس کی تردید ان دو محمدی بیگموں سے متعلق الہامی خبروں (پیش گوئیوں) سے ہو سکتی ہے جن کا ذکر قادیانی لٹریچر میں ہی موجود ہے۔

ایک محمدی بیگم بنت مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری، کہ مرزا صاحب نے ان سے اپنی شادی کی الہامی خبر دی تھی، لیکن وہ آپ کے نکاح میں نہیں آئی۔

اور دوسری محمدی بیگم زوجہ منظور محمد جس کے متعلق مرزا صاحب نے الہامی پیش گوئی کی تھی کہ اس کے ہاں ایک بیٹا ہوگا جس کا نام عالم کباب وغیرہ ہوگا۔جیسا کہ لکھا ہے:

۱۴جون ۱۹۰۶ء: میاں منظور محمد کے اس بیٹے کے نام جو بطور نشان کے ہوگا بذریعہ الہام الٰہی مفصلہ ذیل معلوم ہوئے۔۱۔کلمۃ العزیز۔۲۔کلمۃ اللہ خان۔۳۔وارڈ۔۴۔بشیر الدولہ۔۵۔شادی خان۔۶۔عالم کباب۔۷۔ناصر الدین۔۸۔فاتح الدین۔۹۔ ھذا یو م مبا ر ك

(اخبار بدر قادیان ۲۱جون ۱۹۰۶ء ص ۳)

لیکن پیر منظور محمد قادیانی اور اس کی بیوی محمدی بیگم کے ہاں اللہ تعالیٰ نے بیٹی عطا فرما دی۔اس پر اڈیٹر بدر نے لکھا:

میاں منظور محمد کے گھر میں ایک ایسے لڑکے کے پیدا ہونے کے متعلق جو پیش گوئی تھی کہ اس

کے پیدا ہونے کے بعد چند ماہ تک یا جب تک کہ وہ اپنی برائی بھلائی شناخت کرے دنیا پر ایک سخت تباہی آئے گی اور اس تباہی کو ہنوز اللہ تعالی نے اور پیچھے ڈال دیا ہے یعنی انکے گھر میں فی الحال لڑکی پیدا ہوئی ہے، جیسا کہ مسیح موعود نے فرمایا تھا کہ دنیا کے سرکش لوگوں کے لئے کچھ اور مہلت منظور ہے، تب بالفعل میاں منظور محمد کے گھر میں لڑکا نہیں بلکہ لڑکی پیدا ہوگی، اور لڑکا بعد میں ہوگا مگر ضرور ہوگا۔ دیکھو بدر ۱۴ جون ۱۹۰۶ء۔ (بدر۔ قادیان۔ ۲۶ جولائی ۱۹۰۶ء ص ۲)

لیکن پھر مرزا صاحب چل بسے، محمدی بیگم زوجہ منظور محمد بھی چل بسی، منظور محمد بھی چل بسا، لیکن بشیر الدولہ، شادی خان، عالم کباب وغیرہ وغیرہ عدم سے وجود میں نہ آیا۔ یعنی مرزا صاحب کی الہامی غیبی خبریں جھوٹی نکلیں۔ پھر بتایا جاتا ہے کہ مرزا صاحب اس لئے نبی ہیں کہ ان پر غیب کی خبریں ظاہر کی جاتی تھیں اور وہ صحیح نکلتی تھیں۔

منکوحہ آسمانی اور شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسری (۵)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ :

قادیانی خلیفہ سے فیصلہ کن سوال

کے زیر عنوان لکھتے ہیں:

۷۔اپریل کے اہل حدیث میں چند سوال خاص بخدمت خلیفہ قادیان کئے تھے خیال تھا کہ جواب ملے گا مگر افسوس نہ خلیفہ بولے نہ انکے آرگن قادیانی اخبارات نے توجہ کی۔ کیوں؟

بے خودی بے سبب نہیں غالب کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

اس لئے یقین نہیں کہ ہمارے آج کے سوال کا جواب بھی مل سکے، مگر: جائے امید خالی نیست

آج ہم جو سوال پیش کرنا چاہتے ہیں وہ کچھ ایسا نہیں کہ اس میں کسی منطقی صغرے کبرے سے کام لینا پڑے بلکہ وہ مضمون بالکل صاف ہے پس خلیفہ اور ان کے حواری غور سے سنیں۔

مرزا صاحب کو جو الہام ہوا تھا کہ مسمات محمدی بیگم سے میرا نکاح ہوگا اور ضرور ہوگا، اس پیش گوئی کو حضور نبوی میں رجسٹر کرانے کے لئے آپ نے یہ بھی لکھا تھا کہ:

اس پیشگوئی کی تصدیق کیلئے رسول اللہ ﷺ نے بھی پہلے سے ایک پیشگوئی فرمائی ہے کہ یتزوج و یولد له یعنی وہ مسیح موعود بیوی کرے گا اور نیز وہ صاحب اولاد ہوگا۔ اب ظاہر ہے کہ تزوج اور اولاد کا ذکر کرنا عام طور پر مقصود نہیں کیونکہ عام طور پر ہر ایک شادی کرتا ہے اور اولاد بھی ہوتی ہے اس میں کچھ خوبی نہیں بلکہ تزوج سے مراد وہ خاص تزوج ہے جو بطور نشان ہوگا اور اولاد سے مراد وہ خاص اولاد ہے جس کی نسبت اس عاجز کی پیش گوئی موجود ہے۔ گویا اس جگہ رسول اللہ ﷺ ان سیہ دل منکروں کو ان کے شبہات کا جواب دے رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ یہ باتیں ضرور پوری ہوں گی۔ (ضمیمہ انجام آتھم۔ ص ۵۳)

خلیفہ صاحب! انصاف شرط ہے کہ یہ عبارت صاف کہہ رہی ہے کہ آسمانی منکوحہ والی پیش گوئی صرف مرزا ہی کی نہیں بلکہ بقول مرزا قادیانی، خود سرور کائنات فخر موجودات علیہ التحیة و الصلوة کی بھی ہے کیونکہ حضور ﷺ کا مطلب (بقول مرزا قادیانی) یہ ہے کہ مسیح موعود کی آسمانی منکوحہ (محمدی بیگم بنت مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری) ضرور نکاح میں آئیگی۔ اب جہاں تک کسی صاحب کی دیانت اور امانت کام دیتی ہے مضمون صاف ہے کہ اس امر کے واقع نہ ہونے سے دونوں پیش گوئیوں پر زد پڑتی ہے۔ پس مہربانی کر کے اس کا جواب عنایت کریں کہ کیا صورت اختیار کی جائے کہ دونوں (مرزا صاحب قادیانی، اور بقول مرزا قادیانی، آنحضرت ﷺ) تکذیب سے بچ جائیں

میرے دل کو دیکھ کر میری وفا کو دیکھ کر
بندہ پرور منصفی کرنا خدا کو دیکھ کر

ایسے متین سوال کے جواب میں بھی مثل سابق کسی جیل زادے سے گالیاں دلوانے پر قناعت کی تو قادیانی مشن کی حقیقت اہل دانش پر اور بھی واضح ہو جائے گی۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۹ ستمبر ۱۹۱۱ء ص ۲۔۳)

منکوحہ آسمانی اور شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسری (۶)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ

قادیانی مشن سے فیصلہ کن سوال

کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اگرچہ قادیانی مشن کے بانی مرزا صاحب آنجہانی نے اپنے صدق وکذب کا آخری معیار یہ قرار دیا تھا کہ مولوی ثناء اللہ میری زندگی میں مرے تو میں سچا ورنہ جھوٹا، جس کا فیصلہ بھی عرصہ ہوا ہو چکا مگر چونکہ ان کی امت نے اس فیصلہ کو نہ مانا بلکہ اس میں خواہ مخواہ کے روڑے اٹکائے اس لئے آج ہم ایک اور طرح سے ایک سوال ان کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ گو ہمیں امید نہیں کہ وہ اس سوال کا جواب دیں کیونکہ آج سے پیشتر ایسا ہی ہوا کہ بڑی معقولیت سے ۷۔ اپریل ۱۹۱۱ء کو چند سوال بخدمت خلیفہ قادیانی پیش کئے گئے مگر کوئی جواب نہ آیا۔ بہر حال ہمارا جو فرض ہے ادا کرتے ہیں، ان کا وہ جانیں۔

قادیانی مشن کا دعوی ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی شریعت محمدیہ میں کوئی نیا حکم لے کر نہیں آئے بلکہ اسی قرآن وحدیث کی تبلیغ کرنے آئے ہیں جو پہلے سے شائع ہے۔ دیگر علماء مبلغین میں اور ان میں فرق صرف یہ ہے علماء براہ راست خدا سے علم حاصل نہیں کر سکتے، مرزا صاحب قادیانی چونکہ براہ راست خدا سے علم حاصل کرتے تھے۔ اسلئے مرزا صاحبقادیانی اگر کسی آیت کے معنی یا تفسیر علماء کے خلاف کریں تو لامحالہ مرزا صاحب کی تفسیر کو دوسرے علماء پر ترجیح ہوگی۔ اس قاعدے کے مطابق ہم ایک دو مثالیں مرزا صاحب کے فہم کی بیان کرتے ہیں یعنی ایک آیت قرآنی کی تفسیر دوسری حدیث کی تشریح۔

آیت قرآن مع تفسیر کے مرزا صاحب کی عبارت میں یہ ہے:

هو الّذی ارسل رسو له بالهدی و دین الحقّ لیظهره علی الدّین کلّه ۔

یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیش گوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔ (براہین احمدیہ۔ج ۴۔ص ۴۹۸)

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

اس عبارت میں مرزا صاحب قادیانی نے گویا (بلکہ یقیناً) آیت کریمہ هو الذی ارسل ..کی تفسیر فرمائی ہے جو یقیناً ان کے منصب تبلیغ کے لحاظ سے قابل قبول ہے اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ ان کی تفسیر کو چند حصوں میں تقسیم کر کے قادیانی مشن سے پوچھیں کہ ان میں سے کون سا حصہ آپ لوگوں کو نا منظور ہے۔پس غور سے سنئے:

الف۔ حضرت مسیح زندہ ہیں۔

ب۔دوبارہ دنیا میں آئیں گے۔

ج۔مسیح موعود جب دوبارہ آویں گے تو سیاست ملکی یعنی حکومت کے ساتھ تشریف لاویں گے۔

د۔ ان کے زمانہ میں دین اسلام تمام دنیا میں پھیل جائے گا۔

یہ سب مضامین (حسب تفسیر مرزا صاحب قادیانی) دراصل آیت قرآنی میں مضمر ہیں تو ان سب نتائج کا نتیجہ یہ نہ ہوگا کہ عالی جناب اعلیٰ حضرت فضیلت مآب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اپنے دعوی مسیحیت موعودہ میں (بے ادبی معاف) غلطی پر تھے۔

خیر یہ تو ہوئی آیت کی تفسیر۔اب سنئے حدیث کی تشریح:

حدیث شریف میں حضرت مسیح موعود کی بابت یہ الفاظ بھی آئے ہیں یتزو ج و یو لد له یعنی مسیح موعود نکاح کرے گا اور اس کے ہاں اولاد بھی پیدا ہوگی۔

جناب (مرزا قادیانی) موصوف نے ایک پیش گوئی کی تھی کہ فلاں لڑکی (محمدی بنت مرزا احمد بیگ)

میرے نکاح میں آئے گی۔ بلکہ فرمایا تھا کہ اس لڑکی سے میرا نکاح آسمان پر ہو چکا ہے۔

اسلئے قادیانی مناظرہ کی اصطلاح میں اسے آسمانی نکاح یا منکوحہ آسمانی کہتے ہیں۔

مرزا صاحب قادیانی اس پیشگوئی کی تصدیق اور حدیث موصوف کی تشریح ان لفظوں میں کرتے ہیں۔فرماتے ہیں: اس پیشگوئی کی تصدیق کیلئے رسول اللہ ﷺ نے بھی پہلے سے ایک پیشگوئی فرمائی ہے کہ یتزوج و یولد له یعنی وہ مسیح موعود بیوی کرے گا اور نیز وہ صاحب اولاد ہوگا۔ اب ظاہر ہے کہ تزوج اور اولاد کا ذکر کرنا عام طور پر مقصود نہیں کیونکہ عام طور پر ہر ایک شادی کرتا ہے اور اولاد بھی ہوتی ہے اس میں کچھ خوبی نہیں بلکہ تزوج سے مراد وہ خاص تزوج ہے جو بطور نشان ہوگا اور اولاد سے مراد وہ خاص اولاد ہے جس کی نسبت اس عاجز کی پیش گوئی موجود ہے۔ گویا اس جگہ رسول اللہ ﷺ ان سیہ دل منکروں کو ان کے شبہات کا جواب دے رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ یہ باتیں ضرور پوری ہوں گی۔ (انجام آتھم ضمیمہ ص ۵۳)

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

مرزا صاحب کی اس تشریح سے جو ثابت ہوا اس کو بھی ہم الگ الگ بیان کئے دیتے ہیں۔

الف۔ مسیح موعود کا اعجازی نکاح ہوگا۔

ب۔ مرزا صاحب کی مسیحیت کی علامت آسمانی نکاح کا تحقق ہے۔

کیا ان دونوں حصوں کا نتیجہ یہ نہ ہوگا کہ مرزا بحکم حدیث مذکور مسیح موعود نہ تھے کیونکہ وہ ساری عمر اس نکاح کی کوشش میں رہے آخر بصد حسرت یہ کہتے ہوئے اس دنیا سے تشریف لے گئے

جدا ہوں یار سے ہم اور نہ ہوں رقیب جدا
ہے اپنا اپنا مقدر جدا نصیب جدا

کیا قادیانی خلیفہ صاحب یا ان کی ذریت معقولیت سے علمی طور پر ہمارے سوالات سابقہ اور حال کا جواب دے گی یا کسی جیل زادے کو گالیاں دینے پر مامور فرما دیں گے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۰۔ اکتوبر ۱۹۱۱ء ص ۱۔۲)

منکوحہ آسمانی اور ابوسعید محمد شریف

جناب ابوسعید محمد شریف آف پھیروچیچی، قادیانیوں سے ایک مناظرے کی روداد بیان کرتے ہیں:

موضع پھیروچیچی میں جو مرزا صاحب قادیانی کا حواری رحمت علی ہے، اوس نے یہ کلمہ موضع بھٹیاں میں مولوی عبدالحکیم صاحب کے سامنے کہا تھا کہ

مولوی صاحب! مناظرہ میں اگر ہمارے مولوی لاجواب بھی ہوجائیں گے اِدھر کا کعبہ اودھر آجائے تو بھی میں مذہب مرزائی نہ چھوڑونگا۔

مرزائیو! سچ ہے نہ؟ کل اناء یترشح بما فیہ ۔

اسی ہٹ پر مرزا صاحب آنجہانی دارفانی سے چل بسے، اور اپنے الہامات کی طرح طرح کی تاویلیں کیں جن کو سمجھدار آدمی نہیں مان سکتا اور نکاح آسمانی کی حسرت دل میں لے گئے جیسا ہمارے ایک قومی شاعر نے کہا ہے ؎

نکاح آسمانی کا کیا اعلان مریدوں میں
ولیکن اس نکاح کی بھی رہی حرص و ہوا باقی
نکاح آسمانی سے رہا محروم بے چارا
وہ دل میں لے گیا حسرت الیٰ یوم الجزاء باقی
غرض اوس کی ہوئی نہ پیشگوئی ایک بھی پوری
کہ اس میں مطلقاً یارو نہ تھا صدق و صفا باقی
صداقت کا نشاں اوس میں نہ تھا حلفاً میں کہتا ہوں
رہا دنیا میں اب اس سے ہے کذب و افترا باقی

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر جلد ۹۔ نمبر ۲۴۔ مورخہ ۲۳ ربیع الثانی ۱۳۳۰ھ مطابق ۱۲/اپریل ۱۹۱۲ء ص:۷-۸)

منکوحہ آسمانی اور مولانا محمد علی مونگیری

فیصلہ آسمانی درباب مسیح قادیانی: حصہ اول

(حکیم محمد یعسوب لکھتے ہیں کہ مولانا ابواحمد رحمانی (مولانا محمد علی مونگیری) کے فیصلہ آسمانی: میں مرزا غلام احمد قادیانی کے کاذب ہونے کی وہ دلیلیں پیش کی گئی ہیں جن کا فیصلہ من جانب خدا ہوا ہے۔اس کے تین حصے ہیں۔ ہرایک حصہ ایک مستقل رسالہ ہےاور علیحدہ علیحدہ چھپا ہے۔ پہلا حصہ سوا پانچ جز میں دوسری مرتبہ امرتسر میں چھپا ہے۔ دوسرا حصہ پہلی مرتبہ چار جز دو ورق مطبع مجیدی کان پور میں چھپا ہے۔ تیسرا حصہ پونے نو جزء میں امرتسر میں چھپا ہے۔ان میں سب سے اول دوسرا حصہ چھپا۔جس وقت یہ شائع ہوا تو مرزائیوں میں کھلبلی مچی اور خلیفۃ المسیح قادیانی سے جواب لکھنے کی درخواست کی گئی۔قادیانی خلیفہ حضرت مولف فیصلہ آسمانی کے علم وفضل سے کسی قدر واقف تھے اس لئے وہ تو دم بخود ہو گئے ان کی ہمت تو سامنے آنے کی نہ ہوئی مگر مریدوں کے پھنسا رہنے کے لئے قادیانی مربی عبدالماجد بھاگلپوری کو جواب کے لئے آمادہ کیا تا کہ جواب میں جو کچھ ذلت ہو وہ انہیں کی ہو ہم بدنام نہ ہوں۔قادیانی مربی نے خلیفہ صاحب کے حکم کی تعمیل کسی خاص وجہ سے کی مگر اس جواب نے قادیانی مربی کا بھرم کھول دیا اور جس قدر ان کی ناواقفی اور کم علمی اور بد دیانتی اس رسالے سے ظاہر ہوئی اس کا وہم وگمان بھی اس سے پہلے نہ تھا۔اس رسالہ کی اصل باتوں کا جواب تو حضرت مولف فیصلہ آسمانی (محمد علی) کے رسالوں میں موجود ہے جسے حق کی طلب ہو وہ رسالہ تنزیہہ ربانی، معیار صداقت اور فیصلہ آسمانی حصہ سوم غور سے ملاحظہ کرے....نمونہ القاء ربانی۔صحیفہ رحمانیہ ۱۱۔۱۲۔ص ۲۱۰۔۲۱۱۔احتساب قادیانیت جلد ۵)(مولانا مونگیری کے رسائل نقل کرتے ہوئے میں نے کہیں کہیں حسب ضرورت محو و اثبات اور روایت بالمعنی سے کام بھی لیا ہے۔اور جابجا موزوں حواشی کا اضافہ کیا ہے۔بہاء)

مولانا سید محمد علی مونگیریؒ (ابواحمد رحمانی کے نام سے) لکھتے ہیں:

حدیث شریف میں آیا ہے کہ قرب قیامت کی علامتوں میں ایک علامت یہ ہے کہ ہر ذی رائے اپنی ہی رائے پر فخر کرے گا اور اسے بڑی سمجھے گا۔مطلب یہ ہے کہ جو کچھ بھی عقل رکھتے ہیں وہ اپنے آپ کو بڑا سمجھنے لگیں گے۔اب اس کے بہت مراتب ہیں، اہل علم دیکھ رہے ہیں کہ نہایت کم فہم اپنے تئیں بڑا فہمیدہ سمجھتے ہیں۔ بہت کم علم اپنے تئیں دین کا بڑا ماہر خیال کررہے ہیں۔گم راہ ہیں اور اپنے کو ہادی کہہ رہے ہیں۔اب جس کے دل میں کبر کے تخم نے اس سے زیادہ نشو ونما کیا وہ اپنے تئیں مجدد وامام کہنے لگا۔اگر اس سے بھی زیادہ اس نے ترقی کی تو اس نے مہدی اور عیسی ہونے کا دعوی کر دیا۔اور یہ کچھ ہندوستان ہی پر منحصر نہیں، یورپ میں

بھی کئی جگہ مسیحیت کا دعوی کرنے والے موجود ہیں، اور بہت لوگ ان کے ماننے والے بھی ہو گئے ہیں۔ ہندوستان میں مرزا غلام احمد ساکن قادیان پنجاب ہیں۔ان کے قلب میں بہت زیادہ مادہ پایا جاتا ہے...کیونکہ وہ اسی قدر نہیں کہتے کہ میں امام وقت یا مجدد وقت ہوں، بلکہ وہ اس سے بھی زیادہ نہایت عظیم الشان تقدس کا دعوی کرتے ہیں۔یعنی اولوالعزم رسول ہونے کا۔اور صراحت کے ساتھ بعض انبیاء سے اپنے تئیں افضل کہتے ہیں۔بعض باتوں میں حضرت سید المرسلین ﷺ سے بھی نعوذ باللہ اپنے تئیں بڑھ کر سمجھتے ہیں۔مثلاً خردجال وغیرہ کی حقیقت کما ینبغی آنحضرت ﷺ پر منکشف نہیں ہوئی تھی مرزا قادیانی پر ہوئی۔

اور حضرت عیسی کی نسبت تو صریح اہانت کے کلمات لکھے ہیں۔

یہ بھی دعوی ہے کہ مجھ پر منکشف ہوا کہ بالیقین میں خدا ہوں۔

اور یہ بھی الہام ہوا کہ کن فیکو ن کا مجھے اختیار دیا گیا ہے۔

یہ باتیں میرے نزدیک شریعت حقہ محمدیہ کے بالکل خلاف ہیں اور دیکھتا ہوں کہ ایک جماعت اسلام نے اس خطرناک راہ کو اختیار کر لیا ہے اور یہ بھی خوف ہے کہ کچھ اور مسلمان بھی اس ہلاکت میں پڑیں۔

اس دعوی پر توجہ کرنے والے اور نہایت دل سے خیال کرنے والے امت محمدیہ میں تین گروہ ہو سکتے ہیں۔ا۔اولیائے امت۔۲۔علمائے امت۔۳۔عامہ مومنین امت۔

اور حضرت مسیح اور حضرت مہدی کے آنے کی خبریں حدیثوں میں اس قدر آئی ہیں اور مشہور ہیں کہ ہر خاص و عام جانتا ہے مگر شاذ و نادر، اور بہت سے سچے مسلمان ان کے منتظر ہیں۔خصوصاً اس نازک وقت میں کہ مسلمانوں کے دینی اور دنیاوی ہر طرح کی حالت نہایت خراب بلکہ معرض زوال میں ہو رہی ہے، ایسے وقت میں حضرت مسیح کے آنے کا مژدہ نہایت ہی مسرت بخش ہو سکتا ہے۔مگر ہر ایک گروہ نے یہ بھی معلوم کیا ہے اور تاریخ کی کتابیں بھری ہیں کہ اس کے قبل بھی کتنوں نے مہدی ہونے کا دعوی کیا، اور بعض نے مسیح ہونے کا بھی دعوی کیا۔اور ہر ایک نے اپنے خیال کے موجب سچائی کی دلیلیں پیش کیں۔اور بہت ماننے والوں نے انہیں مان بھی لیا۔مگر اس وقت تک بالاتفاق یہ کہا جاتا ہے کہ وہ سب جھوٹے تھے۔اس لئے ہر ایک گروہ امت محمدیہ کو ضرور ہے کہ اب جو ایسے عظیم الشان امر کا دعوی کرے، اسے وہ نہایت سچے معیار سے جانچیں جس سے وہ جانچ

سکتے ہیں، اور سچائی اور غیر سچائی کو معلوم کر سکتے ہیں۔

میرے خیال میں اس کے معلوم کرنے کے لئے بھی تین طریقے ہیں۔

اول وہ جو مخصوص اولیائے امت سے ہے کہ وہ اللہ تعالی ان کے قلب میں ایسا نور عنایت کرتا ہے جس کے ذریعے سے وہ بہت کچھ معلوم کر سکتے ہیں۔ خصوصاً انسان کی اچھی یا بری حالت کو بخوبی جان سکتے ہیں جن کو اللہ تعالی سے رابطہ قوی ہے وہ تھوڑے تامل سے معلوم کر لیتے ہیں کہ فلاں شخص کو اللہ تعالی سے ایسا رابطہ ہے۔ حضرت مسیح اور مہدی کی حالت ان پر ہر گز چھپی نہیں رہ سکتی۔ مگر اب وہ وقت ہے کہ ایسی بات منہ سے نکالنا ایک مضحکہ ہے، اس لئے میں اسے زیادہ نہیں لکھنا چاہتا، اور ان حضرات کو معذور سمجھتا ہوں کیونکہ گولر کے اندر کا کیڑا اسی گولر کو آسمان اور زمین خیال کرتا ہے، اس سے زیادہ اس کا حوصلہ نہیں ہوسکتا۔ اس وقت ظاہر بینی کا زور شور سے دورہ ہے۔ امور باطنیہ لوگوں کی آنکھوں سے پوشیدہ ہیں، اس لئے اس کے انکار سے وہ معذور ہیں۔ الغرض اس گروہ میں سے کسی نے مرزا قادیانی کو برگزیدہ ء خدا بھی نہیں مانا اور حضرت مہدی و مسیح تو بہت بڑا رتبہ رکھتے ہیں۔

دوسرا طریقہ معلوم کرنے کا دلیل ہے، یعنی آثار و حدیث میں جو علامتیں ان حضرات کے وجود کی ہیں وہ جن میں پائی جاتی ہیں وہ مسیح و مہدی ہوں گے۔ یہ طریقہ علمائے امت سے مخصوص ہے۔ وہ جانتے ہیں اور جان سکتے ہیں کہ جن روایتوں میں حضرت مسیح اور امام مہدی کے آنے کا ذکر ہے ان میں ان کی علامتیں بھی بیان ہوئی ہیں۔ ان میں سے کوئی علامت مرزا غلام احمد قادیانی میں نہیں پائی گئی۔ مگر اس طریقے میں بہت جھگڑے ہیں۔

اول تو ان حدیثوں کے صحیح اور غیر صحیح ہونے میں (قادیانیوں کا) جھگڑا۔ پھر اس کے معنی میں جھگڑا۔

پھر یہ جھگڑا کہ جن مسیح کے آنے کا وعدہ ہے وہ وہی ہیں جو پہلے آ چکے ہیں یا کوئی دوسرے ہوں گے۔

ان سب کے علاوہ ان باتوں کے سمجھنے والے خاص اہل علم ہی ہو سکتے ہیں، اور اس طریقے سے عام کو فائدہ نہیں ہوسکتا ہے۔ اور پھر یہ طریقہ اس قدر طول وطویل ہے کہ اس کے لکھنے کے لئے دفتر عظیم چاہیے، اس لئے میں اس طریقہ کو بھی اس وقت چھوڑتا ہوں۔ البتہ ایک مختصر بات عام فہم کہنا چاہتا ہوں، اسے ملاحظہ

کیا جائے۔

حضرت مسیح کے آنے کی خبر جناب سید المرسلین ﷺ نے دی، اور صحابہ اور تابعین اور تمام علمائے دین نے اس پر یقین کیا۔ اس سے ظاہر ہے کہ بڑی مہتم بالشان خبر ہے۔ اور نہایت ظاہر ہے کہ یہ اہتمام اور شان صرف اسی وجہ سے ہے کہ ان کی ذات مقدس سے دینی فائدہ بہت کچھ ہوگا۔ مسلمانوں کی دینی اور دنیاوی حالت ان کی برکت سے درست ہو جائے گی۔ صحیح حدیثوں سے ثابت ہے کہ اس وقت مسلمانوں میں بغض و عداوت نہ رہے گا۔ روپئے پیسے کی یہ کثرت ہوگی کہ کسی مسلمان کو ہدیہ اور تحفہ لینے کی طرف توجہ نہ ہوگی۔ دنیا بھر میں دین اسلام کو غلبہ ہوگا۔

ان میں سے کسی بات کا شائبہ بھی مرزا غلام احمد قادیانی کے وجود سے نہیں پایا گیا۔ بلکہ سب باتیں برعکس ہیں۔ غور سے دیکھا جائے کہ مسلمانوں میں کس قدر بغض وعداوت ہے۔ کس قدر افلاس ہے۔ اور دنیا میں کس قدر تفرق ادیان ہے۔ اور پھر یہ کہ اسلام کس قدر ضعیف ہو گیا ہے۔

اور اگر قادیانی جماعت یا کوئی صاحب ان حدیثوں پر نظر نہ کریں، یا کچھ بے تکے معنی لگائیں، تو اس قدر فرمائیں کہ مرزا قادیانی کے آنے سے اسلام کو اور مسلمانوں کو کیا فائدہ ہوا؟

میں نہایت یقین اور زور کے ساتھ کہتا ہوں کہ بجز اس کے کچھ نہیں کہہ سکتے کہ باوجود نہایت کوشش کے کوئی عیسائی مسلمان نہیں ہوا۔ کوئی دہریہ ایمان نہیں لایا۔ کوئی ہندو، کوئی آریہ یا کوئی اور مذہب والا اسلام سے مشرف نہیں ہوا۔ ہاں دنیا میں جو تخمیناً چالیس کروڑ مسلمان شمار کئے جاتے تھے وہ سب کافر و مردود ہو گئے (اس کے ثبوت میں مرزا غلام احمد قادیانی کے فرزند نے خاص رسالہ لکھا ہے تشحیذ الاذہان جلد ۶ ش ۴ بابت ماہ اپریل ۱۹۱۱ء میں ملاحظہ کیا جائے) ان میں صرف چند ہزار یا کئی لاکھ مسلمان رہ گئے۔ سابق کے لحاظ سے اس کہنے میں کوئی تامل نہیں ہوسکتا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے وجود سے اسلام ایسا غریب ہو گیا کہ گویا مٹ گیا اور مسلمانوں کی دینی اور دنیاوی حالت جو خراب تھی اسے روز بروز ترقی ہے۔

اس پر طرہ یہ ہوا کہ جس قدر مرزا قادیانی کو ترقی ہوئی، اسی قدر امراض عامہ طاعون وغیرہ کو ترقی ہوئی۔ یہاں تک کہ کسی سال امن عافیت سے لوگ نہیں بیٹھ سکتے۔ پھر جن کی ذات سے اسلام کی اور مسلمانوں

کی یہ حالت ہو جائے، انہیں کون ذی عقل مسلمان مسیح مان سکتا ہے؟ خدا کے لئے اس میں تھوڑا سا تامل کرو۔

مرزائی جماعت کے لوگوں کو مرزا قادیانی کی حیات میں بھی دیکھا اور ان کے حالات سنے۔ اور اب انہیں انتقال کئے بہت تھوڑا زمانہ ہوا ہے، مگر ان میں صلاح وتقوی کا نشان نہیں پایا۔ ان کی صورت ان کی حالت یہ کہہ رہی ہے کہ ان کے قلب تک شریعت محمدیہ کا نور نہیں پہنچا... حالانکہ وہ اپنے تئیں امام وقت اور رسول وقت کا صحبت یافتہ بلاواسطہ یا بالواسطہ کہتے ہیں۔ اگر مرزا غلام احمد اپنے دعوی میں سچے ہوتے، تو انکے صحبت یافتہ زمانہ کے لوگوں سے نرالا ڈھنگ رکھتے کہ ہر طرف سے قبولیت کی نگاہ ان پر پڑتی۔ مگر حالت برعکس ہے۔

تیسرا طریقہ دریافت کرنے کا یہ ہے کہ جو شخص ایسے عظیم الشان امر کا مدعی ہوا ہے، اس کے ذاتی حالات کو معلوم کریں۔ اور اس میں عاقلانہ طور سے انصاف کے ساتھ نظر کریں، اور اس کے اقوال وافعال کو منہاج نبوت پر جانچیں۔

یہ طریقہ ایسا ہے کہ ہر ایک ذی فہم اس سے کام لے سکتا ہے۔ اور خاص وعام اس سے نتیجہ نکال سکتے ہیں۔ اگر اس کے حالات ایسے نہ ہوں، جیسے بزرگ مقدس حضرات کے ہونے چاہییں، تو پھر کسی دلیل اور کسی نشان کے تلاش کی حاجت نہیں ہے۔ اسے سمجھ لیں کہ یہ اپنے دعوی میں کاذب ہے۔

سب سے پہلے یہ دیکھنا چاہیے کہ وہ سچائی میں سب سے اول درجہ رکھتا ہے یا نہیں۔ اگر ذرہ بھی سچائی میں گرا ہوا پائیں، تو اس سے اجتناب کریں۔ میں نے اس رسالہ میں اسی طریقہ کو اختیار کیا ہے کہ خاص وعام اس سے مستفید ہوں اور بذات خود فیصلہ کر سکیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی لکھتے ہیں کہ: ہمارا صدق یا کذب جانچنے کے لئے ہماری پیش گوئی سے بڑھ کر اور کوئی محک امتحان نہیں ہوسکتا۔ (آئینہ کمالات اسلام۔ ص ۲۸۸)۔

اس لئے میں نے ان کی پیش گوئیوں پر نظر کرنا مناسب سمجھا، اور پیش گوئیوں میں سے اس پیش گوئی کو اختیار کیا جو ان کے نزدیک نہایت ہی عظیم الشان ہے، اور جس کی شرح سے ان کے ذاتی تقدس کا حال طالب حق نہایت روشن دلیل سے معلوم کر سکے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے رسالہ شہادۃ القرآن سے ظاہر ہے کہ مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری کی لڑکی

کے نکاح کے متعلق جو مرزا قادیانی نے پیش گوئی کی ہے وہ بہت ہی عظیم الشان ہے اس لئے میں اسی کا ذکر نا مناسب سمجھتا ہوں۔

چونکہ عظیم الشان نشان کا سترہ برس تک امتحان رہا، اس لئے مرزا غلام احمد قادیانی کو اس کی نسبت مختلف طور سے الہامات ہوتے رہے ہیں۔ ایک الہام یہ بھی ہوا تھا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کا، نکاح اس لڑکی سے آسمان پر ہو گیا، (تتمہ حقیقت الوحی۔ ص۱۳۳۔ قادیانی خزائن ج۲۲ ص۵۷۰)

اس وجہ سے وہ لڑکی منکوحہ آسمانی کے لقب سے مشہور ہے۔

اب میں ان واقعات کے بیان کرنے سے پہلے نہایت زور اور سچائی سے کہتا ہوں کہ اس منکوحہ آسمانی کی نسبت جو واقعات ہوئے ہیں اور جو باتیں ان کی زبان اور قلم سے نکلی ہیں اور جو حالتیں اس سے ظاہر ہوئی ہیں وہ اس عظمت اور مرتبت کے بالکل برخلاف ہیں جس کا دعوی مرزا غلام احمد قادیانی نے کیا ہے اور انبیاء علیہم السلام کے تقدس کی تو بڑی شان ہے، اور اولیاء اللہ بلکہ ادنی ولی کو بھی دنیا کی کسی چیز سے ایسا تعلق نہیں ہو سکتا جیسا تعلق مرزا غلام احمد قادیانی کو ایک معمولی عورت سے ہوا، اور اس کی وجہ سے بہت سی خلاف شان باتیں ان سے ہوئیں۔

میں نہایت سچائی اور خیر خواہی سے برادران اسلام کو متنبہ کرتا ہوں کہ اس قصہ کے متعلق واقعات پر جو سچا طالب حق نظر کرے گا اس کی قوت ممیّزہ، اس کی انصاف پسندی بے اختیار کہہ اٹھے گی کہ مرزا غلام احمد قادیانی اپنے دعوی میں بالکل جھوٹے ہیں۔ اور جن کے دلوں پر تعصب کا پردہ پڑا ہے اور جو اپنی غلطی اور نافہمی اور کم علمی سے پھنس کر اب بے جا غیرت اور اپنی بات کی پیچ اور ہٹ دھرمی پر آمادہ ہو گئے ہیں، یا ان کو اور کوئی مخفی دنیاوی فائدہ اس میں حاصل ہوتا ہے، ان سے ہمارا خطاب نہیں ہے۔ ہم کو امید ہے کہ بہت سے گم گشتہ بہت سے متحیر و پریشان اس تحریر سے ہدایت پائیں گے اور ان کے دلوں کو کامل تسلی ہو گی۔

اس رسالہ کا نام فیصلہ آسمانی رکھا گیا ہے اور تین حصوں پر تقسیم کیا گیا ہے۔

پہلے حصہ میں خاص منکوحہ آسمانی کا ذکر ہے اور دوسرے و تیسرے حصہ میں اس کے متعلقات کا اور ضمناً ان کے کذب کی اور باتیں بھی بیان ہوئی ہیں۔

اس عظیم الشان پیشین گوئی کے غلط ہونے کے باوجود جو باتیں خود مرزا غلام احمد قادیانی نے اور ان کے مریدین نے بنائی ہیں اور انہیں جواب قرار دیا ہے، ان کا غلط اور محض غلط ہونا بطور اجمال اور تفصیل ہر طرح ان تین حصوں میں بیان کیا گیا ہے۔ خاص منکوحہ آسمانی کے متعلق جو کچھ کہا گیا ہے اس کا جواب اسی حصہ میں پورے طور سے دیا گیا ہے۔ پھر تیسرے حصہ میں اس کی زیادہ تفصیل کر دی گئی ہے اور اس قدر لکھا گیا ہے کہ کسی طالب حق کو دیکھنے کے بعد مرزا قادیانی کے کاذب ہونے میں تامل نہیں ہوسکتا۔

اب بعض حق پوش حضرات کا یہ کہہ دینا کہ یہ وہی پرانی باتیں ہیں جن کا جواب دیا گیا ہے، ناواقفوں کو دھوکہ دینا ہے۔ میں نہایت استحکام اور یقین سے کہتا ہوں کہ اس غلط پیشین گوئی کا کوئی جواب نہیں ہوسکتا۔ یہ پیشین گوئی بلا شک وشبہ یقیناً غلط ہوئی، اور جو کچھ اس کے جواب میں باتیں بنائی جاتی ہیں وہ محض غلط ہیں۔ ان کی غلطی آفتاب نیم روز کی طرح روشن کر دی گئی ہے، اور مرزا قادیانی کے وہ اقوال نقل کر دیئے گئے جن سے تمام جوابات غلط ہو جاتے ہیں۔ چونکہ مرزا غلام احمد قادیانی کے کذب کی یہ نہایت روشن دلیل ہے اور ایسی دلیل ہے کہ عام وخاص سب اسے خوبی سمجھ سکتے ہیں اس لئے اس کو پیش کیا گیا اور پیش کیا جائے گا یہاں تک کہ وہ اس کے غلط ہونے کا اقرار کریں، اور بموجب آسمانی کتابوں کے مرزا قادیانی کو کاذب مانیں، یا ہماری باتوں کا جواب دیں۔ مگر ہم بالیقین کہتے ہیں کہ جواب نہیں دے سکتے۔ قادیانی جماعت خوب سمجھ لے کہ یہ عوام کا مناظرہ نہیں کہ کبھی یہ کہہ دیا اور کبھی وہ کہہ دیا، کوئی بات طے نہ ہوئی اور عوام مشتبہ ہو کر رہ گئے۔ الغرض اس بحث کے طے ہونے کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی کے متعلق جس بحث کو چاہیں قادیانی جماعت کے ذی علم پیش کریں اس طرف سے جواب دیا جائے گا اور انشاء اللہ ایسا جواب دیا جائے گا کہ آنکھیں کھل جائیں گی۔

ہمارے مخاطبین ذرا نظر اٹھا کر دیکھیں کہ دنیا میں کس قدر مذاہب باطلہ ہوئے اور ہوتے جاتے ہیں اور اہل حق نے ان کے ردّ میں کوئی دقیقہ نہیں اٹھا رکھا۔ پھر کیا اس مذہب کے ماننے والوں نے کسی اہل حق کی سنی اور حق کو قبول کیا۔ ہرگز نہیں اور شاذ و نادر کا اعتبار نہیں۔ خیال کیا جائے کہ تثلیث پرستی کیسی بدیہی البطلان چیز ہے، مگر اس کے ماننے والے اپنی جان دے دیتے ہیں مگر اپنا مذہب اور اپنا عقیدہ نہیں چھوڑتے۔ پھر کیا ان کی پختگی اور اپنے خیال سے نہ ہٹنا ان کے مذہب کی حقانیت اور سچائی کی دلیل ہوسکتی ہے۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ اس

کی یہ وجہ ہے کہ جن کے لئے شقاوت ازلی نے ہاویہ میں جانے کا فیصلہ کر دیا ہے جن کے دلوں پر مہر لگا دی ہے وہ حق بات کو کبھی قبول نہیں کر سکتے۔

ملاحظہ کیا جائے کہ دہریہ اور لا مذہب کی ہدایت کیلئے اصحاب مذہب نے بہت کوشش کی۔ پھر کیا وہ اپنے خیال سے کچھ بھی ہٹے؟ کبھی نہیں۔ دیکھو اس وقت یورپ میں کس زور شور سے لا مذہبی پھیل رہی ہے اور اس کا نمونہ ہندوستان میں بھی شروع ہو گیا ہے۔ عیسائی ہنود آریہ کے راہ راست پر لانے کے لئے مسلمانوں نے بہت کچھ کوشش کی۔ سچائی اور حقانیت کو بہت کچھ روشن کر کے دکھلایا۔ دین حق کے ثبوت میں اور باطل کے ابطال میں بہت کتابیں لکھیں۔ مگر یہ بتایئے اور خوب تحقیق کر کے جواب دیجئے کہ کتنے آریہ، ہندو، عیسائی مناظرہ کی کتابیں دیکھ کر مسلمان ہوئے۔ غالباً دس بیس کا نام بھی آپ سارے ہندوستان میں نہ بتائیں گے۔ اب مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کے مریدین کی کوشش کو ملاحظہ کیجئے کہ ان کے جواب میں کتنے رسالے اور اشتہارات لکھ کر شائع کئے۔

عیسائیوں سے مناظرہ بھی کیا۔ ایک رسالہ انگریزی میں ماہوار تمام یورپ و ہند میں برسوں سے شائع ہو رہا ہے۔ اب مسیح جدید کے مقلد فرمائیں کہ کتنے قدیم مسیحی مرزا قادیانی پر ایمان لائے اور کتنے آریہ قادیانی ہوئے؟ واقف کار حضرات خوب جانتے ہوں گے کہ اتنی کوشش پر بھی دس بیس آریہ یا عیسائی ان کے مناظرہ سے قادیانی نہیں ہوئے بلکہ ان کی مسیحیت اور نبوت کی زندگی ہی میں خاص ان کے وطن پنجاب میں عیسائی اور آریہ کی ترقی بہت کچھ ہوئی، اور ان کے خلیفہ (حکیم نورالدین) اور حواریین کے روبرو ہو رہی ہے۔ اور کس قدر الحاد و زندقہ اور گمراہی اور تفرق ادیان کا زور و شور ہے۔ کیا حضرت عیسیٰ کے نزول کے بعد ایسی حالت رہے گی؟

ذرا آنکھیں کھول کر احادیث صحیحہ کو دیکھو۔ اگر حق طلبی کی نظر سے دیکھو گے اور کج روی سے بچو گے تو مثل آفتاب کے تم پر روشن ہو جائے گا کہ مرزا غلام احمد قادیانی اپنے دعوے میں ہرگز سچے نہیں ہیں (محمدی بیگم والی پیش گوئی پر بحث مرزا قادیانی کی زندگی اور مرنے کے بعد مختلف انداز کی ہے۔ مرزا قادیانی کی زندگی میں چونکہ کسی بھی لمحے امکان تھا کہ سلطان محمد رخصت ہو جاتا، عورت بیوہ ہو جاتی، اور مرزا قادیانی سے شادی ہو جاتی، اس لئے اس وقت اس پیش گوئی کو جھوٹا کہنا اس یقین کا

مل کی بنا پر تھا کہ مرزا قادیانی کو الہام نہیں ہوتے، اور جو دعوی وہ الہام سے کرتا ہے وہ جھوٹے ہوتے ہیں، اس لئے یہ پیش گوئی بھی جھوٹی ہے، اور مرزا قادیانی کے نکاح میں وہ عورت نہیں آئے گی۔ انکار باطل اور تثبیت حق کا یہ اعلی ترین مرتبہ تھا جو ان لوگوں کو مل گیا جنہوں نے ابتداء ہی سے اس پیش گوئی کے کذب کا اعلان کر دیا تھا مثل مولانا بٹالویؒ، اور بعد میں مولانا بٹالویؒ کی متابعت میں دیگر حضرات مثل مولانا ثناءاللہ، پیر مہر علی شاہ، ۔ اور مرزا کی موت کے بعد چونکہ واضح ہو چکا تھا کہ زندگی بھر مرزا قادیانی کی شادی محمدی بیگم سے نہیں ہو سکی اور پیش گوئی جھوٹی ثابت ہو چکی ہے، اس وقت اس پیش گوئی کی تغلیط وتکذیب پر لکھنا یا کہنا ثانوی درجے کی اہمیت کا حامل ہے۔ اس وقت صرف قادیانی مغالطّوں اور تاویلوں کا جواب اس بات کا مظہر تھا کہ قادیانی حضرات ناواقفوں میں پروپیگنڈہ نہ کر سکیں بلکہ لوگوں کو بتا دیا جائے کہ پیش گوئی جسے شیخ الاسلام مولانا بٹالویؒ نے حیات مرزا میں غیر الہامی قرار دیا تھا، واقعتاً غیر الہامی ثابت ہو چکی ہے اور اسے الہامی کہنے والا اپنے دعوی الہام میں جھوٹا ہے۔ بہاء)

افسوس یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے کسی کافر کو مسلمان نہ کیا البتہ بہت سے مسلمانوں کو گمراہ کر دیا اور تیرہ سو برس کے مسلمین کو دائرہ اسلام سے خارج کر دیا۔ حاصل یہ ہوا کہ دنیا میں جو منکر اور کافر تھے وہ تو ویسے ہی رہے اور جو مسلمان تھے مرزا قادیانی نے انہیں بھی کافر کر دیا۔ نزول مسیح کا یہ نتیجہ ہوا۔

(مرزا غلام احمد قادیانی نے جو کام کیا ہے وہ نہایت عظیم الشان ہے، ایسا کام پہلے دنیا میں کسی نے نہیں کیا۔ وہ یہ کہ انہوں نے ساری دنیا کو کافروں سے بھر دیا، ہندو سکھ عیسائی بدھ دہریے وغیرہ تو پہلے ہی کافر تھے، مسلمانوں کو انہوں نے کافر بنا دیا، اور اپنے ماننے والوں کو اسلام سے نکال کر کافر کر دیا۔ یعنی مرزا قادیانی کی برکت سے دنیا میں ایک بھی مسلمان باقی نہ بچا۔ بہاء)

اس تمہید کے بعد اصل قصہ کو ملاحظہ کیجئے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے قرابت مندوں میں ایک لڑکی تھی جس کا نام محمدی ہے۔ وہ ان کے پسند آ گئی اور منظور نظر ہو گئی۔ مگر وہ قرابت مند مرزا قادیانی کے اس دعوی اور تقدس کے نہایت مخالف تھے، اس لئے مرزا قادیانی کی جرأت نہیں ہوتی تھی کہ نکاح کا پیغام بھیجیں۔ اول تو مرزا قادیانی بوڑھے (زیادہ مناسب الفاظ میں مرزا صاحب کو ادھیڑ عمر کہا جا سکتا ہے، کیونکہ جب پیش گوئی پہلی مرتبہ سامنے آئی، مرزا صاحب کی عمر چھیالیس سینتالیس برس کی تھی۔ بہاء) اور اہل وعیال والے تھے، اس پر مذہبی مخالفت ہو، گویا پھر تو کریلا اور نیم چڑھا ہو گیا۔ اب کیا امید ہو سکتی تھی کہ لڑکی کے والدین اس رشتہ کو قبول کریں۔

کچھ عرصہ تک تو مرزا قادیانی کو اس کے اشتیاق میں دم بخود رہنا پڑا، مگر حسن اتفاق سے اس لڑکی کے والد مرزا احمد بیگ کو ایک ضرورت مرزا غلام احمد قادیانی سے پیش آئی اور وہ بھی مالی ضرورت جس کا ذکر آئے گا۔ اب مرزا غلام احمد قادیانی کو موقع ملا اور وحی والہام کی بھر مار شروع ہوئی۔ پہلے نکاح کا پیغام بڑے شان سے

بھیجا گیا۔ الہامی پیام تھا۔ اس کے قبول کرنے پر بہت کچھ ترغیبیں دی گئیں، اور انکار کی تقدیر پر خوفناک باتوں سے ڈرایا گیا۔ مگر اس کے والدین اور اس کے دوسرے اقرباء نے نہایت مضبوطی اور حقارت سے انکار کیا۔ اور اس لڑکی کا نکاح دوسرے شخص سے پڑھا دیا۔ سلطان محمد بیگ اس کا نام ہے۔

مگر جس طرح طالب دلدادہ کو کسی وقت محبوب اور مطلوب کے ملنے سے مایوسی نہیں ہوتی، اسی طرح مرزا غلام احمد قادیانی کو اس کے نکاح کے بعد بھی مایوسی نہیں ہوئی۔ اور ان کی قوت متخیلہ نے یہ خیال پختہ کیا کہ اس (محمدی) کا میاں (مرزا سلطان محمد) مرے گا اور بیوہ ہو کر یہ لڑکی میرے نکاح میں آئے۔

اس پختہ خیال کو وہ الہام سمجھے۔ اور الہام کا غل مچانا شروع کیا کہ یہ لڑکی بیوہ ہوگی اور میرے نکاح میں آئے گی۔ کسی وقت خیال عالی زیادہ بلند ہوا، تو یہ فرما دیا کہ خدا تعالی نے آسمان پر میرا نکاح اس سے کر دیا ہے۔ یہاں وہ قصہ قابل ذکر ہے جو انگریزی اخباروں میں شائع ہوا ہے کہ ولایت لندن میں یا اس کے قریب ایک انگریز نے عیسی ہونے کا دعوی کیا، اور بہت سے لوگ اسے مان چکے ہیں۔ اور ایک ایسا عمدہ اور بڑا گرجا بنوایا ہے کہ لندن میں اس کی نظیر نہیں۔ اس سے ایک نوجوان لیڈی پھنس گئی۔ اس کے لڑکا ہوا۔ رجسٹرار نے لیڈی سے دریافت کیا کہ تیرا نکاح کب ہوا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ عالم ارواح میں خدا تعالی نے نکاح پڑھایا ہے۔ پھر وہ عیسی بلائے گئے اور ان سے کہا گیا کہ تمہاری بیوی تو فلاں ہے۔ یہ کیسی؟ جواب دیا کہ یہ روحانی بیوی ہے، اور وہ جسمانی ہے۔ رجسٹرار ان جوابوں سے بہت ناخوش ہوا۔ اور ان دونوں کو بہت برا خیال کیا۔ مدعی نبوت نے قیافہ سے اس کا خیال معلوم کر کے اس سے کہا کہ چل کر ہمارا چرچ دیکھو پھر کچھ کہنا۔ وہ گیا۔ جب دیکھ کر لوٹا تو اس کا وہ بدخیال نہ رہا اور عقیدت مند ہو گیا۔

ان دونوں کے جواب مرزا قادیانی کے جوابوں سے کم مرتبہ نہیں۔ اور مرزائیوں کی حالت اس رجسٹرار کے بہت مشابہ ہے، اگر انصاف سے دیکھا جائے۔

پھر مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے مختلف اوقات میں مختلف طریقوں سے اپنے الہام کا یقین لوگوں کو دلانا چاہا اور اپنے مخالفین کو نہایت خوفناک دھمکیوں سے ڈرایا۔ مگر لڑکی کے والدین اور دوسرے اقرباء ایسے مستحکم اور قوی الایمان تھے کہ نہ کسی لالچ میں آئے، نہ کسی دھمکی سے ڈرے، نہ ان کے الہاموں کی کچھ

پرواہ کی۔اور مرزا قادیانی اس لڑکی کی تمنا اور آرزو میں دست حسرت ملتے ہوئے قبر میں تشریف لے گئے، اور آرزو پوری نہ ہوئی۔اس لڑکی کا میاں (مرزا سلطان محمد) اس وقت تک موجود ہے۔دس بارہ اولادیں اس کی ہو چکی ہیں۔

حضرات ناظرین! مرزا غلام احمد قادیانی نے اس پیشین گوئی کو نہایت ہی عظیم الشان بتایا ہے۔اس قدر عظمت اور کسی پیش گوئی کی مرزا قادیانی نے بیان نہیں کی۔اگرچہ بعض اور پیشین گوئیوں کو عظیم الشان کہا ہے مگر اس کی عظمت کو انتہا مرتبہ کا بیان کیا ہے، کیونکہ اسے نہایت ہی عظیم الشان کہا ہے۔

اردو کے محاورہ میں یہ جملہ اس مقام پر بولا جاتا ہے جہاں نہایت اعلیٰ مرتبہ کی عظمت بیان کرنی منظور ہوتی ہے۔اس لئے میں نہایت ضروری سمجھتا ہوں کہ اس میں پورے طور سے غور کروں اور اس کے متعلق جس قدر باتیں مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کے حواریین کی ہمیں ملیں، ہم طالبین حق کے روبرو پیش کریں تاکہ ہر ایک پر مرزا صاحب قادیانی کی حالت آفتاب نیم روز کی طرح روشن ہو جائے۔اور اللہ تعالیٰ نے جن کی آنکھوں میں بینائی دی ہے وہ خوب دیکھ لیں اور صداقت پر ایمان لا کر خدا کا شکر بجا لائیں۔اور جو بینائی سے محروم ہیں یا دیکھتے ہوئے نہیں دیکھتے وہ اپنے حال زار پر واویلا کریں، اور خدا سے ڈریں جس نے صداقت کے ماننے اور بطالت سے بچنے پر نجات کا مدار رکھا ہے۔

اس پیش گوئی کی تفصیل میں تین امروں پر غور کرنا نہایت ضروری ہے:

اول: یہ کہ مرزا قادیانی کو نکاح کے پیام کا موقع کیونکر ملا اور کس طرح انہوں نے پیام دیا۔

۲۔ یہ کہ انکار کے بعد کیا کیا تدبیریں مرزا قادیانی نے کیں تاکہ لڑکی کے اعزہ انکار سے باز رہیں لڑکی ہمارے پاس آئے۔

۳۔اس بات میں نہایت غور و انصاف کی ضرورت ہے لڑکی کے نکاح کا معاملہ تھا مرزا قادیانی نے اس قدر طول دیا اور اشتہارات شائع کئے اعزہ و اقرباء کو خطوط لکھے اور بالآخر جب وہ ناکام اور بے نیل و مرام رہے تو اپنے دو بیٹوں کو عاق کر دیا اور سابقہ بی بی (بیوی) کو طلاق دے دی۔ان سب باتوں پر نظر کرنے سے کیا حالت معلوم ہو تی ہے آیا یہ پایا جاتا ہے کہ مرزا قادیانی بزرگ اور مقدس شخص ہیں یا یہ کہ نفسانی خواہش کے نہایت تابع اور خدا

اور رسول کی طرف غلط باتیں منسوب کرنے والے۔

اس تحریر کے بعد ناظرین کو دو امروں کی طرف اور بھی زیادہ توجہ دلاتا ہوں:

اول: یہ کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے ان اقوال پر کامل نظر کریں جو ان کی زبان قلم سے اس پیش گوئی کی نسبت وقتاً فوقتاً نکلے ہیں۔ اور کس کس طرز سے انہوں نے یقین دلایا ہے کہ اس کا ظہور میرے وقت میں ہو گا جس میں کسی طرح چون و چرا کو مجال نہیں ہے اور پھر اس کا ظہور نہ ہوا اور اس کے متعلق تمام الہامات اور سارے بیانات غلط ثابت ہوئے۔

دوسرا: امر یہ ہے کہ اس پیشین گوئی کے پورا ہونے کے لئے جو تدبیریں انہوں نے کیں اور جو خطوط وغیرہ انہوں نے لکھے اور جو جو کلمات مہذبانہ انہوں نے مخالفین کے لئے استعمال کئے ان میں انصاف دلی سے غور فرماتے جائیں۔ میں نہایت سچائی سے کہتا ہوں کہ اگر آپ ایسا کریں گے تو آپ کی قوت ممیّزہ بے اختیار بول اٹھے گی کہ جس کے ایسے حالات ہیں وہ ہرگز خدا سے دلی رابطہ نہیں رکھتا اور مجدد اور نبی ہونا تو بڑی بات ہے۔ یہ دوسرا امر بہت زیادہ غور کے قابل ہے۔

پہلے امر کا بیان (یعنی مرزا قادیانی نے نکاح کا پیام کس طرح کیا):

سب سے اول پیامی خط جو مرزا غلام احمد قادیانی کا ۱۰ مئی ۱۸۸۸ء کے نور افشان میں چھپا ہے اس کا ذکر مرزا صاحب نے اپنے آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۷۹ میں کیا ہے۔ اس کے بعد ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء کو گورداسپور سے جو اشتہار شائع کیا ہے وہ اسی کتاب کے صفحہ ۲۸۱ سے ۲۸۸ تک میں لکھا ہے۔ اور اس کی نقل یعقوب علی نے اپنے رسالہ آئینہ حق نما کے صفحہ ۱۳۷ وغیرہ میں کی ہے۔.... اس کا عنوان ہے:

ایک پیش گوئی پیش از وقوع کا اشتہار

اس کے بعد دو شعر ہیں:

پیش گوئی کا جب انجام ہویدا ہو گا
قدرتِ حق کا عجب ایک تماشا ہو گا

جھوٹ اور حق میں جو ہے فرق وہ پیدا ہو گا
کوئی پا جائے گا عزت کوئی رسوا ہو گا

(اوراشتہار یوں ہے۔ بہا:

اخبارنورافشاں دس مئی ۱۸۸۸ء میں جواس راقم کاایک خط متضمن درخواست نکاح چھاپا گیا ہےاس خط کوصاحب اخبار نے اپنے پرچہ میں درج کر کے عجیب طرح کی زبان درازی کی ہےاورایک صفحہ اخبار کاسخت گوئی اوردشنام دہی سے سیاہ کیا ہے۔ یہ کیسی بے انصافی ہے کہ جن لوگوں کے مقدس اور پاک نبیوں نے سینکڑوں بیویاں ایک ہی وقت میں رکھی ہیں وہ دویا تین بیویاں جمع کرناایک کبیرہ گناہ سمجھتے ہیں بلکہ اس فعل کوزنااورحرام کاری خیال کرتے ہیں۔کسی خاندان کا سلسلہ صرف ایک بیوی سے ہمیشہ کے لئے جاری نہیں رہ سکتا بلکہ کسی نہ کسی جزوسلسلہ میں یہ دقت آ پڑتی ہے کہ ایک جوروعقیمہ اورنا قابل اولاد نکلتی ہے۔اس تحقیق سے ظاہر ہے کہ دراصل بنی آدم کی نسل ازواج مکرر سے ہی قائم ودائم چلی آتی ہے۔اگرایک سے زیادہ بیوی کرنامنع ہوتا تواب تک نوع انسان قریب قریب خاتمہ کے پہنچ جاتی....

(اس کے بعدقادیانی نے اشتہار کے صفحہ۴ تک اخبارنورافشان پرلے دے کی جس میں اس پیش گوئی کوشہوت پرستی قراردیا گیا تھا۔اس کے بعدصفحہ۴ میں کہا ہے)

اب یہ جاننا چاہیے کہ جس خط کو۱۰مئی ۱۸۸۸ء کے(اخبار)نورافشان میں فریق مخالف نے چھپوایا ہے وہ خط محض ربانی اشارہ سے لکھا گیا تھا۔ایک مدت دراز سے بعض سرگردہ اورقریبی رشتہ دارمکتوب الیہ کے جن کے حقیقی ہمشیرہ زادہ کی نسبت درخواست کی گئی تھی نشان آسمانی کے طالب تھےاورطریقہ اسلام سے انحراف اورعنادرکھتے تھے،اوراب بھی رکھتے ہیں۔ چنانچہ اگست ۱۸۸۵ء میں جوچشمہ نورامرتسر میں ان کی طرف سے اشتہار چھپا تھا، یہ درخواست ان کی اس اشتہار میں بھی مندرج ہے۔

ان کونہ محض مجھ سے، بلکہ خدااوررسول سے بھی دشمنی ہے۔اوروالداس دختر کا باعث شدت تعلق قرابت ان لوگوں کی رضاجوئی میں محواوران کے نقش قدم پردل وجان سے فدا،اوراپنے اختیارات سے قاصروعاجز بلکہ انہیں کافرمان بردار ہورہا ہے۔ اوراپنی لڑکیاں انہیں کی لڑکیاں خیال کرتا ہےاوروہ بھی ایسا ہی سمجھتے ہیں۔اور ہر باب میں اس کے مدارالمہام اوربطورنفس ناطقہ کے اس کیلئے ہورہے ہیں۔تبھی تو نقارہ بجا کراسکی لڑکی کے بارہ میں آپ ہی شہرت دیدی یہاں تک کہ عیسائیوں کے اخباروں کواس قصہ سے بھردیا۔آفرین بریں عقل ودانش۔ماموں ہونے کاخوب ہی حق ادا کیاماموں ہوں توایسے ہی ہوں

غرض یہ لوگ جومجھ کومیرے دعوی الہام میں مکاراوردروغ گوخیال کرتے تھےاوراسلام اورقرآن شریف پرطرح طرح کے اعتراض کرتے تھے،اورمجھ سے کوئی نشانی آسمانی مانگتے تھے،تواس وجہ سے کئی دفعہ ان کیلئے دعابھی کی گئی تھی۔سووہ دعاقبول ہوکرخداتعالی نے یہ تقریب قائم کی کہ والداس دختر کاایک اپنے ضروری کام کیلئے ہماری طرف ملتجی ہوا۔

تفصیل اس کی یہ ہے کہ نامبردہ کی ایک ہمشیرہ ہمارے ایک چچازاد بھائی غلام حسین نام کو بیاہی گئی تھی۔غلام حسین عرصہ ۲۵ سال سے کہیں چلا گیا اور مفقود الخبر ہے۔اس کی زمین ملکیت جس کا حق ہمیں پہنچتا ہے، نامبردہ کی ہمشیرہ کے نام سرکاری کاغذات میں درج کرادی گئی تھی۔اب حال کے بندوبست میں جو ضلع گورداسپور میں جاری ہے، نامبردہ یعنی ہمارے خط کے مکتوب الیہ نے اپنی ہمشیرہ کی اجازت سے یہ چاہا کہ وہ زمین جو چار ہزار یا پانچ ہزار روپیہ قیمت کی ہے، اپنے بیٹے محمد بیگ کے نام بطور ہبہ منتقل کرادیں۔چنانچہ ان کی ہمشیرہ کی طرف سے یہ ہبہ نامہ لکھا گیا۔چونکہ وہ ہبہ نامہ بغیر ہماری رضا مندی کے بے کار تھا اس لئے مکتوب الیہ نے بتمام تر عجز وانکسار ہماری طرف رجوع کیا، تاہم اس ہبہ پر راضی ہو کر اس ہبہ نامہ پر دستخط کردیں۔اور قریب تھا کہ دستخط کردیتے لیکن خیال آیا کہ جیسا کہ ایک مدت سے بڑے بڑے کاموں میں ہماری عادت ہے جناب باری میں استخارہ کر لینا چاہیے۔سو یہی جواب مکتوب الیہ کو دیا گیا۔پھر مکتوب الیہ کے متواتر اصرار سے استخارہ کیا گیا۔وہ استخارہ کیا تھا گویا آسمانی نشان کی درخواست کا وقت آپہنچا، جس کو خدا تعالیٰ نے اس پیرایہ میں ظاہر کردیا۔

اس خدائے قادر وحکیم مطلق نے مجھے فرمایا کہ اس شخص کی دختر کلاں کے نکاح کیلئے سلسلہ جنبانی کر اور ان کو کہہ دے کہ تمام سلوک اور مروّت تم سے اسی شرط سے کیا جائے گا۔اور یہ نکاح تمہارے لئے موجب برکت اور ایک رحمت کا نشان ہوگا۔اور ان تمام برکتوں اور رحمتوں سے حصہ پاؤ گے جو اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں درج ہیں۔

لیکن اگر نکاح سے انحراف کیا تو اس لڑکی کا انجام نہائت ہی برا ہوگا۔اور جس کسی دوسرے شخص سے بیاہی جائے گی وہ روز نکاح سے اڑھائی سال تک، اور ایسا ہی والد اس دختر کا تین سال تک فوت ہوجائے گا (تین سال تک فوت ہونا روز نکاح کے حساب سے ہے مگر یہ ضروری نہیں کہ کوئی واقعہ اور حادثہ اس سے پہلے نہ آوے بلکہ مکاشفات کی رو سے مکتوب الیہ کا زمانہ حوادث جس کا انجام معلوم نہیں نزدیک پایا جاتا ہے۔حاشیہ از مرزا قادیانی)۔اور ان کے گھر پر تفرقہ اور تنگی پڑے گی۔اور درمیانی زمانہ میں بھی اس دختر کیلئے کئی کراہت اور غم کے امر پیش آئیں گے۔

پھر ان دنوں میں جو زیادہ تصریح اور تفصیل کیلئے بار بار توجہ کی گئی تو معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ نے یہ مقرر کر رکھا ہے کہ وہ مکتوب الیہ کی دختر کلاں کو جس کی نسبت درخواست کی گئی تھی، ہر ایک روک دور کرنے کے بعد انجام کار اسی عاجز کے نکاح میں لاوے گا ۔اور بے دینوں کو مسلمان بناویگا۔اور گمراہوں میں ہدایت پھیلاوے گا۔چنانچہ عربی الہام اس بارے میں یہ ہے:

کذّبوا بآیاتنا وکانوا بها یستهزئون ۔ فسیکفیکهم الله و یردّها الیك لا تبدیل لکلمات الله ۔ انّ الله فعّال لّما یر ید ۔ انت معی وانا معك ۔ عسی ان یبعثك ربّك مقاماً محموداً ۔

یعنی انہوں نے ہمارے نشانوں کو جھٹلایا۔اور وہ پہلے سے ہنسی کررہے تھے۔سو خدا تعالیٰ، ان سب کے تدارک کیلئے جو اس کام کو روک رہے ہیں، تمہارا مددگار ہوگا اور انجام کار اس لڑکی کو تمہاری طرف واپس لائے گا۔کوئی نہیں جو خدا کی باتوں کو ٹال سکے۔تیرا رب وہ قادر ہے کہ جو کچھ چاہے وہی ہوجاتا ہے۔تو میرے ساتھ اور میں تیرے ساتھ ہوں اور عنقریب وہ مقام

تجھے ملے گا جس میں تیری تعریف کی جائے گی۔یعنی گو اول میں احمق اور نادان لوگ بد باطنی اور بدظنی کی راہ سے بد گوئی کرتے ہیں، اور نالائق باتیں منہ پر لاتے ہیں، لیکن آخر خدا تعالی کی مدد کو دیکھ کر شرمندہ ہوں گے اور سچائی کے کھلنے سے چاروں طرف سے تعریف ہوگی۔

اس جگہ ایک اور اعتراض نور افشاں کا رفع دفع کرنے کے لائق ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر یہ الہام خدا تعالی کی طرف سے تھا اور اس پر اعتماد کلی تھا تو پھر پوشیدہ کیوں رکھا، اور کیوں اپنے خط میں پوشیدہ رکھنے کی تاکید کی (یہ الہام جو شرطی طور پر مکتوب الیہ کی موت فوت پر دلالت کرتا تھا ہم کو بالطبع اس کی اشاعت سے کراہت تھی بلکہ ہمارا دل یہ بھی نہیں چاہتا تھا کہ اس سے مکتوب الیہ کو مطلع کریں مگر اس کے کمال اصرار سے جو اس نے زبانی اور کئی انکساری خطوں کے بھیجنے سے ہم پر ظاہر کیا ہم نے سراسر سچی خیر خواہی اور نیک نیتی سے اس پر یہ امر سربستہ ظاہر کر دیا۔ پھر اس نے اور اس کے عزیز مرزا نظام الدین نے اس الہام کے مضمون کو آپ شہرت دی۔حاشیہ از مرزا قادیانی) اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ایک خانگی معاملہ تھا۔جن کے لئے یہ نشان تھا ان کو تو پہنچا دیا گیا تھا، اور یقین تھا کہ والد اس دختر کا ایسی اشاعت سے رنجیدہ ہوگا، اس لئے ہم نے دل شکنی اور رنج دہی سے گریز کی۔ بلکہ یہ بھی نہ چاہا کہ درحالت رڈ وانکار وہ بھی اس امر کو شائع کریں۔اور گو ہم شائع کرنے کے لئے مامور تھے مگر ہم نے مصلحتاً دوسرے وقت کی انتظار کی۔یہاں تک کہ اس لڑکی کے ماموں مرزا نظام الدین نے جو مرزا امام الدین کا حقیقی بھائی ہے، شدت غیظ وغضب میں آکر اس مضمون کو آپ ہی شائع کر دیا۔اور شائع بھی ایسا کیا کہ شاید ایک یا دو ہفتہ میں دس ہزار مرد عورت تک ہماری درخواست نکاح اور ہمارے مضمون الہام سے بخوبی اطلاع یاب ہو گئے ہوں گے۔اور پھر زبانی اشاعت پر اکتفا نہ کر کے اخباروں میں ہمارا خط چھپوایا، اور بازاروں میں ان کے دکھلانے سے وہ خط جا بجا پڑھا گیا اور عورتوں اور بچوں تک اس خط کے مضمون کی منادی کی گئی۔

اب جب مرزا نظام الدین کی کوشش سے وہ خط ہمارا نور افشاں میں بھی چھپ گیا اور عیسائیوں نے اپنے مادہ کے موافق بیجا افتراء کرنا شروع کیا، تو ہم پر فرض ہوگیا کہ اپنی قلم سے اصلیت کو ظاہر کریں۔

بدخیال لوگوں کو واضح ہو کہ ہمارا صدق یا کذب جانچنے کے لئے ہماری پیش گوئی سے بڑھ کر اور کوئی محک امتحان نہیں ہوسکتا۔اور نیز یہ پیش گوئی ایسی بھی نہیں کہ جو پہلے پہل اسی وقت میں ہم نے ظاہر کی ہے، بلکہ مرزا امام الدین ونظام الدین اور اس جگہ کے تمام آریہ اور نیز لیکھرام پشاوری اور صدہا دوسرے لوگ خوب جانتے ہیں کہ کئی سال ہوئے ہم نے اسی کے متعلق مجملاً ایک پیش گوئی کی تھی یعنی یہ کہ ہماری برادری میں سے ایک شخص احمد بیگ نام فوت ہونے والا ہے۔

اب منصف آدمی سمجھ سکتا ہے کہ وہ پیش گوئی اس پیش گوئی کا ایک شعبہ تھی، یا یوں کہو کہ یہ تفصیل اور وہ اجمال تھی اور اس میں تاریخ اور مدت ظاہر کی گئی اور اس میں تاریخ اور مدت کا کچھ ذکر نہ تھا اور اس میں شرائط کی تصریح کی گئی اور وہ ابھی اجمالی حالت میں تھی۔سمجھ دار آدمی کے لئے یہ کافی ہے کہ پہلی پیشگوئی اس زمانہ میں کی ہے جب کہ ہنوز وہ لڑکی نابالغ تھی اور جب کہ یہ پیش گوئی بھی اسی شخص کی نسبت ہے جس کی نسبت اب سے پانچ برس پہلے کی گئی تھی یعنی اس زمانہ میں جب کہ اس کی یہ

لڑکی آٹھ یا نو برس کی تھی تو اس پر نفسانی افتراء کا گمان کرنا اگر حماقت نہیں تو اور کیا ہے۔ والسلام علی من اتبع الہدی۔خاکسار غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء)

مرزا غلام احمد قادیانی کو اپنی صداقت کا کس قدر جوش ہے اور کیسا یقین ہے۔ بایں ہمہ اتنا گمان غلط ثابت ہوا مگر پھر بھی حضرات مرزائی ان کی صداقت کے قائل رہے۔ حیرت ہے۔

الغرض ان اشعار سے اصلی غرض جو مرزا صاحب قادیانی کی ہے وہ تو ہر فہمیدہ سمجھ سکتا ہے، مگر ظاہر میں ان الفاظ کے عام معنی ہیں۔ یعنی انجام ظاہر ہونے سے مرزا غلام احمد قادیانی کو ذلت ہو یا ان کے مخالفین کو، اب تو دنیا اس کے انجام کو جان چکی اور جو صاحب نہ جانتے ہوں وہ جان لیں کہ اس پیش گوئی کا انجام یہ ہوا کہ پوری نہ ہوئی، اور مرزا صاحب قادیانی اپنے قول کی رو سے رسوا ہوئے۔

اس کے بعد کے مضمون سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب قادیانی نے اس لڑکی کا پیام کیا تھا اور اس لڑکی کے ماموں نے ان سے آسمانی نشان طلب کیا تھا۔ یعنی لڑکی کے ماموں وغیرہ مرزا قادیانی کے مسیح موعود ہونے کے منکر تھے۔ جب انہوں نے رشتہ کی درخواست کی تو انہوں نے کہا ہوگا اگر تم اپنے دعوے کو ثابت کرو تو ہم رشتہ کر سکتے ہیں، ورنہ جھوٹے نبی کو لڑکی دینا کیونکر جائز ہوسکتا ہے؟ اس میں شبہ نہیں کہ لڑکی کے اعزہ نہایت ہی پختہ مسلمان اور کامل الاعتقاد تھے کہ نہ مرزا غلام احمد قادیانی کی وجاہت وثروت پر انہوں نے نظر کی، نہ ان کی ہر قسم کے ترغیبوں کی پرواہ کی، نہ ان کی ترہیبوں سے انہیں کچھ خوف وہراس ہوا۔

مرزا غلام احمد قادیانی ان کی استقامت اور دینداری کی وجہ سے ان سے نہایت خفا ہیں اور اسی اشتہار میں ان کی شکایت کر کے لکھتے ہیں کہ:

مجھ سے کوئی نشان آسمانی مانگتے تھے تو اس وجہ سے کئی دفعہ ان کیلئے دعا بھی کی گئی تھی سو وہ دعا قبول ہو کر خدا تعالی نے یہ تقریب قائم کی کہ والد اس دختر کا اپنے ایک ضروری کام کے لئے ہماری طرف ملتجی ہوا۔ (آئینہ کمالات اسلام۔ص ۲۸۵)

اس کی شرح یہ ہے کہ مرزا قادیانی کا چچا زاد بھائی غلام حسین صاحب جائداد تھا مگر بہت عرصہ سے مفقود الخبر ہوگیا تھا، اور سوائے بیوی اور مرزا قادیانی کے کوئی اس کا وارث نہ تھا (مرزا امام الدین اور مرزا نظام الدین

بھی غلام حسن کے چچازاد بھائی تھے، اس لئے جس حیثیت میں مرزا غلام احمد اس کے وارثوں میں سے قرار دیئے جاتے ہیں، نظام الدین اور امام الدین بھی وارثوں میں شمار ہونے چاہییں ۔ بہاء) اس عرصہ میں کسی طور سے اس کی بیوی کا نام اس کی جائیداد پر چڑھ گیا۔ یہ عورت مرزا احمد بیگ، محمدی بیگم کے والد کی ہمشیرہ تھی ۔ اس وجہ سے مرزا احمد بیگ نے چاہا کہ ہماری ہمشیرہ اس جائداد کو ہمارے بیٹے کے نام منتقل کردے۔ وہ آمادہ تھی، مگر مرزا غلام احمد قادیانی اس کے بڑے شریک تھے۔ بغیر ان کی مرضی کے وہ جائداد منتقل نہیں ہوسکتی تھی اس لئے احمد بیگ نے ان کی طرف رجوع کیا۔

اب مرزا غلام احمد قادیانی کو اپنی تمنا پوری کرنے کا نہایت عمدہ موقع ملا۔ اس لئے فرماتے ہیں:

ہماری عادت بڑے کاموں میں استخارہ کرنیکی ہے اسلیئے استخارہ کر کے جواب دینگے ۔ پھر متواتر اصرار سے استخارہ کیا گیا، وہ استخارہ کیا تھا گویا آسمانی نشان کا وقت آ پہنچا تھا (آئینہ کمالات ص ۲۸۶)

(اس جملہ پر نظر کی جائے کہ اس نشان کے ظہور کے وقت کو نہائت قریب بتا رہے ہیں جس سے خلیفہ نورالدین والی تاویل غلط ہوجاتی ہے) پیام کے لئے کس زور کی تمہید ہے۔ اہل حق کے دیکھنے کے قابل یہ امر ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی اپنی دیرینہ خواہش دلی کو کس عمدہ پیرایہ میں ظاہر کرتے ہیں اور لڑکی کے والد مرزا احمد بیگ سے کہتے ہیں:

اس خدائے قادر وحکیم مطلق نے مجھ سے فرمایا کہ اس شخص کی دختر کلاں کے نکاح کیلیئے سلسلہ جنبانی کر اور ان کو کہہ دے کہ تمام سلوک ومروت تم سے اسی شرط سے کیا جائے گا۔

یعنی تم اپنی لڑکی کا نکاح ہمارے ساتھ کردو، ہم جائداد تمہارے بیٹے کے نام کرادیں گے۔ اس الہامی پیام سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالی کی مرضی یہی تھی کہ اس لڑکی کا نکاح مرزا غلام احمد قادیانی سے ہو۔ اس امر کو خیال رکھ کر اس کے انجام پر غور کریں کہ کیا ہوا۔ اور پھر فرمائیں کہ یہ الہام کیونکر سچا ہوسکتا ہے؟

ذرا غور کیجئے کہ اگر مرضی خدا ایسی ہی ہوتی اور اس کے حکم سے مرزا غلام احمد قادیانی نکاح کا پیغام کرتے تو ممکن تھا کہ اس کا ظہور نہ ہوتا، اور ان کے نکاح میں وہ لڑکی نہ آتی ؟ نہیں نہیں ۔ بلکہ ضرور ان کے نکاح میں آتی، اور مرزا قادیانی کبھی اپنی اس تمنا سے محروم نہ رہتے ۔ اس لئے ہم یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ اگر مرزا قادیانی کو یہ الہام ہوا، تو رحمانی الہام نہ تھا۔ بلکہ اس معاملہ میں جس قدر الہامات ہوئے اسکی بنیاد شیطانی الہام پر ہوئی

اس کے علاوہ ہم حضرات مرزائیوں سے پوچھتے ہیں کہ جو رحمۃ للعالمین کا ظل ہو، اور جو اپنے کو

فنافی الرسول بتائے، اس کی یہی شان ہونا چاہیے کہ اعزہ واقرباء سے سلوک ومروت کرنے کیلئے یہ شرط کرے کہ اپنی کنواری، کم عمر لڑکی، ایک بوڑھے شخص کو دو، جسے ایک عالم برا اور کذاب کہہ رہا ہے۔ ذرا خدا سے ڈر کر ان دونوں باتوں کا جواب دیجئے گا، اور جلدی سے اس کو خدا کا حکم نہ کہہ دیجئے گا اوپر کے مضمون پر خیال رکھئے گا

یہاں تک تو مرزا غلام احمد قادیانی نے خدا تعالی کا حکم سنایا اور ایک معقول جائداد کی طمع اور ترغیب دی۔ مگر اسی پر بس نہیں ہے اور بھی سنیئے۔ فرماتے ہیں: یہ نکاح تمہارے لئے موجب برکت اور رحمت کا نشان ہوگا۔ ان تمام برکتوں اور رحمتوں سے حصہ پاؤ گے۔

اب جو اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں درج ہیں، یہ تو خوش کرنے کی ترغیبیں تھیں۔ اب وہ تہدید اور خوف دلانا بھی سنئے، جو انکار کرنے پر متعلق ہے۔ فرماتے ہیں:

> لیکن اگر نکاح سے انحراف کیا تو اس لڑکی کا انجام نہایت ہی برا ہوگا اور جس کسی دوسرے شخص سے بیاہی جائے گی وہ روز نکاح سے اڑھائی سال تک، اور ویسا ہی والد اس دختر کا تین سال تک فوت ہوجائے گا اور ان کے گھر میں تفرقہ اور تنگی اور مصیبت پڑے گی۔ ایضاً

یہاں مرزا غلام احمد قادیانی نے بزعم خود پوری دانشمندی سے کام لیا ہے۔ یعنی انکار کرنے کی تقدیر پر خود اس لڑکی کو ڈرایا، اس کے والدین کو، اس کے اقرباء کو، اور جو اس سے نکاح کرے اس کو۔ اور پھر ہر طرح کا خوف دلایا، جان کا، مال کا، مصیبت کا، باہم تفرقہ کا، غرض کوئی پہلو باقی نہیں چھوڑا۔

مقصود یہ ہے کہ اتنے گروہ میں کوئی تو ضعیف القلب ضعیف الایمان ہوگا، اور دوسروں کو آمادہ کرے گا۔ مگر یہ حضرات ایسے قوی الایمان نکلے کہ کسی نے پرواہ بھی نہ کی۔ اور افسوس کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے دل کی تمنا دل ہی میں رہی۔ ہاں اس لڑکی کو صرف اس کے انجام کے برا ہونے سے بہت ڈرایا تھا۔ مگر عمر کے درمیانی حصہ کا ذکر نہیں کیا تھا۔ شاید اسے خیال ہوتا کہ عمر کے اکثر حصہ میں تو مزے کریں گے انجام دیکھا جائے گا اس لئے مرزا غلام احمد قادیانی اس خیال کو بھی اٹھاتے ہیں اور فرماتے ہیں:

> درمیانی زمانہ میں بھی اس دختر کے لئے کراہت اور غم کے امر پیش آئیں گے۔ ایضاً

دور اندیشی سے کیسے عام الفاظ میں خوف دلایا ہے، تاکہ جس قسم کی کراہیت یا کم وبیش غم پیش آئے

مرزا صاحب قادیانی کی صداقت معلوم ہو۔ اگر ایسے ہی باتوں کا نام پیش گوئی اور کرامت ہے تو ہر ذی فہم و فراست کرسکتا ہے پھر مرزا صاحب قادیانی فرماتے ہیں:

ان دنوں جو زیادہ تصریح کے لئے بار بار توجہ کی گئی تو معلوم ہوا کہ خدا تعالی نے مقرر کر رکھا ہے کہ وہ مکتوب الیہ کی دختر کلاں کو جس کی نسبت درخواست کی گئی تھی ہر ایک مانع دور کرنے کے بعد انجام کار اسی عاجز کے نکاح میں لائے گا اور بے دینوں کو مسلمان بنائے گا۔ ایضاً

(یہ پہلا موقع ہے جس میں مرزا صاحب قادیانی نے الہامی طور سے اس لڑکی (محمدی) کے نکاح میں آنے کا یقین ظاہر کیا ہے)۔ سابق الہام سے تو خدا تعالی کی صرف مرضی معلوم ہوئی تھی، اس الہام سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس لڑکی کا مرزا غلام احمد قادیانی کے نکاح میں آ جانا ضرور ہے، کسی طرح ٹل نہیں سکتا۔ انجام میں وہ لڑکی خاص مرزا صاحب قادیانی کے نکاح میں ضرور آئے گی۔ اس میں کوئی اور شرط اور کوئی قید نہیں۔

یہ بیان ایسا صاف اور صریح ہے کہ اس میں تاویل کو کوئی گنجائش نہیں ہوسکتی (مرزائیوں کو شائد یہ تاویل نہیں سوجھی کہ شادی کا وعدہ اور یقین اسی وقت تک تھا جب کہ محمدی ایک لڑکی تھی، جب وہ لڑکی نہ رہی، بلکہ ایک مکمل عورت بن گئی، شادی ہوگئی، اور خود اس کے لڑکے لڑکیاں ہوگئیں، تو وہ خود لڑکی نہ رہی۔ جب وہ لڑکی نہ رہی تو شادی کس سے ہوتی؟ یوں شادی والا معاملہ ختم ہو گیا۔ بہاء) پھر یہ کہ اس الہام کی توضیح اور تقدیر مبرم ہونا مختلف اوقات میں مختلف طور سے انجام آتھم وغیرہ میں مرزا صاحب قادیانی بیان کیا ہے جس سے نہایت واضح اور روشن ہو جاتا ہے کہ یہ پیش گوئی خاص مرزا قادیانی کی ذات سے متعلق ہے اس کے بعد مرزا صاحب قادیانی نے اپنے عربی الہام کا جو ترجمہ بیان کیا اس سے بھی ثابت ہوتا ہے وہ ترجمہ یہ ہے:

خدا تعالی ان سب کے تدارک کے لئے جو اس کام کو روک رہے ہیں تمہارا مددگار ہوگا اور انجام کار اس لڑکی کو تمہاری طرف واپس لائے گا (دوسرا موقع جس میں نہایت زور سے یقین ظاہر کیا ہے کہ وہ لڑکی خاص مرزا قادیانی کے نکاح میں ضرور آئے گی) کوئی نہیں جو خدا کی باتوں کو ٹال سکے۔۔ اور عنقریب وہ مقام تجھے ملے گا جس میں تیری تعریف کی جائے گی یعنی گو اول میں احمق اور نادان لوگ بدباطنی اور بدظنی کی راہ سے بدگوئی کرتے ہیں لیکن آخر کار خدائے تعالی کی مدد دیکھ کر شرمندہ ہوں گے اور سچائی کے کھلنے

سے چاروں طرف سے تعریف ہوگی۔خاکسار غلام احمد۔۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء۔

اس عبارت میں دو جملے ہیں جن میں مرزا غلام احمد قادیانی نہایت صفائی سے الہام الٰہی پھر بیان کرتے ہیں کہ احمد بیگ (ہوشیار پوری) کی بڑی لڑکی (محمدی) خاص میرے نکاح میں ضرور آئے گی۔اسے نہ کوئی شرط روک سکتی ہے اور نہ کسی دوسری وجہ سے یہ بات ٹل سکتی ہے۔وہ جملے یہ ہیں:

۱۔ہر ایک مانع دور ہونے کے بعد انجام کار اس عاجز کے نکاح میں لائے گا۔

یہ جملہ ظاہر کرتا ہے کہ اس نکاح میں مانع پیش آئیں گے مگر وہ سب موانع دور ہوں گے اور انجام کار وہ لڑکی خاص مرزا صاحب قادیانی کے نکاح میں آئے گی۔

۲۔خدا تعالی تمہارا مددگار رہوگا اور انجام کار اس لڑکی کو تمہاری طرف واپس لائے گا۔

اس جملے میں بھی وہی مطلب ہے کہ انجام کار وہ لڑکی مرزا غلام احمد قادیانی کے نکاح میں آئے گی۔ اگر چہ درمیان میں موانع پیش آئیں،مگر انجام میں وہ سب موانع دور ہوں گے،اور اس لڑکی سے مرزا صاحب قادیانی کا نکاح ہوگا۔اسے نہ کوئی شرط روک سکتی ہے،نہ اس کے شوہر کا گریہ وزاری اس کا مانع ہوسکتا ہے۔

اصل مطلب کو مختلف طریقوں سے بیان کرنا ظاہر کرتا ہے کہ مرزا صاحب قادیانی کو اس الہام پر اور اس کے مطلب کے سمجھنے پر نہایت وثوق ہے۔اسلئے وہ تمام جوابات غلط ہوجاتے ہیں جو اس جھوٹی پیشین گوئی پر پردہ ڈالنے کے لئے دیئے جاتے ہیں ان جوابات کو دیکھو اور اس بیان میں غور کرو۔

اس اشتہار کے بعد پھر کچھ مضمون ان کے خیال میں آیا اس لئے پانچ روز کے بعد ہی اس اشتہار کا تتمہ ۱۵ جولائی ۱۸۸۸ء کو شائع کیا (دلی اضطراب کا تقاضا بھی یہی ہے) تتمہ اشتہار دہم جولائی ۱۸۸۸ میں جو یہ الہام درج ہے:

فسیکفیکھم اللہ اس کی تفصیل مکرر توجہ سے یہ کھلی ہے کہ خدا تعالی ہمارے کنبے اور قوم میں سے ایسے لوگوں کو جو اپنی بیدینی اور بدعتوں کی حمایت کی وجہ سے پیش گوئی کے مزاحم ہونا چاہیں گے اپنے قہری نشان نازل کرے گا اور ان سے لڑے گا اور انہیں خبر نہیں ان میں ایک بھی ایسا نہیں ہوگا جو اس عقوبت سے خالی رہے کیونکہ انہوں نے نہ کسی اور وجہ سے بلکہ بے دینی کی راہ سے مقابلہ کیا۔

۲۔ایک عرصہ سے یہ لوگ جو میرے کنبے سے اور میرے اقارب ہیں، کیا مرد اور کیا عورت، مجھے میرے الہامی دعاوی میں مکار اور دکاندار خیال کرتے ہیں اور بعض نشانوں کو دیکھ کر بھی قائل نہیں ہوتے۔اوران کا اپنا حال یہ ہے کہ دین اسلام کی ایک ذرہ محبت ان میں باقی نہیں رہی۔اور قرآنی حکموں کو ایسا ہلکا سمجھ کر ٹال دیتے ہیں جیسا کوئی ایک تنکے کو اٹھا کر پھینک دے۔وہ اپنی بدعتوں اور رسموں اور ننگ و ناموس کو خدا اور رسول کے فرمودہ سے ہزار درجہ بہتر سمجھتے ہیں۔پس خدائے تعالی نے انہیں کی بھلائی کے لئے انہیں کے تقاضا سے، انہیں کی درخواست سے اس الہامی پیش گوئی کو جو اشتہار میں درج ہے، ظاہر فرمایا ہے، تاوہ سمجھیں کہ وہ درحقیقت موجود ہے اور اسکے سوا سب کچھ ہیچ ہے۔کاش وہ پہلے نشانوں کو کافی سمجھتے اور یقیناً وہ ایک ساعت بھی مجھ پر بدگمانی نہ کرسکتے، اگران میں کچھ نور ایمان اور کانشنس ہوتا۔ہمیں اس رشتہ کی کچھ ضرورت نہیں تھی (ان کا اس رشتہ سے بشدت انکار بھی درحقیقت اسی اپنی رسم پرستی کی وجہ سے ہے کہ وہ اپنی کسی لڑکی کا اس کے غیر حقیقی ماموں سے نکاح کرنا حرام قطعی سمجھتے ہیں اور اگر سمجھایا جائے تو بے دھڑک کہہ دیتے ہیں کہ ہمیں اسلام اور قرآن سے کچھ غرض واسطہ نہیں۔سوخدا تعالی نے نشان بھی انہیں ایسا دیا جس سے ان کے دین کے ساتھ ہی اصلاح ہو اور بدعت اور خلاف شرع رسم کی بیخ کنی ہو جائے تا آئندہ اس قسم کے لئے ایسے رشتوں کے بارے میں کچھ تنگی اور حرج نہ رہے۔حاشیہ از مرزا قادیانی)۔سب ضرورتوں کو خدا تعالی نے پورا کر دیا تھا، اولاد بھی عطا کی۔اوران میں سے وہ لڑکا بھی جو دین کا چراغ ہوگا بلکہ ایک اور لڑکا ہونے کا قریب مدت تک وعدہ دیا جس کا نام محمود احمد ہوگا، اور اپنے کاموں میں اولوالعزم نکلے گا۔(مرزا صاحب کن ضرورتوں کے پورا ہونے کی بات کر رہے ہیں۔۱۸۸۶ء میں جب محمدی والی پیش گوئی کی گئی، اس وقت مرزا صاحب کی اولاد تو بس وہی تھی جو پہلی بیوی سے تھی، دوسری بیوی سے ایک لڑکی شائد پیدا ہو کر مر چکی تھی، اور کوئی لڑکا نصرت بیگم سے نہ تھا۔اگر پہلی اولاد کو مرزا صاحب اپنی ضرورتوں کا پورا ہونا اور اولاد کا عطا ہونا قرار دے کر مزید شادی سے استغناء ظاہر کر رہے ہیں تو پھر نصرت بیگم سے شادی کیوں کی۔بہاء) پس یہ رشتہ جس کی درخواست کی گئی ہے محض بطور نشان کے ہے تا خدائے تعالی اس کنبہ کے منکرین کو اعجوبہ قدرت دکھلاوے۔(یہ شادی نہ ہونے کا مطلب یہ ہوا کہ خدا تعالی کا ان منکرین کو اعجوبہ قدرت دکھلانے کا ارادہ نعوذ باللہ پورا نہیں ہوا؟ مرزا صاحب یہ کیسی بہکی بہکی باتیں کرتے ہیں۔بہاء) اگر وہ قبول کریں تو برکت اور رحمت کے نشان ان پر نازل کرے

اوران بلاؤں کودفع کردیوے جونزدیک چلی آتی ہیں۔لیکن اگروہ ردکریں توان پرقہری نشان نازل کرکےان کومتنبہ کرے۔

برکت کا نشان یہ ہے کہ اس پیوند سے ان کا دین درست ہوگا اور دنیاان کی من کل الوجوہ صلاحیت پذیر ہوجائے گی۔اوروہ بلائیں جوعنقریب اترنے والی ہیں نہیں اتریں گی۔اورقہر کا نشان وہی ہے جواشتہار میں ذکر ہوچکااورنیز وہ جوتتمہ ہذا میں درج ہے۔و السلا م علی عبا د اللہ المومنین ۔خاکسارغلام احمدازقادیان ضلع گورداسپور۔پانزدہم جولائی ۱۸۸۸ء

(قہری نشانوں میں سے کسی قدراشتہار ۲۰فروری ۱۸۸۶ء میں بھی درج ہے اورجنوری ۱۸۸۶ء میں بمقام ہوشیار پورایک اور الہام عربی مرزااحمد بیگ کی نسبت ہوا تھا جس کوایک مجمع میں جس میں بابوالہی بخش صاحب اکونٹنٹ ومولوی برہان الدین صاحب جہلمی بھی موجود تھے سنایا گیا تھا جس کی عبارت یہ ہے:

ر أیت ھذہ المرأۃ و ا ثر البکاء علی و جھھا فقلت ایتھا المر أۃ تو بی تو بی فا ن البلاء علی عقبک و المصیبۃ نازلۃ علیک یمو ت و یبقی منہ کلا ب متعددۃ ۔ حاشیہ ازمرزاقادیانی)

(اصل اشتہار مطبوعہ ریاض ہند پریس امرتسرعلیحدہ شائع ہوا تھااوراس کی نقل آئینہ کمالات اسلام کے صفحہ ۲۸۱۔تا ۲۸۸ پر بھی درج ہے۔مرتب اشتہارات قادیانی)

دس جولائی ۱۸۸۸ء کے اشتہار میں مرزا غلام احمدقادیانی نے اپنے کنبے کےلوگوں کو بہت کچھ دھمکی دی تھی،اس تتمہ میں اسی مضمون کا اعادہ زیادہ شاندارالفاظ میں کیا ہے جن سے ضعیف القلب زیادہ متردداور پریشان ہوسکتے ہیں۔اس کے سوااس تتمہ میں جس صفائی کے ساتھ منکرین پرعقوبت کو عام کیا ہے ایسے صفائی سے اصل اشتہار میں نہیں ہے۔اور بڑی وجہ اس اضافہ کی اس عبارت سے یہ سمجھی جاتی ہے کہ اشتہار میں لڑکی کے والدین کو جوڈرایا ہے اورخوف دلایا ہے وہ صرف نکاح نہ کرنے کی وجہ سے اس کے بعدان کے خیال میں آیا کہ لوگ اس پراعتراض کریں گے کہ یہ کون سی بزرگی اور تقدس ہے کہ اگرکوئی شخص انہیں لڑکی نہ دے تو خواہ مخواہ اس پر مصیبتیں آئیں جیسی وہ بیان کررہے ہیں۔

اے صاحب کوئی دینی وجہ نہ سہی،لڑکی نہ دینے کے لئے اس قدرعذرکافی ہے کہ تم بوڑھے ہو،تمہاری بیویاں اورجوان لڑکے موجود ہیں،نوجوان کم عمرکنواری لڑکی کاتمہیں دینا دقت اورخطرہ سے خالی نہیں۔اس

اعتراض کے اٹھانے کے لئے تتمہ میں بیان کرتے ہیں کہ وہ مصیبتیں جوان پر آئیں گی وہ ان کی بے دینی اور بدعتوں کی حمایت کی وجہ سے آئیں گی فقط انکار ہی اس کا سبب نہیں۔مگر یہ تو فرمائیں کہ ان کی بے دینی اور بدعتوں کی حمایت اس انکار سے پہلے بھی تھی یا انکار کے بعد ہی وہ بے دین اور بدعت کے حامی ہوئے۔اگر پہلے سے تھی تو اس سے پہلے بھی کبھی انہیں اس قسم کی تنبیہ اور تہدید کی ہوتی۔آپ کے خطوط سے تو ثابت ہوتا ہے کہ آپ کے وہ اقارب انکار سے پہلے ایسے نہ تھے کیونکہ آئندہ وہ خط نقل کیا جائے گا جو اسی مرزا احمد بیگ کو لکھا ہے اس میں آپ نے انہیں مکرمی، اخویم، لکھا ہے۔اور نہایت ظاہر ہے کہ کوئی بزرگ مقدس انسان کسی بے دین حامی بدعت کو اپنا مکرم بھائی نہیں کہہ سکتا۔اس کے علاوہ اس کے مضمون میں یہ جملہ بھی ہے:

> آپ کے دل میں گو اس عاجز کی نسبت کچھ غبار ہو لیکن خداوند علیم جانتا ہے کہ اس عاجز کا دل آپ سے بکلی صاف ہے،۔(کلمہ فضل رحمانی۔ص۱۲۳)۔

یہ عبارت صاف کہہ رہی ہے کہ مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری پہلے بے دین اور حامی بدعت نہ تھے، ورنہ کسی دیندار کا دل بے دین سے بکلی صاف نہیں ہوسکتا،اور بزرگ کاملین تو مامور ہیں کہ بے دینوں کو برا سمجھیں۔جیسا کہ دعائے قنوت میں ہے و نخلع و نترك من يفجرك. اوران کی بے دینی کی وجہ سے ان کے دل میں غبار رہے۔

بھائیو! مرزا غلام احمد قادیانی خدائے علیم کے علم کو درمیان میں دے کر اپنی دلی صفائی ظاہر کر رہے ہیں۔جب مرزا صاحب قادیانی اس زور سے اپنی صفائی ان سے بیان کر رہے ہیں تو ان کے دین دار ہونے میں کیا شبہ ہوسکتا ہے؟ البتہ مرزا قادیانی ہی کو دیندار نہ خیال کیا جائے اور خط کے مضمون کو دنیا سازی ہی پر محمول کیا جائے،تو یہ مطلب ہوگا کہ دل میں تو انہیں بے دین جانتے ہیں مگر انہیں نرم کرنے کے لئے اپنا مکرم اور بھائی کہا ہے،اور اپنا دل ان سے صاف بتایا ہے۔یعنی یہ بین جھوٹ اس غرض سے بولے ہیں کہ مرزا احمد بیگ نرم ہوکر نکاح کر دینے پر راضی ہو جائیں۔اب اہل انصاف مرزا قادیانی کی ان باتوں کو ملاحظہ کر کے ان کی سچائی اور دینداری دیکھ لیں۔افسوس کہ قادیانی جماعت ایسی روشن باتوں کو بھی نہیں دیکھتی مرزا قادیانی کی صداقت اور عدم صداقت کا فیصلہ کے لئے صرف اسی پیش گوئی کے حال میں غور کرنا کافی ہے۔

اب مرزا قادیانی، احمد بیگ وغیرہ اپنے اقارب کی شکایت اس طرح کرتے ہیں:

ایک عرصہ سے یہ لوگ جو میرے کنبے سے اور میرے اقارب ہیں کیا مرد اور کیا عورت مجھے میرے الہامی دعاوی میں مکار اور دکاندار خیال کرتے ہیں اور بعض نشانوں کو دیکھ کر بھی قائل نہیں ہوتے۔

(مجموعہ اشتہارات قادیانی۔ج ا ص ۱۶۱)

مرزا قادیانی! آپ کے کنبے والوں کا قصور نہیں ہے آپ اور آپ کے معتقدین یقین کر لیں کہ آپ کی حرکات، آپ کے سکنات آپ کی باتیں آپ کا چلن۔ اہل حق پر ظاہر کر رہا ہے کہ آپ فریب خوردہ یا بڑے دکاندار ہیں۔تحریروں میں اس قدر مبالغہ مخالفین پر اس قدر گالیوں کی بھرمار اور فحش اور بدزبانی کی بوچھاڑ کہ خدا کی پناہ اپنے آپے سے باہر ہوئے جاتے ہیں (الہام تو احمد بیگ کے گھر لڑکی کی تلاش میں جاتا تھا لیکن وہ لڑکی نظر نہیں آتی تھی۔ سلطان محمد کے گھر جاتا تھا تو وہاں ایک عورت اپنے بچوں کی دیکھ بھال میں مصروف نظر آتی تھی، اور کوئی لڑکی وہاں نہ پا کر مایوسی کے عالم میں مرزا صاحب قادیانی کے پاس آجاتا تھا کہ حضور نہ لڑکی ہوشیار پور میں ہے نہ پٹی میں، اب میں کیا کروں؟ بہاء)

(مرزا صاحب کہتے ہیں کہ خدا صلحاء اور اولیاء کی اولاد کو ضائع نہیں کرتا۔ اور مرزا فضل احمد کا جنازہ خود نہیں پڑھا، اسے کافر بے دین نافرمان سمجھتے تھے اور اسے عاق کر رکھا تھا۔ اگر مرزا صاحب درست کہتے ہیں تو وہ صالح نہیں اور اگر جھوٹ کہتے ہیں تو جھوٹا ویسے ہی صالح نہیں ہو سکتا۔ بہاء) پھر ایک مرتبہ دس دس رسالوں میں اخباروں میں غل مچ رہا ہے اپنی جھوٹی باتوں کی تاویلوں میں اوراق سیاہ ہو رہے ہیں پھر ایک تحریر میں نہیں متعدد رسالوں میں بار بار لکھا جا رہا ہے اور کسی میں کوئی قید بڑھا دی اور کسی میں کچھ اور کہیں کہہ دیا کہ تمام قرآن اس پر شاہد ہے بھلا اس مبالغہ اور جھوٹ کا کیا ٹھکانہ ہے (ہمارے اس بیان سے ناظرین کو تعجب ہوگا کہ مرزا قادیانی قرآن کا غلط حوالہ دیتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ مجھے بھی حیرت ہے مگر میں صداقت کے اظہار پر مجبور ہوں اگر کوئی ذی علم قادیانی اس کا ثبات چاہے تو میں موجود ہوں علانیہ طور سامنے آکر دریافت کرے پھر وہ حیرت کی نظر سے دیکھے گا کہ اس قسم کی غلط بیانیاں کس قدر انہیں دکھائی جاتی ہیں مگر ایک غلطی کے فیصلے کے بعد دوسری غلطی دکھائی جائے گی۔ اگر خداداد انصاف ان کے دل میں ہے تو بہت جلد مرزا قادیانی کی غلطیوں کا انبار وہ اپنے سامنے دیکھیں گے اور متحیر ہوں گے) انبیاء کرام اور اولیاء کی شان تو بہت اعلیٰ اور ارفع ہے یہ روش تو کسی متین دیندار کی بھی نہیں ہو سکتی ہاں بعض انبیاء سے کسی وقت ایسا ہوا ہے کہ تنگ آکر غصہ آگیا کچھ کہہ دیا (وہ بھی اپنی ذاتی اغراض میں نہیں) پھر وہی بردباری اور اعرض عن الجاھلین پر عمل ہے اور تحمل سے کام لے رہے ہیں اور مخلوق کی ہدایت میں مشغول ہیں اور خود ثنائی اور خود

ستائی سے علیحدہ ہیں اور قادر توانا محض اپنی قدرت سے ان کی سچائی کو ظاہر کرتا ہے۔ حیرت یہ ہے کہ قادیانی مولویوں کی آنکھوں پر ایسا پردہ پڑا ہے کہ ان باتوں کو وہ بھی نہیں دیکھتے اور علانیہ جھوٹ کے گرویدہ ہیں سچ ہے اس غنی حکیم کی عجیب شان ہے:

دیر کو مسجد کرے مسجد کو دیر　　　غیر کو اپنا کرے اپنے کو غیر

یہ جو فرمایا: بعض نشانوں کو دیکھ کر بھی قائل نہیں ہوتے۔

اے جناب! آپ نے کون سا نشان دکھلایا، سوائے زبان درازی کے؟

اسی اشتہار میں آپ لکھ چکے ہیں کہ لڑکی کے قرابت مندوں نے آسمانی نشان مجھ سے مانگا میں نے اس کے لئے دعا کی وہ دعا قبول ہو کر تقریب قائم ہوئی کہ اس لڑکی سے نکاح ہو۔ اس سے ظاہر ہوا کہ پیام نکاح سے پہلے کوئی نشان نہیں دکھایا گیا، اور جس نشان کے لئے دعا قبول ہوئی اس کا حال یہ ہوا کہ مرزا قادیانی انتظار کرتے کرتے قبر میں تشریف لے گئے اور آغوش لحد سے ہم کنار ہو گئے، مگر وہ نشان آسمان سے نہ اترا۔ اور آسمانی نکاح جس کو خدا تعالی نے (معاذ اللہ) پڑھا دیا تھا، جس کی نسبت بار بار توجہ اور مراقبہ کیا گیا، اور یہی معلوم ہوا کہ ہر ایک مانع دور ہونے کے بعد انجام کار وہ لڑکی مرزا قادیانی کے نکاح میں آئے گی، اور برسوں اس بات پر کامل یقین رہا، آخر میں نا امید ہو کر یہ کہا گیا کہ وہ نکاح فسخ ہو گیا (یہ تو بتایئے کہ اگر ان کی بھلائی کے لئے اس پیش گوئی کا ظہور ہوا تھا تو ان کے توبہ کرنے سے اس کا فسخ کیوں ہو گیا جیسا کہ آپ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۳۳ میں کہہ رہے ہیں۔ توبہ کی وجہ سے تو ان پر بھلائی کا ظہور ہونا چاہیے تھا۔ ذرا غور کر کے جواب دیجئے)۔

اب غور کرنے کا مقام ہے اہل انصاف فرمائیں کہ جب وہ عظیم الشان نشان جس کو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے اپنے صدق و کذب کا معیار قرار دیا تھا ظہور میں نہ آیا تو اور نشانوں کا ذکر فضول ہے کیونکہ اس نشان عظیم الشان کے غلط ہو جانے سے ثابت ہو گیا کہ اگر کوئی بات مرزا غلام احمد قادیانی کے کہنے کے مطابق ہو گئی تو وہ امر اتفاقی ہوا۔ دنیا کے بہت امور کسی کے موافق کسی کے مخالف ہوا کرتے ہیں اور شب و روز اس کا تجربہ ہو رہا ہے۔

پھر مرزا غلام احمد قادیانی فرماتے ہیں:

خدا تعالیٰ نے انہیں کے بھلائی کے لئے، انہیں کے تقاضے سے، انہیں کی درخواست سے اس الہامی پیش گوئی کو جو اشتہار میں درج ہے، ظاہر فرمایا ہے تا وہ سمجھیں کہ وہ درحقیقت موجود ہے اور اس کے سوا سب کچھ ہیچ ہے کاش وہ پہلے نشانوں کو کافی سمجھتے اور یقیناً وہ ایک ساعت بھی مجھ پر بدگمانی نہ کر سکتے اگر ان میں کچھ نور ایمان ہوتا اور کانشنس ہوتا۔ (مجموعہ اشتہارات قادیانی۔ ج ا۔ ص ۱۶۱)۔

مرزا غلام احمد قادیانی کو اگر خدا تعالیٰ کی طرف سے اس پیش گوئی کا الہام ہوتا تو ممکن نہ تھا کہ اس کا ظہور نہ ہوتا۔ اے صاحب! ضرور ہوتا۔ زمین و آسمان ٹل جاتے مگر پیش گوئی کا ظہور ہوتا۔ مگر دنیا نے برسوں انتظار کر کے دیکھ لیا کہ اس کا ظہور نہ ہوا اور یقین کر لیا کہ یہ الہام خداوندی نہ تھا، ورنہ ضرور ہوتا۔ کیونکہ خدا کا وعدہ تھا اور اس قادر کریم کا وعدہ ٹل نہیں سکتا۔ ما یبدل القول لدیّ (ق:۲۹) اسی اصدق الصادقین کا ارشاد ہے۔ پھر مرزا قادیانی فرماتے ہیں:

ہمیں اس رشتہ کی کچھ ضرورت نہیں تھی سب ضرورتوں کو خدا نے پورا کر دیا تھا اولاد بھی عطا کی اور ان میں سے وہ لڑکا بھی جو دین کا چراغ ہوگا بلکہ ایک اور لڑکا ہونے کا قریب مدت تک جو وعدہ دیا تھا جس کا نام محمود احمد ہوگا اور اپنے کاموں میں اولوالعزم نکلے گا۔ یہ رشتہ جس کی درخواست کی گئی ہے محض بطور نشان کے ہے تا کہ خدا تعالیٰ اس کنبہ کے منکرین کو عجوبہ قدرت دکھلا وے (یہ دوسرا مقام ہے جس میں تامل کرنے سے حکیم نور الدین کی توجیہہ محض غلط ٹھہرتی ہے جس کا ذکر اس کے تتمہ میں لیا گیا ہے) اگر وہ قبول کریں تو برکت و رحمت کے نشان ان پر نازل کرے اور ان بلاؤں کو دفع کر دیوے جو نزدیک چلی آتی ہیں لیکن اگر وہ رد کریں تو ان پر قہری نشان نازل کر کے ان کو متنبہ کرے۔

خاکسار غلام احمد۔ از قادیان پانزدہم جولائی ۱۸۸۸ء (مجموعہ اشتہارات قادیانی۔ ج ا۔ ص ۱۶۲)

یہ کہنا کہ ہمیں اس رشتہ کی ضرورت نہ تھی ایسی دنیا سازی ہے کہ اس کے راستی کے خلاف ہونے میں کوئی حق پسند تامل نہیں کر سکتا۔ بھائیو! مرزا صاحب قادیانی نے جس کے لئے غالباً بیس برس کوشش کی اور کس کس طرح کی تدبیریں کیں اور ذلتیں اٹھائیں، کیا یہ سب باتیں بلاضرورت تھیں؟

میں بالیقین کہتا ہوں کہ مرزا صاحب قادیانی کی حالت، ان کے اقوال، ان کے خطوط جو انہوں نے

اپنے اقرباء کو اس غرض سے لکھے ہیں، ان کی ضرورت پر کامل شہادت دیتے ہیں۔ ذرا انصاف سے ملاحظہ کیا جاوے کہ مرتے دم تک اس کے نکاح کی ان کو تمنا رہی، اور جس طرح عشاق کو معشوق کے وصال سے کبھی مایوسی نہیں ہوتی اور محال صورتوں میں بھی اسے یہی خیال ہوتا ہے کہ یہ سب موانع کسی دن دور ہو جائیں گے اور ہم وصال سے کامیاب ہوں گے، یہی حال مرزا قادیانی کا رہا۔ ان کے خطوط جو آئندہ نقل کئے جائیں گے ان سے معلوم ہوگا کہ مرزا قادیانی نے اس مدعا کے حصول کے لئے اپنے منکرین اعزہ سے کیسی کیسی منت کی ہے۔ عقل صریح کہہ رہی ہے کہ بغیر ضرورت ایسی عاجزی اور منت صرف اس کے طلب میں کسی شریف بلند حوصلہ عالی ظرف سے کبھی نہیں ہوسکتی۔

اب یہ خیال کیا جائے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے باوجود ایسے عظیم الشان دعوی تقدس کے اس مضمون کے خط کیوں لکھے۔ اسے میں کیا کہوں؟ اہل پنجاب تجربے کار اس کا فیصلہ خود کر سکتے ہیں۔ بعض نیک دل صالح بھی دلدادہ ہو کر پریشان ہوئے ہیں، مگر زیادہ حیرت کی یہ بات ہے کہ جس منت اور زاری اور پکی دنیا داری کے خطوط مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھے ہیں یہ مضمون نہ کوئی سچا دلدادہ لکھ سکتا ہے، نہ کوئی بزرگ کسی دنیا دار کے سامنے ایسے خوش آمدانہ الفاظ لکھ سکتا ہے۔

انبیاء کرام نے دین کے لئے تدبیریں کی ہیں، مگر ایسی مداہنت اور اہل دنیا کی خوش آمد ہرگز نہیں کی۔ خصوصاً ایسے لوگوں کی جنہیں خود بے دین کہہ چکے ہوں۔ بزرگوں کی یہ شان ہرگز نہیں ہوسکتی۔ یہ کہنا کہ یہ خواہش اس لئے ہے کہ منکرین کو عجوبہ قدرت دکھائیں، اس بات کا نمونہ ہے کہ مرزا صاحب قادیانی ہر طرح کی خواہش کو ایسے طرز سے پورا کرنا چاہتے ہیں کہ خواہش بھی پوری ہو اور مشتہرہ تقدس میں بٹہ بھی نہ آئے۔

کوئی منصف یہ تو کہے کہ اگر ایک غریب قدیم رشتہ دار کی لڑکی مرزا غلام احمد قادیانی کے نکاح میں آجاتی تو کوئی عجوبہ قدرت کا ظہور ہوتا۔ بعض اوقات تھوڑے سے طمع یا اس خیال سے کہ ہماری لڑکی خوب آرام سے رہے گی، بڑے بڑے خاندانی شرفاء اپنی لڑکیاں غیر خاندان میں دیتے ہیں، جسے اکثر خاندانی نہایت معیوب سمجھتے ہیں۔ پھر اگر مرزا غلام احمد قادیانی کی بے انتہاء ترغیبوں اور ترہیبوں کی وجہ سے مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری اپنی لڑکی دے دیتا، تو اس میں عجوبہ پن کیا ہوتا؟

اس کے علاوہ یہ تو فرمایئے کہ منکرین کو عجوبہ قدرت دکھانا اسی پر منحصر تھا کہ ایک کم عمر کنواری لڑکی ان کے نکاح میں آئے۔کوئی دوسرا طریقہ قدرت الٰہی کے دکھانے کا نہیں تھا؟

قادیانی حضرات کچھ تو ان باتوں پر غور کریں (بعد میں تو وہ کم عمر کنواری بھی نہ رہی، بلکہ کئی بچوں والی ایک بیاہتا خاتون خانہ بن چکی تھی، اس کے بیوہ ہونے کے بعد اس کے ساتھ شادی ہو جانا کون سا عجوبہ قدرت ہوتا۔ بہاء) پھر نظر لوٹا کر دیکھیں مرزا صاحب قادیانی یہ ظاہر کرتے ہیں کہ ہمیں اللہ نے اولاد دی تھی اس کی بھی خواہش نہ تھی، مگر اس کے بعد ان کے خیالات جو ان کے اشتہاروں سے ظاہر ہوتے ہیں وہ تو پورا یقین دلاتے ہیں کہ انہیں اولاد کی بھی خواہش تھی، اور ہونا چاہیے تھی کیونکہ پہلی اولاد تو ان کے مخالف تھی، اور انجام کار مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے انہیں عاق ہی کر دیا تھا تو ایک طرح بے اولاد تھے۔ان اشتہاروں کا نقل کرنا تو کتاب کو طول دینا ہے صرف اشارہ کیا جاتا ہے۔

لڑکے کی پیش گوئی پوری نہ ہوئی

فروری ۱۸۸۶ء میں بڑے زور شور سے ایک لڑکے کی بشارت کا دعویٰ کیا گیا اور بڑے بھاری اس کے لقب اور خطاب تھے کہ وہ اللہ کا نور ہے، کلمۃ اللہ ہے، اور کیا ہے بس کانّ اللہ نزل من السماء ہے (قادیانی تذکرہ ص ۱۳۸۔۱۳۹ طبع سوم) (یعنی دنیا میں اس کا آنا ایسا ہے کہ گویا اللہ آسمان سے اتر آیا ۔ جب بیٹا گویا خدا ہے، تو باپ کا کیا مرتبہ ہوگا)

اس کے بعد ۱۸۔اپریل کو ایک اشتہار اسی مضمون کا دیا۔اور کس کس طرح کے اس کے رنگ بدلے۔ مگر باوجود اس زور کی بشارت اور پیشین گوئی کے کچھ نہ ہوا۔بجز اس کے کہ مخالفین اسلام کو مضحکہ کا موقع ملا اور انہوں نے خوب مضحکہ اڑایا۔

مرزا قادیانی کی تمنائے دلی نے اس تضحیک پر بھی متوجہ نہ ہونے دیا، اور پھر تیسرے ہی برس اسی مضمون کا اعلان دیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی کا دل اولاد کی خواہش سے لبریز ہے اور عمدہ اولاد چاہتے ہیں اور یہی غلبہ خواہش امید کی جانب کو اس قدر غالب کر دیتا ہے کہ اس کے ہونے کا انہیں یقین ہو جاتا ہے۔اور چونکہ ان پر قوت خیالیہ بہت غالب ہے، اس لئے وہ اس کو الہام سمجھتے ہیں اور پیش گوئی کہا کرتے

ہیں۔ اگر اتفاقیہ ان کا یہ خیال مشیت الٰہی کے مطابق ہو گیا تو پھر کرامت اور نشان کا غل مچ گیا اور اگر یہ خیال مشیت الٰہی کے خلاف ہے تو اس کا ظہور نہ ہوا اور مرزا قادیانی نے اس کی تاویل میں باتیں بنانا شروع کیں۔

یہاں سے معلوم ہوا کہ کئی پیشین گوئیاں ان کی غلط ہو گئیں۔ بھائیو! میں یہ نہیں کہتا کہ اچھی اولاد کی خواہش بری چیز ہے۔ یا غلبہ خواہش سے امید کی جانب کا غالب ہو جانا، اسے الہام الٰہی سمجھ لینا کوئی اختیار کی بات ہے۔ مگر مکرر تجربہ کے بعد بھی فوراً اپنے خیالات کا اعلان نہایت زور و شور سے کرنا، اور جب اس کا ظہور نہ ہو، تو نہایت بے جا اور محض بے سروپا تاویلیں کرنا اختیاری امر ہے، اور بہت برا ہے۔ کیونکہ مخالفین اسلام کو نہایت مضحکہ کا موقع ملتا ہے۔

اور پیشین گوئی کے پورا نہ ہونے کے جواب میں یہ کہنا کہ بعض وقت پیشین گوئی کے سمجھنے میں غلطی ہوتی ہے اور اس کے ظہور کا صحیح وقت معلوم نہیں ہوتا، یا کسی وجہ سے اس کا ظہور ملتوی کر دیا جاتا ہے، محض دھوکہ یا کم علمی کا نتیجہ ہے۔ انبیاء کرام کو وحی والہام کے ذریعہ جو علم ہوتا ہے اس میں غلطی کا احتمال ہرگز نہیں ہوسکتا (شفائے قاضی عیاض اور اس کی شرح ملاحظہ ہو) البتہ اجتہاد میں غلطی ہوسکتی ہے، مگر ایسی غلطی بھی بہت کم ہوتی ہے۔ اور جس وقت ہوتی ہے تو اس کے اعلان اور اثر مرتب ہونے سے پہلے انہیں آگاہ کر دیا جاتا ہے۔ اور ایسی کوئی غلطی کسی نبی کی ثابت نہیں ہوسکتی کہ برسوں اس غلطی پر اصرار اور وثوق کامل کسی نبی کا رہا ہو، اور اس کا اعلان دیتے رہے ہوں، اور پھر وہ غلط ثابت ہوئی ہو۔ ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا۔ یہ امر شان نبوت کے بالکل خلاف ہے۔

یہ ایک طویل تحقیق ہے اگر خلیفۃ المسیح چاہیں گے (افسوس ہے کہ خلیفہ صاحب تو چل بسے اور اس کا جواب نہ دیا۔ اب کوئی دوسرا ذی علم قادیانی اس کے جواب میں قلم اٹھائے پھر اپنی غلطی کا تماشا دیکھے۔ حضرت نوح کی ایک غلط فہمی اکثر قادیانی بیان کرتے ہیں مگر وہ ان کی محض غلطی ہے حضرت نوح سے وحی کے معنی سمجھنے میں غلط فہمی ہرگز نہیں ہوئی اس کی تفصیل دوسرے مقام پر کی گئی ہے) (یہ فٹ نوٹ شائد اس کتاب کی طبع دوم میں ہوگا کیونکہ حکیم نورالدین کی موت کے بعد کا نوٹ ہے۔ جب کہ طبع اول یا اصل کتاب فیصلہ آسمانی تو شائد ۱۹۱۲ء میں شائع ہو چکی تھی اگر چہ معلوم ہوتا کہ اس پر مصنف کا نام نہیں لکھا گیا تھا جبھی تو قادیانی مبصر کہتا ہے کہ مصنف چھپا ہوا ہے سامنے کیوں نہیں آتا۔ نیز مصنف نے ہمیں یہ کتاب براہ راست کیوں نہیں بھیجی۔ یہ شکوہ تو بے لکل بے جا تھا کیونکہ کتاب بھیجنے کا کوئی وعدہ نہیں تھا، جب کہ مرزا صاحب قادیانی تو وعدہ کر کے بھی نہیں بھیجا کرتے تھے، جیسا کہ حقیقۃ الوحی کا حال ہے کہ وعدہ تھا مولانا ثناء اللہ امرتسری کو بھیجنے کا، لیکن نہیں بھیجی۔ پھر قادیانی مبصر کہتا ہے کہ میں ادھر سے سنا ہے کہ فیصلہ آسمانی لکھی گئی ہے۔ بھلا اس کا جواب دینے کے لئے اسے حاصل

کیوں نہیں کیا گیا، جس نے بتایا ہے اس کے پاس ہوگی، اس سے لے لو نہیں تو قیمتاً منگوالو۔ پھر کتاب نہ بھیجنے کی شکایت تو تب درست ہو جب قادیانی حضرات، مولانا محمد علی مونگیری کو اپنی کتابیں بلا قیمت بھیجتے ہوں، کیا مرزا صاحب قادیانی کی سب کتابیں اور حکیم نورالدین کی کتابیں اور محمد احسن امروہی کی کتابیں اور دیگر قادیانیوں کی کتابیں خانقاہ مونگیر والوں کو بلا قیمت بھیجی جاتی تھیں، جو ان سے شکوہ کیا جارہا ہے۔ مونگیر میں قادیانیوں کے کتنے ہی افراد ہیں جو دن رات وہاں مسلمانوں سے مناظروں میں مشغول رہتے ہیں ان کے پاس کتاب ہوگی ان سے منگوالو۔ کوئی ہزاروں لاکھوں روپیہ کی تو نہیں زیادہ سے زیادہ ایک روپیہ کی ہوگی۔ اور پھر وہ شخص جس کے خطوط بنام محمد علی مونگیری، قادیانی اخبار میں چھپ رہے ہیں جن سے قادیانیوں کا یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ ہم محمد علی مونگیری کو چیلنج دے رہے ہیں مباحثہ کی دعوت دے رہے ہیں، لیکن محمد علی مونگیری صاحب پلہ نہیں پکڑاتے اور فرار ہوئے جاتے ہیں، ان کے پاس یہ کتاب ہوگی، وہ جواب دے دے یا قادیان بھیج کر قائدین سے جواب لکھوائے۔ اس طرح کے خطوط قادیانی اپنے پبلک کو خوش کرنے اور مطمئن رکھنے کے لئے لکھا اور شائع کیا کرتے تھے۔ ورنہ سیدھی سی بات ہے کہ جب مولانا محمد علی مونگیری نے ایک کتاب لکھ دی ہے شائع کر دی ہے تو ادھر ادھر کی باتوں کی بجائے اس کتاب کا جواب لکھو۔ بہاء) تو ہم انشاء اللہ محققانہ طور پر اس کو مفصل بیان کر دیں گے مگر پہلے وہ کسی نبی کی ایسی غلطی یقینی طور سے ثابت کر کے دکھائیں۔ قادیانی مولف القاء نے جو منہاج نبوی بیان کیا ہے وہ محض غلط ہے اس غلطی کے اظہار میں خاص رسالہ لکھا گیا ہے (اس کا نام اغلاط ماجدیہ ہے جو عبداللطیف رحمانی کا مرتب کردہ ہے)

یہاں تک تو دہم جولائی کا اشتہار اور اس کے تتمہ کا مضمون اور اس کی کچھ شرح تھی۔ اب میں آپ کو اس طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ اس اشتہار کو آپ مکرر دیکھ کر یہ خیال کریں کہ کتنی باتیں ہیں جن کا یقین مرزا قادیانی نے تمام مسلمانوں کو دلانا چاہا ہے، اور انجام میں وہ باتیں محض غلط ثابت ہوئیں۔ ان کی فہرست ملاحظہ کیجئے اور غور فرماتے جائیے کہ منہاج نبوت ایسی ہی ہوا کرتی ہے؟ جس حضرت کی یہ حالت ہو ان کی نبوت کی دلیلیں قرآن وحدیث میں مل سکتی ہیں؟ ذرا سوچ سمجھ کر جواب دو۔ اب وہ باتیں ملاحظہ کیجئے:

ا۔ نشان آسمانی کے لئے دعا کی گئی، وہ دعا قبول ہو کر خدا تعالی نے یہ تقریب قائم کی۔ یعنی لڑکی کے اقرباء نشان آسمانی (کوئی کرامت) مانگتے تھے، مرزا غلام احمد قادیانی نے اس کے لئے دعا کی کہ کوئی نشان ظاہر ہو۔ اللہ تعالی نے اس دعا کو قبول کیا اور اس کا ظہور اس طرح ہوگا کہ وہ لڑکی ان کے نکاح میں آئے گی۔

جب وہ لڑکی مرزا صاحب قادیانی کے نکاح میں نہ آئی، تو معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی کا یہ کہنا غلط تھا کہ دعا قبول ہوئی۔

اب نکاح سے انحراف کرنے اوراس کے مزاحم ہونے پر مرزا غلام احمد قادیانی نے جو وعیدیں اور اپنے لئے جو بشارتیں اور محمدی بیگمبنت مرزا احمد بیگ کے نکاح میں آنے کا قطعی فیصلہ جو اس اشتہار میں بیان کیا گیا ہے، وہ ملاحظہ ہو:

۲:لڑکی کا انجام نہائت خراب ہونا۔۳۔درمیان میں بھی اس کے لئے کراہت کے امر پیش آنا۔۴۔جس سے وہ بیاہی جائے گی اس کا اڑھائی سال میں مرجانا۔٦۔ان پر تنگی کا آنا۔۷۔ان پر مصیبت آنا۔۸۔تین سال کے اندر لڑکی کے والد کا مرجانا۔

پندرہ برس سے زیادہ گذر گئے وہ لڑکی بخیر وعافیت ہے،اور چین سے زندگی بسر کر رہی ہے۔اس کا شوہر بخیر وخوبی زندہ ہے۔اس کے اقرباء پر تنگی اور مصیبت نہیں آئی،اوراللہ تعالی کا کوئی قہری نشان ان پر نازل نہ ہوا۔اور یوں کسی کی نانی دادی کا مرجانا اور کسی قدر رنج والم پیش آجانا دنیا میں ہر ایک کو ہوا ہی کرتا ہے۔اگر ہوا ہو تو اسے مرزا غلام احمد قادیانی کی پیش گوئی کا نتیجہ کوئی عقل مند نہیں کہہ سکتا (ویسے مرزا صاحب خود بھی تنگی ترشی میں رہے، مصیبتیں بھی آتی رہیں، مقدمات کی پریشانیاں بھی رہیں، صحت کے مسائل سے دوچار رہے، گھر بار چھوڑ کر باغ میں پناہ گزین ہونا پڑا۔پھر باغ کو بھی رہن رکھنا پڑا، مالی تنگی تو ان اشتہاروں اور اعلانوں سے ظاہر ہے جو چندوں کے لئے شائع ہوتے رہتے تھے،اور اولاد بھی مرتی رہی، فضل احمد مرا۔بشیر اول مرا، عصمت ہیضہ سے مری، مبارک مرا، چچازاد بھائی مرزا امام الدین مرا، وغیرہ، دہلی میں بے عزت ہوئے، جامع مسجد دہلی سے بمشکل نکلے، لاہور میں لوگ اس بالا خانہ پر چڑھ گئے جہاں مرزا صاحب گوشہ نشین تھے، امرتسر میں لوگوں نے پتھر مارے اور ایک جوتا بھی رسید ہوا، وغیرہ۔بہاء) پیش گوئی کا نتیجہ اسی وقت کہہ سکتے ہیں کہ کوئی غیر معمولی اور نہایت تباہ کن اثر ظاہر ہوا کیونکہ وہ تتمہ مذکور میں کہہ رہے ہیں کہ ان پر قہری نشان نازل ہوگا۔قہری نشان وہی ہوسکتا ہے جس کے ظاہر ہونے سے بے اختیار لوگ کہہ اٹھیں کہ یہ سختی اور خرابی فلاں پیشین گوئی کا نتیجہ ہے۔مگر ایسا نہیں ہوا اور ہرگز نہیں ہوا۔

مرزا احمد بیگ کا مرجانا اگر پیش گوئی کے مطابق مان لیا جائے تو یہی ثابت ہوگا کہ سترہ باتوں میں سے ایک سچی ہوئی۔پھر ایسی پیش گوئی کرنے والا تو شائد دنیا میں کوئی نہ نکلے گا کہ اس کی بہت سی پیش گوئیوں میں ایک بھی صحیح نہ نکلے گو اتفاقیہ طور سے سہی۔

۹۔نویں بات وہ ہے جس کے وقوع کا اور سچ ہونے کا دعوی اس زور اور استحکام سے کیا گیا ہے جس سے زیادہ زور لگانا اور مخلوق کو یقین دلانا ممکن نہیں ہے۔اشتہار مذکور میں تو دوجگہ اردو میں صاف صاف لکھا ہے کہ خدا تعالی نے مقرر کر رکھا ہے (مرزا صاحب قادیانی کا یہ فقرہ حقیقت الوحی کے اس جواب کو محض غلط ثابت کر رہا ہے کہ ظہور نکاح کے شرط تھی اور شرط کے پائے جانے سے نکاح فسخ ہوگیا۔ بھائیو! ذرا آنکھیں کھولو اور دیکھو) کہ وہ مکتوب الیہ (حکیم نورالدین وغیرہ اپنے مرشد کے کلام کو غور سے ملاحظہ کریں کہ کس صراحت سے اس منکوحہ کی تخصیص خاص اپنے لئے کر رہے ہیں اس کو مثل اقیموا الصلوۃ کے ٹھہرانا کیسا اندھیر ہے تمام قادیانی جماعت کی آنکھوں پر کیسا پردہ پڑا ہے؟ جن چیزوں میں زمین وآسمان کا فرق ہو جن کا فرق آفتاب کی طرح روشن ہوان دونوں کو حکیم صاحب یکساں بتاتے ہیں افسوس۔اس کی تفصیل تتمہ میں ہوگی) (یہ تیسرا موقع ہے جس میں مرزا قادیانی اپنا یقین ظاہر کر رہے ہیں کہ مسماۃ محمدی میرے نکاح میں آئے گی) دختر کلاں (محمدی) کو اس عاجز کے نکاح میں لائے گا۔ اور تیسری مرتبہ اسی مضمون کا اعادہ عربی الہام میں ہے۔ پھر اسی مضمون کی تکرار مرزا غلام احمد قادیانی نے اشتہاروں میں اور خطوط میں اور رسالوں میں اس قدر کی ہے کہ میں صحیح تعداد اس وقت بیان نہیں کرسکتا۔

۲۰ مئی ۱۸۹۱ء میں حقانی پریس لدھیانہ میں اشتہار نصرت دین طبع کرایا اس میں لکھتے ہیں:

مرزا احمد بیگ کی دختر کلاں کی نسبت بحکم والہام الہی یہ اشتہار دیا تھا کہ خدا تعالی کی طرف سے یہی مقدر اور اقرار یافتہ ہے کہ وہ لڑکی اس عاجز کے نکاح میں آئے گی خواہ پہلے ہی باکرہ (مرزا محمود اس قول کو دیکھیں اور اپنی غلطی کا اعتراف کریں کہ اس کے بعد جو مرزا قادیانی نے بار بار کہا ہے کہ وہ لڑکی لوٹ کر میرے پاس آئے گی یہ پیشین گوئی نہیں ہے بلکہ یہ مقولہ اس وقت کا ہے جب اس کے اول نکاح سے مایوس ہو چکے ہیں پہلا قول یہی ہے جو یہاں نقل کیا گیا اور آئندہ ازالہ اوہام سے نقل کیا جائے گا۔) ہونے کی حالت میں آجائے اور یا خدا تعالی بیوہ کر کے اس کو میری طرف لاوے (مجموعہ اشتہارات قادیانی۔ج ا۔ص ۲۱۹)۔

اشتہار کا مضمون تو معلوم ہوا، خطوط کا ذکر آئندہ آئے گا جن میں مرزا قادیانی نے اس الہام کی سچائی پر قسم کھائی ہے۔مگر خدا تعالی کی رحمت واسعہ نے سچائی کو نہایت صفائی سے مخلوق پر ظاہر کر دیا اور مرزا احمد بیگ کی لڑکی ان کے نکاح میں نہ آئی۔دوسرے شخص سے اس کا نکاح ہوا، اور اس وقت تک اسی کے نکاح میں ہے، اور مرزا قادیانی کو مرے ہوئے تین برس سے زائد ہوگئے

۱۰۔ان کا یہ مقولہ ہے کہ: بے دینوں کو مسلمان بنائے گا۔(مجموعہ اشتہارات قادیانی۔ج ا۔ص ۱۵۸)

یعنی وہ لڑکی (مسماۃ محمدی) جب مرزا غلام احمد قادیانی کے نکاح میں آئے گی تو بہت سے مخالف بے دین ایمان لائیں گے۔ جب وہ لڑکی نکاح میں نہ آئی، تو یہ لکھنا بھی غلط ٹھہرا کہ اس کے نکاح میں آنے سے بے دین مسلمان بنیں گے۔

۱۱۔اسی اشتہار کے آخر میں ہے:

گو اول میں احمق لوگ بدگوئی کرتے ہیں لیکن آخر میں خدا کی مدد دیکھ کر شرمندہ ہوں گے۔

اس کا غلط ہونا بھی اظہر من الشّمس ہو گیا۔اس معاملہ میں نہ خدا کی مدد ان پر ہوئی، نہ ان کے مخالف شرمندہ ہوئے۔ بلکہ مرزا صاحب قادیانی شرمندگی کا داغ قبر میں اپنے ساتھ لے گئے۔

اور یہ بھی یقین کر لیں کہ اس معاملہ میں کوئی تاویل نہیں چل سکتی اور اگر صاف وصریح اور تاکیدی مضمون میں تاویلیں چلیں، تو پھر دین کوئی چیز نہ رہے گا۔اور قرآن وحدیث کے صاف اور صریح معنی کو ہر نفس پرست جدھر چاہے گا پھیر لے گا۔

۱۲۔اسی اشتہار کا آخری جملہ یہ ہے: اور سچائی کے کھلنے سے چاروں طرف سے تعریف ہوگی۔

اس کا غلط ہونا تو آفتاب کی طرح چمک رہا ہے کہ ہر طرف سے صدا آرہی ہے کہ مرزا قادیانی کی ایسی عظیم الشان پیش گوئی غلط نکلی اور مرزا صاحب قادیانی کاذب ہوئے۔

یہ بارہ باتیں تو ان کے اصل اشتہار (دہم جولائی ۱۸۸۸ء) میں تھیں۔اب اس کے تتمہ کو دیکھئے۔اس میں پانچ باتیں اپنے مخالفین کے لئے کہتے ہیں:

۱۔ اللہ تعالیٰ ان پر قہری نشان نازل کرے گا۔

بھلا جس پر خدا تعالیٰ کا قہری نشان ہو، اس کا کیا حال ہوگا۔

۲۔اللہ تعالیٰ اس سے لڑے گا۔

۳۔انہیں انواع واقسام کے عذابوں میں مبتلا کرے گا۔

۴۔وہ مصیبتیں ان پر اتارے گا جن کی ہنوز انہیں خبر نہیں۔

اس کے علاوہ مرزا صاحب قادیانی اس کا بھی یقین دلانا چاہتے ہیں کہ

۵۔ایک بھی ایسا نہ ہوگا جو اس عقوبت سے خالی رہے۔ (مجموعہ اشتہارات قادیانی۔ج۱ص۱۶۰)

الغرض اشتہار مذکور میں اور اس کے تتمہ میں سولہ پیش گوئیاں تھیں اور ایک قبولیت دعا کا اظہار تھا۔ یہ سترہ خبریں مرزا غلام احمد قادیانی نے دی تھیں۔ اس میں سے سولہ کا غلط ہونا تو اظہر من الشّمس ہوگیا۔ البتہ ایک مرزا احمد بیگ کے مرنے میں گفتگو ہے۔ اس کی تشریح حصہ دوم میں آئے گی اور دکھایا جائے گا کہ یہ پیش گوئی بھی پوری نہیں ہوئی۔

مقام انصاف ہے جس کے بیسیوں اشتہاروں میں سے ایک اشتہار میں سولہ باتیں غلط ثابت ہوں اور صریح جھوٹ نکلیں، اسے مجدد وقت اور نبی مانا جائے؟

بھائیو! کچھ تو غور کرو۔

اب بغرض اتمام حجت کہا جاتا ہے کہ قرآن مجید کے نصوص قطعیہ اور توریت مقدس سے ثابت ہے کہ اگر مدعی نبوت کی ایک پیش گوئی بھی جھوٹی ثابت ہو جائے تو وہ جھوٹا ہے۔ پھر جس کے سولہ جھوٹ ایک اشتہار میں ایک معاملہ کے متعلق ثابت ہو جائیں، تو اسے کیا کہا جائے گا۔ انصاف سے جواب دو۔ کیا ایسے شخص کو بزرگ اور مقدس کہہ سکتے ہیں؟

الحاصل صرف اس اشتہار کا مضمون اور اس کا نتیجہ مرزا صاحب قادیانی کی حالت معلوم کرنے کے لئے کافی ہے۔ اسی سے ان کا سچا یا جھوٹا ہونا اظہر من الشّمس ہو جاتا ہے۔

اس اشتہار کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی نے اس پیشین گوئی کا ذکر اپنی کتاب ازالہ اوہام (اس کتاب کا نہایت عمدہ جواب مولانا انوار اللہ خان حیدرآبادی نے دیا ہے، افادۃ الافہام اس کا نام ہے) میں کیا ہے جس میں نہایت شد و مد سے الہامی طور سے اپنا یقین ظاہر کیا ہے کہ احمد بیگ کی لڑکی میرے نکاح میں آئے گی اور ضرور آئے گی۔

میں اس عبارت کو نقل کرتا ہوں تا کہ ناظرین معلوم کریں کہ اس پیش گوئی کے سچے ہونے پر انہیں کس قدر وثوق تھا اور اسے کیسی باعظمت اور مہتم بالشان سمجھتے تھے۔ چنانچہ مرزا قادیانی تحریر کرتے ہیں:

خدا تعالیٰ نے پیش گوئی کے طور پر اس عاجز پر ظاہر فرمایا کہ مرزا احمد بیگ ولد مرزا گاماں بیگ ہوشیار پوری (مرزا غلام احمد قادیانی خود بھی زبان عام میں گاماں بیگ ہی تھے، بہاء) کی دختر کلاں انجام کار تمہارے

نکاح میں آئے گی۔اور وہ لوگ بہت عداوت کریں گے اور بہت مانع آئیں گے اور کوشش کریں گے کہ ایسا نہ ہو لیکن (۲) آخر کار ایسا ہی ہوگا۔اور فرمایا کہ (۳) خدا تعالی ہر طرح سے اس کو تمہاری طرف لائے گا، باکرہ ہونے کی حالت میں یا بیوہ کر کے۔اور (۴) ہر ایک روک کو درمیان سے اٹھا دے گا اور اس (۵) کام کو ضرور پورا کرے گا۔(۶)۔کوئی نہیں جو اس کو روک سکے (اتنی عبارت میں مرزا قادیانی کے چھ جملے ہیں جو سب نہایت صراحت سے ظاہر کر رہے ہیں کہ احمد بیگ کی لڑکی کا نکاح خاص مرزا قادیانی سے ہوگا اس کے ظہور کے لئے کوئی شرط نہیں اگر کوئی شرط ہے تو وہ شرط ضرور پوری ہوگی اس کے بعد وہ نکاح میں آئے گی کوئی شرط یا کوئی دوسری بات اسے روک نہیں سکتی۔ بھائیو! خدا کے لئے غور کرو اور اپنی جانوں پر رحم کر کے صریح کذب سے ہاتھ اٹھاؤ) چنانچہ اس پیشین گوئی کا مفصل بیان معہ اس کی میعاد خاص اور اوقات مقرر شدہ اور معہ اس کے ان تمام لوازم کے جنہوں نے انسان کی طاقت سے اس کو باہر کر دیا ہے اشتہار دہم جولائی میں مندرج ہے اور وہ اشتہار عام طور پر طبع ہو کر شائع ہو چکا ہے جس کی نسبت آریوں کے بعض منصف مزاج لوگوں نے بھی شہادت دی کہ اگر یہ پیش گوئی پوری ہو جائے تو بلا شبہ یہ خدا تعالی کا فعل ہے اور یہ پیش گوئی ایک (مرزا قادیانی کے ان جملوں پر تھوڑا تامل کرنے سے یقین ہو جاتا ہے کہ اس پیشین گوئی کے غلط ہونے کے بعد جو باتیں خلیفہ نور الدین اور دوسروں نے بتائی ہیں وہ محض غلط ہیں) سخت مخالف قوم کے مقابل پر ہے جنہوں نے گویا دشمنی اور عناد کی تلواریں کھینچی ہوئی ہیں اور ہر ایک کو جو ان کے حال سے خبر ہوگی وہ اس پیش گوئی کی عظمت کو خوب سمجھتا ہوگا۔ہم نے اس پیش گوئی کو اس جگہ مفصل نہیں لکھا، تا بار بار کسی متعلق پیش گوئی کی دل شکنی نہ ہو لیکن جو شخص اشتہار پڑھے گا وہ گو کیسا ہی متعصب ہوگا اس کو اقرار کرنا پڑے گا کہ مضمون اس پیش گوئی کا انسان کی قدرت سے بالاتر ہے اور اس بات کا جواب بھی کامل اور مسکت طور پر اسی اشتہار سے ملے گا کہ خدا تعالی نے کیوں یہ پیش گوئی بیان فرمائی اور اس میں کیا مصالح ہیں اور کیوں اور کس دلیل سے یہ انسانی طاقتوں سے بلند تر ہے۔

(پھر مرزا صاحب لکھتے ہیں) اب اس جگہ مطلب یہ ہے کہ جب یہ پیش گوئی معلوم ہوئی اور ابھی پوری نہیں ہوئی تھی (یہ عبارت بھی مکرر دیکھی جائے کس صفائی سے آفتاب کی طرح روشن کر رہی ہے کہ اس پیش

گوئی سے مقصود یہی ہے کہ احمد بیگ کی لڑکی مرزا قادیانی کے نکاح میں آئے گی اس کے سوا کچھ اور مقصود بتانا محض غلط اور مرزا قادیانی کے کلام کے بالکل خلاف ہے اور اس الہام نے غلط فہمی کے احتمال کو بھی اٹھا دیا) جیسا کہ اب تک بھی جو ۱۶۔ اپریل ۱۸۹۱ء سے پوری نہیں ہوئی، تو اس کے بعد اس عاجز کو ایک سخت بیماری آئی یہاں تک کہ قریب موت کے نوبت پہنچ گئی بلکہ موت کو سامنے دیکھ کر وصیت بھی کر دی گئی اس وقت گویا پیش گوئی آنکھوں کے سامنے آ گئی اور یہ معلوم ہو رہا تھا کہ اب آخری دم ہے اور کل جنازہ نکلنے والا ہے تب میں نے اس پیش گوئی کی نسبت خیال کیا کہ شاید اس کے اور معنی ہوں گے جو میں سمجھ نہیں سکا (یہ وہ الفاظ ہیں جنھوں نے مرزا قادیانی کے مریدوں کو بڑے دھوکے میں ڈال رکھا ہے جو ان کی پیش گوئی پوری نہ ہوئی اس کی نسبت یہ سمجھتے ہیں کہ ان کا الہام تو صحیح ہے لیکن مرزا قادیانی کو اس کے معنی سمجھنے میں غلطی ہوئی مگر افسوس اس قدر خیال نہیں کرتے کہ جس الہام کی تشریح اور توضیح بار بار کی توجہ اور الہام کی گئی ہو جس میں غلط فہمی کے خیال کو غلط بتا دیا ہو اور اس کے مطلب میں شک کرنے کو تاکید سے منع کیا ہو پھر وہاں بھی غلط فہمی اور خطائے اجتہادی بتائی جائے۔ کیسا غضب ہے اور کیسا صریح مرزا قادیانی کو جھوٹا کہنا ہے، مگر جماعت مرزائیہ کی عقل کیسی جاتی رہی ہے کہ انہیں سچا ثابت کرنے کے لئے ایسی باتیں بناتے ہیں کہ وہ باتیں بھی انہیں جھوٹا ثابت کرتی ہیں مگر یہ نہیں سمجھتے۔ افسوس ان کی تیرہ درونی پر۔ اس کے سوا یہ بھی خیال نہیں کرتے کہ غلط فہمی کی کوئی حد ہے اور اس کے معنی سمجھنے میں غلطی ہرگز نہیں کر سکتا۔ اس کی تشریح قاضی عیاض نے شفا میں اچھی طرح کی ہے اگر علم ہو تو اس میں دیکھو اور بالخصوص ایسے الہام میں جو برسوں ہوتا رہا ہو اور اس کے صحیح سمجھنے پر بھی الہام ہوا ہو اور اس کے غلط فہمی پر مرزا قادیانی کی روسیاہی ہوتی ہو۔ میں نہایت استحکام سے یقینی طور پر کہتا ہوں کہ نبی سے ایسی غلطی کا ہونا غیر ممکن ہے کہ برسوں اس پر قائم رہے، اور بڑے زور شور سے اپنا یقین ظاہر کرتا رہے، پھر آخر میں رسوا ہو۔ اگر ایسے الہام میں بھی غلط فہمی ہو سکتی ہے تو پھر اس کی کسی بات پر اعتبار نہیں ہو سکتا جس الہام میں اسے نبی ہونے کی خبر دی گئی ہے اس میں غلط فہمی نہ ہونے کی کیا وجہ ہو سکتی ہے؟ کوئی وجہ نہیں ہو سکتی۔ جب دونوں الہام تکرار اور استحکام میں یکساں ہوں۔ غرض یہ قول مرزا قادیانی کے سب دعووں کو غلط کر دیتا ہے) تب اسی حالت قریب الموت میں مجھے الہام ہوا الحق من ربك فلا تكونن من الممترين یعنی یہ بات تیرے رب کی طرف سے سچ ہے تو کیوں شک کرتا ہے۔ سو اس وقت مجھ پر یہ بھید کھلا کہ کیوں خدا تعالیٰ نے اپنے

رسول کریم کو قرآن میں کہا کہ، تو شک مت کر۔ سو میں نے سمجھ لیا کہ درحقیقت یہ آیت ایسے ہی نازک وقت سے خاص ہے جیسے یہ وقت تنگی اور نومیدی کا میرے پر ہے اور میرے دل میں یقین ہو گیا کہ جب نبیوں پر بھی ایسا ہی وقت آجاتا ہے جو میرے پر آیا تو خدا تعالی تازہ یقین دلانے کے لئے ان کو کہتا ہے کہ تو کیوں شک کرتا ہے اور مصیبت نے تجھے کیوں نوامید کر دیا، تو نوامید نہ ہو۔

(ازالہ اوہام۔ص ۳۹۶۔۳۹۹)

اب اس عبارت میں ذیل کے جملے ملاحظہ کیجئے:

۱۔کوشش کرینگے کہ ایسا نہ ہو۔لیکن آخرکار ایسا ہی ہوگا۔(یعنی وہ لڑکی مرزا قادیانی کے نکاح میں آئے گی)

۲۔خدا تعالی ہر طرح سے اس کو تمہاری طرف لائے گا۔

۳۔ ہر ایک روک کو درمیان سے اٹھا دے گا۔

۴۔اور اس کام کو ضرور پورا کرے گا۔

۵۔کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔

ان پانچ جملوں کو دیکھا جائے کس زور سے اس کا نکاح میں آنا مرزا صاحب قادیانی بیان کر رہے ہیں اور یہ بھی بتا رہے ہیں کہ اس کے ظہور کے لئے کوئی شرط نہیں، اس نکاح کو کوئی چیز روک نہیں سکتی۔

اس بیماری میں جو اس پیشین گوئی کے ظہور میں تردد ہوا تھا، وہ بھی دور کر دیا گیا۔ اور کہہ دیا گیا کہ اس کے ظہور میں تردد نہ کر، اس کا ظہور ضرور ہوگا مرزا قادیانی کو الہام کے نہ سمجھنے کا خیال ہوا تھا، وہ بھی دور کر دیا گیا

اب اس میں اجتہادی غلطی کا بتانا، اس الہام کو متشابہات میں سے سمجھنا، مرزا غلام احمد قادیانی کو جھوٹا کہنا ہے۔ اگر کچھ خوف خدا ہے تو اس میں غور کرو۔ اگر زیادہ تمہارے سمجھ میں نہ آئے تو اسے بخوبی سمجھ سکتے ہو کہ یہ پانچوں جملے جو میں نے ابھی نقل کئے ہیں یہ تو علانیہ جھوٹے ہو گئے۔ ان کے جھوٹے ہونے میں تو تردد نہ رہا۔ اب تمہیں اختیار ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے ان جملوں کو جھوٹا کہو یا نکاح فسخ ہونے کو غلط سمجھو۔

۶۔ وہ الہام جھوٹا ہوا جو انہیں سخت بیماری میں ہوا تھا۔

غرض کہ اس نکاح کے نہ ہونے سے بیان مذکور سے ۲۲ جھوٹ مرزا غلام احمد قادیانی کے کلام کے

یہاں تک ثابت ہوئے۔

اب حضرات مرزائیوں کو اختیار ہے کہ انہیں مرزا صاحب قادیانی کی طرف منسوب کریں، یا خدا تعالی کی طرف (نعوذ باللہ) مگر یہ ضرور انہیں ماننا ہوگا جس طرح یہ یقینی الہامات مرزا صاحب قادیانی کے غلط ہو گئے اسی طرح انکے مسیح موعود ہونے کا الہام بھی غلط اور محض غلط ہے۔ دونوں الہاموں کی حالت یکساں ہے۔

ان الہاموں کے غلط ہونے کے علاوہ ایک اور غلط بیانی لائق ملاحظہ ہے۔ خیال فرمایئے اسی ازالہ اوہام کی منقولہ عبارت میں لکھتے ہیں کہ

جو شخص اشتہار پڑھے گا وہ گو کیسا ہی متعصب ہوگا اس کو اقرار کرنا پڑے گا کہ مضمون اس پیش گوئی کا انسان کی قدرت سے بالاتر ہے۔

حالانکہ محض غلط ہے۔ اشتہار نقل ہو چکا ہے، اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے جس سے یہ ظاہر ہو کہ پیش گوئی کا مضمون انسانی طاقت سے باہر ہے۔ کسی کا نکاح میں آجانا، کسی کا مرنا، کسی کا پیدا ہونا، کسی پر مصیبت کا آنا، ایسی چیزیں ہیں جن کی خبر رمال نجومی وغیرہ کثرت سے دیا کرتے ہیں، ان میں سے بعض جھوٹی ہو جاتی ہیں اور بعض سچی نکلتی ہیں۔

اب جماعت مرزائیہ اور خصوصاً خلیفۃ المسیح فرمائیں کہ اس اشتہار میں کون سی بات ایسی ہے جو رمال، نجومی، کاہن نہیں بتاتے۔

اے بھائیو! اب تو رمال نجومی کے پیش کرنے کی بھی ضرورت نہ رہی۔ اب تو عیاں ہو گیا کہ جو کچھ مرزا صاحب قادیانی نے کہا تھا وہ غلط تھا۔ کیونکہ وہ پیش گوئی غلط ہوگئی اور جتنے بیانات اس کے متعلق تھے وہ سب غلط ثابت ہوئے۔

پھر کیا اب بھی کوئی سمجھ دار، خدا تعالی سے ڈرنے والا مرزا غلام احمد قادیانی کو سچا مان سکتا ہے؟

جن حضرات کو مرزا قادیانی کے حالات سے زیادہ واقفیت حاصل کرنا ہو، وہ آئندہ بیان کو غور سے دیکھیں۔

ناظرین! جب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اور ان کے حوارین کی نہ آسمان پر شنوائی ہوئی، ہزاروں دعائیں کرتے کرتے تھک گئے، نہ زمین والوں نے ان کی طرف توجہ کی، تو مجبور ہو کر بعض اعزہ کو اور

لڑکی کے والد کو عاجزانہ خط لکھے، جو لائق دید ہیں۔جن سے مرزا صاحب قادیانی کی حالت پر پوری روشنی پڑتی ہے۔ایک خط یوں ہے۔

مشفقی مرزا علی شیر بیگ صاحب۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ مجھ کو آپ سے کسی طرح سے فرق نہ تھا اور میں آپ کو ایک غریب طبع اور نیک خیال آدمی اور اسلام پر قائم سمجھتا ہوں۔لیکن اب جو آپ کو ایک خبر سناتا ہوں آپ کو اس سے بہت رنج پہنچے گا مگر میں محض للہ ان لوگوں سے تعلق چھوڑنا چاہتا ہوں جو مجھے ناچیز بتاتے ہیں اور دین کی پرواہ نہیں رکھتے۔

آپ کو معلوم ہے کہ مرزا احمد بیگ کی لڑکی کے بارے میں ان لوگوں کے ساتھ کس قدر میری عداوت ہو رہی ہے۔اب میں نے سنا ہے کہ عید کے دوسری یا تیسری تاریخ کو اس لڑکی کا نکاح ہونے والا ہے اور آپ کے گھر کے لوگ اس مشورہ میں ساتھ ہیں۔آپ سمجھ سکتے ہیں کہ اس نکاح کے شریک میرے سخت دشمن ہیں۔ بلکہ میرے کیا دین اسلام کے سخت دشمن ہیں۔عیسائیوں کو ہنسانا چاہتے ہیں۔ ہندوؤں کو خوش کرنا چاہتے ہیں اور اللہ و رسول کے دین کی کچھ پرواہ نہیں رکھتے۔ اور اپنی طرف سے میری نسبت ان لوگوں نے پختہ ارادہ کر لیا ہے کہ اس کو خوار کیا جائے، ذلیل کیا جائے، روسیاہ کیا جائے۔یہ اپنی طرف سے ایک تلوار چلانے لگے ہیں۔اب مجھ کو بچا لینا اللہ تعالیٰ کا کام ہے اگر میں اس کا ہونگا تو مجھے ضرور بچائے گا۔(مسماۃ محمدی کی شادی سلطان محمد سے ہو جانے کا مطلب مرزا صاحب کی اس عبارت کی روشنی میں یہی ہو سکتا ہے کہ وہ خدا کے نہیں تھے،اور خدا نے ان کی مدد نہیں فرمائی۔بہاء)

اگر آپ کے گھر کے لوگ سخت مقابلہ کر کے اپنے بھائی کو سمجھاتے تو کیوں نہ سمجھتا۔کیا میں چوہڑا، یا چمار تھا، جو مجھ کو لڑکی دینا عار یا ننگ تھی۔ بلکہ وہ تو اب تک ہاں سے ہاں ملاتے رہے، اور اپنے بھائی کے لئے مجھے چھوڑ دیا۔اور اب اس لڑکی کے نکاح کے لئے سب ایک ہو گئے۔

یوں تو مجھے کسی کی لڑکی سے کیا غرض، کہیں جائے مگر یہ تو آزمایا گیا کہ جن کو میں خویش سمجھتا تھا اور ان کی لڑکی کے لئے چاہتا تھا کہ اس کی اولاد ہو اور وہ میری وارث ہو، وہی میرے خون کے پیاسے، وہی میری عز

ت کے پیاسے ہیں اور چاہتے ہیں کہ خوار ہو اور اس کا روسیاہ ہو۔ خدا بے نیاز ہے جس کو چاہے سیاہ کرے مگر اب وہ مجھے آگ میں ڈالنا چاہتے ہیں۔ میں نے خط لکھے کہ پورانہ (پرانا) رشتہ مت توڑو۔ خدا تعالیٰ سے خوف کرو، کسی نے جواب نہ دیا۔ بلکہ میں نے سنا ہے کہ آپ کی بیوی نے جوش میں آکر کہا کہ ہمارا کیا رشتہ ہے صرف عزت بی بی نام کیلئے فضل احمد کے گھر میں ہے۔ بےشک وہ طلاق دے دیوے، ہم راضی ہیں۔ اور ہم نہیں جانتے کہ یہ شخص کیا بلا ہے۔ ہم اپنے بھائی کے خلاف مرضی نہیں کرینگے۔ یہ شخص کہیں مرتا بھی نہیں۔ پھر میں نے رجسٹری کرا کرا آپکی بیوی صاحبہ کے نام خط بھیجا۔ مگر کوئی جواب نہ آیا اور بار بار کہا کہ اس سے کیا ہمارا رشتہ باقی رہ گیا ہے۔ جو چاہے کرے۔ ہم اس کے لئے اپنے خویشوں سے اپنے بھائیوں سے جدا نہیں ہوسکتے۔ مرتا مرتا رہ گیا، ابھی مرا بھی ہوتا۔ یہ باتیں آپ کی بیوی صاحب کی مجھے پہونچی ہیں۔ بےشک میں ناچیز ہوں، ذلیل ہوں اور خوار ہوں مگر خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں میری عزت ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اب جب میں ایسا ذلیل ہوں تو میرے بیٹے سے تعلق رکھنے کی کیا حاجت ہے۔ لہذا میں نے ان کی خدمت میں خط لکھ دیا ہے کہ اگر آپ اس ارادہ سے باز نہ آویں اور اپنے بھائی کو اس نکاح سے روک نہ دیں پھر جیسا کہ آپ کی خود منشا ہے میرا بیٹا فضل احمد بھی آپ کی لڑکی کو اپنے نکاح میں رکھ نہیں سکتا۔ بلکہ ایک طرف جب (محمدی) کا کسی شخص سے نکاح ہوگا تو دوسری طرف فضل احمد آپ کی لڑکی کو طلاق دے دے گا۔ اگر نہیں دے گا تو میں اس کو عاق اور لاوارث کرونگا۔ اور اگر میرے لئے احمد بیگ سے مقابلہ کروگے اور یہ ارادہ اس کا بند کرادوگے تو میں بدل و جان حاضر ہوں۔ اور فضل احمد کو جو، اب میرے قبضہ میں ہے، ہر طرح سے درست کر کے آپ کی لڑکی کی آبادی کے لئے کوشش کرونگا اور میرا مال ان کا مال ہوگا۔ لہذا آپ کو بھی لکھتا ہوں کہ آپ اس وقت کو سنبھال لیں اور احمد بیگ کو پورے زور سے خط لکھیں کہ باز آجائیں اور اپنے گھر کے لوگوں کو تاکید کریں کہ وہ بھائی کو لڑائی کر کے روک دیوے۔ ورنہ مجھے خدا کی قسم ہے کہ اب ہمیشہ کے لئے یہ تمام رشتہ ناطے توڑ دونگا۔ اگر فضل احمد میرا فرزند اور وارث بننا چاہتا ہے تو اسی حالت میں آپ کی لڑکی کو گھر میں رکھے گا۔ اور جب آپ کی بیوی کی خوشی ثابت ہو۔ ورنہ جہاں میں رخصت ہوا، ایسا ہی سب ناطے رشتے بھی ٹوٹ گئے۔ یہ باتیں خطوں کی معرفت مجھے معلوم ہوئی ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ کہاں تک درست ہیں۔ واللہ اعلم۔ راقم خاکسار غلام احمد از

لودھیانہ اقبال گنج ۔۴مئی ۱۸۹۱ء

جن صاحب کے نام یہ خط لکھا گیا ہے وہ مرزا غلام احمد قادیانی کے سمدھی ہیں اوران کی بیوی یعنی مرزا قادیانی سمدھن احمد بیگ کی بہن ہیں۔ان کی بیٹی مرزا غلام احمد قادیانی کے بیٹے مرزا فضل احمد کو بیاہی ہے اس خط میں کئی باتیں قابل غور ہیں:

ا۔جولوگ مرزا قادیانی کے اس نکاح کے مخالف ہیں اورنکاح نہیں کرتے یا کرنے سے روکتے ہیں مثلاً احمد بیگ اوراس کے خاص اعزہ وہ اسلام کے دشمن ہیں۔

۲۔مرزا قادیانی نے مکرر ظاہر کیا کہ محمدی سے نکاح نہ ہونے پران کی ذلت وخواری موقوف ہے یعنی اگر محمدی میرے نکاح میں نہ آئی تو میں (مرزا قادیانی) ذلیل اوررو سیاہ ہونگا۔

اس کلام سے نہایت روشن ہے کہ اس پیش گوئی کے لئے کوئی ایسی شرط نہ تھی جس کی وجہ سے مرزا غلام احمد قادیانی پرروسیاہی کا داغ نہ آئے،اگرچہ پیشین گوئی پوری نہ ہو۔الغرض جب وہ عورت نکاح میں نہ آئی تو مرزا قادیانی اپنے قول کے بموجب ذلیل وروسیاہ ہوئے اوراللہ تعالی نے انہیں روسیاہی سے نہ بچایا۔

۳۔احمد بیگ نے اپنی لڑکی کا رشتہ کردیا عنقریب وہ نکاح کرنے والے ہیں،

کی روشنی میں اب مرزا غلام احمد قادیانی اس کی بہن اوراس کے بہنوئی سے بار بار نہایت زور سے تحریک کرتے ہیں کہ اس کا نکاح نہ ہونے دو،اورمقابلہ اورلڑائی کرکے اسے روک دو۔اوران کے قول وقرار کو فسخ کرا کے مجھ سے نکاح کرادو۔اب یہاں مرزا صاحب قادیانی کئی امرنا مشروع کے مرتکب ہوئے۔

ا۔یہ کہ بہن کو بھائی سے لڑنے کے لئے کہتے ہیں۔

۲۔یہ کہ ایک بھائی مسلمان ایک شخص سے قول وقرار کر چکا ہے اوراس کے ایفاء کے لئے وہ تیار ہے،مرزا صاحب قادیانی اس پختہ اقرار کو توڑ دینے اورتڑوا دینے پر اصرار کررہے ہیں اور بالتصریح او فوا با لعھد ان العھد کان مسؤلا (بنی اسرائیل:۳۴) کے خلاف تعلیم دے رہے ہیں۔البتہ جماعت مرزائیہ اپنے مذہب کے بموجب یہ کہہ سکتی ہے کہ جب خدا تعالی ہی اپنے عہد ووعدہ کا پابند نہیں،نہایت پختہ عہد کرکے پورا نہیں کرتا،پھراس کا رسول بھی اسی کا پیرو ہے: وزیرے چنیں شہریارے چناں

۳۔ بیٹے کا عاق کرنا بھی مرزا غلام احمد قادیانی کے نزدیک کوئی شرعی بات ہے جس کی وجہ سے وہ بیٹا وراثت سے محجوب ہو جائے حالانکہ شریعت محمدیہ میں عاق کرنا موانع ارث میں نہیں ہے۔ اب یا تو مرزا غلام احمد قادیانی شرع محمدی کے مسئلے سے ناواقف تھے، یا شریعت محمدیہ کے خلاف جدید حکم نافذ کیا ہے اور بیٹے کے عقوق کو مانع ارث ٹھہرایا۔

۴۔ رشتہ ناطے کے توڑنے سے دوسروں کو منع کیا اور خلاف حکم خداوند ٹھہرایا مگر خود رشتہ ناطہ توڑنے کے لئے قسم کھاتے ہیں یعنی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ ہم ہمیشہ کے لئے رشتہ توڑ دیں گے اگر تم خلاف شریعت امر کرنے میں ہمارے معین و مددگار نہ ہوگے۔

۵۔ ان باتوں کے علاوہ اب میں حق پرستوں کی خدمت میں منت سے کہتا ہوں کہ اس مضمون میں غور فرمائیں کہ مرزا قادیانی اپنے سمدھی کو کیسی اسلامی غیرت دلا رہے ہیں۔ اپنی رسوائی دکھلا رہے ہیں اور پھر اس نکاح سے روکنے کی تدبیریں بتا رہے ہیں۔ پھر مضطرب ہو کر عاجزی سے فرما رہے ہیں کہ آپ کو لکھتا ہوں کہ اس وقت کو سنبھال لیں اور احمد بیگ کو خط لکھیں کہ دوسری جگہ عقد کرنے سے باز آجائے۔

اس اضطراب اور عاجزی کو دیکھئے اور اس الہام کے دعوی کو ملاحظہ کیجئے جس پر قسم کھا رہے ہیں اور نہایت شدت اور بے تہذیبی کے ساتھ اپنے جزم و یقین کا اعلان کر رہے ہیں پھر ایک بار نہیں مکرر سہ کرر بارہا۔

بھائیو! کیا اب بھی شبہ رہ سکتا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی الہام کے دعوے میں سچے نہیں ہیں۔ انہیں الہام ہرگز نہیں ہوا۔

یہاں ہمیں کوئی پہلو نہیں ملتا ہے جس سے ہم مرزا صاحب قادیانی کو قصداً غلط بیانی سے بچائیں، بلکہ اس کہنے پر مجبور ہیں کہ لوگوں میں نبی بننے کو، اور ڈرا کر مطلب نکالنے کو، الہام کا دعوی زور شور سے کیا، اور خانگی طور سے عاجزی اور مطلب براری کی تدبیریں کیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی سمجھتے ہوں گے کہ خانگی خطوط کو کون دیکھے گا، اور کس پر ظاہر ہوگا؟ اعلان کو ہر شخص دیکھے گا۔ پھر ان دھمکیوں اور تدبیروں سے مطلب نکل آیا تو کام بن گیا، اور لوگوں میں پیش کرنے کو نبوت کی ایک دلیل ہاتھ آگئی۔ اس لئے پہلے سے اسے عظیم الشان نشان مشہور کیا۔ انہیں اپنی تدبیروں پر یقین

تھا کہ میں کامیاب ہونگا۔اور ظاہر ہے کہ لڑکی کے والدین قرابت مند تھے۔اور بقول انہیں کے مرزا قادیانی کچھ چوہڑے چمار نہیں تھے، صاحب ثروت صاحب جاہ تھے، پھر انکار کی کیا وجہ۔

مگر خدا تعالی کو بہت سی خلقت کو گمراہی سے بچانا تھا، اس لئے ان کے قرابت مندوں کے ایمان کو پختہ کر دیا، وہ کسی لالچ میں نہ آئے کسی دھمکی سے نہ ڈرے۔

۶۔ یہ امر لحاظ کے لائق ہے کہ بعض امور شریعت محمدیہ کے خلاف کر رہے ہیں (مرزا قادیانی کے جب رشتہ کا پیام کو احمد بیگ نے منظور نہیں کیا، اس نے سلطان محمد سے نکاح ٹھہرا دیا، اس کے بعد پھر اس سے پیام نکاح کرنا خلاف شریعت ہے) اور دوسروں کو خلاف کرنے کا اشتعال دے رہے ہیں۔ ملاحظہ کیجئے۔ اپنی سمدھن کو کہتے ہیں کہ اگر سخت مقابلہ کر کے اپنے بھائی کو سمجھاتیں تو کیوں نہ سمجھتا، بھائی سے سخت مقابلہ کرنے کے لئے اشتعال ہو رہا ہے۔

پھر سمدھی صاحب کو لکھتے ہیں کہ اپنے گھر کے لوگوں کو تاکید کر دیں کہ وہ بھائی کو لڑائی کر کے روک دیں۔ بھلا یہ کوئی انسانیت ہے کہ بھائی اپنی لڑکی کا رشتہ کر چکا، نکاح کے لئے عہد و پیمان مستحکم ہو لیا، یہاں تک کہ تاریخ نکاح کی معین ہو گئی، اب بھی سمدھن صاحبہ کو بڑے زور سے اشتعال ہو رہا ہے کہ بھائی سے لڑے اور اس عہد و پیمان کو تڑواوے، اور ان سے نکاح کرادے۔

بھائیو! کچھ تو انصاف کیجئے۔ کیا نبی کی یہی شان ہے اور مسیح موعود کی یہی پہچان ہے کہ بھائیوں بہنوں میں لڑائی کراوے، اور ایک شخص سے قول قرار شرعی ہو چکا ہے اور حسب دستور طرفین کا کچھ صرف بھی ہو لیا ہے، یہ سب کچھ خیال نہ کرے اور عہد و پیمان شرعی کو توڑ کر آپ سے نکاح کراوے۔

اے مرزائیو! منہاج نبوت یہی ہے۔ انبیاء کرام کی یہی روش ہے؟ ذرا خدا تعالی کا خوف کر کے اس کا جواب دو۔

پھر اسی پر قناعت نہیں، کچھ اور بھی فرما رہے ہیں۔ کہتے ہیں،

اگر ایسا نہ کرو گی تو مجھے خدا کی قسم ہے کہ ہمیشہ کے لئے تمام رشتے ناطے توڑ دوں گا اور فضل احمد اگر میرا وارث بننا چاہتا ہے تو آپ کی لڑکی کو گھر میں نہ رکھے گا۔ (یعنی طلاق مغلظہ دے دے گا)۔

میرے پیارے بھائی! ذرا غور کرو۔ ایک عورت کی خواہش میں یا اپنی پیشین گوئی کے سچا کرنے کے

لئے قطع رحم کی قسم کھائی جاتی ہے۔ میاں بی بی میں جدائی کرائی جاتی ہے۔ پھر کون میاں بیوی؟ ایک لائق بیٹا اور نیک بخت عفیفہ بہو۔ اور پھر بلا قصور۔ اگر بہو کا ماموں یا دوسرا شخص کہنا نہیں مانتا، تو اگر قصور وار ہیں تو وہ ہیں، غریب بہو اور بیٹے نے کیا کیا، جوان میں جدائی کرائی جاتی ہے؟

اگر بیٹا (بیوی کو) جدا نہ کرے تو اسے وراثت سے محرومی کی دھمکی دی جاتی ہے۔ کیا نبی یا برگزیدہ خدا سے ایسا ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ یہ وہ لائق نفرت کام ہے جسے شریعت اور عقل دونوں نہایت برا بتاتے ہیں۔

(بڑا لطف تو یہ ہے) کہ اسی خط میں مرزا قادیانی لکھ رہے ہیں: پرانا رشتہ مت توڑو خدا سے ڈرو۔

اس جملہ سے ظاہر ہے کہ مرزا قادیانی کے نزدیک بھی رشتہ توڑنا گناہ ہے بری بات ہے۔ اس لئے خدا سے ڈرا رہے ہیں۔ مگر خود اسی گناہ کے ارتکاب پر تیار ہیں اور اپنے خاص ذی رحم پر ظلم کرنے پر آمادہ ہیں۔

اے حق کے جاں نثارو! میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ خدا تعالی کے برگزیدہ جن کو وہ اپنے خطاب اور الہام سے نوازتا ہے، وہ ایسے ہی ناخدا ترس ہوتے ہیں؟ ایسے شخص حضرت رحمۃ للعالمین کا ظل ہو سکتے ہیں؟ جس کا دعوی مرزا قادیانی کر رہے ہیں۔ ذرا سوچ کر فرمایئے۔

یہ خط تو سمدھی صاحب کے نام تھا، ایک دوسرا خط سمدھن صاحبہ کو بھی اسی مضمون کا لکھا ہے۔ اسے بھی ملاحظہ کیجئے:

> ... والدہ عزت بی بی کو معلوم ہو کہ مجھ کو خبر پہنچی ہے کہ چند روز تک (مسماۃ محمدی بیگم) مرزا احمد بیگ کی لڑکی کا نکاح ہونے والا ہے اور میں خدا تعالی کی قسم کھا چکا ہوں کہ اس نکاح سے سارے رشتہ ناطے توڑ دونگا، اور کوئی تعلق نہیں رہے گا۔ اسلئے نصیحت کی راہ سے لکھتا ہوں کہ اپنے بھائی مرزا احمد بیگ کو سمجھا کر یہ ارادہ موقوف کراؤ۔ اور جس طرح تم سمجھا سکتے ہو اس کو سمجھا دو۔ اور اگر ایسا نہیں ہوگا تو آج میں نے مولوی نور دین صاحب اور فضل احمد کو خط لکھ دیا ہے کہ اگر تم اس ارادہ سے باز نہ آؤ تو فضل احمد، عزت بی بی کے لئے طلاق نامہ لکھ کر بھیج دے۔ اور اگر فضل احمد طلاق نامہ لکھنے میں عذر کرے تو اسکو عاق کیا جائے اور اپنے بعد اس کو وارث نہ سمجھا جائے۔ اور ایک پیسہ وراثت کا اس کو نہ ملے سو میں امید رکھتا ہوں کہ شرطی طور پر اس کی طرف سے طلاق نامہ لکھا آ جائیگا جس کا یہ

مضمون ہوگا کہ اگر مرزا احمد بیگ، محمدی کے غیر کے ساتھ نکاح کرنے سے باز نہ آوے تو پھر اسی روز سے جو محمدی کا کسی اور سے نکاح ہو جائے عزت بی بی کو تین طلاق ہیں۔

سو اس طرح پر لکھنے سے اس طرف تو محمدی کا کسی دوسرے سے نکاح ہوگا اور اس طرف عزت بی بی پر فضل احمد کی طلاق پڑ جائے گی۔ سو یہ شرطی طلاق ہے اور مجھے اللہ تعالی کی قسم ہے کہ اب بجز قبول کرنے کے کوئی راہ نہیں۔ اور اگر فضل احمد نے نہ مانا تو میں فی الفور اس کو عاق کر دونگا۔ اور پھر وہ میری وراثت سے ایک دانہ نہیں پا سکتا۔ اور اگر آپ اس وقت اپنے بھائی کو سمجھا لو تو آپ کے لئے بہتر ہوگا۔ (ایک طرف تو مرزا صاحب قادیانی کہتے ہیں کہ محمدی بیگم کا نکاح کسی دوسرے سے ہونا بھی ان کی الہامی پیش گوئی ہے، پھر خود ہی اس الہام کی ایسی تیسی کرر ہے ہیں اور اس شادی کو رکوانے یعنی الہام کو غلط کروانے کی سرتوڑ کوشش کر رہے ہیں۔ گویا انہیں خود بھی یقین تھا کہ انہوں نے جو کچھ محمدی بیگم سے نکاح کے سلسلے میں کہہ رکھا ہے وہ کسی الہام کی بنا پر نہیں ہے۔ اور اگر وہ واقعی الہام کی بنا پر ہے تو وہ رحمانی الہام نہیں بلکہ شیطانی الہام ہے۔ بہاء)

مجھے افسوس ہے کہ میں نے عزت بی بی کی بہتری کے لئے ہر طرح سے کوشش کرنا چاہا تھا اور میری کوشش سے سب نیک بات ہو جاتی مگر آدمی پر تقدیر غالب ہے۔ یاد رہے کہ میں نے کوئی کچی بات نہیں لکھی۔ مجھے قسم ہے اللہ تعالی کی کہ میں ایسا ہی کرونگا۔ اور خدا تعالی میرے ساتھ ہے۔ جس دن نکاح ہوگا اس دن عزت بی بی کا نکاح باقی نہیں رہے گا۔ (مرزا صاحب نے یہ کیوں نہیں لکھا کہ جس دن محمدی کا نکاح سلطان محمد سے ہو گیا، اسی روز ثابت ہو جائے گا کہ انا را دوہ الیك والی پیش گوئی جس میں اس کے کسی دوسرے شخص سے نکاح کی بات کی گئی ہے، الہامی نہیں ہے۔ بہاء) راقم مرزا غلام احمد از لودیانہ ۴ مئی ۱۸۹۱ء

(اس خط کے ساتھ اس بے زبان بے چاری عزت بی بی سے بھی اس کی والدہ کے نام رقعہ لکھوایا کہ مجھ پر رحم کرو، میرا سہاگ بچانا ہے تو مسماۃ محمدی ادھر بھیجو۔ اگر تم ایسا نہیں کر سکتیں تو پھر مجھے واپس لے جاؤ۔ رقعہ یوں ہے):

اس وقت میری بربادی اور تباہی کی طرف خیال کرو۔ مرزا صاحب کسی طرح مجھ سے فرق نہیں کرتے۔ اگر تم اپنے بھائی، میرے ماموں کو، سمجھاؤ تو سمجھا سکتی ہو۔ اگر نہیں تو پھر طلاق ہوگی اور ہزار طرح کی رسوائی ہوگی۔ اگر منظور نہیں تو خیر جلدی مجھے اس جگہ سے لے جاؤ۔ پھر میرا اس جگہ ٹھہرنا مناسب نہیں۔

(نوٹ از مرزا صاحب قادیانی) جیسا کہ عزت بی بی نے تاکید سے کہا ہے اگر نکاح رک نہیں سکتا پھر بلاتوقف عزت بی بی کے لئے کوئی قادیان سے آدمی بھیج دو تا کہ اس کو لے جائے۔

اس خط (مرزا صاحب بنام سمدھن) کا مضمون بھی وہی ہے جو اس سے قبل کے خط میں ہے۔ مگر مجھے یہ دکھانا ہے کہ انصاف پسند حضرات مرزا قادیانی کی تحریر کو اور اس کے مضمون کو غور سے ملاحظہ فرمائیں کہ یہ تحریر عامیانہ معمولی اہل غرضوں کی سی ہے یا اس میں کچھ بھی تہذیب اور متانت اور تقدس کا شائبہ ہے؟ کیا آپ خیال کر سکتے ہیں کہ کوئی مہذب دیندار صاحب متانت بار بار اس طرح قسم کھا سکتا ہے جس طرح مرزا قادیانی کھا رہے ہیں۔ اور وہ بھی کسی جائز امر پر نہیں بلکہ رشتہ ناطہ توڑنے پر جو شریعت محمدیہ میں جائز نہیں، اور خود بھی اسے برا بتاتے ہیں۔ بیٹے کو محروم الارث کر رہے ہیں اس وجہ سے کہ اگر وہ بلاقصور اپنی بیوی کو طلاق نہ دے اور طلاق بھی وہ جو شریعت محمدیہ میں مکروہ ہے یعنی تین طلاق ایک ہی مرتبہ دینا، کوئی قادیانی کسی نبی کی یا کسی بزرگ کی سوانح عمری میں ایسی باتیں دکھا سکتا ہے؟ ہرگز نہیں تقدس کی شان ایسی باتوں سے منزہ ہے یہ بھی ملاحظہ کیجئے کہ ان خطوں سے مرزا صاحب قادیانی کا اضطراب کس قدر ظاہر ہوتا ہے اولیاء اللہ جنہیں اللہ تعالی نے قلب مطمئنہ عنایت فرمایا ہے انہیں ایسے اضطراب سے کیا تعلق ہوسکتا ہے؟ اب مجھے اس قدر اور کہنا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے اس خط میں چند حکم نافذ کئے ہیں جو شریعت محمدیہ کے خلاف ہیں:

پہلا یہ کہ اگر احمد بیگ اپنی لڑکی سے ہمارا نکاح نہ کرے تو فضل احمد ہمارا بیٹا ان کی بھانجی (عزت بی بی) کو طلاق دیدے گا۔ میں یہاں دریافت کرتا ہوں کہ اس کہنے سے فضل احمد پر طلاق کا دینا فرض یا واجب ہو گیا تھا یا نہیں؟

اگر فرض یا واجب ہو گیا تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ بلاقصور کسی وقت اپنی بیوی کو طلاق مغلظہ دے دینا فرض ہو جاتا ہے۔ یہ حکم شریعت محمدیہ کے خلاف ہے۔ اور اگر فرض واجب نہ ہوا تھا، اگر فضل احمد اس پر عمل نہ کرے اور اپنی بیوی کو طلاق نہ دے، تو گنہگار نہیں ہوسکتا اور کسی سزا کا مستحق ہوسکتا ہے، پھر اسے ترکہ سے محروم کر دینا شریعت محمدیہ کے خلاف ہے۔ بہر حال دونوں صورتوں میں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے کلام سے ایک حکم ثابت ہوتا ہے جو شریعت محمدیہ کے خلاف ہے اور ایسا حکم ہے کہ کوئی سلیم العقل شریف الطبع اسے پسند

نہیں کرسکتا۔

دوسرا یہ کہ اگر فضل احمد طلاق نہ دے تو عاق کیا جاوے، اور ایک پیسہ وراثت کا اسے نہ ملے، اس پر بہت زور ہے اور ایک ہی خط میں مکرر لکھا ہے۔ اس حکم کی نسبت مجھے یہ کہنا ہے کہ بیٹے کو عاق کرنا اور وراثت سے اسے محروم کردینا شریعت محمدیہ کا مسئلہ تو نہیں ہے۔ کیا موانع ارث میں عاق کرنا بھی کوئی مانع ہے؟ ہرگز نہیں۔ پھر مرزا غلام احمد قادیانی خلاف شریعت محمدیہ یہ تشریعی حکم اپنی طرف سے دے رہے ہیں۔

ان دونوں حکموں کا حاصل یہ ہوگا کہ اگر بیٹا اپنی بیوی کو بلاقصور طلاق نہ دے، تو اولاد کے لئے جو حکم خداوندی ہے اسے ہم نہ مانیں گے، اور بیٹے کو محروم الارث کر دینگے اس پر بہت زور ہے اور بار بار جتاتے ہیں۔

حضرات مرزائی انصاف سے فرمائیں کہ ایسے ہی احکام منہاج نبوت کے مناسب ہیں؟

یہاں سے مرزائیوں کا یہ کہنا بھی غلط ہوگیا کہ نبوت تشریعی ختم ہوچکی ہے، مرزا قادیانی کی نبوت ظلی ہے تشریعی نہیں۔ حالانکہ بیان مذکور سے معلوم ہوا کہ مرزا جی نے تشریعی حکم نافذ کئے۔ اور جب کسی قسم کی نبوت ختم نہیں ہوئی تو نتیجہ یہ نکلے گا کہ حضرات مرزائی جناب رسالت حضرت سید المرسلین ﷺ کو (نعوذ باللہ) خاتم النبیین نہیں مانتے۔ آخر میں مجھے یہ کہنا ہے کہ اس خط کا آخری جملہ یہ ہے کہ:

جس دن (محمدی کا) نکاح ہوگا، اس دن عزت بی بی کا نکاح باقی نہ رہے گا۔

یہ بالکل غلط ثابت ہوا کیونکہ اس لڑکی کا نکاح دوسرے (مرزا سلطان محمد) سے ہوگیا اور ان کے بیٹے (فضل احمد) نے اپنی بیوی (عزت بی بی) کو طلاق نہ دی۔

یہاں سے ظاہر ہے کہ محض قیاس سے مرزا غلام احمد قادیانی نے کہا تھا کہ جس دن اس لڑکی (محمدی) کا نکاح (مرزا سلطان محمد سے) ہوگا، اس دن عزت بی بی کا نکاح (مرزا فضل احمد سے) باقی نہ رہے گا۔ اور قیاس کی وجہ ظاہر ہے کہ بیٹا اپنے باپ کا کہنا مانے گا، وراثت کی طمع بھی کچھ ہوگی۔ اس وجہ سے مرزا غلام احمد قادیانی نے حکم لگا دیا، مگر وہ قیاس غلط نکلا۔

بھائیو! اسی پر قیاس کرلو کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے جس طرح یہاں قیاس سے خبر دی تھی ایسی ہی اور خبریں اور پیش گوئیاں کیا کرتے تھے۔ اگر اتفاقیہ کوئی بات ہوگئی، اسے آسمانی نشان کہنے لگے۔ اور جو نہ ہوئی تو

تاویلیں چلیں، اگرچہ وہ کیسی ہی بے تکی ہوں، ماننے والے مان ہی لیتے ہیں۔عیاں راچہ بیان۔مرزائیوں کی حالت معائنہ کر لی جائے کیسی کیسی پیش گوئیاں غلط ہوئیں اور ایسی صریح غلط ہوئیں کہ جائے دم زدن نہ رہی، مگر حضرات مرزائی ایسی صریح حق بات کو بھی نہیں مانتے اور محض بیہودہ باتیں بناتے ہیں۔

مذکورہ خطوط کے بعد بھی مرزا قادیانی نے اس لڑکی کے والد کو خط لکھا۔اس خط میں توجہ کے لائق یہ امر ہے کہ مرزا احمد بیگ کو کس ادب اور تعظیم کے الفاظ سے مخاطب کیا ہے اور اس لڑکی کے نکاح میں آنے کا وثوق کس زور کے ساتھ بیان کیا ہے۔

مشفقی مکرمی اخویم مرزا احمد بیگ صاحب سلمہ اللہ تعالی ....

...قادیان میں جب واقعہ ہائلہ محمود فرزند مکرم کی خبر سنی تو بہت درد اور رنج اور غم ہوا۔بوجہ اس کے کہ یہ عاجز بیمار تھا اور خط نہیں لکھ سکتا تھا اس لئے عزا پرسی سے مجبور رہا۔صدمہ وفات فرزندان حقیقت میں ایک ایسا صدمہ ہے کہ شائد اس کے برابر دنیا میں اور کوئی صدمہ نہ ہوگا۔خصوصاً بچوں کی ماؤں کیلئے تو سخت مصیبت ہوتی ہے۔خداوند تعالی آپ کو صبر بخشے اور اس کا بدل صاحبِ عمر عطا فرماوے اور عزیزی مرزا محمد بیگ کو عمر دراز بخشے کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے کوئی بات اسکے آگے انہونی نہیں۔

آپ کے دل میں اس عاجز کی نسبت کچھ غبار ہے لیکن خداوند علیم جانتا ہے کہ اس عاجز کا دل بکلی صاف ہے اور خدائے قادر و مطلق سے آپ کے لئے خیر و برکت چاہتا ہوں۔میں نہیں جانتا کہ میں کس طریق اور کن لفظوں میں بیان کروں تا میرے دل کی محبت اور خلوص اور ہمدردی جو آپ کی نسبت مجھ کو ہے آپ پر ظاہر ہو جائے۔مسلمانوں کے ہر نزاع کا اخیری فیصلہ قسم پر ہوتا ہے جب ایک مسلمان خدا تعالی کی قسم کھا جاتا ہے تو دوسرا مسلمان اس کی نسبت فی الفور دل صاف کر لیتا ہے۔سو مجھے خدا تعالی قادر مطلق کی قسم ہے کہ میں اس بات میں بالکل سچا ہوں کہ مجھے خدا تعالی کی طرف سے الہام ہوا تھا کہ آپ کی دختر کلاں کا رشتہ اسی عاجز سے ہوگا۔اگر دوسری جگہ ہوگا تو خدا تعالی کی تنبیہیں وارد ہوں گی اور آخر اسی جگہ ہوگا۔کیونکہ آپ میرے عزیز اور پیارے تھے اسلئے میں نے

عین خیر خواہی سے آپ کو جتلایا کہ دوسری جگہ اس رشتہ کا کرنا ہرگز مبارک نہ ہوگا۔ میں نہایت ظالم طبع ہوتا جو آپ پر ظاہر نہ کرتا۔ میں اب بھی عاجزی اور ادب سے آپ کی خدمت میں ملتمس ہوں کہ اس رشتہ سے آپ انحراف نہ فرمائیں کہ یہ آپ کی لڑکی کے لئے نہایت درجہ موجب برکت ہوگا اور خدا تعالیٰ ان برکتوں کا دروازہ کھول دے گا جو آپ کے خیال میں نہیں۔ کوئی غم اور فکر کی بات نہیں ہوگی جیسا کہ یہ اس کا حکم ہے جس کے ہاتھ میں زمین آسمان کی کنجی ہے تو پھر کیوں اس میں خرابی ہوگی۔

اور شائد آپ کو معلوم ہوگا یا نہیں کہ یہ پیش گوئی اس عاجز کی ہزار ہا لوگوں میں مشہور ہو چکی ہے اور میرے خیال میں شاید دس لاکھ سے زیادہ آدمی ہوگا کہ جو اس پیشگوئی پر اطلاع رکھتا ہے، اور ایک جہان کی اس کی طرف نظر لگی ہوئی ہے، اور ہزاروں پادری شرارت سے نہیں بلکہ حماقت سے منتظر ہیں کہ یہ پیش گوئی جھوٹی نکلے تو ہمارا پلہ بھاری ہو۔ لیکن یقیناً خدا تعالیٰ ان کو رسوا کرے گا اور اپنے دین کی مدد کرے گا۔

میں نے لاہور میں جا کر معلوم کیا کہ ہزاروں مسلمان مساجد میں نماز کے بعد اس پیش گوئی کے ظہور کے لئے بصدق دل دعا کرتے ہیں۔ سو یہ ان کی ہم دردی اور محبت ایمانی کا تقاضا ہے اور یہ عاجز جیسے لا الہ الّا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ پر ایمان لایا ہے ویسے ہی خدا تعالیٰ کے ان الہامات پر جو تواتر سے اس عاجز پر ہوئے ایمان لاتا ہے اور آپ سے ملتمس ہے کہ آپ اپنے ہاتھ سے اس پیش گوئی کے پورا ہونے کے لئے معاون بنیں تاکہ خدا تعالیٰ کی برکتیں آپ پر نازل ہوں۔ خدا تعالیٰ سے کوئی بندہ لڑائی نہیں کر سکتا اور جو امر آسمان پر ٹھہر چکا ہے زمین پر وہ ہرگز بدل نہیں سکتا۔ خدا تعالیٰ آپ کو دین اور دنیا کی برکتیں عطا کرے اور اب آپ کے دل میں وہ بات ڈالے جس کا اس نے آسمان پر سے مجھے الہام کیا ہے۔ آپ کے سب غم دور ہوں اور دین اور دنیا دونوں آپ کو خدا تعالیٰ عطا فرماوے اگر میرے اس خط میں کوئی نملائم لفظ ہو تو معاف فرمائیں۔

والسلام۔ خاکسار غلام احمد۔ ۱۷ جولائی ۱۸۹۰ء بروز جمعہ

(مولانا سید محمد علی مونگیری لکھتے ہیں)...اب میں حق پسند حضرات کو تین باتوں کی طرف زیادہ توجہ دلاتا ہوں جواس خط سے ظاہر ہورہی ہیں۔

ایک بات یہ کہ پیشین گوئی سے مقصود یہی تھا کہ احمد بیگ کی لڑکی مرزا قادیانی کے نکاح میں آئے گی۔ یہ کہنا محض غلط ہے کہ وہ لوگ بے دین تھے۔ان کی ہدایت مقصود تھی کیونکہ وہ اس قدر دیندار اس خط سے معلوم ہوتا ہے جس کی انتہا نہیں ہے کیونکہ مسیح موعود اپنے ابتداء خط میں اسے اپنا مکرم اور بزرگ لکھ رہا ہے۔ پھر اس سے اس قدر دلی محبت اور خلوص رہا ہے کہ اس کے بیان کے لئے الفاظ نہیں ہیں۔ پھر اس سے کمال عاجزی اورادب سے التماس کرتا ہے جس طرح نہایت چھوٹا اپنے بڑے بزرگ سے کرتا ہے۔

غرض کہ تین طریقے سے مرزا صاحب قادیانی یعنی مسیح موعود انہیں اپنا مکرم اور بزرگ بتا رہے ہیں اور اپنے خلوص ومحبت کا اظہار کر رہے ہیں، انہیں بے دین کہنا سخت بے دینی ہے۔اب اگر مرزا قادیانی ہی دوسری جگہ انہیں بے دین لکھیں، تو انہیں کی بے دینی ثابت ہوگی اور ثابت ہوگا کہ مرزا قادیانی دکھا رہے ہیں کہ انبیاء ایسے بے دین اور جھوٹے ہوتے ہیں (نعوذ باللہ)۔

دوسری بات، یہ بھی یقینی طور سے ثابت ہوا کہ جس لڑکی کا پیام نکاح مرزا صاحب قادیانی نے کیا اور جس کی نسبت انہیں قطعی الہام ہوا کہ یہ تیرے نکاح میں آئے گی وہ خاص محمدی بیگم، مرزا احمد بیگ کی ہی لڑکی ہے۔کسی وقت اور کسی طرح اس الہام کے معنی یہ نہیں ہو سکتے کہ مرزا قادیانی کے اولاد کے سلسلہ میں یا ان کے مریدین کے سلسلہ میں کسی کا نکاح محمدی بیگم سے یا اس کی اولاد کے سلسلہ میں کسی سے ہو جائے تو یہ پیشین گوئی پوری ہو جائے گی۔کوئی انسان ہوش وحواس کی حالت میں یہ معنی نہیں کہہ سکتا کئی وجہ سے:

ایک یہ کہ مرزا احمد بیگ کو اپنا عزیز سمجھ کر یہ کہہ رہے ہیں کہ میری یہ پیش گوئی دس لاکھ آدمیوں میں مشہور ہو چکی ہے۔اگر تم نکاح نہ کرو گے تو اتنے لوگوں میں میری ذلت ہوگی۔ یہ ذلت اسی وقت کی جاسکتی تھی کہ خاص مرزا غلام احمد قادیانی کا نکاح محمدی بیگم سے نہ ہوتا۔

دوسرے یہ کہ پادریوں کے انتظار اور ان کے پلہ بھاری ہونے سے خود بھی ذلت کے خوف سے ڈر رہے ہیں اور ڈرا بھی رہے ہیں۔یعنی اگر تم نے اپنی لڑکی نہ دی اور میری پیش گوئی غلط ہوگئی، تو پادریوں کا پلہ

بھاری ہو جائے گا۔

یہ مضمون بھی قطعی طور سے کہہ رہا ہے کہ وہ عظیم الشان پیش گوئی یہی ہے کہ مسماۃ محمدی سے خاص مرزا غلام احمد قادیانی ہی کا نکاح ہوگا۔ اولاد سے کچھ واسطہ نہیں، اور نہ ہدایت مقصود ہے۔ نہایت ظاہر ہے کہ اگر مرزا صاحب قادیانی کا نکاح اس سے نہ ہوا، تو اس میں شبہ نہیں کہ جو پادری منتظر ہیں ان کا پلہ ضرور بھاری ہو جائے گا۔ اور مرزا صاحب قادیانی کے بعد کوئی پادری اس پیش گوئی کا منتظر نہیں رہ سکتا، اور اس پیش گوئی کے پورا نہ ہونے پر ان پلہ ضرور بھاری ہو جائے گا۔

تیسرے یہ کہ مرزا غلام احمد قادیانی، مرزا احمد بیگ کو لکھتے ہیں کہ اس پیش گوئی کے پورا کرنے میں تم معاون بنو، تا کہ خدا تعالی کی برکتیں تم پر نازل ہوں۔ یہ اسی وقت ہوسکتا ہے کہ مرزا احمد بیگ اپنی لڑکی کا نکاح مرزا غلام احمد قادیانی سے کر دے۔ یہ کہنا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی اولاد سے اور محمدی بیگم کی اولاد سے نکاح ہو جائے تو بھی پیشین گوئی پوری ہو جائے گی محض غلط ہے، مرزا قادیانی کا یہ قول غلط کہہ رہا ہے۔

ناظرین کو تعجب ہوگا کہ کاتب رسالہ یہ کیا لکھنے لگا۔ کون عاقل ایسا سمجھ سکتا ہے کہ یہ پیش گوئی یوں بھی پوری ہوسکتی ہے کہ محمدی بیگم کی کسی اولاد کا رشتہ مرزا قادیانی کے کسی منتسبین سے ہو جائے۔

میں کہتا ہوں آپ تعجب نہ کریں۔ اس وقت یہی مطلب پیش گوئی کا بیان ہو رہا ہے، اور کوئی جاہل یا معمولی شخص نہیں کہتا بلکہ وہ حضرت کہہ رہے ہیں جنہیں خلیفۃ المسیح و حکیم الامت کا خطاب دیا جاتا ہے۔ جن کے نام پر علیہ الصلوۃ والسلام جاتا ہے۔ اس لئے مجھے اس بیان کی حاجت ہوئی اور پہلے بھی مکرر اشارہ کر چکا ہوں اور آئندہ بھی کرونگا۔ انشاء اللہ تعالی

تیسری بات جس کا فیصلہ خط کی عبات سے آپ حضرات کر سکتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے جو پیام نکاح کے وقت اپنا الہام بیان کیا تھا، اور پھر قسم کھا کر کہا تھا کہ محمدی میرے نکاح میں آئے گی، اور آخر کار اسی جگہ رشتہ ہوگا، یہ محض غلط تھا کہ یہ مضمون صاف کہہ رہا ہے کہ یہاں الہام کا دعوی کرنا ایک حکمت عملی تھی اور اس کے والدین پر دباؤ ڈالنا مقصود تھا۔ اگر مرزا غلام احمد قادیانی کو الہام ہوتا کہ اس لڑکی کا نکاح ان سے ہوگا اور پھر وہ الہام بھی ایسا قطعی اور یقینی تھا جس میں انہیں ذرا بھی شبہ نہیں ہے، اور نہ اس کے معنی اور مطلب سمجھنے

میں انہیں تردد ہے، نہ اس میں کوئی قید اور شرط ایسی ہے جس سے اس کا نکاح میں آنا رک جائے اور آخر کار وہ نکاح میں نہ آئے، ایسے الہام کے بعد تو ان کے قلب میں خطرہ بھی نہیں آتا کہ ہماری الہامی پیش گوئی کے خلاف ہوسکتا ہے اور پادریوں کے پلہ بھاری ہونے کا احتمال ہے اس لئے بحکم لا تبدیل لکلمات اللہ انہیں اس پیش گوئی کے پورا ہونے کا یقین کامل ہونا چاہیے تھا۔ مگر ان کا بیان تو صاف کہہ رہا ہے کہ انہیں پادریوں کے پلہ بھاری ہونے کا خوف ہے، اور اپنی جماعت کی ذلت سے ڈر رہے ہیں، اور دوسروں کو ڈرا رہے ہیں۔ ایسے الہام کے بعد تو وہ اطمینان سے بیٹھتے۔ لڑکی کے والد کو اگر کچھ لکھتے تو یہ لکھتے کہ دیکھو لڑکی ہمارے نکاح میں ضرور آئے گی تم اس وقت انکار کر کے کیوں انجام میں ندامت و پشیمانی اٹھانے کی کوشش کر رہے ہو۔ مگر اس کے برخلاف اسکے بعد بھی مناسب اور غیر مناسب تدبیریں اور جا بجا ایسی کوششیں کیں جن سے ظاہر ہوگیا کہ انہیں الہام ہرگز نہیں ہوا تھا محض جھوٹی دھمکیوں اور حکمت عملی سے اپنا کام نکالنا چاہتے تھے اور اپنی دلی آرزو کے پورا کرنے کے درپئے تھے۔

خطوط اور اس کے نتائج دیکھنے کے بعد ایک اور کاروائی بھی قابل ملاحظہ ہے۔ مرزا صاحب قادیانی کی ایک قدیم بیوی ضعیفہ تھیں جو اکثر حصہ عمر میں مرزا قادیانی کی خدمت گذار رہی تھیں۔ ان کے دو بیٹے تھے مرزا سلطان احمد بیگ، اور مرزا افضل احمد بیگ۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے ان تینوں پر زور ڈالا کہ منکوحہ آسمانی کے نکاح میں تم بھی ہمارے ساتھ کوشش کرو۔ مگر انصاف کا مقام ہے کہ کیسے ہوسکتا ہے کہ بیوی (وہ بھی پہلی بیاہی ہوئی) اپنی سوکن کے لانے میں کوشش کرے۔ یہ ایسا ہے کہ کسی عاشق سے کہا جائے کہ تم ایسی کوشش کرو کہ تمہارا رقیب ہمارے پاس آئے اور ہم اپنا جان و مال اس کے حوالہ کریں اور تم دور سے دیکھو اور ترسو۔

غرض اس بیوی نے اس میں کوشش نہیں کی۔ بیٹوں کے اوپر ماں کا حق زیادہ ہے بہ نسبت باپ، اسلئے بیٹوں نے ماں کی حکم برداری کی۔ اس پر مرزا غلام احمد قادیانی نے خفا ہو کر ۲ مئی ۱۸۹۱ء کو حقانی پریس لدھیانہ میں اشتہار چھپوایا:

لا یحب الجھر بالسوء من القول الا من ظلم و کان اللہ سمیعاً علیماً

اشتہار نصرت دین وقطع تعلق از اقارب مخالف دین

علی ملة ابراهیم حنیفاً

چوں بدندان تو کرمے اوفتاد
آں نہ دندانی بکن اے اوستاد

ناظرین کو یاد ہوگا کہ اس عاجز نے ایک دینی خصومت کے پیش آ جانے کی وجہ سے ایک نشان کے مطالبہ کے وقت اپنے ایک قریبی عزیز میرزا احمد بیگ ولد میرزا گاماں بیگ ہوشیار پوری کی دختر کلاں کی نسبت بحکم والہام الٰہی یہ اشتہار دیا تھا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے یہی مقدر اور قرار یافتہ ہے کہ وہ لڑکی اس عاجز کے نکاح میں آئے گی خواہ پہلے ہی باکرہ ہونے کی حالت میں آ جائے اور یا خدا تعالیٰ بیوہ کر کے اس کو میری طرف لے آوے (یعنی مرزا صاحب، محمدی بیگم سے اپنی شادی کو خدا تعالیٰ طرف سے مقدر اور قرار یافتہ کہتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ کنواری یا بیوہ کوئی بھی صورت ہو، اس کا زیر دام آنا ٹھہر چکا ہے۔ بہا)۔ چنانچہ تفصیل ان کل امور مذکورہ بالا کی اس اشتہار میں درج ہے۔

اب باعث تحریر اشتہار ہذا یہ ہے کہ میرا لڑکا سلطان احمد نام جو نائب تحصیل دار لاہور میں ہے اور اس کی تائی صاحبہ جنہوں نے اس کو بیٹا بنایا ہوا ہے وہی اس مخالفت پر آمادہ ہو گئے ہیں اور یہ سارا کام اپنے ہاتھ میں لے کر اس تجویز میں ہیں کہ عید کے دن یا اس کے بعد اس لڑکی کا کسی سے نکاح کیا جائے۔

اگر یہ اوروں کی طرف سے مخالفانہ کاروائی ہوتی تو ہمیں درمیان میں دخل دینے کی کیا ضرورت اور غرض تھی، امر ربی تھا۔ اور وہی اس کو اپنے فضل وکرم سے ظہور میں لاتا مگر اس کام کے مدار المہام وہ لوگ ہو گئے جن پر اس عاجز کی اطاعت فرض تھی اور ہر چند سلطان احمد کو سمجھایا اور بہت تاکیدی خط لکھے کہ تو اور تیری والدہ اس کام سے الگ ہو جائیں، ورنہ میں تم سے جدا ہو جاؤں گا، اور تمہارا کوئی حق نہیں رہے گا۔ مگر انہوں نے میرے خط کا جواب تک نہ دیا، اور بکلی مجھ سے بے زاری ظاہر کی۔

اگران کی طرف سے ایک تیز تلوار کا بھی مجھے زخم پہنچتا تو بخدا میں اس پر صبر کرتا، لیکن انہوں نے دینی مخالفت کر کے اور دینی مقابلہ سے آزار دے کر مجھے بہت ستایا اور اس حد تک میرے دل کو توڑ دیا کہ میں بیان نہیں کر سکتا اور عمداً چاہا کہ میں سخت ذلیل کیا جاؤں۔ سلطان احمد ان دو بڑے گناہوں کا مرتکب ہوا۔

اول یہ کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کے دین کی مخالفت کرنی چاہی اور یہ چاہا کہ دین اسلام پر تمام مخالفوں کا حملہ ہو اور یہ اپنی طرف سے اس نے ایک بنیاد رکھی ہے اس امید پر کہ یہ جھوٹے ہو جائیں گے اور دین کی ہتک ہو گی اور مخالفوں کی فتح۔ اس نے اپنی طرف سے مخالفانہ تلوار چلانے میں کچھ فرق نہیں کیا۔ اور اس نادان نے نہ سمجھا کہ خداوند قدیر و غیور اس دین کا حامی ہے اور اس عاجز کا بھی حامی۔ وہ اپنے بندہ کو کبھی ضائع نہ کرے گا۔ اگر سارا جہان مجھے برباد کرنا چاہے تو وہ اپنی رحمت سے مجھ کو تھام لے گا کیونکہ میں اس کا ہوں اور وہ میرا۔

دوم سلطان احمد نے مجھے جو میں اس کا باپ ہوں سخت ناچیز قرار دیا اور میری مخالفت پر کمر باندھی اور قولی اور فعلی طور پر اس مخالفت کو کمال تک پہنچایا۔ اور میرے دینی مخالفوں کو مدد دی اور اسلام کی ہتک بدل و جان منظور رکھی۔

سو چونکہ اس نے دونوں طور کے گناہوں کو اپنے اندر جمع کیا اپنے خدا کا تعلق بھی توڑ دیا اور اپنے باپ کا بھی اور ایسا ہی اس کی دونوں والدہ نے کیا، سو جب کہ انہوں نے کوئی تعلق مجھ سے باقی نہ رکھا اس لئے میں نہیں چاہتا کہ اب ان کا کسی قسم کا تعلق مجھ سے باقی رہے۔ اور ڈرتا ہوں کہ ایسے دینی دشمنوں سے پیوند رکھنے میں معصیت نہ ہو۔ لہذا میں آج کی تاریخ کہ دوسری مئی ۱۸۹۱ء ہے عوام اور خواص پر بذریعہ اشتہار ہذا ظاہر کرتا ہوں کہ اگر یہ لوگ اس ارادہ سے باز نہ آئے اور وہ تجویز جو اس لڑکی کے ناطہ اور نکاح کرنے کی اپنے ہاتھ سے یہ لوگ کر رہے ہیں اس کو موقوف نہ کر دیا اور جس شخص کو انہوں نے نکاح کے لئے تجویز کیا ہے اس کو رد نہ کیا بلکہ اسی شخص کے ساتھ نکاح ہو گیا تو اسی نکاح کے دن سے سلطان احمد عاق اور محروم الارث ہو گا اور اسی روز سے اس کی والدہ پر میری

طرف سے طلاق ہے اور اگر اس کا بھائی فضل احمد جس کے گھر میں مرزا احمد بیگ والد لڑکی کی بھانجی ہے اپنی بیوی کو اسی دن سے جو اس کو نکاح کی خبر ہو اور طلاق نہ دیوے، تو پھر وہ بھی عاق اور محروم الارث ہوگا۔ اور آئندہ ان سب کا کوئی حق میرے پر نہیں رہے گا اور اس نکاح کے بعد تمام تعلقات خویشی و قرابت و ہمدردی دور ہو جائے گی۔ اور کسی نیکی بدی رنج راحت شادی اور ماتم میں ان سے شراکت نہیں رہے گی، کیونکہ انہوں نے آپ تعلق توڑ دیئے اور توڑنے پر راضی ہو گئے۔ سو اب ان سے کچھ تعلق رکھنا قطعاً حرام اور ایمانی غیوری کے برخلاف اور ایک دیوثی کا کام ہے اور مومن دیوث نہیں ہوتا۔

چوں نہ بود خویش را دیانت و تقوی
قطع رحم بہ از مودت قربے

والسلام علی من اتبع الھدی۔ المشتہر مرزا غلام احمد لودیانہ۔ ۲ مئی ۱۸۹۱ء

کیسا عمدہ عنوان ہے اور اس کا خلاصہ مضمون یہ ہے کہ بیوی سے اور بیٹوں سے قطع تعلق کرتے ہیں اور تمام اشتہار دیکھنے سے کوئی دین کی مخالفت ان کی معلوم نہیں ہوتی۔ البتہ قادیانی اپنے بڑے بیٹے سلطان احمد کے دو گناہ بیان کرتے ہیں۔ ایک یہ کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کے دین کی مخالفت کرنی چاہی اور یہ چاہا کہ دین اسلام پر تمام مخالفوں کا حملہ ہو۔

مرزا غلام قادیانی اپنے بڑے بیٹے پر اتنا بڑا الزام رکھتے ہیں، مگر یہ نہیں بتاتے کہ دین کی کیا مخالفت کی؟ کیا نماز نہیں پڑھی، روزہ نہیں رکھا، رشوت لی، مسلمانوں سے فریب کر کے روپیہ حاصل کیا، نامحرم عورت کو تکا، کیا کیا؟ کچھ نہیں فرماتے۔ ہاں یہ کہتے ہیں کہ اس نے یہ چاہا کہ دین اسلام پر تمام مخالفوں کا حملہ ہو۔

اس کا مطلب یہی ہے کہ ہم نے جو منکوحہ آسمانی کے نکاح میں آنے کا اعلان بڑے زور شور سے دے رکھا ہے، اور ہمارا بیٹا چاہتا ہے کہ جہاں اس لڑکی کی نسبت اس کے والدین نے کی ہے، وہیں ہو، تو اگر ایسا ہی ہوا، اور وہ لڑکی ہمارے نکاح میں نہ آئی، تو مخالفین کا حملہ ہوگا اور مرزا صاحب قادیانی کو جھوٹا کہیں گے۔

بھائیو! ذرا غور کرو۔ بیٹا باپ کے خانگی حالات سے بخوبی واقف ہے۔ اور ہر طرح کی سمجھ رکھتا ہے۔

جب وہ ان خیالات کو پیش نظر کرتا ہے، اور مرزا غلام احمد قادیانی کے ایسے عظیم الشان دعوی کو دیکھتا ہے، تو اس کی عقل سلیم اور تمیز صحیح یہی کہتی ہے کہ باواجان اپنے دعوے میں سچے نہیں ہیں۔ اب اس کی کمال دین داری ہے کہ اس جھوٹ میں باپ کا شریک نہیں ہوتا، اور باپ کے ترکہ وغیرہ کا بھی خیال نہیں کرتا۔ (شادی کی صورت میں مرزا قادیانی نے کسی متوفی کی جائداد میں سے اپنا حصہ محمد بیگ کے نام کرنا تھا۔ اگر شادی نہ ہوتی تو وہ حصہ مرزا قادیانی کے پاس رہتا، اور مرزا قادیانی کے بعد اس کے وارثوں کے پاس آتا جن میں سلطان احمد وغیرہ بھی شامل تھے کیونکہ ابھی عاق نہیں ہوئے تھے۔ بہاء)

عجب نہیں یہ بھی اسے خیال ہو کہ باواجان نے جس پیش گوئی کو اپنے لئے عظیم الشان قرار دے رکھا ہے وہ اگر ظہور میں نہ آئے تو شائد والد صاحب متنبہ ہو کر اپنے دعوی سے تائب ہوں اور سچے مسلمان ہو جائیں جیسے پہلے تھے، تو یہ امر اس کی نہایت خیر خواہی اور دین کی پابندی تھی۔

دوسرا گناہ مرزا قادیانی، صاحبزادہ موصوف (سلطان احمد) کا یہ بتاتے ہیں کہ مجھے جو اس کا باپ ہوں ناچیز قرار دیا، اور اسلام کی ہتک بدل وجان منظور رکھی،

البتہ اس میں شبہ نہیں کہ باپ کو ناچیز ٹھہرانا گناہ ہے۔ مگر جب باپ کے افعال اور ان کے خیالات ناچیز ہوں، اور بیٹا سمجھے کہ ہمارا باپ مخلوق کو گمراہ کر رہا ہے۔ اگر اتفاقیہ یہ نکاح ان کے حسب خواہ ہو گیا تو بہت خلق گمراہ ہو جائے گی۔ اس وجہ سے وہ مامور تھے کہ باپ کیخلاف کریں۔ اور اس خلاف شرع امر کی وجہ سے انہیں ناچیز سمجھیں۔

اور اب تو یہ بات اظہر من الشّمس ہوگئی کہ ان کا بیٹا (سلطان احمد) حق پر تھا اور مرزا قادیانی کے سب دعوی غلط تھے کیونکہ مرزا غلام احمد قادیانی تمام عمر کوشش کرتے کرتے تھک گئے۔ اور یہی کہتے رہے کہ آخر کار یہ لڑکی (مسماۃ محمدی بیگم) میرے نکاح میں ضرور آئے گی۔ چنانچہ اشتہار مذکور میں بھی یہی دعوی ہے۔ اور ازالہ اوہام میں تو یہ دعوی بڑے زور سے کیا ہے۔ مگر مرزا صاحب قادیانی اس جہان سے تشریف لے گئے اور وہ لڑکی ان کے نکاح میں نہ آئی: اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

اب اس میں کیا شبہ رہا کہ دین اسلام پر اگر مخالفوں کا حملہ کرایا ہے، تو خود مرزا صاحب قادیانی نے کرایا، اور اسلام کی ہتک کی تو مرزا قادیانی نے کی۔

الہام کا اس قدر غل مچایا کہ احمد بیگ کی لڑکی میرے نکاح میں آئے گی، اور اخباروں میں اشتہاروں میں اس قدر شور کیوں کیا کہ دنیا میں مشہور ہو گیا، کہ مرزا قادیانی اپنی نبوت کے ثبوت میں عظیم الشان نشان دکھانا چاہتے ہیں، اور یہ بھی یقینی الہام بیان کرتے ہیں کہ ضرور ایسا ہی ہوگا، اس میں شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے۔ جب ایک مدت دراز تک انتظار کے بعد بھی اس کا ظہور نہ ہوا، اور امید منقطع ہو گئی، تو اب فرمائیے کہ اگر اسلام کی ہتک کرائی تو مرزا غلام احمد قادیانی نے کرائی یا کسی دوسرے نے؟

مرزا قادیانی اپنے دوسرے بیٹے فضل احمد کا کوئی قصور نہیں بیان کرتے بجز اس کے کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق نہیں دیتا۔

بھائیو! اصل بات یہ ہے کہ اس لڑکی کا رشتہ دوسری جگہ ہو گیا، اور عنقریب اس کا نکاح ہونے والا ہے اس لئے مرزا قادیانی مضطرب ہیں۔ لڑکی کے والدین اور دیگر اعزہ کی بہت خوش آمد کی، مگر ناکام رہے۔ اب گھر میں آکر غصہ نکالا اور بیوی صاحبہ کو طلاق دی اور بیٹوں کو عاق کیا۔

اب یہاں یہ امر دیکھنے کے لائق ہے کہ اس اشتہار میں تو وہ ظاہر کرتے ہیں کہ بیٹے اور بیوی چونکہ دین کے مخالف ہیں، اس لئے ان سے ہم قطع تعلق کرتے ہیں اور کوئی امر مخالفت کا نہیں بیان کرتے بجز اس کے کہ مرزا قادیانی کے نکاح میں وہ کوشش نہیں کرتے بلکہ مخالفین کے شریک ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ اس اعلان کی بنا اگر سچائی پر ہے اور واقعی ایسے مخالف دین سے وہ قطع تعلق کرنا چاہتے ہیں تو پہلے اپنے بہت سے مریدین سے قطع تعلق کا اعلان کرنا چاہیے تھا جنہیں احکامات شریعت محمدیہ سے کچھ واسطہ نہیں۔ اکثر منہیات شرعیہ کے مرتکب ہوتے ہیں۔ اور جھوٹ جو اسلام کے بالکل خلاف ہے ان کا شعار ہے۔ پھر جو ان کے اقارب ان کے صریح مخالف ہیں جن کو اس اشتہار کے بعد خطوط لکھتے ہیں (جن کی نقل اوپر دی گئی) انہیں دیکھئے کہ اس میں کس قدر تملق اور میل کی باتیں ہیں۔ اشتہار نصرت دین مرقومہ ۲ مئی ۱۸۹۱ء کا ہے۔ اور اپنے سمدھی مرزا علی شیر بیگ کو ۴ ۔مئی کو خط لکھا ہے اس میں انہیں لکھتے ہیں کہ میں آپ کو نیک آدمی خیال کرتا ہوں اور اسلام پر قائم سمجھتا ہوں۔

شیر علی بیگ بھی اسی گروہ میں ہیں جو چاہتے تھے کہ اس لڑکی کا نکاح مرزا قادیانی سے نہ ہو۔ یعنی جو

جرم ان کے بیٹے مرزا سلطان احمد نے کیا تھا، جس کی وجہ سے وہ مخالف دین قرار پائے، وہی جرم ان کے سمدھی کا ہے۔ مگر انہیں نیک خیال اور اسلام پر قائم مرزا قادیانی سمجھتے ہیں۔

اور ۱۷ جولائی ۱۸۹۰ء کو مرزا احمد بیگ کو خط لکھا ہے جو لڑکی کا والد ہے جن سے جولائی ۱۸۸۸ء میں مرزا قادیانی نے نکاح کا پیام دیا، اور پھر اس طرح کہ خدا تعالی کا حکم انہیں پہنچایا مگر اس نے ایک نہ سنی، اور دوسری جگہ رشتہ کر دیا۔ باوجود یہ کہ اس نے اس قدر سخت مخالفت کی مگر اسے مرزا قادیانی مخالف دین نہیں کہتے بلکہ... نہایت ہی محبت اور خلوص کا اظہار کرتے ہیں۔ ان کی عبارت یہ ہے:

میں نہیں جانتا کہ میں کن طریق اور کن لفظوں میں بیان کروں تا میرے دل کی محبت اور خلوص اور ہمدردی آپ کی نسبت مجھ کو ہے آپ پر ظاہر ہو جائے۔

ان الفاظ میں جس قدر محبت اور خلوص کا اظہار ہوتا ہے اس کی کچھ انتہاء نہیں ہے اب میں انصاف پسند حضرات سے دریافت کرتا ہوں کہ اس مضمون کی بنا اگر سچائی پر ہے یعنی مرزا قادیانی جو اس قدر محبت وخلوص کا اظہار کر رہے ہیں وہ واقعی ہے تو سلطان احمد ان کے بیٹے نے مرزا احمد بیگ سے زیادہ کیا قصور کیا تھا جو اسے مخالف دین ٹھہرا کر اسے قطع تعلق کا اشتہار دیا اور احمد بیگ سے اس قدر محبت اور خلوص ہے۔ حالانکہ احمد بیگ لڑکی کے باپ تھے۔ لڑکی کے دینے یا نہ دینے کا اختیار انہیں تھا۔ جب اس نے لڑکی نہ دی تو دین کی مخالفت اگر کی تو احمد بیگ نے کی سلطان احمد غریب نے اگر کچھ کیا ہوگا تو صرف اس کی تائید ماں کی اطاعت کے خیال سے کی ہوگی۔

بھائیو! ایسی ہی باتیں مرزا قادیانی کی صداقت اور راست بازی کا نمونہ ہیں ان دونوں باتوں کے مقابلہ کرنے سے اظہر من الشّمس ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی اسلام اور سچائی سے کچھ واسطہ نہیں ہے جس وقت اور جس شخص سے جیسا موقع ہو، ویسا کام انہوں نے اس وقت اور اس شخص سے کیا، خواہ وہ جھوٹ ہو خواہ سچ جیسا کہ اس وقت کے پکے دنیا دار معاملہ پرداز کیا کرتے ہیں اسی وجہ سے ان کے کلام میں بہت تعارض ہے افسوس ہے کہ ایسے عظیم الشان تقدس کا دعوی اور اس قدر دنیا سازی کا برتاؤ۔ یہاں پھر میں یہ کہونگا کہ جس طرح یہ باتیں ان کی دنیا سازی کی تھی۔ ایسا ہی اس الہام کے دعوے کو سمجھنا چاہیے جو انہوں نے اس نکاح کے بارے

میں کیں۔

اگرانہیں الہام ہوتا اور اس کے ہونے کا ایسا ہی یقین ہوتا جیسا انہوں نے ازالہ اوہام وغیرہ میں ظاہر کیا ہے تو نہ مرزا احمد بیگ کی خوش آمد کرتے ، نہ خلاف مروت ومتانت بیٹے اور بیوی صاحبہ سے قطع تعلق کرتے ، بلکہ اپنے کامل یقین الہام پر بیٹھے رہتے ۔ اور سمجھتے کہ جب وہ لڑکی ہمارے نکاح میں آ جائے گی تو سب درست ہو جائیں گے ۔ مگر یہ باتیں ظاہر کر رہی ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی مضطر ہیں ۔ کہیں غصہ سے کام نکالنا چاہتے ہیں ، کہیں نرمی سے ۔ غصہ کے اظہار کے لئے تو انہیں عمدہ دوطرفی پہلو ہاتھ آ گیا تھا جس میں دباؤ بھی تھا اور عوام پر تقدس کا اظہار بھی ، اور اپنے سمدھی اور مرزا احمد بیگ سے جو دنیا سازی انہوں نے کی ہے اس کی وجہ یہ تھی کہ اس خط کے اظہار کا انہیں گمان نہ تھا اس لئے دلی حالت ظاہر کر دی ۔

برادران اسلام متوجہ ہوں اور دلی توجہ فرمائیں ۔ آپ نے منکوحہ آسمانی کا حال معلوم کیا ، اور مرزا قادیانی کے بیان سے یہ بھی آپ کے ذہن نشین ہو گیا کہ اس منکوحہ آسمانی سے جب رشتہ کا پیام کیا گیا ہے اسے مرزا قادیانی بحکم خدا کہتے ہیں ۔ پھر اس کے نکاح میں آنے کا الہام مرزا قادیانی کو ایسا قطعی اور یقینی ہوا کہ مرزا قادیانی اس پر قسم کھاتے ہیں ، اور بار بار اشتہاروں میں شائع کرتے ہیں ۔ اور اس زور کے الفاظ میں اس کے وقوع کو بیان کرتے ہیں جس سے زیادہ زور لگانا میرے خیال میں ممکن نہیں ہے ۔ اس کے بعد دنیا پر ظاہر ہو گیا کہ ان کا الہام محض غلط تھا کیونکہ وہ لڑکی مرزا قادیانی کے نکاح میں کسی وقت نہیں آئی ۔ بلکہ مرزا سلطان محمد بیگ سے بیاہی گئی اور آخر تک اسی کے نکاح میں رہی اور مرزا صاحب قادیانی دنیا سے تشریف لے گئے ۔ جب ایسا عظیم الشان الہام جو برسوں بار بار ہوتا رہا ، اور ان کا نہایت کامل یقینی دعوی غلط ہو گیا ، تو دوسرے الہامات اور خبروں پر کیونکر اعتبار ہو سکتا ہے؟

کون فہمیدہ ان کے مسیح موعود ہونے کے الہام کو قابل اعتبار سمجھ سکتا ہے ۔ اس میں ، اس میں کیا فرق ہے ۔ یہ الہام وہ ہے جس کے غلط ہو جانے سے بہت سے دعوی اور الہامات مرزا قادیانی کے غلط ہو گئے ۔ تئیس الہامات کا شمار تو میں نے کر دیا تھا ، اسکے بعد ناظرین پر چھوڑ دیا وہ خود شمار کر لیں ۔ یہ دعوی ہیں جن کی نسبت مرزا قادیانی نے یہ کہا ہے کہ اللہ تعالی نے مجھ سے یوں فرمایا ہے کہ انجام کار ایسا ہی ہوگا ۔ وہ باتیں غلط نکلیں اور کہنے

کے مطابق ان کا ظہور نہ ہو، اس لئے ان کا کوئی الہام قابل اعتبار نہ رہا۔ اس کے علاوہ توریت کی صریح شہادت کے بموجب مرزا غلام احمد قادیانی جھوٹے مدعیان نبوت میں یقینی طور پر داخل ہیں۔ توریت کی کتاب استثنا باب ۱۸ میں ہے:

وہ نبی جو ایسی گستاخی کرے کہ کوئی بات میرے نام سے کہے جس کے کہنے کا میں نے اسے حکم نہیں دیا، تو وہ نبی قتل کیا جاوے۔ اگر تو اپنے دل میں کہے کہ میں کیونکر جانوں کہ یہ بات خداوند کی کہی ہوئی نہیں، تو جان رکھ کہ جب نبی خداوند کے نام سے کچھ کہے اور وہ جو اس نے کہا ہے واقع نہ ہو، یا پورا نہ ہو، تو وہ بات خداوند نے نہیں کہی بلکہ اس نبی نے گستاخی سے کہی ہے،

But the prophet which shall presume to speak a word in my name, which I have not commanded him to speak, or that shall speak in the name of other gods, even that prophet shall die.

And if thou say in thine heart, how shall we know the word which the Lord hath not spoken.

When a prophet speaketh in the name of the Lord, if the thing follow not, nor come to pass, that is the thing which the Lord hath not spoken, but the prophet hath spoken it presumptuously: thou shall not be afraid of him. (Deuteronomy 18:20-22)

اس مقدس کلام سے تین باتیں ثابت ہوئیں:

اول یہ کہ جھوٹے نبی کے لئے حکم الٰہی یہ ہے کہ قتل کر دیا جائے یعنی جو نبوت کا دعوی کرے اور یہ دعوی اس کا غلط ثابت ہو، تو وہ قتل کر دیا جائے۔

دوم، جھوٹے نبی کی شناخت یہ ہے کہ اس کی پیش گوئی پوری نہ ہو۔ یعنی اگر وہ کسی بات کی خبر دے اور اس کے مطابق اس کا ظہور نہ ہو، تو جان لو کہ وہ جھوٹا ہے۔

تیسری بات یہ ثابت ہوئی کہ سچے نبی کی کوئی پیشین گوئی جھوٹی نہیں ہوسکتی (مرزا قادیانی نے جو حضرت یونس کی پیش گوئی کو بڑے زور شور سے ذکر کر کے لکھا ہے کہ ان کی پیشین گوئی بلا شرط تھی اور قوم کی گریہ وزاری سے اس پیشین گوئی کا ظہور نہ ہوا، محض غلط ہے اول تو الہامی پیش گوئی کا ثبوت نہیں ہے اگر ہے تو صرف اس قدر ہے کہ عذاب آئے گا وہ آیا مگر جب وہ پورا ایمان لے آئے تو عذاب ہٹ

گیا) یعنی اللہ تعالی کسی نبی سے کوئی وعدہ کرے یا کسی بات کی خبر دے اس کا ہونا ضرور ہے یہ نہیں ہوسکتا کہ کسی وجہ سے وہ پیشین گوئی ٹل جائے اور اس کا ظہور نہ ہو۔ اب اگر سچے نبی کی پیشین گوئی کسی وجہ سے پوری نہ ہو تو سچے اور جھوٹے میں امتیاز نہ رہے اور خدا تعالی کی معیاد غلط ہو جائے (اس کی کامل تفصیل اس رسالہ کے تیسرے حصہ میں کی گئی ہے اور متعدد آیتیں مع ان کی تفسیر کے نقل کی گئی ہیں جن سے یقینی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ خدا تعالی کے وعدے میں خلاف نہیں ہوسکتا اور نہ وعدے میں پوشیدہ شرطیں ہوسکتی ہیں) قرآن مجید سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ خدا تعالی اپنے رسولوں سے وعدہ خلافی نہیں کرتا چنانچہ سورہ ابراہیم میں ارشاد ہے:

فلا تحسبن الله مخلف وعده رسله (ابراہیم:۴۷)

یعنی ایسا گمان نہ کر کہ اللہ تعالی اپنے رسولوں سے وعدہ خلافی کرتا ہے۔

دوسری جگہ نہایت تاکید سے ارشاد فرمایا ہے کہ: لن يخلف الله وعده (الحج:۴۷)

یعنی اللہ تعالی اپنے وعدے کے خلاف ہرگز نہیں کرتا۔

اب برادران اسلام غور کریں کہ نہایت صفائی سے قرآن مجید اور توریت مقدس اور عقل سلیم سب ایک زبان ہوکر شہادت دے رہے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی اپنے دعوے میں سچے نہیں تھے اور ان کا دعوی محض غلط تھا۔ اگر سچے ہوتے تو یہ دعوے ضرور پورے ہوتے۔ اب جو کلام الہی کی شہادت بینہ کو نہ مانے اور مرزا غلام احمد قادیانی کو سچا جانے اسے اختیار ہے۔ وما علينا الا البلاغ المبين

اگر کلام الہی پر تمہاری نظر نہیں، تو دنیا کی حالت کو دیکھو۔ دنیا کے عقلاء میں بھی یہ بات مسلّم ہے کہ اگر گواہ کے بیان میں ایک بات بھی جھوٹ ثابت ہو جائے، تو پھر اس گواہ کا کوئی بیان لائق اعتبار نہیں رہتا۔ پھر کیا وجہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے اس قدر دعوے اور الہام غلط ثابت ہو جائیں اور ان کے مسیح اور مہدی ہونے کا دعوی غلط نہ ہو۔

جماعت قادیانیہ مرزائیہ خدا کے لئے کچھ تو غور کرو۔ کیا اس کا جواب دے سکتے ہو؟ ہرگز نہیں۔ غیر ممکن ہے و لو كان بعضكم لبعض ظهيراً ۔

اس کے بعد دوسری بات بھی آپ سے کہنا چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ تحریر سابق سے جس قدر غلط بیانیا

ں مرزا صاحب قادیانی کی ثابت ہوئی ہیں، اور جو ان کی ذاتی حالت خطوط واشتہارات سے معلوم ہوئی ہے، وہ کسی بزرگ اور مقدس شخص کی ہوسکتی ہے؟

میں کہتا ہوں کہ آپ کا وجدان آپ کی صداقت کی حق طلبی اگر کچھ ہے، تو بے اختیار یہی کہے گی کہ ہر گز نہیں ہوسکتی۔ ہرگز نہیں ہوسکتی۔ اگر خدا تعالی کے کسی برگزیدہ بندہ کو ایسا یقینی الہام ہو، اور وہ بندہ اپنے ایسے یقین کو اس زور کے ساتھ بیان کرے جیسا مرزا غلام احمد قادیانی نے کیا، تو وہ الہام کبھی غلط نہیں ہوسکتا۔ منکوحہ آسمانی کے متعلق مرزا قادیانی نے اللہ تعالی کی طرف بہت باتیں منسوب کی تھیں جن کی حالت اوپر بیان کی گئی مگر چونکہ یہ ان کے خیال میں عظیم الشان نشان تھا اس لئے رسول اللہ ﷺ کی طرف سے بھی اس کی بشارت سمجھتے ہیں چنانچہ لکھتے ہیں کہ:

> اس پیشین گوئی کی تصدیق کے لئے جناب رسول اللہ ﷺ نے بھی پہلے سے ایک پیش گوئی فرمائی ہے کہ یتزوج و یولد لہ۔ یعنی وہ مسیح موعود بیوی کرے گا اور نیز وہ صاحب اولاد ہوگا۔ اب ظاہر ہے کہ تزوج اور اولاد کا ذکر کرنا عام طور پر مقصود نہیں کیونکہ عام طور پر ہر ایک شادی کرتا ہے اور اولاد بھی ہوتی ہے اس میں کچھ خوبی نہیں بلکہ تزوج سے مراد خاص تزوج ہے جو بطور نشان ہوگا اور اولاد سے مراد وہ خاص اولاد ہے جس کی نسبت اس عاجز کی پیش گوئی موجود ہے۔ گویا اس جگہ رسول اللہ ﷺ ان سیاہ دل منکروں کو ان کے شبہات کا جواب دے رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ یہ باتیں ضرور پوری ہوں گی۔ (ضمیمہ انجام آتھم حاشیہ۔ ص۵۳)

افسوس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے دل میں منکوحہ آسمانی (مسماۃ محمدی) کا خیال اس قدر بس گیا کہ اللہ تعالی کی طرف سے تو اس کی تصدیق سمجھتے ہی تھے، رسول اللہ ﷺ کے کلام مبارک سے بھی اس کی تائید سمجھنے لگے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے

اس قدر رہتا ہے مجھ کو آپ کی باتوں کا دھیان
جب کوئی بولا صدا کانوں میں آئی آپ کی

رسول اللہ ﷺ نے کچھ فرمایا ہو مگر مرزا قادیانی یہ سمجھے کہ میری منکوحہ آسمانی کے نکاح میں آنے کی خبر ہے۔

خیر اب اس طرف آپ توجہ کیجئے کہ روایت میں حضرت مسیح کی نسبت مذکورہ الفاظ آئے ہیں جن کو مرزا صاحب قادیانی نے اپنی منکوحہ آسمانی کی بشارت سمجھی ہے۔ یہاں سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں۔

ایک یہ کہ منکوحہ آسمانی کا نکاح میں آنا جس طرح متواتر الہامات ربانی سے انہیں معلوم ہوا، اور اس کا یقین انہیں ایسا ہی تھا جیسے توحید و رسالت کا انہیں یقین تھا۔ اسی طرح اس کی تصدیق جناب رسول اللہ ﷺ کے اس قول سے ان کے نزدیک ہے۔

دوسرے یہ کہ منکوحہ آسمانی اور اس کی اولاد کی نسبت جو مرزا قادیانی کو الہام ہوا تھا اس سے مقصود خاص نکاح تھا۔ یعنی مرزا قادیانی کا نکاح مسماۃ محمدی سے ہوگا اور اس کے بطن سے وہ خاص بیٹا ہوگا جس کی تعریف کی انتہاء نہیں۔

اس خصوصیت کا ان کے کلام سے ظاہر ہونا کئی وجہ سے ہے:

اول کہ یہ نکاح مسیح موعود سے ہوگا۔ مسیح موعود ان کے خیال کے بموجب وہی تھے۔ اس لئے نکاح سے مقصود معمولی نکاح نہیں ہے، بلکہ وہ خاص نکاح ہے جو مرزا قادیانی کا معجزہ اور نشان ہوگا۔ اور یہ اسی وقت ہوسکتا ہے کہ محمدی کا نکاح خاص مرزا غلام احمد قادیانی سے ہو۔ اور اگر مرزا قادیانی کی اولاد یا کسی مرید کا یا کسی مرید کے اولاد کا نکاح محمدی کی اولاد سے کسی وقت ہو جائے، تو یہ مرزا غلام احمد قادیانی کا نشان نہیں ہوسکتا۔ ایسے نکاح ہوا ہی کرتے ہیں اور ہوتے رہیں گے۔

یہی حالت اولاد کی ہے کہ وہ بھی خاص بیٹا مراد ہے جو مرزا غلام احمد قادیانی کے نطفہ سے مراد ہے۔

آخر میں مرزا قادیانی نے رسول اللہ ﷺ کے ارشاد سے اپنے خیال میں یہ بھی ثابت کر دیا کہ یہ باتیں ضرور ہوں گی۔ یعنی محمدی بیگم سے میرا نکاح ضرور ہوگا، اور اس سے اولاد بھی ضرور ہوگی۔

یہاں مجھے پہلے تو یہ کہنا ہے کہ حکیم نور الدین صاحب للہ و باللہ فرمائیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے اس بیان سے ان کا وہ قول مردود ہوگا یا نہیں کہ نکاح اور اولاد کی خبر عام ہے۔ یعنی مرزا قادیانی سے نکاح ہو یا ان کے کسی متعلقین کا مسماۃ محمدی سے یا اس کی اولاد سے ہو جائے تو الہامی خبر صحیح ہو جائے گی۔

بھائیو! مرزا صاحب قادیانی نہایت صفائی سے اس خبر کو خاص کر رہے ہیں، اور حکیم نور الدین

صاحب الہام کا مطلب صاحب الہام کے خلاف بتا رہے ہیں۔ اور ایک وقت حکیم صاحب خود کہہ چکے ہیں کہ الہام کا وہی مطلب صحیح ہے جو صاحب الہام بیان کرے۔ غرض کہ حکیم نورالدین صاحب کی بناوٹ سے پہلے بھی ہم ثابت کر دی تھی اور یہاں انہیں کے قول سے ان کا جھوٹا ہونا ثابت ہو گیا۔

اس کے بعد یہ کہتا ہوں کہ طالبین حق اس بیان کو ملحوظ رکھ کر مرزا غلام احمد قادیانی کے اس بیان کو دیکھیں جو حقیقۃ الوحی میں ہے کہ

اس نکاح کا ظہور شرط پر موقوف تھا اور جب شرط پوری کر دی گئی تو نکاح فسخ ہو گیا یا جس طرح حضرت یونس کی پیشین گوئی کا ظہور نہیں ہوا تھا اس کا بھی نہ ہوا۔

اب خیال کیا جائے کہ مرزا قادیانی نے پہلے تو کہا کہ ہمارے اس نکاح کے ظہور میں آنے کی اور اس سے اولاد ہونے کی خبر رسول اللہ ﷺ نے دی ہے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ اس کا ظہور ضرور ہوگا۔ اس کے بعد یہ کہتے ہیں کہ وہ نکاح فسخ ہو گیا یا حضرت یونس کی پیشین گوئی کی طرح اس کا ظہور نہ ہوا۔

اس کا اصل یہ ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد غلط ہو گیا (نعوذ باللہ۔ استغفر اللہ)

بھائیو! ذرا غور کرو حضرت سرور انبیا ﷺ پر کیسا صریح جھوٹ کا الزام لگا رہے ہیں؟ اور مخالفین اسلام کو اعتراض کا موقع دے رہے ہیں اور پھر اپنے آپ کو ان کا وارث اور ظل بھی کہتے ہیں۔

افسوس ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی ان پیچدار یا معارض باتوں پر لوگ نظر نہیں کرتے اور اندھے ہو کر انہیں مان رہے ہیں۔

اب میں نہایت استحکام سے کہتا ہوں کہ مرزا صاحب قادیانی کا یہ بیان محض غلط ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے خاص نکاح کی اور ان کے اولاد کی خبر دی۔ الفاظ حدیث کی شرح آگے بیان کی جائے گی، اس وقت میں دو باتیں کہنا چاہتا ہوں:

ایک یہ کہ مرزا صاحب قادیانی کا یہ بیان بھی ان مخصوص بیانات میں ہے جہاں مرزا قادیانی نے خاص اپنا نکاح محمدی سے ہونا بڑے زور سے ظاہر کیا ہے بایں ہمہ مرزا صاحب قادیانی کا وہ الہام یا وہ خیال غلط ثابت ہوا؟

دوسرے ان کا یہ کہنا غلط ہوا کہ رسول اللہ ﷺ ان سیاہ دل منکروں کو ان کے شبہات کا جواب دے رہے ہیں اور فرماتے ہیں کہ یہ باتیں ضرور پوری ہوں گی، کیونکہ دنیا نے دیکھ لیا کہ کوئی بات پوری نہ ہوئی۔

اب خلیفۃ المسیح اور ان کے پیرو فرمائیں کہ یہ مرزا غلام احمد قادیانی کی عظیم الشان غلطی ہے یا نہیں؟ اگر غلطی ہے تو تسلیم کریں کہ مرزا قادیانی مسیح موعود نہ تھے۔ یہ ان کا دعویٰ غلط تھا۔ اور یہ بھی کہہ دیں کہ جب مرزا صاحب قادیانی کے الہامات غلط نکلے اور ایسی عظیم الشان غلطی ظاہر ہوئی تو سیاہ دل کون ٹھہرا؟

جماعت قادیانی، یا ان کے مقابل جن کی حقانیت عالم پر روشن ہوگئی؟

اے جماعت مرزائیہ ذرا انصاف کرو کہ مرزا قادیانی کے کلام سے یہ کیسا صریح الزام جناب رسول اللہ ﷺ پر عاید ہوتا ہے کہ حضور ﷺ نے پیشین گوئی کی تھی اور غلط ثابت ہوئی۔ معاندین اسلام علانیہ آنحضرت ﷺ کے قول کو جھوٹا کہہ سکتے ہیں اور قادیانی جماعت اس کا کچھ جواب نہیں دے سکتی۔ مگر افسوس ہے اور نہایت افسوس ہے کہ حضرات مرزائی باوجود دعویٰ اسلام کے کوشش کرتے ہیں کہ جس طرح ہو مرزا صاحب قادیانی کو الزام سے بچایا جائے اگرچہ اللہ کے رسول ﷺ پر الزام آئے۔

حدیث کا جملہ جو مرزا غلام احمد قادیانی نے نقل کیا ہے اور کہاں سے کہاں لے گئے ہیں اس کی شرح مختصر ملاحظہ ہو۔

حضرت عیسیٰ پہلے جب تشریف لائے تھے تو ان پر زہد کا غلبہ زیادہ تھا، اس لئے آپ نے کوئی سامان دنیا میں عمدگی سے رہنے کا نہیں کیا تھا۔ اسی لئے آپ نے نکاح بھی نہیں کیا۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب دوسری مرتبہ دنیا میں آئیں گے تو نکاح کریں گے کیونکہ شریعت محمدیہ کے پیرو ہوں گے۔ اور دوسرا جملہ جو ارشاد ہوا ہے اس میں بھاری امر کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ

اس وقت کے بعض کوتاہ اندیش اور بعض وہ حضرات جو باوجود کم عقل ہونے کے اپنے تئیں نہایت فہمیدہ سمجھتے ہیں وہ حضرت مسیح کے آسمان پر جانے اور اتنی مدت تک زندہ رہنے کو محال سمجھتے ہیں اور بعض وقت اعتراض کرتے ہیں کہ ضعیفی کی وجہ سے ان کی بری حالت ہوگئی ہوگی۔ ان کے بال ناخن بہت زیادہ ہوگئے ہوں گے ایسے نادانوں کے لئے اس حدیث میں اشارہ ہوا کہ انحطاط اور تغیر

حالت عالم دنیا کا خاصہ ہے جو اس عالم سے گذر گیا اور اس قادر وتوانا کی عجیب قدرت نے اسے عالم تک پہنچا دیا جو اس عالم سے وراء، وہاں ان تغیرات کا پتہ نہیں جو یہاں شب وروز دیکھے جاتے ہیں۔ حضرت مسیح جس قوت اور جس صفت سے دنیا سے اٹھائے گئے نزول کے وقت اسی حالت پر ہوں گے۔ یہ نہ سمجھو کہ اس قدر کبرسنی کی وجہ سے اس قابل نہ رہیں گے کہ ان کی بیوی کی اولاد نہ ہو یہ اشارہ ہے یتزوج و یولد لہ میں۔ جس وقت اس کا ظہور ہوگا اس وقت دیکھنے والے دیکھیں گے۔،

مرزا غلام احمد قادیانی نے جو بے تکے جوڑ گانٹھے ہیں وہ علاوہ غلط ہونے کے حدیث کے الفاظ سے انہیں کوئی ربط نہیں۔ اہل علم اسے خوب جان سکتے ہیں۔ (مرزا صاحب متوفیک و رافعک میں تقدیم وتاخیر کہنے والوں کی محرفین میں شمار کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ دونوں الفاظ کے درمیان واؤ ترتیب کی ہے۔ یہاں یتزوج و یولد میں واؤ کو ترتیب کی نہیں مانتے۔ کیونکہ ترتیب کے مطابق ترجمہ یوں ہوگا، شادی ہوگی اور بچے ہوں گے۔ لیکن جس طرح کا ترجمہ وہ یہاں کررہے ہیں اس کے مطابق تو اولاد پہلے ہونی چاہیے اور شادی بعد میں۔ بہاء)

اس وقت مرزا صاحب قادیانی کا ایک اور الہام یاد آیا، اس کا ذکر بھی مناسب ہے تاکہ مرزا قادیانی کے جھوٹے الہاموں کا انبار دیکھ کر طالبین حق متنبّی ہوں اور جو حضرات غلطی سے گمراہی میں پھنس گئے ہیں وہ سچائی کی راہ اختیار کریں۔

مرزا صاحب قادیانی کہتے ہیں براہین احمدیہ میں بھی اس وقت سے سترہ برس پہلے اس پیش گوئی کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے جو اس وقت میرے پر کھولا گیا اور وہ الہام یہ ہے:

یا آدم اسکن انت و زوجك الجنة ۔یا مریم اسکن انت و زوجك الجنة۔ یا احمد اسکن انت و زوجك الجنة ۔

اس جگہ تین جگہ زوج کا لفظ آیا۔ اور تین نام اس عاجز (مرزا قادیانی) کے رکھے گئے۔

پہلا نام آدم یہ وہ ابتدائی نام ہے جب کہ خدا تعالی نے اپنے ہاتھ سے اس عاجز کو روحانی وجود بخشا اس وقت پہلی زوجہ کا ذکر فرمایا۔

پھر دوسری زوجہ کے وقت میں مریم نام رکھا گیا کیونکہ اس وقت مبارک اولاد دی گئی جس حضرت مسیح سے مشابہت ملی۔ اور نیز اس وقت مریم کی طرح کئی ابتلاء پیش آئے جیسا کہ مریم کو حضرت عیسی علیہ السلام کی پیدائش کے وقت یہودیوں کی بدظنیوں کا ابتلاء پیش آیا۔

اور تیسری زوجہ جس کی انتظار ہے اس کے ساتھ احمد کا لفظ شامل کیا گیا۔ اور یہ لفظ احمد اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس وقت حمد اور تعریف ہوگی یہ ایک چھپی ہوئی پیش گوئی ہے جس کا سرّ اس وقت خدا تعالی نے مجھ پر کھول دیا۔ غرض یہ تین مرتبہ زوج کا لفظ تین مختلف نام کے ساتھ جو بیان کیا گیا ہے وہ اسی پیش گوئی کی طرف اشارہ تھا۔ (ضمیمہ انجام آتھم۔ ص ۵۴)

بھائیو! مرزا صاحب قادیانی کے الہامات اور پیش گوئیوں کو ملاحظہ کرو اور ان کے مفاتیح اور اسرار کو دیکھو کہ اپنے خیالات خام کو کس عظمت سے بیان کرتے ہیں، اور واقعی حالت کیا ہے۔ ابھی مرزا صاحب قادیانی کے اشتہار نصرت دین سے معلوم ہولیا ہے کہ پہلی بیوی اشتہاری مطلقہ ہوچکی، اور کسی وجہ سے نہیں بلکہ ان کی بے دینی کی وجہ سے۔ جب بے دینی کی وجہ سے پہلی بیوی اشتہاری زوجہ سے اشتہاری قطع تعلق ہو گیا، تو پہلا الہام غلط ہو گیا۔ کیونکہ اب مرزا غلام احمد قادیانی سے اس کو معیت نہیں ہو سکتی۔ نہایت ظاہر ہے کہ رسول جسے بے دین ٹھہرا کر علیحدہ کر چکا، اور وہ اپنی اس بے دینی پر برابر قائم رہی، پھر وہ جنت میں کیونکر اس رسول کے ہمراہ رہ سکتی ہے۔ اس لئے وہ الہام غلط ثابت ہوا۔

تیسری بیوی جس کے انتظار میں مرزا قادیانی اس عالم سے تشریف لے گئے اس نے تو مرزا قادیانی کو ایسا رسوا اور بدنام کیا جس کی انتہا نہیں۔ جس کی شرح او پر ہم کر چکے ہیں اور آئندہ بھی کچھ اور لکھی جائے گی۔

حاصل یہ ہے کہ مرزا صاحب قادیانی اس منتظرہ بیوی سے محروم رہے، اور کسی وقت ان کے نکاح میں نہ آئی تو اس تیسرے الہام کی غلطی میں کیا شبہ رہا۔

حضرات اب کچھ اور ملاحظہ فرمائیں۔ جب مرزا غلام احمد قادیانی کے الہامات ختم ہوئے تو مجبور ہو کر فرماتے ہیں کہ: وہ نکاح فسخ ہو گیا۔ (تتمہ حقیقت الوحی۔ ص ۱۳۳)

مگر وہ یہ تو فرمائیں کہ اس الہام (یعنی یا احمد اسکن انت ..) کا کیا جواب۔ جب وہ کسی وقت

شرعی بیوی نہیں ہوئی، اور وہ جو آپ عالم خیال میں اس کا غیر شرعی نکاح ہوا تھا وہ بھی (قابل دریافت یہ امر ہے کہ نکاح کا فسخ محمدی بیگم کے نکاح سے پہلے ہوا یا بعد میں اگر سلطان محمد سے نکاح ہونے سے قبل ہی مرزا قادیانی کا آسمانی نکاح فسخ ہو گیا تھا تو مرزا قادیانی اس فسخ شدہ نکاح اور دوسرے کی بیوی پر اس قدر زور کیوں لگا رہے تھے اور اگر مرزا قادیانی کا آسمانی نکاح مرزا سلطان محمد کے نکاح کے بعد فسخ ہوا تو اللہ تعالی نے مرزا قادیانی کی منکوحہ آسمانی دوسرے کو کیوں دلوادی اور باوجود اس وعدہ کے کہ ہم پھر اس کو تمہاری طرف لوٹا دیں گے کیوں نہ لوٹایا اور نعوذ باللہ بالآخر نہ لوٹا سکا اور مجبور رہا۔ قادیانی نبی کی بیوی کا نکاح فسخ ہی کرنا پڑا اور اس کا کچھ خیال نہ فرمایا کہ اس فسخ میں شیخ چلی کا بنا بنایا گھر ہی نہیں بڑتا بلکہ نبی روسیاہ ہوگا ذلیل ہوگا مخالفین اسلام کا پلہ بھی بھاری ہوگا وغیرہ۔ بھائیو! خدا سے ڈرو اور کچھ تو سمجھو۔ مرزا قادیانی کے مقابلہ میں ایک عالم کو غلطی پر قرار دے کر ایک لحظہ کے لئے یہ بھی تو سمجھو کہ مرزا قادیانی سے بھی غلطی ہوسکتی ہے یا نہیں اگر تاویل کرو تو معنوں پر قیاس فرماؤ ورنہ اس سے زیادہ جھوٹ پر کیا دلیل ہوسکتی ہے؟ مرتضی حسن) فسخ ہو گیا تو یہ عربی الہام قطعاً غلط نکلا اور معلوم ہوا کہ خدا کی طرف سے نہ تھا اور اس کی عظمت بڑھانے کے لئے یہ جو کہا کہ یہ ایک چھپی پیش گوئی ہے جس کا سرّ اس وقت خدا تعالی نے مجھ پر کھولا، محض غلط ثابت ہوا۔

غرض یہ کہ کئی الہاموں کا جھوٹا ہونا اس وقت ظاہر ہو گیا اور ایک الہام اور بھی انہیں میں شامل کر لیجئے وہ ہے تیسری بیوی کے وقت میں حمد و تعریف کا ہونا بیان کرتے ہیں جب وہ تیسری بیوی ہی ان کے آغوش میں نہ آئی تو تعریف کیا ہوتی بلکہ ہر طرف سے بدنامی کا غل ہے جس کے کان ہیں وہ سن رہا ہے۔

دوسری بیوی (نصرت جہان) کی حالت مجھے نہیں معلوم، اس لئے اس کی نسبت زیادہ نہیں کہہ سکتا۔ اس قدر کہنا کافی ہے کہ دو جھوٹوں کے درمیان میں۔

اب میں پہلے حصہ کو ختم کرتا ہوں اور دوسرا حصہ شروع کرتا ہوں جس سے اس کی زبان سے ان کے بار بار اقرار سے یہ ثابت ہو جائے گا کہ مرزا قادیانی کے علم خصوصاً تفسیر دانی اور تاریخ دانی کی حالت بھی معلوم ہو جائے گی اور اہل حق ذی علم جان لیں گے کہ جس علم میں مرزا غلام احمد قادیانی نے تمام عمر صرف کی اس میں بھی انہوں نے ایسی غلطیاں کیں کہ حیرت ہوتی ہے

و اللہ الموفق و المعین و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

تتمہ فیصلہ آسمانی حصہ اول

(جس میں مرزا غلام احمد قادیانی کی مسیحیت کا کامل فیصلہ ہے)

حامداً و مصلیاً۔

حصہ اول میں مرزا قادیانی کی منکوحہ آسمانی یعنی مرزا احمد بیگ کی لڑکی محمدی بیگم کے متعلق الہامات لکھے گئے اور ان کا غلط ہونا اظہر من الشّمس کیا گیا مگر ایک امر کا ذکر رہ گیا، اس لئے اس وقت لکھا جاتا ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی جب اس لڑکی کا انتظار حد سے زیادہ کر چکے، اور دس بارہ اولاد بھی پہلے خاوند سے اس کے ہوئی، تو اب مایوسی کی حالت پیدا ہوئی۔ مایوسی کے اسباب تو بہت تھے۔ شائد اپنی موت کا خیال آیا ہو، اور یہ کہ وہ لڑکی کثیر الاولاد ہو چکی، اب اگر اس کا خاوند مر بھی گیا تو بھی اس کا نکاح میں آنا مشکل ہے کیونکہ جو بیوہ صاحب اولاد ہو جاتی وہ (عموماً) دوسرا نکاح نہیں کرتی۔ اور اکثر تو یہی ہے کہ جس کے دس بارہ اولاد ہو وہ دوسرا عقد کرے یہ بہت بعید ہے۔ اس لئے مرزا صاحب قادیانی اپنے آخری وقت کی تصنیف میں لکھتے ہیں:

> یہ امر کہ الہام میں یہ بھی تھا کہ اس عورت کا نکاح آسمان پر میرے ساتھ پڑھا گیا ہے یہ درست ہے مگر جیسا ک ہم بیان کر چکے ہیں اس نکاح کے ظہور کے لئے جو آسمان پر پڑھا گیا خدا کی طرف سے ایک شرط بھی تھی جو اس وقت شائع کی گئی تھی اور یہ کہ ایتها المرأة توبی توبی فان البلاء علی عقبك پس جب ان لوگوں نے اس شرط کو پورا کر دیا تو نکاح فسخ ہو گیا یا تاخیر میں پڑ گیا۔ (تتمہ حقیقت الوحی۔ص ۱۳۲۔۱۳۳)

طالبین حق ملاحظہ کریں کہ منکوحہ آسمانی (مسماۃ محمدی) کے نکاح میں آنے کا کس قدر زور شور برسوں رہا اور کس قدر وثوق اور یقین اس پر ظاہر کیا گیا۔ مگر آخر میں یہ کہا جاتا ہے کہ وہ نکاح فسخ ہو گیا۔ افسوس اور سخت افسوس اس پر ہے کہ بعض پڑھے لکھے بھی ایسی بدیہی بناوٹ کو جواب مان رہے ہیں اور ذرا بھی غور نہیں کرتے، یا خدا سے نہیں ڈرتے۔ اب اس بناوٹ کی تشریح ملاحظہ ہو۔

یہ جواب کئی طور سے غلط ہے۔منکوحہ آسمانی کی نسبت دو قسم کی پیش گوئیاں ہیں۔

ایک یہ کہ منکوحہ آسمانی (مسماۃ محمدی)، مرزا غلام احمد قادیانی کے نکاح میں آئے گی اور ضرور آئے گی۔ اس کے لئے کوئی شرط اور قید مرزا صاحب قادیانی نے اس سے پہلے کسی وقت بیان نہیں کی۔

دوسری پیش گوئی یہ کہ مرزا احمد بیگ اور اس کا داماد (سلطان محمد) یعنی اس (مسماۃ محمدی) کا باپ اور اس کا شوہر تین برس کے اندر مر جائیں گے (مرزائی یہ کہنا بھول گئے کہ مرزا سلطان محمد آف پٹی ضلع لاہور تو روز نکاح کے ڈھائی سال بعد مر گیا تھا اور بعد میں جو محمدی بیگم کا گھر والا بنا ہوا تھا وہ دراصل مرزا غلام احمد کا بروز یا مثیل تھا، اور ڈھائی سال کے بعد ہونے والی باقی ساری اولاد اسی بروز کی تھی، بہاء)

یہ پیش گوئی پہلے تو بلا قید مشتہر ہوئی۔دہم جولائی ۱۸۸۸ء کا اشتہار اور ان کا تتمہ ملاحظہ ہو۔اس کے بعد وہ جملہ بڑھایا گیا ہے (انجام آتھم۔ص۲۱۳) ملاحظہ کیا جائے اور حقیقۃ الوحی۔صفحہ۱۸۷، اور انجام آتھم صفحہ۲۱، وغیرہ میں مرزا قادیانی مذکورہ جملہ کو احمد بیگ کے داماد کی نسبت بیان کرتے ہیں مگر تتمہ حقیقۃ الوحی کے آخر میں مجبور ہو کر منکوحہ آسمانی کی نسبت بھی کہہ دیا۔مگر یہ کہنا ایسا ہی غلط اور بے جوڑ ہے جیسے کوئی روز روشن کو شب تاریک کہہ دے۔اور غلط ہونے کی وجوہ یہ ہیں۔

منکوحہ آسمانی کے متعلق مرزا صاحب قادیانی نے علیحدہ الہام بیان کئے ہیں ان میں یہ قید نہیں۔ انہوں نے اپنے الہامات کا ذخیرہ جو دکھایا ہے ان میں الہام کے عربی الفاظ مع ترجمہ کے یہ ہیں:

کذبوا بآیاتی وکانوا بها یستهزؤن فسیکفیکهم الله۔ ویردها الیك۔ امر من لدنا۔ انا کنا فاعلین۔ زوجناکها۔الحق من ربك فلا تکونن من الممترین ۔لا تبدیل لکلمات الله ان ربك فعال لما یرید انا رادوها الیك ..
توجهت لفصل الخطاب انا رادوها الیك

انہوں نے میری نشانیوں کی تکذیب کی اور ٹھٹھا کیا، سو خدا ان کے لئے تجھے کفایت کرے گا۔

ا۔اور اس عورت کو تیری طرف واپس لائے گا۔۲۔یہ امر (واپس لانا) ہماری طرف سے ہے۔۳۔اور ہم ہی کرنے والے ہیں۔۴۔بعد واپسی کے ہم نے نکاح کر دیا۔۵۔تیرے رب کی طرف سے سچ

ہے، تو شک کرنے والوں میں سے مت ہو۔ ۶۔ خدا کے حکم بدلا نہیں کرتے۔ تیرا رب جس بات کو چاہتا ہے وہ بالضرور اس کو کر دیتا ہے۔ کوئی نہیں جو اسے روک سکے۔ ۷۔ ہم اس کو واپس لانے والے ہیں۔ ۸۔ آج میں فیصلہ کرنے کے لئے متوجہ ہوا ہم اس کو تیری طرف واپس لائیں گے۔

(انجام آتھم۔ ص ۶۰۔ ۶۱)

یہ اردو ترجمہ اور عربی الہامات مرزا غلام احمد قادیانی کے ہیں۔ ان میں بلا شرط اور بغیر کسی قید کے منکوحہ آسمانی کا نکاح میں آنا بیان ہوا ہے۔ اور اس کے وقوع میں آنے کو اس زور سے بیان کیا ہے اور یقین دلایا ہے کہ اس سے زیادہ یقین دلانے کا کوئی طریقہ نہیں ہو سکتا۔ میں نے آٹھ جملوں پر ہندسہ دیا ہے، انہیں غور سے ملاحظہ کیا جائے کہ کس قدر تاکیدات سے اور مختلف عنوان سے اس پر اعتماد دلایا ہے کہ منکوحہ آسمانی تیرے نکاح میں آئے گی۔

اس کی کچھ تشریح بھی سنئے۔ بقول مرزا قادیانی تین مرتبہ تو خدا تعالی نے یہ خبر دی کہ ہم اسے واپس لائیں گے اور چوتھی مرتبہ کہا کہ واپسی کے بعد ہم نے نکاح کر دیا۔ اس جملے کو ماضی کے صیغہ سے فرمایا تاکہ اس کا ہونا یقینی معلوم ہو۔ پھر اسی پر بس نہیں کی بلکہ زیادہ اطمینان کے لئے کہا گیا کہ یہ سچا وعدہ تیرے پروردگار کی طرف سے ہے، اس میں شک نہ کر۔

ایسے سخت وعدوں کے ساتھ نسخ و فسخ کا احتمال تو کسی ایمان دار کو تو نہیں ہو سکتا، اور اگر کسی کو احتمال ہو تو پانچویں اور چھٹے جملہ نے یقینی طور سے اٹھا دیا، کیونکہ ان کا صریح مطلب یہ ہے کہ اس عورت کو ہم تیرے پاس واپس لائیں گے، یہ کسی طرح نہیں بدل سکتا، اور کسی کی قوت اور کسی کی عاجزی اسے روک نہیں سکتی، وہ ضرور تیرے نکاح میں آئے گی (ان باتوں کے بعد یہ کہہ دینا کہ یہ نکاح فسخ ہو گیا، اعلانیہ اپنے الہاموں کو سخت جھوٹا کہنا ہے) ما یبدل القول لدی و ما انا بظلام للعبید۔ اس کے بعد یہ کہہ دینا کہ وہ نکاح فسخ ہو گیا کس قدر بناوٹ ان کی ہے، ان کے کذب کو ثابت کرتا ہے اور ان کے تمام الہامات اور وحی کو بے کار بتاتا ہے۔

بھائیو! اگر اس پر بھی مرزا قادیانی کو کاذب نہ مانیں تو خدائے تعالی و تقدس پر نعوذ باللہ کیسے سخت کذب کا دھبہ آتا ہے۔ یعنی اول تو بغیر تاکید کے یوں ہی وعدہ کرنا، اور اسے پورا نہ کرنا کس قدر اس کی شان

کے نازیبا اورنقص ہے۔ پھر اس پر اس تاکید اور اصرار کے بعد اس کے خلاف کرنا تو ایسا ہے کہ کوئی بھلا آدمی بھی اس کے خلاف نہیں کرسکتا، اور اس قادر قدوس کی تو بہت بڑی شان ہے۔

افسوس کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے خدا تعالی کی شان اور عظمت کو انسان سے بھی کم سمجھ لیا اور قرآن مجید کے نصوص قطعیہ پر ذرا بھی خیال نہ کیا۔ بھائیو! ان الله لا يخلف الميعا د نص قطعی ہے۔ یعنی اللہ تعالی فرماتا ہے کہ بلا شبہ اللہ وعدہ خلافی نہیں کرتا، اس لئے یقین کرلو کہ اگر مذکورہ الہام خدا تعالی کی طرف سے ہوتا تو وہ کسی طرح نسخ وفسخ نہیں ہوسکتا تھا، وہ ضرور ہو کر رہتا۔ اور اگر حکیم (نوردین) صاحب یا کوئی اور خدائے قدوس کو جھوٹا مان کر مرزا غلام احمد قادیانی کو سچا کرنا چاہیں تو غیر ممکن ہے۔ جو خدا کسی وقت بھی جھوٹ بولے، تو اس کے رسول اور اس کی باتیں کسی طرح لائق اعتبار نہیں ہوسکتیں، اور تمام کارخانہ نبوت ورسالت سب درہم برہم ہوجاتا ہے اور کسی کو دعوی ہو تو ثابت کرے۔

۲۔ جس الہامی جملہ کو مرزا صاحب قادیانی ظہور نکاح کے لئے شرط کہتے ہیں اور اس کا مخاطب منکوحہ آسمانی کی نانی کو بتاتے ہیں اور اس کا ترجمہ (حقیقت الوحی۔ص ۱۸۷ پر) اس طرح بیان کرتے ہیں۔

اے عورت توبہ کر، توبہ کر، کیونکہ تیری لڑکی اور تیری لڑکی کی لڑکی پر ایک بلا آنے والی ہے۔

اب اہل علم ملاحظہ کریں کہ مذکورہ بالا جملہ نہ بلحاظ لفظ کے شرط ہوسکتا ہے نہ بلحاظ معنی کے۔ اس کی تشریح کے لئے اول یہ معلوم کرنا چاہیے کہ اس جملہ میں اس لڑکی کی نانی سے کیوں خطاب کیا گیا۔ وہ توبہ کے لئے کیوں خاص کی گئی؟ معلوم ہوتا ہے کہ وہی بانی فساد اور سخت مخالف تھی اور انکار نکاح کی بانی، اور مرزا قادیانی کو برا سمجھتی تھی۔ اس لئے اس سے توبہ کے لئے کہا گیا اور ڈرایا گیا کہ اگر توبہ نہ کرے گی تو اس کی لڑکی پر اور اس کی نواسی پر بلا آئے گی۔

اب مرزا غلام احمد قادیانی کہتے ہیں کہ اس نے اور اس کے گروہ نے توبہ کی۔ اس کا نتیجہ یہ ہونا چاہیے کہ قصور معاف ہو، اور بلا دور ہو۔ مگر مرزا قادیانی اس کا نتیجہ بتاتے ہیں کہ آسمانی نکاح فسخ ہوگیا۔ اس کو توبہ کا نتیجہ اسی وقت ہوسکتا ہے کہ اس کے نکاح کا ظہور اس کے لئے اور اعزا کے لئے سخت بلا اور آفت جان مان لیا جائے۔ اگر ایسا ہے تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ مرزا قادیانی اقرار کرتے ہیں کہ میں ایسا شخص ہوں کہ اس لڑکی کا

میرے نکاح میں آنا اور اس کا نکاح ظاہر ہونا بڑی بلا تھی۔ مگر اس سے پہلے دہم جولائی ۱۸۸۸ء کے اشتہار میں مشتہر کر چکے ہیں کہ اس نکاح سے ہر قسم کی برکتیں نازل ہوگی۔ اور اس وعدے کو الہامی بتایا ہے۔

الغرض یہ جواب اس مشتہر الہام کے مخالف ہے۔ اس لئے حضرات مرزائیوں کو اسے غلط ماننا ضرور ہے۔ مرزا قادیانی کا یہ جواب ظاہر کرتا ہے کہ وہ حرمان و یاس کے صدمہ سے بدحواس ہو گئے ہیں۔ پھر ایک صدمہ نہیں بلکہ عظیم الشان دو صدمے ہیں۔ اول تو برسوں کے انتظار کے بعد بھی دلی مقصود تک رسائی نہ ہوئی دوسرے یہ کہ مخلوق میں بڑی بھاری رسوائی ہوئی۔ اس میں بدحواس ہو جانا کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔ اگر حواس درست ہوتے تو توبہ کی وجہ سے نکاح کا فسخ ہونا بیان نہ کرتے، اور پھر وہ نکاح جسے خدا نے پڑھایا ہوا اور خدا کا وہ وعدہ تاکیدی جس کی نسبت خاص طور سے الہام ہوا کہ خدا کی باتیں بدلا نہیں کرتیں۔

(۳) اس کے علاوہ جس جملے کو مرزا قادیانی ظہور نکاح کی شرط بیان کرتے ہیں اس کے نزول کی حالت انہوں نے انجام آتھم۔ صفحہ ۲۱۳۔ ۲۱۴ پر بیان کی ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ عورت سخت منکر اور مخالف تھی اس لئے اسے تہدید کی گئی اور توبہ کا حکم دیا گیا۔ اس سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ ظہور نکاح کے لئے کوئی شرط ہے۔ اور اگر ان کی خاطر اس شرط کو بھی مان لیا جائے، تو یہ کہنا کہ اس نے یا اس کے گروہ نے شرط کو پورا کیا، محض غلط ہے۔ کیونکہ اس کا توبہ کرنا یہ تھا کہ جس گناہ کی وجہ سے اسے اس قدر تنبیہ ہوئی اس سے تو وہ توبہ کرتی (یعنی مرزا قادیانی کے انکار سے) اور انہیں سچا مسیح موعود مانتی۔ مگر یہ ہرگز نہیں ہوا۔ اور کسی عزیز کے مر جانے سے رونا دھونا توبہ نہیں ہو سکتا بلکہ اس گناہ سے باز آنا اور اس پر نادم ہونا توبہ ہے جس کی وجہ سے تنبیہہ کی گئی تھی۔ جس طرح حضرت یونس کی قوم نے کیا تھا کہ عذاب دیکھ کر حضرت یونس پر ایمان لے آئی تھی اور انہیں تلاش کرتی تھی مگر وہ چلے گئے تھے۔ جب وہ نہ تھے تو وہ سب یہاں تک کہ بادشاہ بھی اپنی توبہ کے اظہار کے لئے ٹاٹ پہن کر میدان میں جا کر اپنے سابق انکار پر بہت روئے اور اللہ سے عاجزی وزاری کر کے اس گناہ کی معافی چاہی۔ اس وقت ان کے اختیار میں اسی قدر تھا۔ اس لئے اللہ تعالی نے معاف کر دیا۔ حضرت یونس کی قوم کا ایمان لانا قرآن شریف سے ظاہر ہے۔ سورہ یونس میں ہے :

لمّا آمنوا کشفنا عنهم عذاب الخزی ۔ (یونس:۹۸)

یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب یونس کی قوم ایمان لے آئی تو میں نے اس پر سے ذلت کے عذاب کو اٹھادیا۔ مگر یہاں جو عورت منکر تھی اور جن کے لئے توبہ کا حکم ہوا، وہ مرزا غلام احمد قادیانی پر ہرگز ایمان نہیں لائی۔ وہ بدستور سابق منکر رہی۔ کوئی ان کے پاس تک نہیں گیا۔ کسی نے ان کی حقانیت کا اقرار نہیں کیا۔ پھر یہ کہنا کہ انہوں نے توبہ کی، کیونکر صحیح ہوسکتا ہے؟

الحاصل منکوحہ آسمانی کے نکاح کو کسی شرط پر موقوف بتانا اور پھر اس شرط کا پورا ہونا اور اس کے پورا ہونے سے نکاح کا فسخ ہوجانا، یہ تینوں باتیں غلط ہیں اور عقل کے بالکل خلاف ہے۔ ان کے الہامات اسے غلط بتارہے ہیں۔

۴۔ مذکورہ جواب کی غلطی کی چوتھی وجہ یہ ہے کہ اس جواب میں مرزا غلام احمد قادیانی متردد ہیں اور کہتے ہیں کہ نکاح فسخ ہوگیا یا تاخیر میں پڑ گیا۔

اس کی وجہ کچھ سمجھ میں نہیں آتی کیونکہ آسمان پر ہوا اور دنیا میں اس کے ظہور کے لئے نہایت تاکیدی الہامات ہوئے، اب اس کے فسخ کی اطلاع بھی آسمان سے ہونا چاہیے۔ مگر مرزا صاحب اس کی اطلاع میں تردید بیان کررہے ہیں۔ یعنی فسخ ہوگیا یا تاخیر میں پڑ گیا۔

اب حضرات مرزائی فرمائیں کہ آسمانی اطلاع جس علام الغیوب کی طرف سے آتی ہے اسے بھی کسی وقت گذشتہ یا آئندہ کے واقعات میں تردد اور شک ہوتا ہے؟ جیسے مرزا قادیانی ظاہر کررہے ہیں۔ اور اگر وہ قدوس واقعی علام الغیوب ہے کوئی بات اس پر پوشیدہ نہیں رہ سکتی تو یہ تردید کیسی؟

اور اگر مرزا قادیانی کا اجتہاد اور خیال ہے تو اس مقام پر کسی طرح لائق اعتبار نہیں ہوسکتا کیونکہ جس کی طرف سے نکاح ہوا ہے اس کے ہاتھ میں اس کا فسخ کرنا ہے۔ وہاں کسی کی اجتہاد کو دخل نہیں ہے۔

الغرض یہ تردید تو خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہوسکتی مرزا قادیانی کا قول ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ پہلی پیش گوئیاں بھی غلط نہ ہوں اور آئندہ کیلئے موقع رہے، کیونکہ امید موہومہ انہیں ہوگی کہ اگر اس کا خاوند مرے اور شاید نکاح میں آجاوے تو اس وقت کے لئے دوسرا جملہ فرمادیا۔ مگر میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اس تار پود سے کیا نفع ہوا۔ اس کہہ دینے سے کہ نکاح فسخ ہوگیا وہ الہامات جو اس حصہ میں نقل کئے گئے ہیں اور جن کا کذب

ظاہر کیا گیا ہے سچے ہو جائیں گے؟ وہ یقین جو مرزا قادیانی نے بڑے شدومد سے بارہا اپنے نکاح ہونے پر ظاہر کیا ہے وہ صفحہ ہستی سے مٹ جائے گا؟ وہ سیاہی جس سے وہ بہت سے اوراق اسی مضمون میں سیاہ کر چکے ہیں دھل جائے گی؟ غیر ممکن ہے۔

اور الہامات کے علاوہ جو الہام اوپر نقل کیا گیا ہے اور اس کا دیکھنا کافی ہے۔ ناظرین ان الہامات کو مکرر دیکھیں۔ اس کہہ دینے سے کہ نکاح فسخ ہو گیا، مرزا قادیانی کذب کے الزام سے بچ نہیں سکتے۔

۵۔ یہ تو فرمایئے کہ آسمان پر جو نکاح پڑھایا گیا تو بحکم الٰہی اور بمشیت الٰہی پڑھایا گیا یا اس کے خلاف آپ نے پڑھوالیا؟ اگر خدا کے حکم اور اس کی مرضی سے تھا تو خدائے علیم کو یہ علم نہ تھا کہ یہ لوگ شرط کو پورا کریں گے؟ اگر علم تھا تو یہ فضول حرکت جو مخالفین اسلام کے لئے باعث مضحکہ کیوں ہوئی؟ خواب میں یا کشف میں جس طرح کہو نکاح پڑھانا کیوں دکھایا گیا اسی طرح بار بار کی توجہ سے یہ الہام کیوں ہوا کہ:

خدا تعالیٰ اس لڑکی کو ہر ایک مانع دور کرنے کے بعد انجام کار اس عاجز کے نکاح میں لاوے گا،

جب اللہ تعالیٰ کے علم میں تھا کہ یہ لوگ شرط کو پورا کریں اور اس نکاح کا ظہور نہ ہوگا تو بار بار کی توجہ میں ایسا غلط الہام کیوں ہوا؟

الحاصل مرزا غلام احمد کی ان باتوں سے خدا قدوس پر ضرور الزام آئے گا حضرات مرزائی اس کہنے پر مضطر ہیں کہ یا تو مرزا قادیانی کا قول یہ خدا تعالیٰ پر افتراء ہے یا مرزا قادیانی کا خدا عالم الغیب اور دانشمند نہیں؟ (نعوذ باللہ) افسوس مرزا اپنی باتوں کے بنانے میں بہت کوشش کرتے ہیں مگر ان کا حال اس شعر کا مصداق ہے:

خرابی میں پڑا ہے سینے والا جیب و داماں کا
جو یہ ٹانکا تو وہ ادھڑا جو وہ ادھڑا تو یہ ٹانکا

قول مذکور کے بعد مرزا قادیانی نے کچھ اور بھی کہا ہے اس کی حالت روشن کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے اسی تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۳۲ میں ہے: کیا آپ کو خبر نہیں کہ یمحو اللہ مایشاء و یثبت

مرزا غلام احمد قادیانی اس آیت کو پیش کر کے دوسرے جواب کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے نکاح کا وعدہ کیا تھا۔ آسمان پر نکاح پڑھا بھی گیا۔ مگر اللہ تعالیٰ کو محو اثبات کا اختیار ہے۔ جس کو چاہے

اس کا ظہور کرے اور جس کو نہ چاہے باوجود وعدے کے اس کو ظاہر نہ کرے۔ اس کے خلاف کرے کوئی اس کا روکنے والا نہیں۔

یہ تو ان کے جواب کی تقریر ہے اب میں کہتا ہوں کہ مرزا قادیانی نے ایسی آیت پیش کی ہے جس کی شرح میں بڑا رسالہ لکھا جائے تو اس کی تفصیل کما حقہ سمجھ میں آئے مگر میں مختصراً کہتا ہوں کہ قرآن مجید میں عموم کے ساتھ جہاں مشیت خداوندی کا ذکر ہے وہاں صرف اس کی عظمت اور قدرت کا اظہار ہے اس سے کسی واقعہ خاص پر استدلال کرنا محض نادانی ہے مثلاً اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

یغفر لمن یشاء و یعذ ب من یشاء (آل عمران:۱۲۹)۔

اب اگر کوئی کافر اس آیت کو پیش کر کے یہ کہے کہ قرآن کی رو سے بخشش اور عذاب میں مسلمان اور کافر یکساں ہیں جس کو چاہے بخش دے اور جس کو چاہے عذاب کرے۔ یا اس طرح ارشاد ہے:

اما الذ ین سعِدوا ففی الجنۃ خا لدین فیھا ما دا مت السما وا ت و ا لار ض الا ما شاء ر بك ۔(ھود:۱۰۸)

اس آیت سے اس پر کوئی دلیل پکڑے کہ بعض سعید ازلی ہمیشہ جنت میں نہ رہیں گے تو یہی کہا جائے گا کہ قرآن پر اس کی نظر نہیں ہے۔ وہ اس کے اطلاقات اور محاورات سے محض ناواقف ہیں۔ یہی ہم مرزا غلام احمد قادیانی کے جواب میں کہتے ہیں اور اس کی تشریح اس طرح کرتے ہیں کہ جس طرح اس کا یہ ارشاد ہے کہ جسے چاہے اللہ مٹا دے اور جسے چاہے رہنے دے۔ اسی طرح اس کا ارشاد ہے:

لا تبد یل لکلما ت اللہ یعنی اللہ کی باتیں بدلا نہیں کرتیں جو کہہ دیا اس کا ہونا ضرور ہے۔

ایسا ہی دوسرا ارشاد ہے مایبدل القو ل لد یّ ہمارے یہاں کی باتیں نہیں بدلا کرتیں۔

یعنی ہماری باتوں میں محو و اثبات نہیں ہوتا۔ یعنی قدرت تو اسے سب کچھ ہے جو چاہے وہ کرے مگر کرتا وہی ہے جو اس کی عظمت و شان کے لائق ہے۔ وہ تمام عیوب اور نقائص سے پاک ہے۔ اس لئے وہی کرے گا جس میں کوئی عیب اس کی ذات پر نہ آئے۔

پھر کیا وعدے کر کے پورا نہ کرنا خصوصاً بار بار وعدہ کر کے اور اس کے پورا کرنے کا کامل وثوق اور

یقین دلا کر پھر اس کا پورا نہ کرنا کوئی عیب نہیں ہے؟ ضرور عیب ہے اور بہت بڑا عیب ہے۔کوئی انسان ہوش و حواس کی حالت میں اس سے انکار نہیں کر سکتا۔ پھر کیا جماعت مرزائیہ اس کو پسند کرتی ہے کہ قرآن شریف سے خدا کی ذات میں بہت بڑا عیب ثابت کرے؟ اگر پسند نہیں کرتے تو کس لئے مرزا قادیانی کو قرآن کا ماہر اور خدا کا رسول مان رہے ہیں، وہ تو علانیہ طور سے خدا پر عیب لگانا چاہتے ہیں۔

یہ تو تھی عقلی تقریر جسے عالم و جاہل سب اس کی تصدیق کر سکتے ہیں، اب قرآن مجید کی بعض آیتیں بھی ملاحظہ ہوں جن سے اظہر من الشّمس ہوتا ہے کہ وعدہ خداوندی میں محو و اثبات ہرگز نہیں ہوتا وہ آیتیں یہ ہیں

۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لا یخلف اللہ وعدہ و لکن اکثر الناس لا یعلمون (روم:٦)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا لیکن بہت لوگ نہیں جانتے ہیں۔

مرزا قادیانی اس کے خلاف کہہ رہے ہیں۔یعنی اللہ تعالیٰ وعدے کے خلاف کرتا ہے۔اب اس آیت کی رو سے مرزا قادیانی کس گروہ میں ٹھہرے جماعت مرزائیہ انصاف کرے۔

٢۔ لن یخلف اللہ وعدہ (الحج:٤٧) اللہ اپنے وعدہ کے خلاف ہرگز نہیں کرے گا۔

جس کو عربیت سے واقفیت ہے، وہ جانتے ہیں کہ لن آئندہ نفی کی تاکید کے لئے آتا ہے۔اس لئے آیت کا مطلب ہر ایک ماہر یہی کرے گا کہ اللہ اپنے وعدہ کے خلاف ہرگز نہیں کرے گا۔

٣۔ ان اللہ لا یخلف المیعاد (آل عمران:٩)

اس آیت میں بھی تاکید کے ساتھ ارشاد ہوا کہ جس بات کا اللہ تعالیٰ وعدہ کرے اس کے خلاف نہیں کرتا۔اب اگر اللہ تعالیٰ وعدے کر کے محو کر دے اور پورا نہ کرے تو یہ آیتیں جھوٹی ہو جائیں گی (نعوذ باللہ)

٤۔ فلا تحسبن اللہ مخلف وعدہ رسلہ (ابراہیم:٤٧)

یہ گمان مت کر کہ اللہ اپنے رسولوں کے ساتھ وعدہ خلافی کرے (یعنی یہ نہیں ہوسکتا)

حسب دعوی مرزا قادیانی یہ آیت زیادہ صراحت سے کہہ رہی ہے کہ اگر مرزا قادیانی اپنے دعوی میں سچے ہیں تو ان سے جو وعدہ خداوندی ہوا اس کے خلاف نہیں ہوسکتا پھر وعدہ نکاح کے پورا نہ ہونے کے جواب میں آیت یمحو اللہ ..پیش کرنا اس آیت کے بالکل خلاف ہے۔یہاں یہ امر خوب سمجھ لینا چاہیے کہ یہ آیت

اس امر میں نص قطعی ہے کہ مرزا قادیانی نبی یا رسول نہیں ہیں کیونکہ ان کے اقرار کے بموجب خدا نے ان سے بہت سے وعدے کئے مگر وہ پورے نہ ہوئے ان میں سے ایک وعدہ منکوحہ آسمانی کے نکاح میں آنے کا تھا اور کیسا مستحکم وعدہ کہ خدا تعالی نے بتاکید فرمایا کہ اس میں شک نہ کرنا جملہ فلا تکو نن من الممتر ین کہ اس میں کوئی شرط نہیں ہوسکتی اس کا ظہور ہر طرح ہونا چاہیے تھا مگر مرزا قادیانی کے مرتے دم تک اس کا ظہور نہ ہوا اگر وہ خدا کے رسول ہوتے تو بموجب تصریح اس آیت کے وہ وعدہ ضرور پورا ہوتا اور جب وہ وعدہ پورا نہ ہوا تو ثابت ہوا کہ وہ خدا کے رسول نہیں تھے (اس وعدہ کے پورا نہ ہونے کی وجہ مرزائی حضرات یہ بیان کرتے ہیں کہ اس وعدہ کا پورا ہو نا موقوف تھا ایک وعید کے پورا ہونے پر۔یعنی اس کے شوہر کے مرنے پر، اور اس کا شوہر اپنے خسر کے مرجانے پر بہت خوف زدہ ہوگیا تھا۔اور سنت اللہ ہے کہ خوف سے وعید ٹل جاتی ہے۔اس لئے اس کے شوہر کے باب میں جو وعید تھی وہ ٹل گئی۔اور جب وعید ٹل گئی اور اس کا شوہر نہ مرا، تو نکاح کا وعدہ بھی پورا نہ ہوا۔یہ ایسی جاہلانہ باتیں بنانا اور انہیں مان کر دل کی تسلی کر لینا مرزا پرستوں کا ہی کام ہے، اس کے وجوہ یہ ہیں۔

۱۔اس وعید کا پورا ہونے یعنی اس کے شوہر کے مرنے کی کیا ضرورت تھی؟ نہایت خوف زدہ ہوگیا تھا تو ایمان لے آیا ہوتا، اور طلاق دے کر خود مرزا قادیانی سے آکر کہا ہوتا کہ میں نے علیحدہ کر دیا آپ نکاح کر لیں۔

۲۔یہ بھی ممکن تھا کہ اس کی بیوی یعنی محمدی اپنے شوہر سے لڑ کر یا خوش آمد کر کے اس سے طلاق لے لیتی۔اور اگر مفت طلاق نہ دیتا تو مرزا قادیانی سے کچھ لے کر اسے دیتی اور خلع کراتی۔

یہ صورتیں ایسی تھیں کہ مرزا قادیانی کے سب الہامات بھی صحیح ہوتے اور بغیر وعید پورا ہونے کے نکاح کا وعدہ بھی پورا ہوجاتا)

اگر خلیفۃ المسیح خفا نہ ہوں تو میں ان سے دریافت کرتا ہوں کہ ان نصوص قطعیہ کے بعد بھی آپ جملہ یعد و لا یو فی (یعنی خلیفہ قادیانی بعض پیش گوئیوں کے پورا نہ ہونے کے جواب میں کہتے ہیں کہ یعد و لا یو فی یعنی خدا وعدہ کرتا ہے اور بعض وقت پورا نہیں کرتا) پیش کر سکتے ہیں؟ ذرا خوف خدا کو دل میں لا کر جواب دیجئے گا، اس مضمون کی آیتیں اور بھی پیش کی جاسکتی ہیں مگر ثبوت مدعا کے لئے اسی قدر کافی ہیں کیونکہ ایک آیت کا منکر بھی کافر ہے۔پھر مرزا قادیانی فرماتے ہیں: نکاح عرش پر ہوا، یا آسمان پر، مگر آخر وہ سب کاروائی شرطی تھی ۔شیطانی وساوس سے الگ ہو کر اس کو سوچنا چاہیے۔

اس کے جواب میں ہم اس کہنے پر مجبور ہیں کہ برائے خدا جماعت مرزائیہ اغوائے شیطانی سے

علیحدہ ہوکر بیان سابق پر غور کرے۔اور فیصلہ آسمانی کو اچھی طرح سے دیکھے۔اگر انصاف کا شائبہ بھی اس کے قلب میں ہوگا تو بے اختیار کہہ دے گی کہ مرزا قادیانی کے اقوال اس کے شاہد ہیں کہ منکوحہ آسمانی کا ان کے نکاح میں آنا یقینی تھا۔اس میں کوئی شرط نہ تھی اور اس وقت جس الہام کو شرط کہا گیا ہے وہ اس کے لئے کسی طرح شرط نہیں ہوسکتا۔

پھر لکھتے ہیں کیا حضرت یونس کی پیش گوئی نکاح پڑھنے سے کم تھی جس میں بتایا گیا تھا کہ آسمان پر یہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ ۴۰ دن تک اس قوم میں عذاب نازل ہوگا،مگر عذاب نازل نہ ہوا،حالانکہ اس میں کسی شرط کی تصریح نہ تھی۔پس وہ خدا جس نے ایسا ناطق فیصلہ منسوخ کر دیا تھا کیا اس پر مشکل تھا کہ اس نکاح کو بھی منسوخ یا کسی وقت پر ٹال دے؟

اس قول میں مرزا قادیانی نے پیٹ بھر کر جھوٹ بولا ہے اور ایک نہیں کئی جھوٹ ہیں۔

۱۔حضرت یونسؑ کی پیش گوئی نکاح والی پیش گوئی کے مثل ہے یا اس سے بھی زیادہ حالانکہ یہ دعوی محض غلط ہے آئندہ اس کی تشریح کی جائے گی۔

۲۔یہ کہنا آسمان پر فیصلہ ہو چکا ہے کہ حضرت یونس کی قوم پر چالیس دن تک عذاب ہوگا۔اس فیصلہ کا ذکر نہ قرآن مجید میں ہے،نہ کسی صحیح حدیث میں،نہ توریت و انجیل میں کوئی قطعی روایت ہے۔پھر یہ قطعی فیصلہ کس طرح معلوم ہوا؟ جب اس فیصلہ کا ذکر آسمانی کتابوں میں نہیں ہے،احادیث صحیحہ میں اس کا پتہ نہیں،تو اس کے جھوٹے ہونے میں کیا تردد ہوسکتا ہے؟ اب اگر کسی غیر معتبر روایت میں اس کا ذکر ہو تو اسے کوئی ذی علم مسلمان فیصلہ آسمانی نہیں کہہ سکتا۔

۳۔یہ کہنا کہ یونس کی پیشین گوئی شرطی نہ تھی،غلط ہے۔کیونکہ اول تو قطعی طور سے الہامی پیشین گوئی کا ثبوت ہی نہیں ہے۔پھر شرطی اور غیر شرطی کیسی؟ اور اگر بعض روایتوں سے پیشین گوئی کا ثبوت ہوتا ہے،تو شرطی ہونے کا ثبوت بھی بعض روایتوں سے ہوتا ہے۔غرض کہ قطعی طور پر کہہ دینا کہ حضرت یونسؑ کی پیش گوئی میں شرط نہ تھی محض غلط ہے۔

اب اس کی تفصیل ملاحظہ ہو۔نکاح والی پیشین گوئی اور حضرت یونسؑ کی پیشین گوئی میں آسمان و

زمین کا فرق ہے اس کے وجوہ ملاحظہ کیے جائیں۔

۱۔نکاح والی پیش گوئی قطعی اور یقینی ہے، حضرت یونسؑ کی پیشین گوئی یقینی نہیں۔بعض نہایت ضعیف روایت میں اس کا ذکر آیا ہے اس لئے دونوں کو یکساں قرار دینا غلط ہے۔

۲۔منکوحہ آسمانی کے لوٹ آنے کی خبر تاکید کے ساتھ اللہ تعالی نے دی انا کنا فاعلون فرمایا حضرت یونس سے ایسا نہیں گیا۔

۳۔اسی امر کی نسبت یوں الہام ہوا کہ اس عورت کا آنا حق ہے اس میں شک نہ کرنا۔حضرت یونسؑ سے اس طرح کہنے کا ثبوت نہیں ہے۔

۴۔ اس وعدہ کی نسبت خدا تعالی کا الہام ہے کہ خدا کی باتیں بدل نہیں سکتیں۔یعنی اس وعدے کا (محمدی سے نکاح کا) پورا ہونا ضرور ہے۔کیا کوئی ثابت کرسکتا ہے کہ حضرت یونسؑ سے بھی یہ صراحت کی گئی تھی؟ ہرگز نہیں یہ بات تو کسی ضعیف روایت سے بھی ثابت نہیں ہے۔

۵۔مرزا غلام احمد قادیانی کہتے ہیں کہ بارہا کی توجہ سے یہ الہام ہوا کہ خدا تعالی اس لڑکی کو ہر ایک مانع دور ہونے کے بعد انجام کار اس عاجز کے نکاح میں لائے گا۔حضرت یونسؑ نے نزول عذاب کے لئے ایسا یقین کسی وقت بیان نہیں کیا۔

مرزا قادیانی کے یہ اقوال ثابت کرتے ہیں کہ منکوحہ آسمانی کے نکاح کا ظہور ہونا نصوص قطعیہ کے خلاف ہے جو ابھی نقل کی گئی ،اور حضرت یونسؑ کی پیش گوئی کا ظہور نہ ہونا کسی آیت قرآنی کے خلاف نہیں ہے کیونکہ یہ کہیں نہیں ہے کہ حضرت یونس کو قطعی خبر دی گئی تھی کہ تیری قوم پر ضرور عذاب آئے گا۔اگر حضرت یونس کو الہامی اطلاع ہوئی تو اس قدر ہوئی کہ اگر یہ قوم ایمان نہ لائے گی تو اس پر عذاب آئے گا جیسا کہ اور انبیاء کی امت پر عذاب آیا؟ کیا ہے مرزا صاحب قادیانی کا بار بار یہ کہنا کہ حضرت یونس کی پیش گوئی میں شرط کی تصریح نہ تھی محض نافہمی یا فریب دہی ہے۔جو شرط میں نے بیان کی اس کا ہونا تو ضرور ہے طریقہ ہدایت اور عقل اس کی کامل شہادت دیتی ہے کہ حضرت یونسؑ نے اپنی قوم سے یوں ہی کہا ہوگا اور روایتیں بھی اس کی تصدیق کرتی ہیں کہ حضرت یونسؑ نے اسی طرح کہا تھا جس طرح میں نے ابھی بیان کیا۔

۶۔مرزا قادیانی نے اس (محمدی کے) نکاح میں آنے کی قسم کھائی ہے۔حضرت یونسؑ نے کسی وقت نزول عذاب پر قسم نہیں کھائی۔نہایت ظاہر ہے کہ کوئی بھلا آدمی قسم اسی بات پر کھاتا ہے جس کا اس کو کامل وثوق ہوتا ہے اور آئندہ ہونے والی بات پر وہی سچی قسم کھا سکتا ہے جس کو اللہ کی طرف سے یقینی اطلاع ہو۔اب ایسی یقینی اطلاع کے بعد اس کا ظہور نہ ہونا اس کا یقین دلاتا ہے کہ یا تو وہ اطلاع شیطانی تھی تاکہ مرزا کو رسوا کرے یا ایسی تھی جیسی اس وقت اہل دنیا اپنا مطلب نکالنے کے لئے قسم کھایا کرتے ہیں۔الغرض مرزا قادیانی کی پیش گوئی پوری نہ ہونے پر سخت الزام ہے اور حضرت یونسؑ کی پیش گوئی پر یہ الزام نہیں ہوسکتا۔

۷۔حضرت یونسؑ کی پیش گوئی شرطی تھی۔یعنی انہوں نے یہ کہا تھا کہ اگر تم ایمان نہ لاؤ گے تو تم پر عذاب آئے گا اس شرط کا ہونا بدیہی ہے اور سنت اللہ اسی طرح پر جاری ہے کہ منکرین سے اسی طرح کیا جاتا ہے اگرچہ یہ امر ایسا بدیہی ہے کہ اس پر کسی روایت اور قول کی حاجت نہیں مگر میں کمال وثوق کے لئے بعض روایتیں پیش کرتا ہوں۔پہلی روایت شیخ زادہ محشی بیضاوی حضرت یونسؑ کے قصہ میں لکھتا ہے

.....اللہ نے یونس پر وحی کی کہ اپنی قوم سے کہیں کہ اگر تم ایمان نہ لاؤ گے تو تم پر عذاب آئے گا یونس نے یہ پیغام اپنی قوم کو پہنچا دیا اور ان کے انکار کے بعد ان کے پاس سے چلے گئے

دوسری روایت روح المعانی جلد ۷ صفحہ ۷۷ میں ہے

...اللہ نے یونسؑ پر وحی کی کہ اپنی قوم سے کہہ دے کہ اگر تم ایمان نہ لاؤ گے تو تم پر عذاب آئے گا اس پر بھی وہ ایمان نہ لائے اس کے بعد یونس چلے گئے جب ان کفار نے ان کو نہ دیکھا تو اپنے انکار پر نادم ہوئے اور حضرت یونس کی تلاش کی مگر وہ نہ ملے

تفسیر کبیر میں بھی ایسا ہی ہے۔ملاحظہ کیا جائے کس صراحت سے شرط کا ذکر کیا گیا مگر مرزا قادیانی نے شور مچا رکھا ہے کہ حضرت یونس کی پیش گوئی میں شرط نہ تھی۔یہاں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت یونسؑ کے جانے کے بعد ہی وہ اپنے انکار پر نادم ہوئے اور ان کی تلاش میں جا نکلے۔اس سے ظاہر ہے کہ ان کے جانے کے بعد ہی اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں ایمان ڈالا اور انہوں نے اپنے انکار سے توبہ کی اور اپنا ایمان ظاہر کرنے کے لئے ان کی تلاش میں نکلے۔الغرض حضرت یونس کی پیش گوئی میں شرط کا ہونا عقلی طور سے بھی ظاہر

ہے اور نقل بھی اس کی شہادت دیتی ہے، اور مرزا قادیانی کی پیش گوئی میں شرط نہیں۔

میرا مقصود یہ ہے کہ منکوحہ آسمانی کے نکاح میں آنے کے لئے کوئی شرط مرزا قادیانی نے پہلے نہیں بیان کی تھی، اور اب آخر میں جس الہام کو وہ شرط بیان کرتے ہیں وہ شرط نہیں ہوسکتا۔ بلکہ معلوم ہوتا ہے کہ اس تحریر کے وقت مرزا صاحب کے حواس درست نہ تھے۔ ذرا اس پر غور کیا جائے کہ محمدی سے تو نکاح ہو، اور اس کے ظہور کے لئے اس کی نانی سے شرط کی جائے۔ ایں چہ معنی دارد۔

اور شرط کیا، کہ وہ توبہ کرے۔ کیونکہ جس الہام کو شرط کہا جاتا اس کے الفاظ یہی ہیں یا ایتھا المرأة توبی توبی ...

پھر یہ کہا جاتا ہے کہ جب اس نے اور اس کے گروہ نے توبہ کرلی، تو نکاح فسخ ہوگیا۔

یہ عجیب شرط تھی کہ اس کے پورا ہونے سے معاملہ الٹ گیا۔ یعنی اس کے پورا کرنے کا نتیجہ یہ ہونا چاہیے تھا کہ نکاح کا ظہور ہوتا، کیونکہ تمام اہل علم جانتے ہیں کہ شرط کے پائے جانے کے بعد مشروط کا پایا جانا ضرور ہے۔ مگر مرزا غلام احمد قادیانی اس کے الٹ کہتے ہیں کہ شرط کے پورا کرنے سے نکاح فسخ ہوگیا یہ اختلال بدحواسی نہیں تو کیا ہے؟

اس کے علاوہ اس پر غور کیا جائے کہ ظہور نکاح کے الہام میں تو بار بار وعدہ کرکے اور نہایت وثوق دلا کر کہا گیا کہ وہ تیرے نکاح میں آئے گی، اس میں شک نہ کر۔ پھر اس کے بعد مخالفین کو ایسا حکم کیا جاتا ہے کہ اگر وہ بجالائیں تو نکاح کا ظہور نہ ہو، اس جملہ کو اگر شرط کہا جائے گا تو بجز اس کے اور کیا مطلب ہوسکتا ہے؟

اور جب یہی مطلب ہے تو معلوم ہوا کہ خدا تعالی مرزا قادیانی کو فریب دیتا ہے (نعوذ باللہ) یعنی مرزا قادیانی سے تو نکاح کے ظاہر ہونے کا نہایت پختہ وعدہ کرتا ہے اور ان کے مخالفین کو ایسا حکم دے رہا ہے کہ اس کے بجالانے سے نکاح کا ظہور نہ ہو۔

بھائیو! ان باتوں پر کچھ تو غور کرو اسے یقین کرلو کہ مرزا قادیانی کا الہام اس دلیل میں ہے کہ ظہور نکاح کے لئے کوئی شرط نہیں ہوسکتی اس کو ہم نے نہایت روشن طریقے سے ثابت کر دیا اور فیصلہ آسمانی میں نہایت روشن نو دلیلیں بیان کی گئی ہیں کہ مرزا قادیانی کا یہ جواب محض غلط ہے بایں ہمہ اس نکاح کا ظہور نہ ہونا

مرزا قادیانی کے کذب کی روشن دلیل ہے انہیں الہام ربانی ہرگز نہیں ہوا صرف مطلب براری کے لئے انہوں نے الہام کا ہونا ظاہر کیا ہے اگر یہ نہ مانا جائے تو خداقدوس کا جھوٹ بولنا اور فریب دینا ہوگا۔ تعالی الله عن ذلك علوا كبيراً۔

۷۔ حضرت یونسؑ کے چلے جانے کے بعد ان کی قوم ایمان لے آئی تھی اب اس میں اختلاف ہے کہ صرف ان کے چلے جانے سے ڈر گئی اور ایمان لے آئی، یا عذاب کے آثار دیکھنے کے بعد ایمان لائی، اور ان کے ایمان لانے کی شہادت قرآن شریف میں موجود ہے۔ ایک آیت تو اوپر نقل ہو چکی ہے دوسری آیت سورۃ صافات میں اس طرح ہے:

و ارسلناه الى مأة الف او يزيدون فا منوا فمتعنا هم الى حين ۔(صافات: ۱۴۷)۔ ہم نے یونس کو ایک لاکھ بلکہ اس سے زیادہ کی طرف بھیجا وہ لوگ ایمان لے آئے اس لئے ہم نے انہیں چھوڑ دیا ایک مدت تک (یعنی موت کے وقت تک) انہیں دنیا کا فائدہ اٹھانے دیا۔

جب نص قطعی سے ان کا ایمان ثابت ہے، تو کسی روایت کے پیش کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ جب وہ ایمان لے آئے تھے تو ان پر سے عذاب کا ٹل جانا نہایت بجا تھا۔ مرزا قادیانی کے مخالفین یعنی اس لڑکی کی نانی وغیرہ کبھی ایمان نہیں لائی۔ یہ کتنا بڑا فرق ہے؟

مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ احمد بیگ کے مرنے سے وہ لوگ اس قدر روئے اور خوف زدہ ہوئے۔ نمازیں پڑھنے لگے۔ اور یہ ہوا اور وہ ہوا۔ یہ سب مرزا قادیانی کا زور تحریر ہے، جیسے ان کی عادت ہے اور کچھ نہیں۔ گھر کے سرپرست کے مرنے کے بعد رونے پیٹنے کا اکثر معمول ہے۔ کہیں کہیں زیادہ کسی کے دل میں خوف بھی ہوا ہو، یہ بھی معمولی بات ہے کہ موت کے بعد گھر والوں کے دل میں خوف خدا کچھ نہ کچھ آجاتا ہے اس کی موت کو یاد کر کے نماز روزہ زیادہ کرنے لگے ہوں، تو اس کا نام ایمان لانا مگر اس کو دوسری طرف پھیر دینا اور بہت زیادہ کر کے دکھانا ایسا صریح جھوٹ ہے جس میں کوئی فہمیدہ شک نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اگر انہیں مرزا قادیانی کی پیش گوئی کی وجہ سے اس قدر خوف و ہراس ہوا تھا جیسا مرزا قادیانی نے بار بار بیان کیا ہے تو مرزا قادیانی ان کے پاس موجود تھے، کہیں چلے نہیں گئے تھے۔ ان پر ایمان لے آتے، ان سے اپنا قصور معاف

کراتے۔مگر نہ کوئی ایمان لایا، نہ اپنا قصور معاف کرایا، بدستور مخالف رہے۔

یہ بین دلیل ہے کہ معمولی طور سے ان کا رونا دھونا خوف و ہراس تھا۔اسی طرح ہم اور بھی فرق دکھا سکتے ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی کی پیش گوئی میں اور حضرت یونس کی پیش گوئی میں بہت بڑا فرق ہے۔حضرت یونس کی قوم سے عذاب کا دور ہو جانا مطابق عقل کے اور موافق شرط کے ہوا۔اور مرزا قادیانی کی منکوحہ آسمانی کا نکاح میں آنا کسی طرح مطابق عقل اور موافق شرط کی نہیں ہوسکتا۔اس کے وجوہ جس قدر بیان کئے گئے ہیں وہ بہت کافی ہیں، طول دینے کی ضرورت نہیں۔

مذکورہ قول میں مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ آسمان پر یہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ چالیس روز تک اس قوم پر عذاب نازل ہوگا محض غلط ہے۔فیصلہ ہونا اور بات ہے اور ڈرانا اور بات ہے۔یوحنا نبی کی کتاب باب چہارم سے ظاہر ہے کہ حضرت یونس نے عذاب کی پیش گوئی کی تھی خود انہیں یقین نہ تھا کہ عذاب ضرور آئے گا اور ۴۰ روز کی مدت کو آسمانی فیصلہ بتانا وہی مرزا قادیانی کی معمولی بے با کی ہے ورنہ عذاب آنے کی مدت میں مختلف روائتیں ہیں بعض میں ایک دن ہے بعض میں ۳ دن اور بعض میں ۴۰ دن ہیں۔

کوئی وجہ نہیں ہے کہ ایک روایت پر ایسا یقین کرلیا جائے جیسا کہ مرزا غلام احمد قادیانی لکھ رہے ہیں۔اب تو آفتاب نیم روز کی طرح روشن ہو گیا کہ مرزا قادیانی کا جواب ہر طرح غلط ہے اور منکوحہ آسمانی کی پیش گوئی کے جھوٹی ہونے میں کوئی شک نہیں ہے۔اب اگر مرزا قادیانی کے جواب کی غلطی کا انکشاف اور زیادہ منظور ہے تو فیصلہ آسمانی کا تیسرا حصہ دیکھنا چاہیے۔الغرض مرزا قادیانی کے جوابات محض غلط ثابت ہوئے اور اس قسم کی غلطی ثابت ہوئی کہ ان کی کوئی بات لائق اعتبار نہ رہی۔اس لئے ان کے کسی مرید کی بات کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے مگر میں ان کے خلیفہ کی حالت کو بھی نمونہ کے طور پر ظاہر کرنا چاہتا ہوں اس لئے ان کے جواب بھی حالت دکھاتا ہوں۔

خلیفۃ المسیح کے جواب کا غلط ہونا

عجب نہیں کہ جناب خلیفۃ المسیح قادیان کے پیش نظر بعض ایسے امور ہوں جو میں نے بیان کئے، اس

لئے وہ مرزا قادیانی کے جواب کو پسند نہیں کرتے، دوسرا جواب دیتے ہیں۔اور پسند نہ کرنا میں اس وجہ سے کہتا ہوں کہ خلیفہ صاحب بہت زور سے کہہ چکے ہیں کہ صاحب الہام کے کلام کے معنی وہی صحیح ہیں جو صاحب الہام خود بیان کرے۔باوجود اس خیال کے خلیفہ صاحب نے یہاں صاحبِ الہام کے کلام کو چھوڑ کر دوسری توجیہہ ایسی کی جس سے صاحب الہام یعنی مرزا قادیانی کا قول غلط ٹھہرتا ہے۔ان کی توجیہہ صحیفہ محبوبیہ میں اس طرح منقول ہے:

> ایک لڑکی (محمدی بنت مرزا احمد بیگ) کے متعلق کہ اس سے آپ (مرزا قادیانی) کی شادی ہوگی اور ایک عورت (محمدی زوجہ منظور محمد قادیانی) سے زلازل سے پہلے ایک لڑکا ہوگا اور پانچویں اولاد کی بشارت پر اعتراض ہے۔ان کا للہ و باللہ قرآنی جواب یہ ہے کہ کتب سماویہ کا طرز یہ ہے کہ مخاطب سے گاہے خود مخاطب ہی مراد ہوتا ہے، گاہے وہ اور اس کا جانشین اور اس کی اولاد، بلکہ اس کا مثل مراد ہوتا ہے (اس کی مثال) اللہ تعالیٰ زبان نبوی میں فرماتا ہے اقیموا الصلوۃ و آتوا الزکوۃ ۔اس حکم الٰہی میں خود مخاطب اور ان کے مابعد کے لوگ شامل ہیں جو ان مخاطبین کے مثل ہیں۔

خلیفہ قادیانی جس تفصیل سے کتب سماویہ کا طرز بیان کر رہے ہیں ہم بغرض اختصار تسلیم کرتے ہیں مگر یہ فرمائیں کہ یہاں تو خطاب میں جمع کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے یہ لفظ تو اسی لئے بنایا گیا ہے کہ عام مخاطبین پر حکم کیا جائے یہ تو اپنے صریح معانی کے لحاظ سے عام ہے اور شامل ہے جناب رسول اللہ ﷺ اور ان کی تمام امت کو۔منکوحہ آسمانی کی نسبت کسی وقت مرزا قادیانی کے الہام میں ایسا عام لفظ نہیں آیا ہے اس منکوحہ کی نسبت برسوں الہامات ہوتے رہے مگر اسی خصوصیت کے ساتھ مثلاً کہ یہ عورت تیرے نکاح میں آئے گی۔کسی وقت اس طرح الہام ہے، خدا تعالیٰ اس لڑکی کو ہر ایک مانع دور ہونے کے بعد انجام کار اس عاجز کے نکاح میں لائے گا۔، جس نبی مکرم کی وحی میں اقیموا الصلوۃ آیا ہے اس نے کسی وقت نہیں فرمایا ہے کہ یہ حکم اس عاجز کے لئے ہے۔کبھی عربی میں یوں الہام ہوا سیرد ھا الیک یعنی اللہ اس لڑکی کو لوٹا کر تیرے پاس لائے گا۔ ان خطابوں سے اقیموا الصلوۃ کو کیا نسبت ہے جو آپ اسے مثال میں لائے ہیں۔

کیا آپ یہ ثابت کر سکتے ہیں کہ کتب سماویہ میں ایسے خطابات خاصہ کا استعمال کر کے عام مخاطب

مرادلیا ہے؟ (اس مضمون کودیکھ کرایک صاحب نے کہا کہ قرآن مجید میں ہے ولا تقل لهما اف و لا تنهر هما یہاں واحد کا صیغہ بولا گیا ہے اور خطاب عام مسلمانوں سے ہے میں نے کہا کہ کتب معانی اور بلاغت کا مطالعہ کرنا چاہیے تا کہ معلوم ہو جائے کہ خطاب کس کس طرح بلغاء کرتے ہیں اس آیت میں اگر چہ حکم عام ہے مگر یہ عموم اس لئے نہیں ہے کہ واحد کا صیغہ بول کر عام کو خطاب کیا ہے بلکہ اس وجہ سے ہے کہ ہر امتی سے جداگانہ خطاب ہے جس حکم میں نہایت تاکید مقصود ہوتی ہے وہاں ایسا ہی کیا جاتا ہے۔ جب کوئی رئیس اپنے نوکروں پر ضروری حکم کرنا چاہتا ہے تو ہر ایک کو بلا کر کہہ دیتا ہے کہ تجھے یہ کام کرنا ہوگا یا اپنے کسی خاص کو بھیجتا ہے کہ ہر ایک سے کہہ دو قرآن مجید میں اللہ نے اپنے رسول سے کہا کہ ہر ایک کو یہ حکم سنا دو۔ اس لئے مخاطب ہر ایک امتی ہے خواہ اس وقت موجود ہو یا آئندہ امت میں داخل ہو مگر جب امتی سے خطاب کیا گیا تو اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ حکم عام ہو گیا) ہرگز نہیں۔ اگر ایسا ہو تو کلام خدا غلط ہو جائے اس پر خوب غور کیجئے گا۔ خیر یہ گفتگو تو بلحاظ الفاظ اور استعمال کے تھی اب میں کہتا ہوں کہ ان الہاموں کے خطاب کو عام کرنا خود مرزا صاحب کے اقوال کے خلاف ہے مثلاً اس وقت ان کے تین الہام بیان کئے گئے۔

تیسرے الہام کی شرح میں مرزا قادیانی کہتے ہیں لوٹانے کا مطلب یہ ہے کہ وہ لڑکی کو غیر کفو میں چلی گئی ہے یعنی اس کا نکاح غیر کفو میں ہوا ہے اب وہ لوٹ کر اپنے کفو میں آئے گی یعنی میرے نکاح میں۔ میں اس کا کفو ہوں۔

یہ الہام اور اس کی شرح صاف کہہ رہی ہے کہ یہ خطاب خاص ہے عام نہیں ہوسکتا کیونکہ لوٹ کر اپنے کفو میں آ جانا خاص احمد بیگ کی لڑکی کی نسبت ہوسکتا ہے اور اگر وہ لوٹ کر مرزا قادیانی کے نکاح میں نہ آئی تو پھر کفو میں لوٹ کر آنے کی کوئی صورت نہیں ہے۔ بالفرض اگر محمدی کی لڑکی مرزا قادیانی کے لڑکے سے بیاہی جائے تو بھی یہ نہیں کہہ سکتے کہ محمدی یا اس کی بیٹی اپنے کفو میں آ گئی، محمدی کا نہ آنا تو ظاہر ہی ہے اس کی وہ بیٹی سلطان محمد کی اولاد ہے اور سلطان محمد کو مرزا قادیانی غیر کفو بتا رہے ہیں اور اولاد کا کفو باپ کے لحاظ سے ہوتا ہے اس لئے وہ لڑکی مرزا قادیانی کے کفو میں نہیں ہے اب نکاح ہونے کے بعد یہ کہیں گے کہ مرزا قادیانی کا لڑکا غیر کفو میں گیا اور محمدی کی لڑکی غیر کفو میں آئی۔ دوسرا الہامی قول اور ملاحظہ کیجئے جو حکیم صاحب کی تاویل کو غلط بتا رہا ہے اس سے پہلے لکھا گیا ہے کہ احمد بیگ کی لڑکی سے آسمان پر نکاح ہوا تھا مگر وہ نکاح فسخ ہو گیا یا تاخیر میں پڑ گیا اب آسمان پر خاص مرزا قادیانی سے محمدی کا نکاح ہوا تھا کسی مفہوم کلی کا نہیں ہوا تھا جس میں مرزا قادیانی کے تمام متعلقین بھی شامل ہوں اور پھر وہ فسخ ہو گیا اگر خلیفہ صاحب کا قول صحیح ہو تو نکاح کے فسخ ہونے اور تاخیر

میں پڑنے کے کوئی معنی نہیں بنتے کیونکہ بقول خلیفہ صاحب جس وقت مرزا قادیانی کے متعلقین میں سے کسی کا نکاح محمدی کی اولاد سے ہوجائے تو الہام صحیح ہوگیا اس کے لئے کوئی حد نہیں ہے کوئی وقت نہیں ہے پھر تاخیر میں پڑنا یا فسخ ہوجانا چہ معنی دارد؟

الغرض جب مرزا قادیانی اسے فسخ ہوجانا یا تاخیر میں پڑنا بتارہے ہیں تو خلیفہ صاحب کا خطاب کو عام کہنا مرزا قادیانی کے قول کے صریح مخالف ہے۔

یہاں دو قولوں کی مخالفت دکھائی گئی اور پہلے حصہ میں بہت کچھ ہے وہاں دیکھئے ان خلیفہ صاحب کو کیا حق ہے کہ اپنے مرشد کے خلاف معنی بیان کریں اب اگر اسی پر اصرار ہے تو فرمائیں کہ منکوحہ آسمانی کے متعلق جو الہامات ہیں وہ ایسے ہی عام ہیں جیسے اقیموا الصلوۃ کا حکم ہے تو اس کی دو صورتیں ہوسکتی ہیں ایک یہ کہ جس طرح نماز پڑھنے کا حکم ہر مسلمان کو ہر زمانہ میں ہے نبی بھی اس میں شامل ہیں تو نکاح میں بھی ایسا ہی ہونا چاہیے؟ اور اس کا جو نتیجہ ہے وہ صاف ظاہر۔ اور فطرت کے سراسر خلاف ..جس طرح نماز ہر مسلمان پڑھتا ہے اور تاویل کر کے یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ مرزا قادیانی کا نکاح محمدی سے ہوا اور ان کے متعلقین کا محمدی کی اولاد سے ہوا اس وقت اقیمو ا الصلوۃ کی مثال صحیح ہوسکتی ہے۔ اب اس کی تفصیل پر آپ خود ہی غور کریں کہ کہاں تک نوبت پہنچتی ہے؟

دوسری صورت یہ ہے کہ مرزا قادیانی کا نکاح محمدی بیگم سے ہوجائے یا ان کے متعلقین میں سے کسی کا نکاح محمدی کی اولاد سے ہوجائے تو اسی قدر صداقت الہام کے لئے کافی ہے؟ مگر اس کی مثال خلیفہ صاحب اقیموا الصلوۃ سے دیتے ہیں تو اب اس حکم خداوندی کے معنی انہیں یہ کرنا ہوں گے کہ اگر اس حکم خداوندی کی تعمیل رسول اللہ ﷺ نے کردی تو تعمیل ہوگئی اب امت کو ضرور نہیں ہے اور اگر امت میں سے کوئی اس کی تعمیل کردے تو کافی ہے سب کے لئے ضروری نہیں جب تک ان دونوں معنوں میں سے ایک خلیفہ جی اختیار نہ کریں اس وقت تک یہ مثال ان کی صحیح نہیں ہوسکتی اب وہ فرمائیں کہ انہوں نے کون سے معنی مراد رکھے ہیں، تاکہ قرآن دانی ان کی معلوم ہو۔

افسوس حکیم نورالدین نے اپنا علم وفضل بھی مٹی کردیا باطل پرستی کا نتیجہ یہی ہوتا ہے غضب ہے کہ

ایسے بے ہودہ اور شرم ناک جواب کو قرآن جواب کہا جاتا ہے افسوس! الغرض ہر فہمیدہ معلوم کر سکتا ہے کہ مرزا قادیانی کے ان الہاموں میں خطاب عام کسی طرح نہیں ہو سکتا اور نہ خلیفہ صاحب کی مثال اس مقام پر صحیح ہو سکتی ہے بلکہ اس کے ماننے سے شرم ناک بات پیش آتی ہے۔

آگے چل کر حکیم نور الدین صاحب فرماتے ہیں: جب مخاطب میں مخاطب کی اولاد، مخاطب کے جانشین اور اس کے مماثل داخل ہو سکتے ہیں تو احمد بیگ کی لڑکی کی لڑکی کیا داخل نہیں ہو سکتی ہے۔،

ہمارے بیان سے ظاہر ہو گیا کہ ہر جگہ مخاطب میں اس کی اولاد وغیرہ داخل نہیں ہو سکتی اور بالخصوص یہاں داخل ہونے کی کوئی صورت نہیں ہے اور جب مرزا قادیانی نے اس کا فیصلہ کر دیا ہے کہ اس خطاب میں فقط احمد بیگ کی بڑی لڑکی ہی مراد ہے اس کی اولاد مراد نہیں ہے جس کا بیان ہو لیا تو اب خلیفہ صاحب کا قول لائق توجہ نہیں ہو سکتا۔ پھر فرماتے ہیں:

کیا آپ کے علم الفرائض میں بنات البنات کو حکم بنات کا نہیں مل سکتا۔،

نہیں مل سکتا۔ بنات ذوی الفروض میں ہیں اور بنات البنات ذوالارحام ہیں دونوں میں بڑا فرق ہے۔،

کیا مرزا قادیانی کی اولاد مرزا کے عصبہ نہیں۔،

حکیم صاحب یہاں ترکہ تقسیم نہیں ہوتا کہ اس کا عصبہ ہونا کام آئے۔ یہاں حکم خداوندی یا اطلاع خداوندی کا ذکر ہے۔ جس کے لئے حکم ہو اور جس کے لئے اطلاع ہو۔ یہ ضرور نہیں کہ جو بشارت باپ کے لئے ہو وہ بیٹے کے لئے ہی ہو۔ مرزا قادیانی تو نہایت زور سے برابر کہتے رہے کہ احمد بیگ کی لڑکی میرے نکاح میں آئے گی اور بارہا اس کا اظہار کیا اس کو مشتہر کیا اور اس کو خدا تعالی کا قول بیان کیا برسوں یہی کہتے رہے کسی وقت عموم اور شمول کا شائبہ بھی ان کے کلام میں نہیں پایا گیا پھر حکیم صاحب کیوں اس کے خلاف پر زور دے رہے ہیں اور اپنی قابلیت میں بٹہ لگا رہے ہیں۔

خلیفہ قادیان کی ایک اور تقریر (یہ تقریر عبدالحکیم کے رسالہ اتمام الحجہ میں منقول ہے) بھی اس کے متعلق دیکھی اسے دیکھ کر تو فرقہ باطنیہ کی توجیہیں یاد آ گئیں اسی طرح وہ بھی خدا اور رسول کو الزام دیتے ہیں اور کتاب اللہ

کے خلاف کہا کرتے ہیں اور ان باتوں کو خدا کے اسرار بتاتے ہیں خلیفہ قادیان کی ساری تقریر کو نقل کرنا فضول ہے اس میں دو باتیں اس قابل ہیں کہ مسلمانوں کو ان کی اصلی حالت سے اطلاع دی جائے۔

ا۔خلیفہ قادیان فرماتے ہیں:

حضرت نبی کریم ﷺ نے کسری اور قیصر کی کنجیوں کا ذکر فرمایا ہے کہ مجھے دی گئی ہیں مگر آپ نے وہ کنجیاں نہ دیکھیں کہ چل دیئے۔غرض یہ کہ اسی طرح مرزا قادیانی نے بعض پیش گوئیاں کیں اور پوری نہ ہوئیں کہ مرزا قادیانی چل دیئے ایسی باتوں میں اللہ کے مخفی اسرار ہوتے ہیں ۔۲۔حضرت شیخ عبدالقادر نے فرمایا یعد و لا یو فی بعض دفعہ خدا وعدہ کرتا ہے مگر پورا نہیں کرتا۔

یہ حکیم نورالدین صاحب کے اقوال ہیں جنہیں دیکھ کر حیرت ہو رہی ہے کہ وہ کس بلند آسمان پر تھے اور اب کس تاریک غار میں جا گرے۔مرزا قادیانی کی شغف محبت نے ان کے دل و دماغ کو بے کار کر دیا اللہ ان پر رحم فرمائے اور ان کے قلب سے ظلمت کے پردہ کو ہٹائے۔افسوس ہے مرزا غلام احمد قادیانی کی محبت میں وہ خدا اور رسول خدا پر الزام لگا رہے ہیں اور اسے اسرار خدا بتاتے ہیں۔

حکیم صاحب اگر ایسی صریح غلط باتیں بھی اسرار خدا کہہ دینے سے مان لینے کے لائق ہو جائیں تو پھر کسی باطل پرست اور گمراہ کے مقابلہ میں آپ زبان نہیں کھول سکتے کیونکہ وہ اپنی سب گمراہی کی باتوں کو اسرار بتا کر آپ کو بند کر دے گا اس کی تفصیل کی ضرورت نہیں۔

حکیم صاحب کی حالت بیان کرتا ہوں حکیم صاحب کہتے ہیں کہ:

نبی کریم ﷺ نے کسری اور قیصر کی کنجیوں کا ذکر فرمایا کہ مجھے دی گئی ہیں۔

بھائیو! مجھے ان کی دیانت داری پر نہایت افسوس ہے کہ ایسے معرکہ کی بات اور حکیم نورالدین صاحب ایسے گول الفاظ میں بیان کر رہے ہیں جس سے ناواقف بڑے دھوکے میں پڑ سکتے ہیں کسی چیز کا ذکر کرنا مختلف طور سے ہو سکتا ہے۔

آیا حضرت انور جناب رسول اللہ ﷺ نے اپنے خواب کا ذکر فرمایا کہ میں نے یہ خواب دیکھا ہے یا اللہ تعالی کی مدد اور نصرت بینہ کا خیال کر کے حضور ﷺ نے اپنا قیاس اور فراست ظاہر فرمائی ہے یا الہام خداوندی

بیان فرمایا یعنی یہ کہ خدا کی طرف سے مجھے اطلاع دی گئی ہے کہ مجھے کنجیاں دی گئیں؟

اور پھر اس الہام کی صداقت پر کتنی مرتبہ اپنا یقین ظاہر فرمایا اور کسی وقت اس کی صداقت ظاہر کرنے کے لئے آپ نے قسم بھی کھائی یا نہیں اور حضور انور ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے یا نہیں کہ اگر اس کا ظہور نہ ہو تو میں جھوٹا ہوں (معاذ اللہ) اس کا ظہور میری صداقت کا معیار ہے (مرزا قادیانی کی اس عظیم الشان پیش گوئی میں یہ سب باتیں ہیں۔ پہلے پیام نکاح میں اپنا الہام مرزا نے بیان کیا پھر نکاح میں آنے کا وعدہ خداوندی ظاہر کیا پھر بار بار اس پر اپنا یقین اور کامل اعتماد ظاہر فرمایا جن کا ذکر ہو چکا ہے۔اور حاشتہ میں وہ مقامات بتائے گئے ہیں اور احمد بیگ کے خط میں قسم بھی کھائی ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ احمد بیگ کا داماد اگر میرے روبرو نہ مرے تو میں جھوٹا ہوں۔ نبی کریم ﷺ کے بیان میں ایک بات بھی ایسی نہیں ہے حکیم صاحب صرف اسی قدر کہتے ہیں کہ کنجیوں کا ذکر فرمایا پھر وہ ذکر فرمایا تو خواب کی حالت کا تھا۔اب نہیں معلوم ہوا کہ اس خواب کی تشریح اور تعبیر کیا ہے کیونکہ جناب رسول اللہ ﷺ نے کچھ بیان نہیں فرمایا۔ پھر ایسی مجمل بات پیش کر کے کوئی انصاف پسند مرزا قادیانی سے الزام کو اٹھا نہیں سکتا)

حکیم صاحب یہ کچھ بیان نہیں کرتے بلکہ مجمل الفاظ لکھ کر مرزا قادیانی سے الزام اٹھانا چاہتے ہیں حکیم صاحب کے بیان سے ناواقف یہی سمجھیں گے کہ جس طرح رسول اللہ ﷺ نے پیش گوئی کی تھی کہ قیصرو کسریٰ کے خزانہ کی چابیاں دی جائیں گی مگر اس کا ظہور نہیں ہوا اسی طرح منکوحہ آسمانی کی نسبت مرزا قادیانی نے کہا تھا کہ وہ نکاح میں آئے گی مگر نہیں آئی غرض کہ الزام اگر ہے تو دونوں پر برابر ہے (نعوذ باللہ استغفر اللہ) چہ نسبت خاک را با عالم پاک

حکیم صاحب یہ آپ نے کہاں کا جوڑ کہاں لگایا اگر مرزا قادیانی کے غلبہ محبت میں قصداً ناواقفوں کو دھوکا دیا ہے تو منتقم حقیقی کے حوالہ ہے اور اگر غلطی ہے آپ کی سمجھ میں نہیں آیا تو سمجھ لیجئے جس قصہ کو آپ نے گول الفاظ میں بیان فرمایا ہے وہ جناب رسول اللہ ﷺ کا خواب ہے اور اس کا بیان صحیح حدیثوں میں اس طرح ہے۔ جناب رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ میں گذشتہ شب کو سو رہا تھا

بینا انا نائم اتیت خزائن الارض (بخاری باب وفد بنی حنیفہ۔ مسلم کتاب الرؤیا:۵۹۳۶)

حدیث میں صرف اسی قدر خواب کا ذکر ہے حضور انور ﷺ نے اپنا خواب بیان فرما کر اس کی تعبیر میں یا اس کی شرح میں کوئی لفظ نہیں فرمایا۔

یہ عاجز اور حدیثوں پر نظر کر کے مختصر شرح اس خواب کی کرتا ہے خزانہ زمین کی کنجیاں یا تمام زمین کا

خزانہ ایسا تھوڑا تو نہیں ہوسکتا کہ حضور انور ﷺ کے دست مبارک میں آجائے۔

اس لئے اس خواب کا مطلب یہ ہے کہ صورت مثالیہ کنجیوں کی یا خزانہ کی حضور ﷺ کے سامنے پیش کی گئی اور فرشتہ نے کہا کہ یہ سب آپ کی امت کے لئے ہے اس مطلب کی تائید بہت سی حدیثوں سے ہوتی ہے جن میں حضور انور ﷺ نے اپنے صحابہ کی نسبت پیش گوئی کی ہے کہ تم ملک فارس اور روم کو فتح کروگے اور ان کا خزانہ اللہ کی راہ میں صرف کروگے، ایک روایت اس طرح ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ صحابہ سے پیش گوئی فرماتے ہیں کہ:

یفتح اللہ لکم ار ض فارس و ار ض الرو م و ار ض حمیر قیل و من یستطیع الشا م مع الرو م ذوا ت القرو ن فقا ل و اللہ لیفتحھا لکم یستخلفکم فیھا

(امام احمد طبرانی وغیرہ)

فارس اور روم اور حمیر کے ملک پر اللہ تمہیں فتح دے گا بعض صحابہ اس پر متعجب ہوئے اور عرض کیا کہ حضرت، روم سے کون لڑسکتا ہے تو حضور ﷺ نے خدا کی قسم کھا کر فرمایا کہ اللہ تمہیں ضرور اس پر کامیاب کرے گا اور تم اپنا خلیفہ وہاں بٹھاؤ گے۔

ایک مرتبہ حضور ﷺ نے اپنے کشف کی حالت بیان فرمائی (کنز العمال ج ٦) کہ میں نے کسری اور روم کے شہروں کو دیکھا اور جبریل نے کہا آپ کی امت ان پر قابض ہوگی۔

بخاری اور مسلم میں روایت ہے کہ کسی اور قیصر مریں گے اور ان کے بعد پھر کوئی کسری اور قیصر نہیں ہوگا اور ان کے خزانوں پر تم قابض ہوگے اور تم اللہ کی راہ میں صرف کروگے۔

جامع ترمذی کے الفاظ یہ ہیں:

و الذی نفسی بیدہ لتفقن کنو ز ھما فی سبیل اللہ (تر مذی با ب ما ء اذا ذھب کسری فلا کسری بعدہ) یعنی قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کسری اور قیصر کے خزانے تم اللہ کی راہ میں صرف کروگے یا صرف کئے جائیں گے۔

حکیم صاحب! جناب رسول کریم ﷺ کی یہ پیش گوئیاں صاف کہہ رہی ہیں کہ خواب میں فرشتہ نے

خزانے کی کنجیاں پیش کر کے بغرض مسرت آپ سے کہا کہ یہ خزانہ آپ کے صحابہ یا آپ کی امت کا ہے اور بالفرض اگر اس وقت نہیں کہا تو دوسرے وقت آپ کو اس کی شرح الہام سے معلوم ہوئی اور آپ ﷺ نے پیشگوئی فرمائی اور اس کا ظہور حسب ارشاد آپ ﷺ کے ہوا۔ کیا یہ روایتیں آپ کی نظر سے نہیں گذریں؟ اس سے تو صاف ظاہر ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے خواب کی یہ تعبیر نہ تھی کہ ان کنجیوں کا میں مالک ہوں اور اگر یہی تعبیر ہے تو بھی نہایت صحیح ہے کیونکہ خزانے کی کنجیاں بادشاہوں کے پاس نہیں رہتیں، خزانچیوں کے پاس رہتی ہیں سلاطین انہیں دیکھتے بھی نہیں اور نہ انہیں اس کی ضرورت ہے کیا اس کی وجہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ بادشاہ خزانہ کا مالک نہیں ہرگز نہیں جناب رسول اللہ ﷺ سلطان دارین ہیں آپ ﷺ کو کنجیاں کے دیکھنے کی حاجت نہیں ہے آپ کے خزانچیوں صحابہ نے دیکھیں اور ان کے قبضہ میں آئیں اور آپ کے ارشاد کے بموجب اس خزانہ کو انہوں نے صرف کیا چونکہ آپ ان کے ہادی اور مرشد تھے آپ ہی کی وجہ سے وہ خزانہ صحابہ کے قبضہ میں آیا اس لئے دو وجہ سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ خزانہ حضور ﷺ کے قبضہ میں آیا ایک یہ کہ اس سے اسلام اور مسلمانوں کو فائدہ ہوا اس کا ثواب حضور کو ایسا ہی ملا جیسا کہ حضور ﷺ اپنے مملوک خزانہ کو صرف کرتے اور آپ ﷺ کو ثواب ملتا دوسرے یہ کہ وہ خزانہ اللہ کی راہ میں سرف ہوا اور تمام مسلمانوں کو یعنی اس وقت کی پبلک کو فائدہ ہوا یہ بعینہ بادشاہ کا فائدہ ہے اگر اس طور کی ملک خواب میں دکھائی گئی تو عجب نہیں بہت خواب ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے ظاہری معنی سے ان کی تعبیر بالکل مخالف معلوم ہوتی ہے۔

چنانچہ مرزا قادیانی حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۶ میں لکھتے ہیں: خوابیں تعبیر طلب ہوتی ہیں، خوابوں کی تعبیر میں کبھی موت سے مراد صحت اور صحت سے مراد موت ہوتی ہے۔

اب اگر رسول اللہ ﷺ کے خواب کی یہ تعبیر ہو کہ آپ کے جانشین اس خزانہ کے مالک ہوں گے تو نہایت ظاہر ہے۔

الغرض خواب کو پیش کر کے اس کے ظاہری لفظوں سے استدلال پیش کرنا صحیح نہیں ہے مگر الحمد للہ ہم نے دکھا دیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے نہ ایسی پیش گوئی کی جس کا ظہور حسب ارشاد نہ ہوا ہو نہ آپ کا کوئی خواب غلط ثابت ہوا مگر حکیم صاحب اپنے مرشد کی غلط پیش گوئیوں پر پردہ ڈالنے کے لئے جناب رسول اللہ ﷺ

پر الزام لگانا چاہتے ہیں مرزا قادیانی نے بھی تحفہ گولڑویہ صفحہ ۴۰ میں اسی قسم کا الزام لگایا ہے (استغفر الله نعوذ بالله) جس کا حاصل یہ ہے کہ، حدیبیہ کی پیش گوئی وقت اندازکردہ پر پوری نہ ہوئی۔

حالانکہ یہ محض افتراء ہے۔ آپ ﷺ نے حدیبیہ میں کوئی پیش گوئی ایسی نہیں کی جس کا وقت اپنے انداز سے معین کر دیا ہو اور وہ پیش گوئی اس وقت پر پوری نہ ہوئی یہ بالکل غلط ہے مرزا قادیانی اپنے اوپر سے الزام دفع نہیں کر سکتے اس لئے حضرت سرور انبیا ﷺ پر الزام لگا کر عوام کا منہ بند کرنا چاہتے ہیں۔ مگر ناظرین خوب یاد رکھیں کہ حدیبیہ کی پیشین گوئی میں جناب رسول اللہ ﷺ نے کوئی وقت اپنے انداز سے بیان نہیں فرمایا اس کی تفصیل دوسری جگہ کی جائے گی۔

حکیم صاحب خدا کے لئے کچھ تو انصاف کیجئے کہ مرزا قادیانی کی یہ پیش گوئی کہ احمد بیگ کی بڑی لڑکی میرے نکاح میں آئے گی، کس زور شور سے کی ہے۔ اور کتنی مدت تک اس کا اعلان کرتے رہے ہیں۔ اور کس کس طرح سے انہوں نے اس پر اپنا یقین ظاہر کیا ہے۔ یہاں تک کہ عدالت کے اجلاس میں حاکم (مجسٹریٹ) نے دریافت کیا کہ آپ کو امید ہے کہ احمد بیگ کی لڑکی آپ کے نکاح میں آئے گی۔ اس کے جواب میں مرزا قادیانی کہتے ہیں: امید کیسی یقین ہے (منظور الہی۔ ص ۲۴۵)، اور پھر چل دیئے اور اس کی صورت دیکھنا بھی نصیب نہ ہوئی۔

اسی طرح اس کے میاں (مرزا سلطان محمد) کے لئے پیش گوئی کی کہ ڈھائی برس کے اندر مر جائے گا۔ جب وہ نہ مرا تو کیسی کیسی بے ہودہ اور غلط باتیں بنائی ہیں کہ خدا کی پناہ۔ اس کے بعد اسی کے لئے دوسری پیشین گوئی کی گئی اور کہا گیا کہ اسے مہلت دی گئی ہے مگر میرے سامنے اس کا مرنا تقدیر مبرم ہے اگر وہ نہ مرے اور میں مر جاؤں تو میں جھوٹا ہوں۔ (حاشیہ انجام آتھم۔ ص ۳۱)

مرزا صاحب قادیانی کو مرے ہوئے کئی برس ہو گئے اور اس کا خاوند (مرزا سلطان محمد) اب تک زندہ ہے۔ غرض کہ یہ دوسری پیش گوئی بھی جھوٹی ہوئی پھر ایسی جھوٹی پیشین گوئیوں کے مقابلہ میں یا ان پر پردہ ڈالنے کے لئے جناب رسول اللہ ﷺ کا خواب پیش کرتے ہو اور پھر اس میں دخل دے کر جناب رسول اللہ ﷺ پر الزام لگا کر اپنی برأت کرنا چاہتے ہو افسوس کیا یہی دیانت ہے مگر بحمد اللہ اس خواب کی بھی سچائی ظاہر کر دی گئی

دوسری بات حکیم صاحب کی یہ ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کا یہ قول نقل کرتے ہیں یعد و لا یو فی اور بعض جگہ یو عد و لا یو فی لکھتے ہیں یعنی اللہ تعالی وعدہ کرتا ہے اور بعض مرتبہ پورا نہیں کرتا۔

حکیم صاحب آپ کے علم کو کیا ہو گیا جو مضمون قرآن مجید کے نصوص قطعیہ کے خلاف ہے جس کے ماننے سے خدائے قدوس پر الزام آتا ہے اسے آپ مان رہے ہیں قرآن مجید کی متعدد آیتیں نقل کی گئی ہیں جن سے قطعی طور سے ثابت ہے کہ اللہ تعالی کے وعدے اور وعید میں خلاف نہیں ہوسکتا اس کے خلاف سنت اللہ بتانا محض غلط اور نصوص قطعیہ کے مخالف ہے۔ پھر کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ نصوص قرآنیہ کے خلاف عقیدہ رکھ کر اور خدائے قدوس پر الزام لگا کر حضرت محبوب سبحانی کی پناہ میں جائیں اور ان کے کلام سے سند پیش کریں۔ یہ خیال خام ہے۔ نصوص قطعیہ کے خلاف ان بزرگان کا کلام ہرگز نہیں ہوسکتا۔ حضرت محبوب سبحانی نہایت بلند پایہ کے بزرگ ہیں۔ وہاں مسکر و شطحیات کا بھی پتہ نہیں ہے۔ آپ نہایت ہی شریعت کے متبع ہیں۔ آپ کبھی قرآن کے خلاف نہیں فرما سکتے۔ آپ کی شان اس سے نہایت اعلی ہے۔ البتہ یہ حضرات جہاں مراتب ولایت اور عارفین کی حالت بیان کرتے ہیں، اسے وہی سمجھ سکتے ہیں، جن پر کم وبیش وہ حالتیں گذری ہیں۔ جو ان حالتوں سے محض نا آشنا ہیں وہ انہیں ہرگز نہیں سمجھ سکتے اسی لئے ان کے کلام کو سند میں پیش کرنا کسی طرح جائز نہیں ہے۔

اس کے بعد میں کہتا ہوں کہ حضرت شیخ کا یہ جملہ ان کی کسی کتاب میں میں نے نہیں دیکھا اور نقل کرنے والے نے کسی کتاب کا حوالہ نہیں دے اگر فتوح الغیب میں ہے تو بتائیں کون سے مقالہ میں ہے البتہ ان کا یہ ارشاد ہے فح یجو ز ان یعِده الله و لا یظهر و علیه و فاع یعنی مقام فنا میں عارف کو اس قدر محویت اور از خود رفتگی ہوتی ہے کہ ممکن ہے کہ اللہ اس سے وعدہ کرے اور اس کے ایفاء کی اسے خبر نہ ہو۔

شیخ اس کے وقوع اور فعلیت کو ہرگز نہیں کہتے بلکہ عارف کی کمال محویت کے سمجھانے کے لئے امکانی صورت فرض کر کے مثال دیتے ہیں عرفائے کاملین عاشقان خدا ہیں اور چاشنی چشیدہ محبت اس کو سمجھ سکتے ہیں کہ عاشق اپنے محبوب کے مسرت بخش وعدے سے کس قدر محظوظ اور مسرور ہوا کرتا ہے اور پھر اس کے پورا ہونے کے انتظار میں اس کی عجب حالت رہتی ہے اور جب اس کا محبوب اس وعدے کو پورا کرتا ہے تو خوشی کے

مارے یہ پھولے نہیں سماتا مگر یہ عرفاء ایسے ازخود رفتہ اور مدہوش ہوجاتے ہیں کہ اس کے وعدے اور ایفاء کی بھی انہیں خبر نہیں رہتی ۔اس کی تفصیل دوسرے مقام پر کی جائے گی (یہ قول فتوح الغیب کے مقالہ ۵۶ میں ہے اور اس کی صحیح عبارت اسی طرح ہے جس طرح اس میں لکھی ہے یعنی یظھر باب فتح یفتح سے ہے باب افعال سے نہیں ہے جیسا کہ حکیم نور الدین صاحب سمجھتے ہیں اور وفا اس کا فاعل ہے۔ میرے پاس قلمی نسخہ نہایت صحیح اور معرب ہے اور اس میں اسی طرح ہے۔ دوسرا نسخہ مطبوعہ مصر ہے اس میں بھی ایسا ہی ہے وہ اگرچہ معرب نہیں ہے مگر وفاء کے بعد الف اس میں نہیں ہے اس سے معلوم ہوا کہ یظھر مجرد ہے اور وفاء اس کا فاعل ہے ایک نسخہ مطبوعہ لاہور اس میں بھی وفا کے بعد الف نہیں ہے جس سے ظاہر ہے کہ وفا یظھر کا فاعل پر حرکات غلط دیئے ہیں)غرض کہ حضرت شیخ کے کلام سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ کسی وقت وعدہ خلافی کرتا ہے۔

تنبیہ۔حکیم صاحب کی شغف محبت ناجائزہ قابل ملاحظہ ہے کہ مرزا قادیانی نے جو بڑے زور شور سے یہ کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یعنی وعدہ کرتا ہے کہ۔۱۔احمد بیگ کی لڑکی تیرے نکاح میں آئے گی اور ۔۲۔ ایک ایسا عجوبہ لڑکا تجھے دیا جائے گا گویا اللہ آسمان سے اتر آیا۔۳۔قادیان میں طاعون نہ آئے گا

مگران وعدوں کا ظہور نہ ہوا۔نہ وہ لڑکی نکاح میں آئی ۔نہ اس عجوبہ لڑکے کا ظہور ہوا۔نہ قادیان طاعون سے محفوظ رہا۔اب مرزا قادیانی جھوٹے ہوئے جاتے ہیں اس لئے حکیم نورالدین صاحب اس کا جواب دینے میں مضطر ہوئے اور غلبہ محبت امر حق کو قبول کرنے نہیں دیتا بلکہ آمادہ کرتا ہے کہ جس طرح ہو مرزا قادیانی کو اس الزام سے بچانا چاہیے اگرچہ خدا پر اور اس کے رسول پر الزام آئے ،اس لئے پہلے جواب تو ایسا دیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ پر الزام آیا کہ فلاں پیشین گوئی یا خواب آپ ﷺ کا سچا نہیں ہے (نعوذ باللہ) اور دوسرے جواب میں خدا تعالیٰ پر الزام ہے کہ وہ قدوس ہوکر وعدہ خلافی کرتا ہے یعنی مرزا قادیانی سے اس نے وعدے کئے اور پورے نہ کئے اور دوسرے جواب میں ایک بڑے بزرگ کو سند میں پیش کرتے ہیں مگر ظاہر ہو گیا کہ ان کی غلط فہمی تھی۔

مسلمانو! مرزا قادیانی اور ان کے خلیفہ کے یہ جوابات ہیں اور یہ ان کے اقوال ہیں اب تم ہی انصاف کرو کہ صدی مجدد اور وقت کے مسیح ایسے شخص ہو سکتے ہیں۔اللہ تعالیٰ چشم بصیرت عنایت کرے اور ایسی ناجائزہ محبت سے محفوظ رکھے۔ و اللہ الموفق و المعین و الحمد للہ رب العالمین

مضمون اخبار بدر

نکاح والی پیش گوئی

قادیانی اخبار بدر ۸۔اگست ۱۹۱۲ء کے صفحہ ۶ پر لکھا ہے:

حضرت اقدس مسیح موعود (مرزا قادیانی) پر جس قدر اعتراضات کئے جاتے ہیں ان کے جواب خود آنحضور کی تصانیف وافادات میں بیّن طور پر موجود ہوتے ہیں۔ بلکہ علی العموم جس جگہ پر کوئی اعتراض کیا جاتا ہے اسی جگہ اس کا جواب موجود ہوتا ہے۔مگر افسوس تو یہ ہے کہ اول تو ہم لوگ آنحضور (مرزا قادیانی) کی کتابیں اور افادات بہت کم پڑھتے ہیں۔ ہماری جماعت میں ایسے لوگ بہت ہی کم ہوں گے جنہوں نے آنحضور (مرزا قادیانی) کی کل تصانیف واشتہارات کو اول سے آخر تک غور سے پڑھا ہو۔ میں یہ نہیں کہتا کہ ایسے لوگ بالکل مفقود ہیں۔نہیں نہیں، مگر نسبتاً بہت ہی تھوڑے ہیں اور یہ اعتراضات قریباً ہر ایک احمدی پر کئے جاتے ہیں۔پس اگر ہم کسی موقعہ پر اس وجہ سے کہ ہم لوگ آنحضور (مرزا غلام احمد) کی تصانیف وتحریرات کو بہت کم پڑھتے ہیں، معترض کو لاجواب نہ کرسکیں اور اس پر حقیقۃ الامر نہ کھولنے سے قاصر رہیں تو یہ ہماری اپنی کوتاہی کی سزا ہے۔

پھر اعتراض کرنے والا شخص پیش گوئی کے پورا ہونے کے معیاروں کو نظرانداز کرنا چاہتا ہے اور ایسے طریق پر ان کا پورا ہونا چاہتا ہے جو اس کے خانہ زاد معیار کے مطابق ہو، اگرچہ اس سے تمام انبیاء کرام اور قرآن کریم کی صاف صاف تکذیب ہی کیوں نہ لازم آئے۔اور معترض کے اس بے جا اقتراح کو تسلیم کرکے ہم لوگ بھی باوجودیکہ قرآن کریم کے مقرر کردہ معیاروں سے بفضل خدا آگاہ ہی رکھتے ہیں کوئی خانہ زاد جواب گھڑنے کی کوشش کرنے لگتے ہیں، حالانکہ یہ سخت غلطی ہے۔ اگر قرآن کریم کے مقرر کردہ معیاروں کے اندر رہیں تو ہمیں ان بے جا اعتراضوں پر دبنا نہ پڑے، اور نہ ہمیں اپنے پاس سے جواب گھڑنے پڑیں۔کیا قرآن کریم میں نہیں لکھا

يصبكم بعض الذى يعدكم

کیا یہ آیت قرآن میں نہیں ہے

قالوا یا نوح قد جادلتنا فاکثر جدالنا، فائتنا بما تعدنا ان کنت من الصادقین۔ قال انما یاتیکم به الله ان شاء و ما انتم بمعجزین

کیا یونس کی پیش گوئی ان کی قوم پر جس رنگ میں پوری ہوئی تھی اس سے یہ سارے اعتراضات رفع نہیں ہو جاتے۔ یا کہ اس کا ذکر ہی قرآن کریم میں نہیں ہے اور کہ یہ خبر بالکل بے بنیاد ہے؟

احمد بیگ کے داماد کی بابت پیش گوئی پر جو اعتراض انجام آتھم صفحہ ۳۱ کی بنا پر کیا گیا ہے اس کا جواب تو وہیں دوسرے صفحہ میں ایسا صاف موجود ہے جسے سن کر ہمارے مخالفوں کو شرمندہ ہونا چاہیے اور وہ جواب یہ ہے:

اور ضرور ہے کہ یہ وعید کی موت اس سے تھمی رہے جب تک کہ وہ گھڑی آ جائے کہ اس کو بے باک کر دیوے۔ سو اگر جلدی کرنا ہے تو اٹھو اور اس کو بے باک اور مکذب بناؤ اور اس سے اشتہار دلاؤ اور خدا کی قدرت کا تماشا دیکھو۔ (حاشیہ انجام آتھم۔ ص ۳۲)۔

پھر اسی صفحہ میں (مرزا قادیانی) فرماتے ہیں:

فیصلہ تو آسان ہے احمد بیگ کے داماد سلطان محمد کو کہو کہ تکذیب کا اشتہار دے۔ پھر اس کے بعد جو میعاد خدا تعالی مقرر کرے، اگر اس سے اس کی موت کی تجاوز کرے، تو میں جھوٹا ہوں۔ ورنہ اے نادانوں صادقوں کو جھوٹا مت ٹھہراؤ کہ روسیاہی کے ساتھ مر جاؤ گے۔ (حاشیہ ص ۱۳۲ انجام آتھم)

اس سے ثابت ہوا کہ جب تک وہ (سلطان محمد) از سر نو بے باکانہ و مکذبانہ اشتہار نہ دے، تب تک ضرور ہے کہ اس وعید کی موت تھمی رہے اور ممکن نہیں کہ وہ وعید کی موت مرے جب تک کہ وہ یہ شرط پوری نہ کرے۔ پس چونکہ اس (سلطان محمد) نے شرط پوری نہ کی اس لئے ممکن نہ تھا کہ مشروط پایا جاتا۔ یعنی وہ وعید کی موت سے مرتا۔ یہی نہیں کہ اس نے یہ شرط پوری نہیں کی بلکہ، انجام یہ ہوا کہ وہ بزرگ خاندان جو بانی اس کام کے تھے سلسلہ بیعت میں داخل ہو گئے (حقیقۃ الوحی۔ ص ۱۳۲) جس

نے شرط تو بی تو بی پوری کر کے پیش گوئی کی صداقت ثابت کر دی۔

اب ہمیں معترضین مہربانی فرما کر جواب دیں کہ کیوں انہوں نے سلطان محمد سے اشتہار نہیں دلوایا اور اس طرح سے آنحضور (مرزا قادیانی) کی پیش گوئی کو پورا کیا۔ آنحضور نے یہ پیش گوئی نہیں کی کہ سلطان محمد کی وعید کی موت (حضرت اقدس کی زندگی میں اس کا مرنا) نہیں آ سکتی جب تک کہ وہ مکذبانہ اشتہار والی شرط پوری نہ کرے (چنانچہ اس شرط کے نہ پورا ہونے کی وجہ سے حضرت اقدس کی زندگی میں نہیں مرا اور بحمد اللہ پیش گوئی پوری ہوئی) اگر انہیں یقین نہیں تھا کہ پیش گوئی الہام کی بنا پر کی گئی ہے تو انہیں چاہیے تھا کہ شرط کو پورا کر کے اس کا جھوٹا ہونا ثابت کرتے اب تو انہوں نے خود اپنے ہاتھوں سے اس پیش گوئی کو پورا کیا اور خدا کی باتیں پوری ہوئیں

ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۵۴ میں بھی اسی پیش گوئی کو دہرایا ہے اور تیسرے نکاح کی پیش گوئی اور سلطان محمد کی وعیدی موت کی پیش گوئی کو بتصریح ایک ہی پیش گوئی قرار دیا ہے یعنی نکاح ثالث والی کوئی الگ پیش گوئی نہیں، وہی داماد احمد بیگ والی پیش گوئی جس کی شرط صفحہ ۳۲ میں مذکور ہو چکی ہے پس جب وہ پوری ہوگئی تو یہ بھی پوری ہوگئی کیونکہ یہ کوئی الگ پیش گوئی نہیں تھی۔ رقم، العبد محمد اسماعیل مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان۔ (بدر ۸۔ اگست ۱۹۱۲ء ص ۶)

اڈیٹوریل اخبار بدر

فیصلہ آسمانی

قادیانی اخبار بدر کے اڈیٹر مفتی محمد صادق قادیانی نے ۱۹ ستمبر ۱۹۱۲ء کا اڈیٹوریل یوں لکھا:

آسمانی باتوں کی مثالیں بہت کچھ دنیوی حالات سے ملتی ہیں۔ جب کوئی سرکاری سپاہی کسی گاؤں میں جاتا ہے، تو ضرور ہے کہ وہ کسی ظالم اور بدکاروں کے واسطے خوف، اور کسی مظلوم اور نیکوکاروں کے واسطے خوشی کا موجب ہو۔ بدکار اس سے بھاگتے ہیں، گالیاں سناتے ہیں۔ اور بدکاروں کے

مظہر گاؤں کے کتے سب سے اول اس پر بھونکنا شروع کرتے ہیں۔ بلکہ عوام کو اس کے آنے کی خبر بھی اسی سے لگتی ہے۔

یہی حال روحانی مامورین کے آنے کے وقت ہوتا ہے۔ ہر ایک متکبر جفا کار اس کے مقابلہ کے لئے اٹھتا ہے۔ اور اپنے گھمنڈ میں جوش مارتا ہے کہ اسے کچل ڈالے۔ مگر پورانے شیطان کی طرح آخر اس کا اپنا ہی سر کچلا جاتا ہے۔ ایسا ہی تمام انبیاء کے وقت ہوتا آیا ہے، اور یہی واقعہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے وقت میں بھی ہوا۔ سب سے پہلے تو پنجاب کے ہی علماء اٹھے۔ کسی نے یہاں سر نکالا اور کچلا گیا، کوئی وہاں اٹھا اور مارا گیا۔ کوئی چندروز ابال کھا کر سوڈا واٹر کی جھاگ کی طرح ٹھنڈا ہو کر بیٹھ گیا۔ سب نے باری باری اپنا حصہ پورا کیا۔

آج کل یہ جوش بہار کے علاقہ میں بہت ابال کھا رہا ہے۔ وہاں کسی مولوی نے جو بہ سبب بزدلی اور نامردی کے اپنا نام ظاہر کرنے سے ڈرتا ہے، ایک رسالہ چھاپا ہے جس کا نام فیصلہ آسمانی رکھا ہے۔ یہ تو کسی کو جرأت نہیں ہوئی کہ ایک نسخہ اس رسالے کا یہاں بھی بھیج دیتا، اسواسطے ہمیں اس کے دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا۔ مگر آئے دن کے اشتہارات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں زیادہ تر مرزا احمد بیگ والی پیش گوئی کا ذکر کیا ہے کہ وہ پوری نہیں ہوئی۔ اور بہار کے ناواقف لوگوں کی نگاہ میں وہ رسالہ گویا معلومات عجیبہ کا ذخیرہ ہے۔ آئے دن اس کے متعلق اشتہارات نکلتے ہیں کہ آؤ مرزائیو! جواب دو۔ کوئی اشتہار مونگیر سے نکلتا ہے، کوئی بھاگل پور سے، کوئی دربھنگہ سے، غرض عجب طوفان بے تمیزی کھڑا ہو رہا ہے۔ حیرانی کی بات ہے کہ جن کتابوں پر اعتراض کرتے ہوئے یہ رسالے لکھے جاتے ہیں ان کو تو کوئی پڑھتا ہی نہیں اور اعتراضوں کو خوب گھوٹا جاتا ہے۔ ان لوگوں کی مثال وہ ہے کہ مجھے ایک انگریز عورت ملی، کہنے لگی کہ اسلام میں لکھا ہے کہ عورتوں کی روح نہیں ہوتی وہ بہشت میں نہ جائیں گی۔ میں نے پوچھا کہاں لکھا ہے۔ تو وہ ایک پادری کی کتاب اٹھا لائی۔ میں نے یہ اسلام کی کتاب نہیں پادری کی کتاب ہے۔ اسلام کی کتاب قرآن شریف ہے۔ ایک قرآن شریف منگوا کر اسے وہ آیات دکھائی گئیں جن میں عورتوں کے نیک اعمال کمانے اور مثل مردوں

کے جزائے خیر پانے کا ذکر ہے۔تب وہ شرمندہ ہوکر قائل ہوئی۔

سو یہی حال ہمارے غیر احمدی لوگوں کا ہے کہ حضرت (مرزا) صاحب کی کتابیں تو پڑھتے نہیں اور اگر کسی نے ان پر کوئی اعتراض کیا ہے تو وہ ضرور پڑھ لیتے ہیں۔ اصل کو پڑھتے نہیں، اور اس کافر عورت سے بھی زیادہ ڈھیٹ ہیں کیونکہ وہ تو اپنی غلطی معلوم کر کے شرمندہ ہوگئی مگر یہ کبھی شرمندہ بھی نہیں ہوتے۔

کس دلیری سے جھوٹ بولا جاتا ہے کہ احمد بیگ والی پیش گوئی پوری نہیں ہوئی حالانکہ احمد بیگ پیش گوئی کی میعاد مقررہ کے اندر سب سے اول مر گیا، اور وہی پچھلوں کے واسطے توبہ واستغفار اور گریہ زاری کا موجب ہو کر ان کی بچاؤ کا موجب ہوا۔ حضرت مرزا صاحب کسی کے ہلاک ہونے میں خوش نہ تھے۔ مخالفین کی سخت دلی نے ان کو ایک تماشہ دکھایا۔ جب وہ گھبرائے اور رونے چلانے لگے اور مخالفت چھوڑ دی تو اصل مطلب حل ہوا۔ بقیہ عذاب کو خدا نے معاف کیا۔ اگر اسی کا نام وعدہ خلافی ہے تو پھر بڑے وعدہ خلاف تمہارے خیال میں قیصر جارج ہوں گے جن کی سرکار نے کسی کو دس سال کی قید دی تھی اور کسی کو پانچ سال کی اور کسی کو دو سال کی اور کارونیشن کے دنوں میں ہنوز ان کی قید کے وعدہ کے دن پورے نہ ہوئے تھے کہ ان کو چھوڑ دیا۔ ہمارے اندھے مخالف مولویوں کے نزدیک تو شاید یہ بھی وعدہ خلافی ہوگی مگر دنیا کے کتے ہیں یہاں تو نام لیتے ڈرتے ہیں کہ کہیں سرکاری مہمانی کی روٹی نہ کھانی پڑ جائے۔ لیکن یاد رکھیں کہ دنیا روزے چند ہے آخر خدا کے حضور پیش ہونا ہے۔ وہاں ان کو پتہ لگے گا کہ جو سلوک احمد بیگ کے پس ماندگان کے ساتھ ہوا، وہ ان کے ساتھ نہ ہوتو اچھا ہے یا ان کے معاملہ میں کسی درگذر سے کام نہ لیا جائے تب یہ خوش ہوں گے۔

الغرض احمد بیگ والی پیش گوئی پوری ہوئی اور ضرور ہوئی۔ بعض اس کے مطابق ہلاک ہوئے ،بعض نے توبہ اور نرم دلی سے فائدہ اٹھالیا۔ لیکن میں فیصلہ آسمانی کے گمنام یا بے نام مولوی اور اس کے ساتھ ڈھولک بجانے والوں سے پوچھتا ہوں کہ اچھا تم یہ بتلاؤ کہ ہر ایک کام دنیا میں کسی فائدے اور غرض کے واسطے ہوتا ہے تم جو اس بات پر زور دیتے ہو کہ یہ پیش گوئی تمہارے خیالات

کے مطابق پوری ہوتی، بالفرض اسی طرح پوری ہوجاتی تو کس فائدے اور کس نتیجے کے واسطے؟ اس کے اس رنگ میں پورا ہو جانے سے تمہاری کون سی غرض پوری ہو جاتی۔ پیش گوئیوں کا فائدہ تو یہ ہوتا ہے کہ اس کو پورا ہوتا ہوا دیکھ کر لوگ ایمان لائیں اور نجات پائیں مگر جن ضدی بے ایمان لوگوں نے صدہا باتوں کو پورا ہوتے ہوئے دیکھ کر ایمان کی طرف رخ نہیں کیا، ان سے یہ امید کیوں کر ہوسکتی ہے کہ اس بات کو اپنے خیال کے مطابق پورا ہوتے ہوئے دیکھ کر مان لیں گے اگر وہ ماننے والے ہوتے تو لیکھ رام کی موت، ڈپٹی آتھم کا بچنا پھرنا، چراغ دین جمونی کی ذلت کی موت، مقدمات میں فتوحات آسمانی گولے کا نشان، کوریا میں جاپانی سلطنت، تقسیم بنگال کی منسوخی، اور صدہا ایسے نشانات ان کو راہ راست پر لانے کے واسطے کم نہ تھے مگر جب خدا نے دیکھا کہ ان کے واسطے ڈرانا نہ ڈرانا نشان دکھانا، یا نہ دکھانا برابر ہورہا ہے۔ فی قلوبھم مرض فزادھم اللہ مرضا والی بات ان پر صادق آئی (حالانکہ محمدی والی پیش گوئی شائد ان سب مذکورہ معاملات سے پہلے کی ہے۔ یعنی معاملہ الٹ ہونا چاہیے تھا۔ بہا) اگر ان لوگوں میں ذرا بھی انصاف اور حق کی محبت ہوتی تو وہ پہلے قرآن اور احادیث کی پیش گوئیوں کی تصدیق کرتے حضرت مسیح موعود نے جو نشان دکھائے ہیں ان سے فائدہ اٹھاتے۔ تب خدا ان پر رحم کرتا۔ اور جو بات ان کی سمجھ میں نہیں آتی وہ بھی خدا انہیں سمجھا دیتا۔ صرف اعتراض کر لینا کچھ شئے نہیں۔ عیسائی اور آریہ ہزاروں اعتراض اسلام اور بانی اسلام پر کرتے ہیں۔ مگر وہ جھوٹے ہیں۔ اور ایسا ہی خدا کے مسیح (مرزا قادیانی) کے ساتھ دشمنی کرنے والے بھی جھوٹے ہیں۔ وقت قریب ہے کہ خدا تمہیں یہودیوں کی طرح ذلت کے گڑھے میں گرائے جہاں سوائے رونے اور دانت پیسنے کے کچھ حاصل نہ ہوگا۔

اپنے دل سے فیصلہ آسمانی گھڑ کر اپنے جی کو خوش کر لینا اور بات ہے، مگر سچا آسمانی فیصلہ خود ظاہر ہے کہ ایک شخص نے خدا سے حکم پا کر دنیا کو پیغام راستی اور نیکی کا دیا۔ زمانے کے علماء اور کبراء نے اس کی مخالفت کی۔ عداوت ذلت اور ہلاکت کے لئے سارا زور لگایا، مگر اس کا کچھ بگاڑ نہ سکے۔ اس نے سب پر فتح پائی اور دشمنوں کے دیکھتے دیکھتے چار لاکھ کی جماعت کا سردار بن گیا۔ یہ ہے آسمانی

فیصلہ جو خدا نے کر کے دکھلا دیا۔ اور اس وعدے کو پورا کیا کہ میں اپنے رسولوں کی نصرت کرتا ہوں۔ اب تم اپنے گھر میں بیٹھے ہزار آسمانی فیصلے لکھو، تمہارے منہ کی پھونکوں سے خدائی نور بجھ نہیں سکتا۔

(اخبار بدر قادیان ۱۹ستمبر ۱۹۱۲ء ص ۴۔۵)

تنزیہہ ربانی

درج بالا قادیانی تحریروں کے جواب میں مولانا محمد علی مونگیری نے ابو احمد رحمانی کے قلمی نام سے تنزیہہ ربانی تحریر فرمائی اور اس میں لکھا:

برادران اسلام اور بالخصوص جماعت مرزائیہ سے آرزو کے ساتھ کہتا ہوں کہ میری خیر خواہانہ گذارش کو دلی توجہ سے سنیں۔ مذہب اسلام میں پہلی ہی صدی سے مختلف فرقے نکلنا شروع ہو گئے تھے اور برابر ہوتے رہے اور اب بھی وہی حال ہے۔ تاریخ اٹھا کر دیکھئے جس زمانہ میں جس نے جو دعوی کیا ہے اس کے ماننے والے ضرور ہوئے ہیں اور نہایت زور سے مانا گیا ہے۔ نویں صدی کے آخر میں سید محمد جون پوری نے مہدی ہونے کا دعوی کیا اور تیرھویں صدی میں محمد علی بابی نے فارس میں بھی دعوی کیا۔ انکے ماننے والے اس وقت تک کثرت سے موجود ہیں اسی طرح چودھویں صدی میں مرزا قادیانی نے دعوی کیا ہے۔ جس طرح مرزا قادیانی اپنے نشانات اور معجزات کا دعوی کرتے ہیں ان سبھوں نے کیا ہے کیونکہ بغیر نشان دیکھے لوگ معتقد نہیں ہو سکتے۔ اب وہ نشانات کیسے تھے، یہ ایک بحث ہے جس میں عقلاء اور فہمیدہ حضرات کو نہایت دور اندیشی اور غور سے کام لینا چاہیے ممکن ہے کہ پہلے غلطی سے مان لیا ہو۔ مگر سخت خطرناک معاملہ ہے اگر واقعی غلطی ہے تو دائمی زندگی میں مصیبت اٹھانا ہے (اللھم احفظنا) اس لئے تحقیق کرنا اور دردمند مخالف کی باتوں کو غور و انصاف سے معلوم کرنا نہایت دانش مندی ہے۔ اس تحریر کا باعث محض ان کی بہی خواہی ہے آپ اسے غور سے ملاحظہ کریں۔ جماعت مرزائیہ کے حضرات کو دیکھا جاتا ہے کہ کسی خیر خواہ کی بات کو

بھی اچھی طرح نہیں دیکھتے اور موافق کی بالکل غلط اور بے سروپا باتوں سے ان کی تسلی ہو جاتی ہے۔ ذرا خیال تو کریں کہ مرزا قادیانی نے اپنے دعوی اور اپنے نشانات کے اعلان میں بے انتہاء کوشش کی۔ عربی فارسی اردو انگریزی میں بہت رسالے اور اشتہارات ساری دنیا میں شائع کئے۔ مگر اس کا نتیجہ دیکھئے کیا ہوا؟ کوئی عیسائی، کوئی آریہ، کوئی ہندو وغیرہ مسلمان نہیں ہوا۔ چند مسلمانوں میں سے انہیں مانا ان میں دو چار اہل علم سنے جاتے ہیں ان کے خلاف سینکڑوں علماء تو یہیں ہندوستان میں موجود ہیں۔ عرب فارس وغیرہ کے علماء کی تعداد تو بہت کچھ ہے ان کی تحریریں ہر جگہ پہنچی ہیں مگر کسی نے انہیں نہیں مانا۔ اب ہزاروں علماء کو بے دین اور متعصب کیسے مان لیا جائے اور دو چار کو اس کثیر جماعت پر کیونکر ترجیح دی جائے؟ جو خرابی آپ سینکڑوں ہزاروں علماء میں مانتے ہیں کیا وجہ ہے کہ اس قسم کی خرابی دو چار دس بیس علماء میں نہیں ہوسکتی۔ اس قلیل تعداد کا غلطی میں پڑ جانا عجب نہیں اور ان کے مقابل میں ہزاروں کا غلطی میں پڑ جانا قیاس سے باہر ہے... پھر کیسے اعلانیہ صریح اقوال مرزا قادیانی کے آپ کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں جن سے ہر فہمیدہ انہیں کاذب یقین کرسکتا ہے مگر آپ خیال بھی نہیں کرتے بلکہ خدا پر عیب لگانا بہت آسان سمجھتے ہیں اس بات سے کہ مرزا قادیانی پر عیب لگایا جائے اور انہیں کاذب کہا جائے۔ میں نہایت دردمندی سے کہتا ہوں کہ فیصلہ آسمانی میں جو کچھ لکھا گیا ہے وہ نہایت تحقیق اور مسلمانوں کی محض بہی خواہی کے لئے لکھا گیا ہے اور اس کی باتوں کا جواب نہیں ہوسکتا آپ انصاف سے ملاحظہ کریں۔ بعض حضرات نے اس کے بعض مضامین کے جواب میں کچھ لکھا تھا اس کی حالت اس رسالہ میں ملاحظہ کی جائے

واللہ الموفق۔ مسلمانوں کا خیر خواہ۔ ابو احمد رحمانی

بسم الله الر حمن الر حيم۔ نحمده و نصلی علی رسو له الكر يم

مذہب حقہ اسلام میں بہت گروہ گزرے ہیں وہ سب اسی قرآن مجید و حدیث کے ماننے والے تھے اور اب بھی ہیں۔ مگر جب ان کے مسائل و عقائد پر نظر کی جاتی ہے تو حیرت ہوتی ہے کہ بعض نے ایسے کفریہ اور خدا و رسول پر عیب لگانے والے عقاید کیونکر اس مقدس کتاب سے نکالے۔ عقاید

وغیرہ کی کتابوں کو دیکھ کر تعجب ہوتا تھا اور کسی وقت یہ خیال ہو جاتا تھا کہ بزرگوں نے شائد کسی مخالف سے سن کر لکھ دیا ہے ایسا عقیدہ کون مسلمان رکھ سکتا ہے۔ غرض کسی وقت یہ بدگمانی بزرگوں سے ہوتی تھی مگر اب گروہ قادیانی کی حالت معائنہ کر کے یہ بدگمانی بالکل جاتی رہی کیونکہ ان کے بعض عقاید ایسے ہی ہیں اور پھر وہ اسی قرآن مجید سے ثابت کرتے ہیں۔ حیرت ہوتی ہے اور قدرت خدا نظر آتی ہے وہ مقدس مذہب اسلام جس کے برگزیدہ بانی نے خلاف گوئی اور جھوٹ کو گویا مبائن اسلام قرار دیا ہے اور فرمایا ہے کہ مسلمان جھوٹ نہیں بولتا گروہ قادیانی کا یہ عقیدہ معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک خدا بھی جھوٹ بولتا ہے اور وعدہ خلافی کرتا ہے اور اپنے اس عقیدہ کو قرآن پاک سے ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ ایسے افتراء پر آسمان و زمین اگر شق ہو جائیں تو عجب نہیں۔ مسلمانو! ذرا سوچو تو سہی کہ جب وہ ذات پاک جو تمام عیبوں سے پاک ہے، جھوٹ بولے وعدہ خلافی کرے (نعوذ باللہ) تو پھر سچا کون ہوسکتا ہے اور وعدہ کا پورا کرنے والا کسے کہہ سکتے ہیں جب وہی ذات اقدس اس عیب سے پاک نہیں ہے تو اس کے ماننے والے اور اس پر ایمان لانے والے اس کے رسولوں کو کیونکر سچا مان سکتے ہیں اور اس کے وعدوں سے کس طرح دل کو خوش کر سکتے ہیں اور اس کے وعدوں سے ڈرنے کی کیا وجہ ہوسکتی ہے؟ کیونکہ ہر جگہ ان کا یہ خیال ہوگا اور نہایت صحیح خیال ہوگا کہ جو کچھ کہا گیا ہے یا کہا جاتا ہے اس کی صداقت پر کیا اطمینان ہے جب ان کی ہر بات میں محو و اثبات ہے تو کیا وجہ ہے کہ رسول کی رسالت محو نہ ہو اس خیال کے بموجب ہوسکتا ہے کہ پہلے کسی کو رسالت کا مرتبہ دیا گیا ہو اور پھر محو کر دیا ہو یا کر دے۔ جو وعدے اس نے ایمان داروں سے کئے ہیں ان کے پورا ہونے پر کیونکر اطمینان ہوسکتا ہے کیونکہ اس جماعت کے عقیدے کے بموجب خدا تعالی اکثر وعدے (۱) پورے نہیں کرتا اس لئے اس کے تمام وعدے مشکوک ہو گئے بلکہ ہر وعدے پر غالب گمان یہی ہوگا کہ یہ پورا نہ ہوگا کیونکہ وعدہ پورا نہ ہونے کا پلہ بھاری ہے یہ بھی خیال رہے کہ قادیانی جماعت کا صرف یہی خیال نہیں ہے کہ خدا تعالی جس طرح ہر بات پر قدرت رکھتا ہے وعدہ پورا نہ کرنے پر بھی وہ قادر ہے بلکہ یہ کہتے ہیں کہ وعدے خلافیاں وہ کرتا ہے مرزا قادیانی سے

کتنے وعدے اس نے کئے مگر پورے نہ کئے چنانچہ منکوحہ آسمانی کے نکاح میں آنے کا نہایت پختہ وعدہ کیا اور برسوں اس کے ظہور کا یقین دلایا گیا اور اس کے ضمن میں بہت سے وعدے اور وعیدیں تھیں مگر کسی کا ظہور نہ ہوا اس کی تفصیل فیصلہ آسمانی میں شرح مسطور ہے۔

ناظرین! قادیانی حضرات اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ اللہ تعالی سارے وعدے پورے نہیں کرتا جسے چاہتا ہے پورا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے مٹا دیتا ہے یعنی پورے نہیں کرتا۔ اس کے ثبوت میں تین آیتیں انہوں نے اس وقت تک پیش کی ہیں جو میری نظر سے گذری ہیں۔

١ ۔ یمحو اللہ ما یشاء و یثبت ۔ ٢ ۔ یصبکم بعض الذی یعدکم ۔

٣ ۔ قالوا یا نوح قد جادلتنا فاکثرت جدالنا فأتنا بما تعدنا ان کنت من الصادقین ۔ قال انما یأتیکم بہ اللہ ان شاء و ما انتم بمعجزین

پہلی آیت کو مرزا قادیانی نے حقیقۃ الوحی میں پیش کیا ہے پھر پہلی اور دوسری آیت مونگیر کے اشتہار میں دیکھی گئی جس کا نام نشان آسمانی ہے۔ اسکے بعد ٨۔ اگست ١٩١٢ء کے اخبار بدر قادیان میں دوسری اور تیسری آیت دیکھی، مگر اس آیت کی شرح و مطلب تو کیا ترجمہ بھی نہیں کیا گیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ فیصلہ آسمانی کے چھپنے کے بعد قادیانیوں میں ہلچل مچ گئی اور کئی شخصوں نے یہ رسالہ حکیم نور الدین قادیانی کے پاس بھیجا اور جواب کی خواہش کی اور اصرار کے ساتھ اس پر بدر کے مذکورہ پرچہ میں بہت مختصر مضمون نکلا جس کا عنوان یہ ہے

نکاح والی پیش گوئی

اس میں پہلے تو یہ دعوی کیا گیا ہے کہ جس قدر اعتراضات کئے جاتے ہیں ان کے جواب خود آنحضور (مرزا قادیانی) کی تصانیف میں بیّن طور سے موجود ہوتے ہیں۔ یہ مضمون اس طرح بیان کیا ہے کہ ناواقف اور معتقدین یہ سمجھیں گے کہ مرزا قادیانی کی یہ ایک بڑی کرامت ہے مگر جو حضرات مرزا قادیانی کی حالت سے واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے اپنے دعوی کی زندگانی میں

عمر کا زیادہ حصہ تحریر میں گذارا ہے اور مضمون میں اکثر اپنی بڑائی اور دوسروں کی مذمت ہے۔ اسی کے مختلف شعبے اور متعدد عنوان ان کے رسالوں میں موجود ہیں اسی میں ایک شعبہ یہ ہے کہ جو اعتراضات ان پر کئے گئے ہیں یا جو ان کے خیال میں آئے ہیں ان کے جواب دینے کی کوشش انہوں نے کی ہے اور کوئی دقیقہ اس میں اٹھا نہیں رکھا۔

ایک طرز ان کے بیان کا یہ ہے کہ ایک امر کو انہوں نے اکثر مختلف اور متضاد صورت میں بیان کیا ہے اور کہیں کوئی قید زیادہ کر دی ہے، کہیں کوئی لفظ بڑھا دیا ہے۔ اعتراضات سے بچنے کے لئے اور عوام کے سمجھانے کے لئے یہ عمدہ پہلو ہے۔ جب کسی نے کسی بات پر اعتراض کیا تو فوراً اس کا مخالف قول انہیں دکھا دیا، یا اس میں کوئی قید یا شرط نکال کر پیش کر دی۔ عوام کے تسکین کے لئے اس قدر کافی ہے۔ اب یہ کہ اصل بات کی تہہ کو پہنچنا اور اس کے تمام اقوال مختلفہ کو ملا کر نتیجہ نکالنا ہر ایک کا کام نہیں، مگر بایں ہمہ یہ کہنا کہ ہر اعتراض کا جواب ان کی تحریر میں بیّن طور سے مذکور ہے بالکل غلط ہے۔ اور اعتراضوں کے علاوہ نکاح والی پیش گوئی ایسی ہے کہ اس کا تذکرہ اور اس کے متعلق اعتراضات اور جوابات پندرہ بیس برس تک بڑے زور شور سے ہوتے رہے ہیں۔ اسی کے متعلق ابھی تکذیب قادیانی میں جو اعتراضات کئے گئے ہیں ان کا جواب ان کی تحریر سے دکھایا جائے۔

الغرض یہ اسی قسم کا مبالغہ ہے جس کی تعلیم مرزا قادیانی نے اپنی جماعت کو دی ہے۔ اب دیکھنا چاہیے کہ جو جوابات انہوں نے دیئے ہیں وہ کیسے ہیں؟ آیا اہل کمال کی توجہ کے لائق ہیں۔ اس سے مرزا قادیانی کا تبحر علمی اور وسعت نظری اور کمال دین داری معلوم ہوتی ہے، یا اس کے برعکس معاملہ ہے۔ جس کے دل میں کچھ خوف خدا ہے اور جس کے قلب میں ذرا بھی انصاف نے جگہ پائی ہے، اور علم سے اسے بہرہ ہے، وہ اس تحریر کو اور خاکسار (محمد علی مونگیری) کی دوسری تحریروں کو غور سے ملاحظہ کرے۔ اس پر ان کی اور ان کے جوابوں کی پوری حالت معلوم ہو جائے گی۔ مرزا قادیانی کو قرآن دانی کا بڑا دعوی تھا اور اب ان کے خلیفہ (نورالدین) کو دعوی ہے اور یہ سمجھتے ہیں کہ ہم کو اللہ تعالی نے قرآن پڑھا دیا ہے۔ مگر افسوس ہے اور سخت افسوس ہے کہ قرآن شریف کی متعدد آیتوں

سے وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اس قدوس متین کے وعدے ٹل جاتے ہیں، وہ اکثر اوقات وعدہ خلافی کرتا ہے اس کا پاک کلام جھوٹ کے نجاست سے ملوث ہوتا ہے (استغفر اللہ۔ آسمان وزمین پھٹ جائیں مگر ایسا نہیں ہوسکتا)

تین آیتیں اس پیشین گوئیوں کے جواب میں لکھی گئی ہیں (ان آیتوں کا مختصر مطلب یہ ہے۔ ا۔ محو و اثبات کی دو قسم ہیں۔ عام یعنی تمام کائنات اور مقدرات کے محو و اثبات پر اسے قدرت ہے جو چاہے وہ کرے مگر کرتا وہی ہے جو اس کی شان کے مناسب ہے، اور خاص یعنی جزوی محو اثبات مثلاً بعض وقت بندے کے گناہوں کو مٹا کر ان کی جگہ نیکی لکھ دیتا ہے کسی کی عمر کم ہے پھر زیادہ کر دیتا ہے۔ اس قسم کے محو اثبات بہت ہوا کرتے ہیں۔ ۲۔ حضرت موسیٰ نے فرعون سے دنیا و آخرت کی وعیدیں بیان کیں اسے آخرت پر تو ایمان ہی نہ تھا، اس لئے وہ وعیدیں تو اس کے خیال میں مضحکہ تھیں۔ ایک شخص جو اسی کے گروہ کا تھا اور پوشیدہ طور سے حضرت موسیٰ پر ایمان لایا تھا اس نے فرعون کو اس کے خیال کے بموجب سمجھایا کہ اگر موسیٰ سچے ہیں تو بعض وعیدیں، یعنی دنیاوی، تو تجھے ضرور پہنچے گی۔ قرآن مجید میں اسی کا مقولہ بیان کیا گیا ہے اس سے یہ سمجھنا کہ خدا کے کل وعدے پورے نہیں ہوتے سخت غلطی ہے۔ ۳۔ اس آیت میں غلط فہمی غالباً لفظ ان شاء سے ہوئی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت نوح نے جو منکرین سے کیں تھیں ان کے ظہور کے لئے وہ جلدی کر رہے تھے اس پر حضرت نوح نے جواب دیا کہ خدا اگر چاہے گا تو وعیدوں کو جلد ظاہر کر دے گا، اور ہونا تو ضرور ہے۔ یہ وہ مطلب ہے جو قرآن کی کسی آیت کے خلاف نہیں ہے) مگر تشریح نہیں کی گئی کہ ان سے کس طرح جواب ہو گیا اس لئے ہم بھی سکوت کرتے ہیں اور صرف اس قدر کہتے ہیں کہ ان آیتوں سے مرزا کا اور ان کے متبعین کا مدعا ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔

حاشیہ میں ہر ایک آیت کا مختصر مطلب بیان کر کے اس کا ثبوت بھی مجملاً دے دیا ہے جب وہ ان آیتوں کی تشریح کر کے اپنا مدعا ثابت کریں گے اس وقت ہم ان کی غلطی آفتاب کی طرح چمکتی ہوئی دکھاویں گے۔ تکذیب قادیانی میں بخوبی دکھا دیا گیا ہے کہ اگر آیت کا وہی مطلب مان لیا جائے جو جماعت مرزائیہ کہتی ہے تو بھی مرزا قادیانی کذب سے کسی طرح بری نہیں ہو سکتے۔ وہ اپنے اقرار کے بموجب بلا شبہ کاذب ہیں اس لئے ہمارے اعتراض کے جواب میں یہ آیتیں پیش کرنا سخت نافہمی ہے۔ چونکہ رسالہ تکذیب قادیانیت شائع ہو چکا تھا اور اس میں صرف پہلی آیت کا

ذکر کر کے کئی طریقے سے مرزا قادیانی کا کذب ثابت کیا تھا اس لئے خلیفہ قادیان نے بدر کے مضمون میں اس آیت کو چھوڑ دیا اوراس کے لکھنے کا حکم نہیں دیا۔ دوسری آیت کی نسبت اس قدر کہنا چاہتا ہوں کہ کل اور اکثر اور بعض عربی الفاظ ہیں مگر اردو میں بھی انہی معنی میں مستعمل ہیں جن میں عربی میں بولے جاتے ہیں اوراس کو معمولی نوشت وخواند والے بھی سمجھتے ہیں۔ اس لئے میں ناظرین سے کہتا ہوں کہ آیت میں لفظ بـــعـــض آیا ہے جس سے حسب خیال مرزائیاں آیت کا حاصل مطلب یہ ہوتا ہے کہ خدا تعالی کے اکثر وعدے وعید جھوٹے ہوتے ہیں اور بعض سچے ہوتے ہیں۔ اب جن کے قلب میں نور ایمان ہے اور اللہ تعالی کو تمام عیبوں سے پاک سمجھتے ہیں وہ اس مطلب پر غور کریں اور اپنے دل میں سوچیں کہ اس قدوس کی ذات ایسی ہوسکتی ہے؟ ان آیتوں کا مطلب اوراس کی تشریح فیصلہ آسمانی حصہ سوم میں اوراس کے خلاصہ میں ناظرین ملاحظہ کریں گے۔ یہاں قرآن پاک کی چند آیتیں پیش کی جاتی ہیں جن سے آفتاب نیم روز کی طرح روشن ہوتا ہے کہ خدا تعالی اس عیب سے پاک ہے اس کے وعدے ہرگز خلاف نہیں ہوتے، ضرور پورے ہوتے ہیں ،اس لئے ان کا جواب غلط ہے۔ جن آیتوں سے خلاف وعدگی ثابت کرتے ہیں وہ ان کی محض غلط فہمی ہے ان آیتوں سے ہرگز ثابت نہیں ہوتی۔ اب وہ آیتیں ملاحظہ ہوں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ خدا تعالی اس عیب سے پاک ہے۔

ا۔ لکن الذین اتقوا ر بھم لھم غر ف من فو قھا غر ف مبنیة تجری من تحتھا الا نھار وعد ا اللہ لا یخلف اللہ المیعا د۔(زمر۔۲۰)

لیکن جو لوگ اپنے پروردگار سے ڈرتے رہے ان کے لئے بالا خانے اوران پر اور بالا خانے ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں یہ ان کا خدا سے وعدہ ہے اور خدا وعدہ خلافی نہیں کرتا۔

اس آیت میں اللہ تعالی نے پہلے اہل تقوی سے وعدہ فرمایا اس کے بعد کمال وثوق اور اطمینان کے لئے ارشاد ہوا کہ یہ وعدہ اللہ کا ہے کسی دوسرے کا نہیں ہے کہ اس کے پورا ہونے میں تردد ہو۔ پھر بغرض تاکید اور تصریح ارشاد ہوا کہ اللہ اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔ اس کی ذات اس عیب

سے پاک ہے۔

اس طرز بیان نے ثابت کر دیا کہ خدا کے تمام وعدے پورے ہوتے ہیں اس کا کوئی وعدہ ایسا نہیں ہوسکتا کہ پورا نہ ہو۔ایسی صراحت کے بعد بھی اگر اس کے ایک وعدے میں بھی خلاف کا احتمال ہو اور یہ کہہ سکیں کہ اس کے بعض وعدے پورے نہیں ہوتے تو اس قدوس کا یہ بیان بالکل غلط ہو جائے گا اور اس کا کوئی وعدہ قابل اطمینان نہ رہے گا۔

جناب رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں روم کے نصاری، اہل فارس سے مغلوب ہو گئے تھے اور مسلمانوں کی خواہش تھی کہ غالب ہوں۔اللہ تعالی نے اپنے مقبول بندوں کی خواہش پوری کرنے کی نسبت فرمایا کہ اگرچہ نصاری اہل روم اس وقت مغلوب ہو گئے ہیں مگر عنقریب غالب ہوں گے اس خوش خبری کی تاکید کے لئے ارشاد ہوتا ہے:

وعد الله لا يخلف الله وعده و لكن اكثر الناس لا يعلمو ن (روم:٦)

یہ اللہ کا وعدہ ہے اور اللہ اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کیا کرتا لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

حکیم نورالدین قادیانی وغیرھم فرمائیں کہ یہ قرآن مجید کی آیتیں ہیں یا نہیں۔اگر ہیں تو ان سے یقینی طور سے ثابت ہوتا ہے یا نہیں کہ اللہ کے وعدوں میں کسی وقت خلاف کا احتمال نہیں ہوسکا۔ جس طرح پہلی آیت میں اہل تقوی کے لئے وعدہ کر کے ان کے کمال اطمینان کی غرض سے کہا گیا تھا کہ یہ اللہ کا وعدہ ہے اور اللہ اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا اس لئے تمہیں اطمینان چاہیے۔اسی طرح یہاں بھی کہا گیا۔البتہ اس قدر فرق ہے کہ پہلی آیت میں وعدہ اخروی ہے اور اس آیت میں وعدہ دنیاوی ہے ان دونوں آیتوں کے ملانے سے ثابت ہوا کہ خدا تعالی کا وعدہ اخروی ہو یا دنیاوی ضرور پورا ہوتا ہے۔یہ نہیں ہوسکتا کہ پورا نہ ہو۔اگر تخلف وعدہ کا احتمال ہو تو دونوں آیتوں میں اس جملہ کا لانا صرف بے کار ہی نہ ہوگا بلکہ یہ بیان غلط ٹھہرے گا۔اس آیت میں یہ بھی ارشاد ہے کہ اس بات کو بہت لوگ نہیں جانتے اور نہ جاننا اس وقت جماعت مرزائیہ کی باتوں سے ظاہر ہو رہا ہے۔

اس آیت کی تفسیر میں صاحب روح المعانی لکھتے ہیں:

لا یعلمو ن انه تعا لی لا یخلف وعده لجهلهم بشأنه عز و جل و عدم تفکرهم فیما یجب له جل شا نه و ما یستحیل علیه سبحا نه

لوگ نہیں جانتے کہ اللہ وعدہ خلافی نہیں کرتا اور عدم واقفیت کی وجہ یہ ہے کہ خدا کی عظمت وشان سے واقف نہیں ہیں اور غور نہیں کرتے کہ کیا کیا چیز اس کی شان کیلئے ضروری ہے اور کون کون چیز اس کی ذات کیلئے محال ہے یعنی اس کے تقدس کی وجہ سے ان کا ظہور ان کی ذات سے نہیں ہوسکتا۔

حکیم صاحب کیا ایسی تفسیریں بھی آپ کے روبرو نہیں ہیں جنہیں دیکھ کر آپ خدا پر عیب نہ لگائیں اور اپنے متبعین کو سمجھائیں۔ الغرض قرآن مجید کی آیت اور اس کی تفسیریں جماعت مرزائیہ کو جاہل بتا رہی ہیں اور کہہ رہی ہیں کہ یہ لوگ اللہ کی عظمت وشان سے محض ناواقف ہیں اس پر سخت عیب لگانا چاہتے ہیں۔

۳۔ و یستعجلو نك بالعذا ب و لن یخلف الله وعده (سورہ حج:۴۷)۔

اے پیغمبر یہ لوگ عذاب کی جلدی کر رہے ہیں اور خدا اپنے وعدے کے خلاف ہرگز نہیں کرے گا

(یعنی اللہ تعالی نے کافروں سے عذاب کا وعدہ کیا ہے وہ وعدہ ضرور پورا ہوگا اس کے خلاف ہرگز نہیں ہوسکتا۔ مگر اس کے لئے دن مقرر ہے)۔

یہ آیت اس امر میں نص قطعی ہے کہ خدا تعالی کی وعید میں بھی خلاف نہیں ہوسکتا۔ بلکہ وعید کے بیان میں لفظ لن سے نفی کی گئی ہے جس سے نہایت تاکید سمجھی جاتی ہے یعنی جس کے لئے اللہ تعالی کوئی وعید کرے اس کے خلاف ہرگز نہیں ہوسکتا اس وعید کا پورا ہونا ضروری ہے۔ یہ تاکید اس غرض سے معلوم ہوتی ہے کہ اہل عرب کا یہ مقولہ مشہور ہے

خلف الوعد کذ ب و خلف الوعید کرم

یعنی وعدہ کے خلاف کرنا جھوٹ میں داخل ہے اور وعید کے خلاف کرنا بخشش ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر وعید کے خلاف کرے تو کوئی عیب نہیں بلکہ خوبی ہے اللہ تعالی نے عرب کے اس خیال کی وجہ سے بتاکید فرمایا کہ اللہ کے وعید میں بھی خلف نہیں ہوسکتا اور اس کی وجہ ظاہر ہے کہ اگر اللہ

تعالی کے وعدہ اور وعید مین خلاف کا احتمال ہوتو قرآن پاک کے تمام وعدے اور وعیدیں بیکار ہو جائیں اور قابل اطمینان نہ رہیں اسی واسطے اس کا ارشاد ہے:

ما یبدل القول لدیّ (ق:۲۹) میری بات بدلا نہیں کرتی۔

اس میں تمام باتیں آگئیں اور ہر قسم کے وعدے اور وعیدیں اس میں داخل ہیں۔

یہاں حیرت یہ ہے کہ احمد بیگ کی لڑکی سے نکاح کے بارے میں اور اس کے داماد کے کے مرنے کے لئے مرزا قادیانی نے پختہ وعدہ خداوندی بیان کر کے یہ کہا ہے کہ لا تبدیل لکلمات اللہ یعنی خدا کی باتیں بدل نہیں سکتیں مگر جب موقع اور ضرورت اس کے خلاف کہنے کی ہوئی تو یمحو اللہ ما یشاء و یثبت پیش ہورہا ہے۔ یہ قرآن دانی ہے اور یہ دعوی حقانیت ہے۔

۴۔ فلا تحسبن اللہ مخلف وعدہ رسلہ (ابراہیم:۴۷)۔ اے مخاطب تو ایسا خیال ہرگز نہ کر کہ اللہ اپنے رسولوں سے وعدہ خلافی کرے گا، (یعنی ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا)۔

آیت کا مضمون نہایت قابل لحاظ ہے یہ ارشاد ہوا کہ اے بندے تو ایسا خیال بھی ہرگز نہ کرنا کہ اللہ اپنے رسولوں سے وعدہ خلافی کرتا ہے۔ پہلی آیتوں میں یہ بیان ہوا تھا کہ اللہ تعالی کسی وقت اور کسی سے وعدہ خلافی نہیں کرتا مگر یہاں نہایت ہی تاکید سے اس کی نفی کی گئی ہے اور کہا گیا کہ یہاں خلاف وعدگی کا خیال بھی دل میں نہ لانا اور اس خیال لانے کو تاکید سے منع کیا گیا۔ اب اس تاکید کو ناظرین ملاحظہ کریں۔ کہیے جناب حکیم صاحب یہ آیات قرآنیہ ہیں یا نہیں اگر ہیں تو ایسے نصوص صریحہ قطعیہ ہوتے ہوئے یصبکم بعض الذی یعدکم سے کوئی ذی علم حالت ہوش وجوش میں یہ ثابت کرسکتا ہے کہ خدا تعالی وعدے کے خلاف کرتا ہے کیا اس آیت کے معنی ایسے ہو سکتے ہیں جو ان نصوص قطعیہ کے مخالف ہوں؟ ذرا اوپر سے پوری آیت پڑھ کر غور کیجئے اور دیکھئے کہ یہ کس کا مقولہ ہے اور کس کے مقابلے میں کہا گیا ہے اور کس لئے کہا ہے ان امور میں غور کرنے کے بعد کوئی ذی علم اس آیت کے مطلب کو مذکورہ آیتوں کے خلاف نہیں سمجھ سکتا ہم نے حاشیہ میں اس کے معنی مختصراً بیان کردیئے ہیں آپ کا علم اور قرآن دانی کیا ہوگئی اہل علم کی آنکھوں پر کیسے پردے پڑ

گئے۔اس وقت چار ہی آیتوں پر کفایت کی جاتی ہے۔اگر جماعت مرزائیہ اسے کافی نہ سمجھے گی توان شاءاللہ اور بہت سی آیتیں اس مدعا کے ثبوت میں پیش کی جائیں گی۔

یہ بھی فرمایئے کہ ان نصوص قطعیہ سے ثابت ہوا یا نہیں کہ خدا تعالی کا یہ وعدہ مرزا قادیانی سے ہرگز نہ تھا کہ محمدی بیگم سے تیرا نکاح ہوگا اور اللہ تعالی اسے لوٹا کر مرزا قادیانی کے پاس لائے گا اور اس کا خاوند مرزا قادیانی کے روبرو مرے گا اگر یہ دونوں وعدے ہوتے تو بموجب ان نصوص کے ان وعدوں کا ظہور ضرور ہوتا۔زمین وآسمان ٹل جاتے مگر محمدی،مرزا قادیانی کے نکاح میں ضرور آتی اور اس کا میاں (سلطان محمد)ضرور مرتا۔اور اسکے مرنے کے لئے جو مجیب نے شرط بیان کی ہے اس کی غلطی اسی عبارت سے ظاہر ہو جاتی ہے جس عبارت سے شرط بیان کی گئی ہے بشرطیکہ حواس درست کر کے اس عبارت کو دیکھا جائے اور اس کے بعد الہام کے عربی الفاظ جونقل کئے ہیں ان پر نظر کی جائے۔

اس قدر تحریر بدر کے جواب کے لئے کافی تھی۔یہ وہ تحریر ہے جس سے مرزا قادیانی کے نبوت و رسالت کا بھی پورا فیصلہ ہو جاتا ہے مگر کچھ عقل وانصاف چاہیے۔بھائیو!زرا انصاف کرو۔یہ تو آپ مان چکے ہیں کہ مرزا قادیانی کے قول کے بموجب جو وعدہ الہی ہوا تھا وہ پورا نہیں ہوا۔اور میں نے ابھی نص قطعی پیش کیا ہے کہ خدا تعالی اپنے رسولوں سے وعدہ خلافی نہیں کرتا۔اس کا قطعی نتیجہ یہ ہے کہ مرزا قادیانی رسول نہ تھے۔انہیں نصوص سے اسکا بھی قطعی فیصلہ ہو جاتا ہے کہ حضرت یونسؑ سے ان کی قوم کے ہلاک کرنے کا وعدہ ہرگز نہیں ہوا ورنہ ان نصوص قطعیہ کے بموجب اس وعدے کا پورا ہونا ضرور تھا۔حکیم نورالدین قادیانی یا کوئی دوسرا ذی علم ان نصوص صریحہ کے مقابل کوئی نص صریح یا حدیث صحیح دکھا سکتا ہے جس میں اس کی تصریح ہو کہ حضرت یونسؑ سے ان کی قوم کے ہلاک کرنے کا وعدہ خدا تعالی نے کیا تھا؟میں نہایت پختہ طور سے کہتا ہوں کہ ہرگز نہیں دکھا سکتا۔حضرت یونسؑ کے قصہ کا اس قدر غل ہے کہ خدا کی پناہ مگر افسوس ہے کہ اصل بات کی تحقیق کوئی نہیں کرتا،اور مرزا قادیانی کی ناواقفی پر مطلع نہیں ہوتا۔کاتب مضمون دکھائے کہ جس طرح محمدی کے نکاح کا وعدہ

نہایت صراحت اور پختگی سے کیا گیا اسی طرح حضرت یونس کی قوم سے ان کی ہلاکت سے وعدہ کس وقت کیا گیا؟ جس کے خلاف آپ بیان کر رہے ہیں۔ حضرت یونس کی پیش گوئی کا غل مچا رکھا ہے مگر کوئی نہیں دیکھتا کہ حضرت یونسؑ نے کیا پیشین گوئی کی تھی (یعنی یہ کہا تھا کہ اگر ایمان نہ لاؤ گے تو عذاب الٰہی آئے گا یا یہ کہا تھا کہ تم تباہ ہو جاؤ گے اور یہ کہنا دو صورت سے ہوسکتا ہے ایک یہ کہ عادت اللہ پر قیاس کر کے کہا یعنی ہمیشہ ہوتا چلا آیا ہے کہ جس قوم نے نبی کا کہنا نہیں مانا اور ایمان نہیں لائے اس پر عذاب آیا اسی پر قیاس کر کے حضرت یونسؑ نے کہا ہو، یا یہ کہ بذریعہ وحی کے آپ کو معلوم ہوا۔ اس کی تحقیق میں طول ہے مگر یہ امر یقینی ہے کہ حضرت یونسؑ نے وحی کے ذریعہ سے یہ نہیں کہا کہ یہ قوم عذاب سے ہلاک ہوگی جس طرح مرزا قادیانی نے کہا تھا کہ احمد بیگ کا داماد ڈھائی برس کے اندر مر جائے گا) آیا یہ کہا تھا کہ خدا کہتا ہے کہ یہ قوم ہلاک کی جائے گی یا صرف اس قدر کہا تھا کہ عذاب آئے گا۔ اس وقت اس کی تفصیل کا موقع نہیں (ماہنامہ اشاعۃ السنہ میں شیخ الاسلام مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم نے اس موضوع پر کافی کچھ لکھ رکھا تھا۔ ذیل میں تحریک ختم نبوت جلد ۱۸ سے شیخ الاسلام بٹالویؒ کی اشاعۃ السنہ والی تحریر مختصراً نقل کی جاتی ہے۔ بہاء

چھٹی آیت قادیانی اشتہار عدم وفات شوہر زوجہ فرضی خود میں وہ پیش کی جس میں حضرت یونس کی قوم سے ایمان لانے کی وجہ سے عذاب کا اٹھایا جانا مذکور ہے۔ اور مرزا قادیانی نے دعوی کیا ہے کہ: حضرت یونس کی قوم کو قطعی طور پر بغیر بیان کسی شرط کے چالیس دن کی میعاد بتلائی گئی۔، یعنی پھر وہ عذاب اٹھالیا گیا اور وعدہ عذاب پورا نہ ہوا۔

اس آیت میں یہ نص وتصریح نہیں ہے کہ یونسؑ کو خدا تعالی نے اس قوم کو ہلاک کرنے کا قطعی وعدہ دیا تھا، اور نہ اس مضمون کی کوئی حدیث صحیح یا ضعیف دواوین سنت میں دیکھی گئی ہے۔ بلکہ نص قرآن میں (صرف یہ) بیان ہے: فلو لا كانت قرية ا منة فنفعها ايما نها الا قوم يونس لما آمنوا كشفنا عنهم العذا ب الخزى فى الحيوة الد نيا و متعنا هم الى حين ۔ (يو نس ۔ع ۱۰)

کوئی بستی ایسی نہ ہوئی کہ وہ عذاب دیکھ کر ایمان لاتے اور اس سے نفع اٹھاتے، بجز قوم یونس کے کہ جب وہ ایمان لائے تو ہم نے ان سے دنیا کی رسوائی کے عذاب کو اٹھا دیا اور ان کو ایک وقت تک دنیا سے متمتع کیا۔

جس سے ظاہراً معلوم ہوتا ہے کہ وہ عذاب قطعی ہلاکت کا نہ تھا (قطعی ہوتا تو وہ ایمان لانے سے نہ ٹلتا اور اس میں تخلّف نہ ہوتا) بلکہ وہ شرطی انذار تھا کہ اگر ایمان نہ لاؤ گے تو عذاب کئے جاؤ گے۔ پھر قوم یونس آثار عذاب دیکھ کر ایمان لے آئے تو وہ عذاب (جو بشرط عدم ایمان تھا) وقوع میں نہ آیا۔ بعض مفسرین نے یہ لکھا ہے کہ حضرت

یونس نے قوم کو چالیس شب کی میعاد مقرر کردی تھی مگر انہوں نے یہ نہیں لکھا کہ وہ وعدہ قطعی ہلاکت کا تھا، شرطی عدم ایمان کی شرط سے مشروط نہ تھا۔ بلکہ چالیس رات کی میعاد مقرر کرنے اور اس سے پہلے عذاب نہ آنے سے صاف سمجھا جاتا ہے کہ چالیس شب کی مدت انکے ایمان کے انتظار کیلئے مقرر ہوئی تھی اور اس غرض کے اظہار کیلئے تھی کہ اگر وہ اس عرصہ میں ایمان لے آویں گے تو عذاب نازل نہ ہوگا۔

امام رازی تفسیر کبیر جلد ۵ کے صفحہ ۴۲ میں لکھتے ہیں:

روی ان یونس بعث الی نینوی من ارض الموصل فکذّبوه فذهب عنهم مغاضباً فلمّا فقدوه خافوا نزول العذاب فلبسوا..... اربعین لیلة وکان یونس قال لهم ان اجلکم اربعون لیلة فقالوا ان رئینا اسباب الهلاک آمنا بك۔ فلما مضت خمس و ثلاثون لیلة ظهر فی السماء غیم اسود شدید السواد فظهر منه دخان شدید و هبط ذالك الدخان حتی وقع فی المدینة واسود سطرحهم فخرجوا الی الصحرا وفرقوا بین النساء و الصبیان وبین الدواب و اولادوها فحن بعضها الی بعض فعلت الاصوات و کثر التضرعات و اظهر الایمان و التوبة و تضرعوا الی الله تعالی فرحمهم و کشف عنهم۔

حضرت یونسؑ اہل نینوی کی طرف مبعوث ہوئے۔ انہوں نے جھٹلایا تو وہ ان سے خفا ہو کر نکل گئے۔ پھر جب انہوں نے حضرت یونس کو نہ پایا تو ڈر گئے۔ اور ٹاٹ پہننے لگے اور چلائے۔ حضرت یونس نے ان کو چالیس دن کی میعاد مقرر کردی تو وہ آپ کے جواب میں بولے کہ ہم اسباب وآثار ہلاکت دیکھیں گے تو ایمان لے آویں گے۔ اور جب تیس راتیں گذر گئیں تو آثار عذاب نمایاں ہوئے اس حال میں سیاہ بادل نمودار ہوا جس سے سخت دھواں ظاہر ہوا جو شہر میں آپڑا۔ اور اس سے اس کی چھتیں سخت سیاہ ہوگئیں۔ تب وہ لوگ جنگل کو نکل گئے۔ اپنی بیویوں کو بچوں سے جدا کر کے چلانے لگے اور ایمان لے آئے اور تائب ہوئے تو خدا نے ان پر رحم کیا اور عذاب کو ملتوی کیا گیا۔

یہ حضرت یونس کا (بقول مفسرین) چالیس دن کی میعاد مقرر کرنا اور ان کے جواب میں قوم کا یہ کہنا کہ ہم آثار واسباب دیکھ کر ایمان لے آویں گے، اور اس پر حضرت یونسؑ کا سکوت فرمانا صاف یقین دلاتا ہے کہ وہ وعدہ عذاب قطعی نہ تھا بلکہ بشرط عدم ایمان تھا۔ تب ہی انہوں نے بصورت آثار دیکھنے کے وعدہ ایمان کیا تھا۔ پھر ان کو میعاد سے پہلے آثار دکھا کر ایمان عطا ہوا اور عذاب ملتوی کیا گیا۔

نیز تفسیر کبیر کی جلد ۶ کے صفحہ ۱۸۸ میں حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا گیا ہے:

فاوحی الله الیه (ای یونسؑ) قل لهم ان لم تؤمنوا جاءکم العذاب فابلغهم فخرج من

عند ھم فلمّا فقدوہ ند موا علی فعلھم و طفقوا یطلبون فلم یقدر و ثم ذکروا امرھم و امر یونس للعلماء الذین کانوا فی دینھم فقالوا انظروا و اطلبوہ فی المدینة فطلبوہ فقیل لھم انہ خرج العشی فلما ایموا اغلقوا باب مدینتھم فلم یدخلھا بقوم ولاغنمھم و ھزنوا الوالدة عن ولدھا وکذا الصبیان والامھات ثم قاموا ینتظرون الصبح فلما انشق الصبح راو العذاب ینزل من السماء ....

کہ خدا تعالی نے حضرت یونس کی طرف جو وحی متضمن خبر عذاب کی تھی خود اس میں یہ شرط لگادی تھی کہ اگر وہ لوگ ایمان نہ لائیں گے تو ان پر عذاب نازل ہوگا۔ حضرت یونس نے ان کو یہ وحی الہی پہنچائی تو وہ ایمان لانے سے انکاری ہوئے۔ جس پر یونسؑ ان کے بیچ سے نکل گئے تو وہ پچھتائے اور یونس کی تلاش میں لگ گئے۔ یونس کو انہوں نے نہ پایا تو رونے چلانے لگ گئے اور ایسے ڈرے کہ حاملہ عورتوں کے حمل وضع ہو گئے اور انسانوں کے علاوہ گائے بکریوں کی بھی آوازیں نکلیں۔ تب عذاب رفع ہوا۔

لیجئے قادیانی صاحب! اس روایت سے کیسی صفائی اور تصریح کے ساتھ ثابت ہو گیا کہ جو حضرت یونس کو خدا تعالی نے شرطی عذاب کا ڈر سنایا تھا وہ وعدہ قطعی نہ تھا۔ اب اس سے بڑھ کر آپ کیا چاہتے ہیں اور شرطی ہونے عذاب قوم یونس کا اور کیا ثبوت مانگتے ہیں؟

اس روایت کے معنی سمجھنے میں جو قادیانی نے دھوکہ کھایا، یا دیدہ دانستہ دھوکہ دینا چاہا ہے اس کا ازالہ اشتہار چار ہزار کے دلائل کے جواب میں عنقریب کیا جائے گا۔ انشاءاللہ۔ اور اگر قادیانی اس ظاہر مفہوم آیت کو نہیں مانتا اور بیان مذکور مفسرین کو بھی (جس سے عذاب کا مشروط بعدم ایمان ہونا ثابت ہے) سچا نہیں جانتا تو وہ کسی آیت قرآن یا حدیث صحیح سے یہ ثابت کر دے کہ وہ وعدہ قطعی ہلاکت کا تھا اور پھر وہ ٹالا گیا۔ اور صرف یہی امر اس کا مدعا ثابت کرنے کو کافی نہ ہوگا بلکہ اس کو یہ بھی ثابت کرنا پڑے گا کہ قوم یونس ایمان نہ لائی تھی، اور کفر سے تائب نہ ہوئے تھے، صرف اسی قدر ڈر گئے تھے جیسا کہ بقول قادیانی عبداللہ آتھم کسی قدر ڈر گیا تھا اور وہ ایمان جو نجات کی شرط ہے، نہ لایا تھا۔ کیونکہ اگر یہ امر قادیانی ثابت نہ کر سکا اور قوم یونس کا ایمان لانا اس کے نزدیک بھی ثابت و مسلّم رہا جیسا کہ نص قرآن لما آمنوا کشفنا عنھم عذاب الخزی فی الحیوۃ الدنیا سے (جو مع ترجمہ منقول ہوئے) ثابت ہے تو پھر بھی یہ آیت قادیانی کی دلیل نہ ہو سکے گی۔ کیونکہ اس کا دعوی یہ ہے کہ کسی قدر ڈر جانے سے اور دل کے کسی گوشہ میں ایک ذرہ دھڑکہ یا خوف پیدا ہو جانے سے عذاب قطعی ٹل جاتا ہے، گو وہ ایمان جو نجات کی شرط ہے حاصل نہ ہو۔ پس جب تک آیت متعلق قصہ حضرت یونس یا کسی اور آیت سے قادیانی یہ ثابت

نہ کرے کہ صرف کسی قدر ڈر جانے سے (باوجود کافر و بے ایمان رہنے کے) عذاب موعود ٹل جاتا ہے اور ٹل گیا ہے ،اس آیت سے اس کا تمسک کرنا کمال درجہ کی بے حیائی اور بے ایمانی ہوگی۔

قادیانی کے مرید اس بات کو نہیں سمجھتے کہ عبداللہ آتھم تو بقول قادیانی بھی ایمان نہیں لایا۔صرف کسی قدر ڈر گیا تھا، بخلاف قوم یونس کہ وہ پورے طور پر اور کمال تضرع سے ایمان لے آئے تھے۔پھر یہ آیت متعلق قوم یونس (اگر بالفرض اس سے قطعی عذاب کا ٹل جانا ثابت ہو) قادیانی کی دلیل کیونکر ہوسکتی ہے۔

مرزا قادیانی نے اپنے اشتہار چار ہزار روپیہ کے صفحہ ۱۱ سے ۱۶ تک خاکسار (محمد حسین بٹالوی) کو مخاطب کر کے پہلے عام موعود اور قطعی عذابوں کے توبہ واستغفار سے ٹل جانے کا ثبوت پیش کیا ہے پھر خاص کر حضرت یونسؑ کی قوم کے عذاب کے قطعی ہونے کے ساتھ ٹل جانے کا ثبوت پیش کیا ہے۔

عام موعود اور قطعی عذابوں کے استغفار و توبہ سے ٹل جانے کے ثبوت میں اول یہ دعوی کیا ہے کہ تمام قرآن اس تعلیم سے بھرا پڑا ہے کہ اگر توبہ واستغفار قبل نزول عذاب ہو تو عذاب ٹل جاتا ہے۔اور اس دعوی کے ثبوت میں بائیبل کا ایک قصہ نقل کر دیا ہے جس کا نہ پتہ بتایا نہ حوالہ کتاب دیا۔اور اس دعوی کے ساتھ (دوسرا) یہ دعوی بھی کر دیا کہ یہ قصہ مفسرین نے لکھا ہے، بلکہ اور حدیثیں اس قسم کی بہت ہیں جن کا لکھنا موجب طول ہے۔پھر اس کے ساتھ (تیسرا) یہ دعوی بھی کر دیا ہے کہ علاوہ وعید ٹلنے کے (جو کرم مولی میں داخل ہے) اکابر صوفیہ کا مذہب ہے کہ کبھی وعدہ بھی ٹل جایا کرتا ہے،اور اس پر صوفیوں کی دو کتابوں کا حوالہ دے کر اس دعوی سوم کی دلیل قرآن سے یہ پیش کی ہے کہ موسیٰؑ کو نزول توریت کیلئے تیس رات کا وعدہ دیا گیا تھا اور کوئی شرط ساتھ نہ تھی۔مگر وعدہ قائم نہ رہا اور اس پر دس دن بڑھائے گئے،جس سے بنی اسرائیل فتنہ گوسالہ پرستی میں پڑے۔اور اس سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ جب کہ نص قطعی سے ثابت ہے کہ خدا ایسے وعدہ کی تاریخ ٹال دیتا ہے جس کے ساتھ کسی شرط کی تصریح نہیں کی گئی تھی تو وعید کی تاریخ میں عندالرجوع تاخیر ڈالنا خود کرم میں داخل ہے۔

پھر حاشیہ میں بضمن نوٹ اول مرزا قادیانی نے اس دلیل پر آپ ہی یہ سوال وارد کر کے کہ اللہ تعالی یہ فرماتا ہے ان اللہ لا یخلف المیعاد (یعنی خدا تعالی وعدہ کا خلاف نہیں کرتا)،اس کا یہ جواب دیا ہے کہ اس آیت میں وعدہ سے مراد وہ امر ہے جو خدا کے ارادہ میں وعدہ کے نام سے موسوم ہو، نہ کہ وہ امر جس کو انسان اپنے خیال کے مطابق قطعی وعدہ سمجھ لے۔اور کہا ہے کہ ممکن ہے کہ خدا تعالی ایک وعدہ کرے اور اس کے ساتھ کوئی شرط مخفی ہو جس کا اظہار نہ کرے،اور شرط کے عدم ظہور سے اس وعدہ کا ظہور نہ ہو۔پھر اپنے پہلے دعوی کی نظیر یا دلیل وہ آیت قرآن پیش کی ہے جس میں یہ ذکر ہے

لئن انجیتنا من ھذہ لنکو نّ من الشاکرین فلما انجاھم اذا ھم یبغو ن فی الار ض بغیر الحق (یو نس) کشتی والے طوفان کے وقت کہتے ہیں کہ اے خدا اگر تو ہم کو اس سے نجات دے گا تو ہم شکر گزار ہوں گے، پھر خدا جب ان کو نجات دیتا ہے تو وہ زمین میں ناحق کے طالب ہوتے ہیں۔

اور بڑے فخر سے ایسی آیات سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ: خدا تعالی اپنے قہری ارادہ سے دریا میں طوفان پیدا کرتا ہے پھر ان کے تضرع اور رجوع پر ان کو بچا لیتا ہے۔ باوجودیکہ وہ جانتا ہے کہ وہ پھر مفسدانہ حرکات کریں گے۔ پھر کہا ہے کہ کیا اس طوفان سے یہ غرض ہوتی ہے کہ کشتی والوں کو خفیف چوٹیں لگیں، مگر ہلاک نہ ہوں۔ اے شیخ! ذرا شرم کرنا چاہیے۔ اس قدر عقل کیوں ماری گئی کہ نصوص بدیہہ سے انکار کئے جاتے ہو۔

قادیانی کے اس بیان سے اس کا کوئی دعوی منجملہ دعاوی ثلاثہ ثابت نہیں ہوتا۔ اس نے جو یہ دعوی کیا ہے کہ تمام قرآن اسی تعلیم سے بھرا پڑا ہے کہ توبہ واستغفار قبل نزول عذاب ہو، تو عذاب ٹل جاتا ہے اور اس کے ثبوت میں جو کچھ کہا ہے اس میں اولاً یہ نہ سوچا کہ جو عذاب توبہ واستغفار سے ٹل جاتا ہے وہ عذاب قطعی موعود ہوتا ہے جس کے وقوع کی پیشتر خبر دی جاتی ہے یا غیر موعود؟ اور محل بحث ونزاع کونسا عذاب ہے؟ قطعی موعود یا غیر موعود؟ اور میرا دعوی کس عذاب کے ٹل جانے کا ہے، قطعی موعود کا یا غیر موعود کا۔ پس اگر عذاب قطعی موعود محل بحث ونزاع ہے اور اسی کے ٹل جانے کا مجھے دعوی ہے، تو پھر میرا کشتی والی آیت کو معرض استدلال میں لانا کیا وجہ رکھتا ہے؟ کیا کسی آیت میں یا حدیث میں یہ آیا ہے کہ کشتی والوں پر جو طوفان آیا کرتا تھا اور وہ ان کے استغفار وتضرع سے ٹل جایا کرتا تھا، وہ پیشتر سے موعود ہوتا تھا، اور اسکی نسبت خاص کوئی وعدہ ہلاکت آجاتا تھا۔ ایسا ہے تو میں اس مقام میں اس آیت کو پیش کروں جس میں وعدہ قطعی ہلاکت بہ طوفان ہوا ہو، اور پھر وہ ٹلا ہو۔ اور اگر اس مضمون کی آئت کوئی نہیں تو عقلاء جہان میری اس پیش کردہ آیت کو دیکھ کر کیا کہیں گے؟ اور اس آیت میں یا قرآن کی کسی اور آیت میں اس طوفان کا جو تضرع سے ٹل گیا تھا، وعدہ نہ دیکھیں گے تو مجھے بجز احمق یا دھوکہ باز نہ کہیں گے تو اور کیا کہیں گے؟

اور ثانیاً یہ نہ سوچا کہ دعوی تو میرا یہ تھا کہ رجوع وتضرع سے عذاب موعود ٹل جانے کی آیات سے قرآن بھرا پڑا ہے اور اس کی دلیل وتفصیل میں میرا ایک بے نشان قصہ بائیبل سے نقل کرنا کیا وجہ رکھتا ہے؟ کیا بائیبل قرآن ہے؟

تحریک ختم نبوت جلد ۱۸ ص ۲۷۱۔۲۷۶) مگر اس قدر کہتا ہوں کہ یہ پیش گوئی حضرت یونسؑ نے کسی وقت نہیں کی کہ خدا تعالی کہتا ہے کہ یہ قوم ہلاک ہوگی۔ مرزا قادیانی تو تشریف لے گئے اب ان کے خلیفہ اور متبعین ہیں وہ کسی آیت یا حدیث سے ثابت کریں کہ حضرت یونسؑ نے اپنی قوم کی ہلاکت کی

پیشین گوئی کی تھی مگر ہرگز ثابت نہیں کر سکتے البتہ عذاب آنیکی الہامی پیش گوئی بعض ضعیف روایتوں سے ثابت ہوتی ہے وہ پوری ہوئی یعنی عذاب آیا۔اب ایمان لانے کی وجہ سے اس کاٹل جانا وعدہ الہی کے مخالف نہیں ہے کیونکہ وعدہ الہی اگر تھا تو عذاب آنے کا تھا وہ وعدہ پورا ہوا، اس قوم کے ہلاک کرنے کا وعدہ نہیں تھا۔اس کےٹل جانے سے کوئی وعید نہیں ٹل گئی۔ پھر منکوحہ آسمانی اوراس کے شوہر کی نسبت پیشین گوئی کوحضرت یونس کی پیشین گوئی کے مثل کہنا اوراس کے جواب میں پیش کرنا کیسی سخت جہالت ہے منکوحہ آسمانی کے نکاح میں آنے کا وعدہ تو ایسا یقینی اورتاکیدی برسوں ہوتا رہا ہے جس کی انتہا نہیں ہے۔اسی طرح اس کے شوہر سلطان محمد کے مرنے کا وعدہ مرزا قادیانی نے بیان کیا ہے اور خدا کا سچا وعدہ بتایا ہے اوراس کے پورے ہونے پر قسم اٹھائی ہے حضرت یونس کی قوم کی ہلاکت کا وعدہ ایک مرتبہ بھی نہیں ہوا۔ پھر حضرت یونسؑ کے قصہ کو مثال میں کیوں پیش کیا جاتا ہے۔مرزا قادیانی کی پیشین گوئی کواس سے کیا مناسبت ہے خلیفہ صاحب کیا ایسی موٹی بات پر بھی آپ کی نظر نہیں ہے۔اب تو جماعت مرزائیہ کی آنکھوں میں سرسوں پھول جائے گی اوراگر عقل ہے تو جان لے گی کہ مرزا قادیانی کی عظیم الشان عمارت کیسی بے بنیاد تھی۔اب مدرس صاحب فرمائیں کہ اس پیش گوئی سے سارے اعتراضات کیوں کر رفع ہوجاتے ہیں اس کے رفع ہونے کی صورت بیان کیجئے اور چاہیے تو یہ کہ مرزا قادیانی ہی کے کلام سے کوئی جواب نکالے یا قرآن مجید سے مگر ہم اس کی بھی قید نہیں لگاتے یہ کہتے ہیں کہ جواب دیجئے یا اقرار کیجئے کہ حضرت یونسؑ کے قصے کو جواب میں پیش کرنا ہماری غلطی ہے۔

الحاصل جب آیات قرآنی سے اور مرزا قادیانی کی غلط بیانی سے ان کا کذب ثابت ہوگیا تو اب زیادہ بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے مگر جماعت مرزائیہ کی خیرخواہی چاہتی ہے کہ کچھ اور بھی ان کی غلط فہمیاں ظاہر کی جائیں جس سے متنبہ ہوں اور کسی پہلو سے حق بات ان کے ذہن نشین ہو۔ فیصلہ آسمانی کے دوسرے حصے میں مرزا قادیانی کا عظیم الشان نشان نقل کر کے صفحہ ۹ میں یہ بیان کیا ہے کہ پیش گوئی کرنا یعنی آئندہ کی خبر دینا اس بات کی دلیل نہیں ہوسکتی کہ پیش گوئی کرنے والا نبی اور

رسول یا کوئی خدا کا برگزیدہ ہے بلکہ پیش خبریاں بہت قسم کے لوگ کرتے ہیں مثلاً رمال نجومی اہل فراست وغیرہ اس سے کیا ان کی بزرگی ثابت ہو جاتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ اب چند پیش گوئیوں کو اپنی صداقت کا عظیم الشان بتانا محض دھوکا ہے کسی برگزیدہ یا کسی رسول نے پیشین گوئیوں کو اپنی صداقت کا معیار نہیں بتایا۔ اس لئے معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی نے جو اپنی صداقت کا معیار بیان کیا ہے وہی غلط ہے اگر کسی کی دو ہزار پیشین گوئیاں صحیح ثابت ہو جائیں اور کوئی پیشین گوئی اس کی غلط نہ نکلے تو بھی اس کا برگزیدہ ذرا ہونا ثابت نہیں ہوسکتا چہ جائے کہ اسے رسول مان لیا جائے اس کے بعد یہ ثابت کیا ہے کہ جن پیشین گوئیوں کو مرزا قادیانی نے اپنی صداقت کا معیار بتایا تھا اور جنہیں اپنی سچائی کا نہایت ہی عظیم الشان نشان ٹھہرایا تھا وہ غلط ثابت ہوئیں یعنی وہ پیش گوئیاں صحیح نہیں ہوئیں ان پیشین گوئیوں میں نہایت زوردار پیشین گوئی محمدی کے شوہر، احمد بیگ کے داماد کے مرنے کی ہے۔ اس کے لئے دو مرتبہ پیشین گوئی کی گئی پہلے مرتبہ کہا گیا کہ اس لڑکی کا شوہر ڈھائی سال تک فوت ہو جائے گا مگر اس مدت میں وہ فوت نہیں ہوا۔ پھر یہ کہا گیا کہ اسے مہلت دی گئی مگر میرے سامنے اس کا مرنا ضرور ہے اگر میرے سامنے نہ مرے اور میں مر جاؤں تو میں جھوٹا ہوں۔ اس دوسری پیشین گوئی کو حصہ ۲ فیصلہ آسمانی میں نقل کیا ہے اور نہایت زور سے ثابت کیا ہے کہ مرزا قادیانی اپنے متعدد اقراروں سے کاذب ثابت ہوتے ہیں اس کا جواب اخبار بدر کے پرچہ مذکور میں اسماعیل مرزائی نے دینا چاہا ہے اور اپنی قوت علمیہ کے بموجب اس پیشین گوئی کو سچا ثابت کرنے کی کوشش کی ہے مگر انہیں پہلے یہ ضرور تھا کہ اس تمہید کا جواب دیتے اور یہ ثابت کرتے کہ پیشین گوئی کا سچا ہونا مدعی کے صداقت اور برگزیدہ خدا ہونے کی دلیل ہے۔ جب اسی کو ثابت نہیں کیا گیا تو یہ دکھانا کہ مرزا قادیانی کی یہ پیشین گوئی سچی ہوئی محض بے کار ہے۔ اب یہ عظیم الشان فروگذاشت بیان کرنے کے بعد یہ دکھایا جاتا ہے کہ جس مدعا میں مجیب نے خامہ فرسائی کی تھی اس میں بھی وہ کامیاب نہ ہوئے اور جس پیشین گوئی کی صداقت ثابت کرنا چاہتے تھے اس کی صداقت ثابت نہ کر سکے وائے برنا کامئی ایشاں۔ اب مجیب صاحب کے جواب پر نظر کی جائے فرماتے ہیں

کہ احمد بیگ کے داماد کی بابت پیش گوئی پر جو اعتراض کیا گیا ہے اس کا جواب تو وہیں (فیصلہ آسمانی میں اس فیصلہ کے متعلق انجام آتھم سے چار اقوال مرزا قادیانی کے نقل کئے ہیں اگر مجیب صاحب چاروں کو بغور ملاحظہ کر لیتے تو شاید یہ جواب نہ دیتے مگر مجیب نے تو ۳۱، ۳۲ کو بھی غور سے ملاحظہ نہیں کیا۔ غالباً فیصلہ آسمانی دیکھ کر ان کے قلب میں زلزلہ پڑ گیا حواس درست نہیں رہے اور جواب دینے کا حکم ہوا اس لئے بغیر سمجھے بوجھے کچھ لکھ دیا) دوسرے صفحہ میں ایسا صاف موجود ہے جسے سن کر ہمارے مخالفین کو شرمندہ ہونا چاہیے اور وہ جواب یہ ہے مرزا قادیانی انجام آتھم صفحہ ۳۲ کے حاشیہ میں فرماتے ہیں فیصلہ تو آسان ہے احمد بیگ کے داماد سلطان محمد کو کہو کہ تکذیب کا اشتہار دے پھر اس کے بعد جو میعاد خدائے تعالی مقرر کرے اگر اس میعاد سے اس کی موت تجاوز کرے تو میں جھوٹا ہوں۔ اس کے بعد لکھتے ہیں اور ضرور ہے کہ یہ وعید کی موت اس سے تھمی رہے جب تک وہ گھڑی آ جائے کہ اس کو بے باک کر دے سو اگر جلدی کرنا ہے تو اٹھو اور اس کو بے باک (اس کے بے باک مکذب بنانے کا ثبوت تو مرزا قادیانی نے ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۶۰ پر کذبوا بآیاتنا وکانوا بھا یستھزؤن ملاحظہ کر لیا جائے۔ اس لئے وہ گھڑی تو آ گئی جس میں وہ بے باک ہو گیا باقی رہا اشتہار دلوانا یا دینا نہ کوئی شرعی بات ہے نہ عذاب آنے کے لئے یہ شرط عقلاً ونقلاً ثابت ہو سکتی ہے اس لئے وہ شرط پائی گئی اور پیش گوئی کا ظہور نہیں ہوا) اور مکذب بناؤ اور اس سے اشتہار دلاؤ اور خدا کی قدرت کا تماشہ دیکھو۔

یہ جواب جناب خلیفۃ المسیح کے ایماء سے لکھا گیا، ضرور ہے کہ ان کی نظر سے گذرا ہوگا۔ اب وہ ملاحظہ کریں کہ یہ جواب کیسا ہے اس سے خود ان کو شرمندہ ہونا چاہیے یا ان کے مخالفین کو۔ اب طالبین حق پوری توجہ سے ملاحظہ کریں۔ مدرس صاحب کا یہ جواب کئی وجہ سے غلط ہے مجیب نے نہ اس عبارت میں غور کیا جس میں اشتہار کی شرط ہے نہ صفحہ ۳۱ کی عبارت کا مطلب سمجھا نہ عبارت منقولہ کے بعد نظر کی کہ مرزا قادیانی کیا کہہ رہے ہیں۔ اگر مجیب فہم وتامل سے کام لیتا تو ہرگز نہ کہتا کہ سفحہ ۳۲ کا مضمون صفحہ ۳۱ کے مضمون کے لئے شرط ہے۔ اب غلطی کے وجوہ ملاحظہ کئے جائیں۔

پہلی وجہ: اس پر خوب غور کیا جائے کہ اصل پیشین گوئی اس مقام پر منکوحہ آسمانی کے نکاح میں

آنے کی ہے کیونکہ بار بار مرزا قادیانی نے کہا ہے کہ وہ میرے نکاح میں آئیں گی خواہ کنواری ہونے کی حالت میں یا بیاہی جانے کے بعد (اشتہار ۱۰ اجولائی۔ مجموعہ اشتہارات قادیانی۔ ج اص ۱۵۸)

پیام نکاح کے وقت یہ کہا گیا تھا کہ اگر دوسرے سے بیاہی جائے گی تو ڈھائی برس کے اندر وہ مر جائے گا۔ غرجیکہ وہ لڑکی بیوہ ہوگی اور بیوہ ہونے کے بعد میرے نکاح میں آئے گی۔ اس کے بعد وہ لڑکی دوسرے سے بیاہی گئی مگر اس کا شوہر اس میعاد میں نہ مرا اور پیشین گوئی غلط ہوئی۔ اس پر بہت شور وغل ہوا۔ پھر دوسری پیشین گوئی مرزا قادیانی نے کی اور کہا کہ اسے مہلت دی گئی ہے مگر میرے سامنے اس کا مرنا تقدیر مبرم ہے وہ ضرور مرے گا۔ اس کے مرنے کے متعلق الہامات اور پیشین گوئیاں دوطور سے ہوتی رہیں ایک تو خاص اسی کے نام سے اس کی موت کی نسبت بار بار کہا گیا ہے جس کا ذکر فیصلہ آسمانی کے صفحہ ۱۱۔۱۲ میں کیا گیا ہے۔ دوسرے منکوحہ آسمانی یعنی اس کے بیوی کی نسبت بار بار نہایت تاکید سے الہامات ہوئے ہیں کہ یرد ھا الیك فلا تكونن من الممترین۔ یعنی وہ لڑکی لوٹ کر تیرے پاس آئے گی تو اس میں شک نہ کر۔ (انجام آتھم۔ ص ۶۰۔۶۱ ایضاً ملاحظہ کیا جائے ان صفحوں میں ایک جگہ یرد ھا الیك اور دو جگہ انا را دو ھا الیك ہے جس سے نہایت تاکید ثابت ہوتی ہے یعنی وہ لڑکی ضرور تیرے پاس آئے گی) یہ الہامات بھی اس کے شوہر کے مرنے کی پیشین گوئیاں ہیں کیونکہ بغیر اس کے مرے تو وہ لڑکی مرزا قادیانی کے پاس نہیں آسکتی ان دونوں الہامات کے ملانے سے نہایت بدیہی نتیجہ یہ ہے کہ اصل مقصود اس لڑکی کا نکاح میں آنا ہے۔ اور چونکہ وہ موقوف ہے اس کے شوہر کے مرنے پر اس لئے یہ الہامات کہہ رہے ہیں کہ اس کا شوہر مرزا قادیانی کے سامنے مرے گا۔ اس میں کوئی شرط نہیں ہوسکتی۔ یہ بڑی وجہ ہے جواب کے غلط ہونے کی نہایت بدیہی امر ہے کہ جب تاکیدی الہامات یہ بتا رہے ہیں کہ احمد بیگ کی لڑکی مرزا قادیانی کے نکاح میں آئے گی تو پھر اس کے شوہر کے مرنے میں ایسی شرط کیوں کر ہوسکتی ہے جو مرزا قادیانی کے مرنے تک پوری نہ ہو۔

دوسری وجہ: انجام آتھم صفحہ ۳۱ خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۳۱ میں اسی احمد بیگ کے داماد والی پیش گوئی کی

نسبت لکھتے ہیں کہ اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیشین گوئی پوری نہ ہوگی اور میری موت آجائے گی۔

یہ جملہ کس صراحت کے ساتھ بآواز بلند پکار رہا ہے کہ احمد بیگ کے داماد کی موت مرزا قادیانی کی حیات میں ہونی چاہیے کیونکہ جس پیش گوئی کے پورا نہ ہونے پر مرزا قادیانی اپنے آپ کو جھوٹا بتا رہے ہیں وہ یہی پیشین گوئی ہے یعنی احمد بیگ کے داماد کا مرزا قادیانی کی حیات میں مرنا۔ اس میں ایسی شرط کیونکر ہوسکتی ہے کہ مرزا قادیانی کے مرنے کے بعد تک بھی پوری نہ ہو۔

مولوی اسماعیل قادیانی کیا آپ نے اردو کے اس جملہ پر بھی نظر نہیں کی اور اس کے صریح مضمون کے خلاف صفحہ ۳۲ میں اس کے لئے ایسی شرط بتائی جس کا ظہور ان کے مرنے کے بعد تک نہ ہوا۔ غرضیکہ اسی طرح صفحہ مذکور کے مضمون کے پانچ جملے ہیں جن سے ظاہر ہے کہ اس پیشین گوئی کے لئے وہ شرط نہیں ہوسکتی جسے مولوی قادیانی شرط بتا رہے ہیں مگر سب کے بیان میں طوالت ہے اس لئے ایک ہی جملہ پر کفایت کرتا ہوں۔ بعض حضرات سے یہ بھی سنا ہے کہ مرزا قادیانی کا یہ جملہ الہامی نہیں ہے بلکہ اجتہادی ہے یہاں اجتہاد میں غلطی ہوئی اور چونکہ یہ کوئی تاکیدی اور شرعی حکم نہ تھا اس لئے خدا کی طرف سے آگاہ نہیں کئے گئے۔

ایسی بات سن کر حیرت ہوتی ہے کہ اس جماعت مین کوئی سمجھ دار نہیں ہے کہ ایسی لچر باتوں کو سمجھنے اور زبان پر لانے سے روکے۔ مجھے تو اس وقت اس سے بحث نہیں ہیکہ یہ جملہ الہامی ہے یا اجتہادی۔ میں تو یہ کہتا ہوں کہ صفحہ ۳۲ کا مضمون صفحہ ۳۱ کے مضمون کے لئے شرط نہیں ہوسکتا۔ البتہ اس قدر کہہ دینا ضرور سمجھتا ہوں کہ جنہیں آپ خاتم الانبیاء کہہ رہے ہیں اور کسی مرتبہ کا نبی انہیں مان رہے ہیں کیا وہ اپنے صدق وکذب کو بغیر الہام کے کسی بات پر منحصر کرسکتے ہیں اور بفرض محال اگر وہ کریں تو ایسا ہوسکتا ہے کہ وہ پورا نہ ہو اور خلق کے روبرو اپنے کلام سے وہ جھوٹے ٹھہریں۔ یہ غیر ممکن ہے تمام شرعی احکام سے نبی کی سچائی کا ثابت کرنا زیادہ ضروری ہے مرزا قادیانی کے اس کلام کو ان کی رائے اور اجتہاد سمجھ کر اس کے غلط ہوجانے کی پرواہ نہ کرنا اور اجتہادی غلطی خیال کرلینا نہایت غلطی اور کم فہمی ہے اجتہادی غلطی اہل علم سے احکام میں ہوتی ہے اور یہ خبر ہے۔ کوئی دین دار

جس کو اللہ تعالی سے کچھ بھی رابطہ ہے بغیر پختہ اطلاع خداوندی کے ایسی خبر نہیں دے سکتا۔ خصوصاً وہ جسے مامور من اللہ ہونے کا دعوی ہو جو یہ سمجھتا ہو کہ میں عام خلق کی ہدایت کے لئے آیا ہوں۔ نہایت ظاہر ہے کہ جس طرح وہ یہ خبر دے رہا ہے کہ میں مامور من اللہ ہوں میں مسیح موعود ہوں اسی طرح وہ اپنی صداقت کو اس پیشین گوئی کے سچا ہونے پر منحصر بتا رہا ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ اس کے ایک دعوی کو سچا مان لیا جائے اور دوسرے کو اس کی اجتہادی غلطی سمجھ کر اس کی پرواہ نہ کی جائے جس طرح کوئی صادق بغیر الہام الہی مامور من اللہ ہونے کا دعوی نہیں کر سکتا اسی طرح کوئی فہمیدہ اور سچا اپنی صداقت کو کسی ایسی چیز پر منحصر نہیں کر سکتا جو اس کے اختیار سے باہر ہو۔ البتہ جھوٹے چالاک بیباک جنہیں بات بنانے میں خوب مشق ہو وہ دونوں قسم کے دعوی کر سکتے ہیں اور کئے ہیں۔ اس کے علاوہ اپنے سامنے اس کے موت کو تقدیر مبرم کہتے ہیں یعنی اس کے ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے اور نہ اس کے وقوع کے لئے کوئی شرط ہے۔ یہ بات بھی بغیر اطلاع خداوندی معلوم نہیں ہو سکتی۔ آئندہ ایک قول مرزا قادیانی کا اسی انجام آتھم سے نقل کیا جائے گا اس میں صاف مصرح ہے کہ یہ خبر اطلاع خداوندی سے دی گئی ہے۔ اس کے علاوہ یہ الہامات کہ احمد بیگ کی بیٹی ہر طرح مرزا قادیانی کے نکاح میں آئے گی، اس کو ثابت کر رہے ہیں کہ احمد بیگ کا داماد مرزا قادیانی کے سامنے مرے گا۔ اس صورت میں بھی اس خبر کی بنیاد الہام پر ہوئی۔ الغرض مرزا قادیانی کے کلام سے بخوبی ثابت ہے کہ اس الہام کی بنیاد الہام پر ہے۔ اس کے علاوہ یہ کلام ایسا ہے کہ کوئی مامور من اللہ بغیر الہام الہی کہہ نہیں سکتا۔ اس لئے جب ایسا کلام غلط ہو گیا تو مرزا قادیانی کے کاذب ہونے میں کوئی شبہ نہ رہا ۔ اب اس کی وجہ یہ ہو کہ شیطانی الہامات کو دھوکے سے وہ رحمانی سمجھے یا اس خیال پر یہ بے باکانہ دعوی کر بیٹھے کہ اگر یہ بات پوری نہ ہوئی تو ہمارے بعد ہمارے ماننے والے اپنی بات کی پچ میں کوئی بات بنا ہی دیں گے چنانچہ اب اسی کا ظہور ہو رہا ہے مگر بنائے نہیں بنتی۔

تیسری وجہ: انجام آتھم صفحہ ۳۲ خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۳۲ کی عبارت جو نقل کی گئی ہے اس سے خود ظاہر ہے کہ اس کا مضمون صفحہ ۳۱ کی پیش گوئی کے لئے شرط نہیں ہے بلکہ مرزا قادیانی احمد بیگ کے

داماد کے لئے ایک میعادی پیش گوئی کا وعدہ کرتے ہیں اس شرط پر کہ وہ اشتہار دے۔ پھر اس کے بعد جو میعاد خدا تعالی مقرر کرے اگر اس سے اس کی موت تجاوز کرے تو میں جھوٹا ہوں۔

مرزا قادیانی کی اس عبارت کو دیکھئے، اس میں صاف لکھا ہے کہ اشتہار کے بعد خدا تعالی اس کی موت کی میعاد مقرر کرے گا۔ اور میں ایک دوسری پیشین گوئی اس کی موت کے تعین وقت کے ساتھ مشتہر کرونگا جیسا کہ آپ کی عادت شریف ہے۔ صفحہ ۳۱ میں جو پیشین گوئی ہے اس میں وقت کی تعین نہیں ہے صرف اس قدر ہے کہ میرے روبرو مرے گا۔ معلوم ہوتا ہے کہ پہلے میعادی پیش گوئی کے پورا نہ ہونے پر مخالفین نے بہت لے دے کی ہوگی اس پر مرزا قادیانی نے یہ کہا کہ اشتہار دلواؤ میں پھر میعادی پیشین گوئی کروں گا اگر اس مرتبہ میری پیشین گوئی پوری نہ ہو تو مجھے جھوٹا سمجھو۔

چوتھی وجہ: جو عبارت صفحہ ۳۲ کی مجیب نے نقل کی ہے اس کے بعد ہی مرزا قادیانی لکھتے ہیں۔ اس پیشین گوئی میں عربی کے الفاظ یہ ہیں:

کذ بوا بآ یا تنا و کا نوا بھا یستھزؤن فسیکفیکھم اللہ و یر د ھا الیك لا تبدیل لکلمات اللہ ان ر بك فعا ل لما یر ید ۔(انجام آتھم۔ص۳۲)۔

انہوں نے میرے نشانوں کی تکذیب کی اور ٹھٹھا کیا ان کے مقابل میں اللہ تجھے کفایت کرے گا اور اس عورت کو تیری طرف واپس لائے گا خدا کی باتیں بدلا نہیں کرتیں۔

مجیب صاحب فرمائیں کہ اس پیشین گوئی کے اصل الفاظ یہاں کیوں نقل کئے گئے اس کے بعد بتائیں کہ ان الفاظ سے احمد بیگ کے داماد کی نسبت کیا ثابت ہوتا ہے۔ ہمارے نزدیک تو بجز اس کے اور کوئی وجہ نہیں ہوسکتی کہ صفحہ ۳۱ میں جو دعوی انہوں نے کیا ہے کہ احمد بیگ کے داماد کا میرے سامنے مرنا ضرور ہے، اس کی تصدیق الہام سے کرنا منظور ہے۔ یعنی یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ الہام کے الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے کہ احمد بیگ کا داماد میرے روبرو مرے گا۔ الہام کے الفاظ سے کئی طریقوں سے استشہاد ہوسکتا ہے مگر سب سے زیادہ ظاہر دو جملے ہیں۔

۱۔ و یر د ھا الیك۔ ۲۔ لا تبد یل لکلما ت اللہ۔

یعنی اللہ تعالیٰ احمد بیگ کی لڑکی کو لوٹا کر تیرے پاس لائے گا۔اس کی یہی صورت ہوسکتی ہے کہ اس کا شوہر مرے اس کے بعد وہ لڑکی مرزا قادیانی کے نکاح میں آئے۔الہام کے اس جملے نے پوری شہادت دے دی ہے کہ مرزا قادیانی کے سامنے وہ ضرور مرے گا اس کے لئے کوئی شرط نہیں ہے۔ دوسرا جملہ تو قرآنی جملہ ہے۔اس میں تو کسی طرح کا شک نہیں ہوسکتا اور اس جملہ نے پہلے جملہ کی نہایت تاکید کر دی کہ احمد بیگ کی لڑکی کا مرزا قادیانی کے نکاح میں آنا وعدہء خداوندی اور اس کا ارشاد ہے۔اس کی باتیں بدلا نہیں کرتیں ایک مرتبہ جو کہہ دیا اس کا ہونا ضرور ہے اس لئے اس لڑکی کا مرزا قادیانی کے پاس آنا ضرور ہے اور اس کا آنا اس پر موقوف ہے کہ احمد بیگ کا داماد پہلے مرے ۔اس الہام سے ظاہر ہوا کہ احمد بیگ کا داماد مرزا قادیانی کے سامنے مرے گا۔اس لئے مرزا قادیانی اس کے مرنے کو تقدیر مبرم کہتے ہیں۔الغرض مرزا قادیانی کے اس الہام نے صاف طور سے ظاہر کر دیا کہ اشتہار دینے کی شرط صفحہ ۳۱ کی پیشین گوئی سے تعلق نہیں رکھتی۔مجیب صاحب کے فہم پر افسوس ہے کہ اردو کی عبارت ہے مگر نہ نفس عبارت کو سمجھتے ہیں نہ اس سے ماقبل اور مابعد کو دیکھتے ہیں اور ایک بے تکی بات کہہ رہے ہیں اور جواب دینے کا شوق ہے۔مگر ہمیں تو خلیفہ پر افسوس ہے کہ انہوں نے ایسا مہمل اور غلط جواب لکھوایا اور ان کے حکم سے لکھا گیا۔ہم تو انہیں کو جواب دہ سمجھتے ہیں۔

پانچویں وجہ: اسی انجام آتھم کے صفحہ ۲۱۱ سے عربی اور فارسی میں اسی قصہ کو بیان کیا ہے اور صفحہ ۲۱۶ میں انہیں الہامی الفاظ کا اعادہ کیا ہے جو ابھی صفحہ ۳۲ سے نقل کئے گئے ہیں اس کے بعد کچھ شرح کی ہے۔میں ان کی فارسی عبارت یہاں نقل کرتا ہوں۔

آں زن را کہ زن احمد بیگ را دختر ست باز بسوئے تو واپس خواہم آورد یعنی چونکہ او از قبیلہ بباعث نکاح اجنبی بیرون شدہ باز بتقریب نکاح تو بسوئے قبیلہ رد کردہ خواہد شد۔در کلمات خدا و وعدہ ہائے او ہیچ کس تبدیل نتواند کرد۔وخدائے تو ہر چہ خواہد آں امر بہر حالت شدنی است۔ممکن نیست کہ در معرض التوا بماند۔

احمد بیگ کی لڑکی کو تیری طرف پھر لاوے گا یعنی وہ لڑکی ایک اجنبی شخص کے نکاح میں آجانے

سے اپنے قبیلہ سے باہر ہوگئی ہے مگر تیرے نکاح کی وجہ سے پھر اپنے قبیلہ میں لوٹ کر آ جائے گی۔ خدا کی باتوں میں اوراس کے وعدوں میں رد و بدل نہیں ہوسکتا اور تیرا خدا جو چاہے اس کا ہر حال میں پورا ہونا ضرور ہے ممکن نہیں کہ اس میں رکاوٹ ہو۔

پس خدائے تعالی بلفظ فسیکفیکھم اللہ سوئے ایں امر اشارہ کرد کہ او دختر احمد بیگ را بعد از میرانیدم مانعان بسوئے من واپس خواہد کرد۔ واصل مقصود میرانیدن بود۔ الخ ۔(انجام آتھم۔ص ۲۱۶۔۲۱۷)

اور فسیکفیکھم اللہ سے یہ اشارہ ہے کہ احمد بیگ کی لڑکی کے نکاح میں آنے سے جو روک رہے ہیں اللہ تعالی انہیں مار کر اس لڑکی کو میرے پاس لائے گا۔ اور اصل مقصود ان کا مارنا ہی ہے۔

حضرات ناظرین! اس عبارت کو غور سے ملاحظہ کریں اس عبارت سے دو باتیں اظہر من الشمّس ہوتی ہیں ایک یہ کہ صفحہ انجام آتھم کی عبارت میں جو کچھ کہا ہے اس کی بنا الہام خداوندی ہے محض اجتہاد نہیں ہے۔ دوسرے یہ کہ مجیب کا یہ کہنا غلط ہے کہ انجام آتھم صفحہ ۳۲ میں جو شرط مرزا صاحب قادیانی نے بیان کی ہے وہ صفحہ ۳۱ کے مضمون سے تعلق رکھتی ہے کیونکہ یہ عبارت کئی وجہ سے ظاہر کر رہی ہے کہ احمد بیگ کے داماد کا مرزا قادیانی کے سامنے مرنا ضرور ہے۔

اول: نہایت صفائی سے کہہ رہے ہیں کہ اصل مقصود خداوندی احمد بیگ کے داماد کا مارنا ہے۔ یوں تو ہر ایک انسان کا مرنا ایک نہ ایک دن ضرور ہے مگر یہاں مقصود یہ کہ مرزا قادیانی کی زندگی میں مرے تاکہ اس کی بیوی ان کے نکاح میں آئے جب مقصود خداوندی یہ ٹھہرا تو اس کی نسبت یہ کہنا کہ اس کے مرنے کے لئے ایک شرط تھی جو مرزا قادیانی کے مرنے کے بعد تک نہ پائی گئی، اس بات کا مان لینا ہے کہ مقصود خداوندی مرزا قادیانی کی شرط سے مفقود ہو گیا۔ مگر ابھی خود مرزا قادیانی کہہ چکے ہیں کہ خدا کی باتوں کو کوئی بدل نہیں سکتا۔ اس سے ظاہر ہوا کہ مقصود خداوندی کسی شرط سے مفقود نہیں ہوسکتا الغرض جب مرزا قادیانی خود اس کا مرنا اصل مقصود بیان کرتے ہیں تو وہ ایسی شرط نہیں لگا سکتے جو اس مفقود کو فوت کر دے۔ اس سے ثابت ہوا کہ مجیب نے جو صفحہ ۳۲ سے شرط نکالی ہے وہ

صفحہ ۳۱ کے مضمون کے لئے نہیں ہوسکتی۔

دوم: مرزا قادیانی کہہ رہے ہیں کہ خدا تعالی کا وعدہ ہے کہ احمد بیگ کی لڑکی کو میرے نکاح میں لائے گا اور پھر یہ بھی کہتے ہیں کہ لا تبدیل لکلمات اللہ یعنی خدا کے وعدے بدل نہیں سکتے اس سے بخوبی ثابت ہو گیا کہ اس لڑکی کا مرزا قادیانی کے نکاح میں آنا ضرور ہے اور جب اس امر کا ہونا بالہام الٰہی ضرور ہوا تو مرزا قادیانی کے سامنے احمد بیگ کے داماد کا مرنا بھی ضرور ہوا۔ اس لئے صفحہ ۳۲ والی شرط کو صفحہ ۳۱ کے مضمون سے متعلق کرنا غلط ہے۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ جس طرح اس الہام میں احمد بیگ کی لڑکی کا مرزا قادیانی کے نکاح میں لانا وعدہ خداوندی بیان کیا گیا اسی طرح (ضمیمہ انجام آتھم۔ ص ۴۵) میں اس کے شوہر کے مرنے کو خدا کا سچا وعدہ کہا ہے اور پھر یہ بھی لکھا ہے کہ وہی خدا جس کی باتیں نہیں ٹلتیں اور یہ بھی وہی کہتے ہیں کہ میرا کہا اگر پورا نہ ہو، تو میں ہر بد سے بدتر ٹھہروں گا۔،

بھائیو! ذرا تو آنکھیں کھولو جب مرزا قادیانی کے یہ اقوال ہیں تو کیسے ہوسکتا ہے کہ مرزا قادیانی نے اس کے شوہر کے مرنے کے لئے ایسی شرط لگائی کہ جس کا ظہور ان کے مرنے کے وقت تک نہ ہوا۔ حضرات مرزائی یہ بھی سمجھ لیں کہ آپ نے جو اس وقت آیتیں پیش کی ہیں اس غرض سے کہ خدا کے سارے وعدے سچے نہیں ہوتے بعض سچے ہوتے ہیں، اس لئے خدائے کریم نے ہماری طرف سے مرزا سے پہلے ہی کہلا دیا تھا کہ احمد بیگ کے داماد کا مارنا خدا کے جھوٹے وعدوں میں نہیں ہے بلکہ سچے وعدوں میں ہے۔ اس لئے ہمارے مقابلہ میں ان آیتوں کا پیش کرنا ہر طرح غلط ہے۔

الغرض مجیب صاحب کے انجام آتھم صفحہ ۳۲ والی شرط کا تو خاتمہ ہو لیا اس کا شرط کہنا تو محض غلط فہمی تھا۔ اب ایک دوسری شرط ملاحظہ کیجئے جسے مجیب صاحب نے اس پیرایہ سے بیان کیا ہے کہ:

یہی نہیں کہ اس نے شرط پوری نہیں کی بلکہ انجام یہ ہوا کہ وہ بزرگ خاندان جو بانی اس کام کے تھے سلسلہ بیعت میں داخل ہو گئے۔ جس نے شرط توبی توبی پوری کر کے پیشین گوئی کی صداقت ثابت کر دی۔

سبحان اللہ! کیا صداقت ثابت کی ہے۔ اگر اسی طرح صداقت ثابت ہو سکے تو دنیا میں کوئی جھوٹا مدعی کاذب نہیں ٹھہر سکتا۔ اس عبارت میں دو دعوی ہیں جن کا ثابت کرنا مجیب پر لازم ہے۔

ا۔ احمد بیگ کے خاندان کا بڑا جو بانی فساد یعنی مرزا قادیانی کے نکاح میں ہارج تھا مرزا قادیانی کا مرید ہو گیا۔ یہ دعوی خود مرزا قادیانی کے کلام کے خلاف ہے کیونکہ (انجام آتھم۔ص ۲۱۸) میں بانی فساد پانچ شخصوں کو لکھا ہے۔ احمد بیگ، اس کی دو بہنیں، اس کی ساس، اور یہ چاروں انتقال کر چکے ہیں۔ پانچواں شخص باقی ہے، جس کے ہلاکت کا حکم ہو چکا ہے۔ پانچویں کا نام نہیں لکھا ہے مگر تمام قرائن اور مرزا قادیانی کی تمام باتوں پر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ پانچواں شخص بھی احمد بیگ کا داماد ہے۔ ان میں سے کوئی شخص مرزا قادیانی پر ایمان نہیں لایا (مرزا کی پہلی بیوی، اور بیٹا فضل احمد بھی بانیوں میں ہو سکتے ہیں جو ہارج تھے، کیوں کہ انہوں نے مرزا کی خواہش کے باوجود مدد نہیں کی۔ اور وہ دونوں بھی حالت اسلام میں فوت ہوئے۔ بہاء) اس کے بعد بھی اگر مجیب کو دعوی ہے کہ کوئی بانی فساد ایمان لایا تھا تو اس کا نام ونشان بتائیں اور اس کا ایمان لانا ثابت کریں وہ واقف نہ ہوں تو خلیفہ قادیانی بتائیں اور حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۳۲ کا جو حوالہ دیا ہے اس میں یہ ذکر نہیں ہے البتہ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۸۷) میں ہے کہ احمد بیگ کے مرنے سے بڑا خوف اس کے اقارب پر غالب آ گیا یہاں تک کہ ان میں سے میری طرف عجز و نیاز کے ساتھ خط لکھے کہ دعا کرو۔

اس مضمون کو اگر صحیح مان لیا جائے تو اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ سلسلہ بیعت میں داخل ہو گئے اور مرزا قادیانی کے دعوی کو مان لیا۔ بہت مسلمان کہلا کر جوگیوں پنڈتوں کے پاس جا کر عجز و نیاز کرتے ہیں اور ایسی ہی حالت بعض ہنود کی ہے۔ پھر کیا یہ لوگ داخل سلسلہ ہو کر پورے مرید ہو جاتے ہیں۔ ہرگز نہیں۔

اسکے علاوہ مجیب نے جو حقیقۃ الوحی سے نقل کیا ہے وہ تو خود مرزا قادیانی کے منقولہ قول سے غلط ہو گیا یعنی بانی فساد میں سے کوئی داخل سلسلہ نہیں ہوا اور اگر پانچواں شخص احمد بیگ کے داماد کے سوا کوئی اور شخص تھا اور اس کا سلسلہ بیعت میں آنا مان لیا جائے تو اس کے توبہ کرنے سے سلطان محمد کی

وعید کیوں ٹل جائے گی کیا مرزا قادیانی کا یہ اجتہاد یا الہام ہے کہ خاندان میں ایک شخص کا ایمان لانا تمام خاندان کے لئے کافی ہے۔خلیفہ اس کو بیان فرمائیں تو کچھ کہا جائے۔الغرض پہلے اس کام کے بانی کا نام ونشان بتا کراس کا ایمان لانا ثابت کرنا چاہیے۔پھراس سوال کا جواب دینا چاہیے۔

۲۔دعوی یہ ہے کہ اس بزرگ کے مرید ہوجانے سے شرط تو بی تو بی کی پوری ہوگئی۔اس دعوی کے ثابت کرنے کے لئے ضرور ہے کہ پہلے تو بی تو بی کی تشریح کریں۔پھر یہ بتائیں کہ خاندان کے کسی بڑے کے مرید ہو جانے سے یہ شرط کس طرح پوری ہوگئی اور پیشین گوئی کی صداقت کس طرح ثابت ہوئی۔یہ تو معلوم ہے کہ پہلے مرزا قادیانی نے سلطان محمد کے مرنے اور اس کی بیوی سے نکاح کا اشتہار دیا تھا اس میں کوئی شرط نہ تھی پھر مرزا کو شرط بڑھانے کا خیال ہوا تا کہ کسی وقت کام آئے۔اس لئے دوسرے اشتہار میں عربی میں یہ جملہ شائع کیا ایتها المرأة توبی توبی فان البلاء علی عقبك ای بنتك و بنت بنتك۔(انجام آتھم ص ۲۱۴)

عربی کے الفاظ اور ترکیب کے لحاظ سے تو اس جملہ کو شرط نہیں کہہ سکتے ہیں۔یعنی پہلے اشتہار میں سلطان محمد کے مرنے کی وعید اور اس کی بیوی کا مرزا قادیانی کے نکاح میں آنے کا وعدہ تھا غرضیکہ ایک وعید تھی اور دوسرا وعدہ تھا ان دونوں کے لئے یہ جملہ شرط ہے۔اب اہل علم کے نزدیک تو اس جملہ کے شرط کہنے کا یہی مطلب ہوسکتا ہے کہ اس جملہ میں جس عورت کی طرف خطاب ہے اگر وہ توبہ کرے اور ایمان لائے تو سلطان محمد نہ مرے گا اور محمدی کا نکاح مرزا قادیانی سے ہوگا۔کیونکہ ایک کے ہونے اور دوسرے کے نہ ہونے کے لئے یہ شرط ہے۔اس لئے شرط پائے جانے کے بعد پیشین گوئی کے دونوں جز کا پایا جانا ضرور ہے مگر مرزا قادیانی کے بیان سے یہ مطلب غلط معلوم ہوتا ہے کیونکہ انجام آتھم (ص ۲۱۳۔۲۱۴) میں اس جملہ شرطیہ کی یہ شرح کرتے ہیں کہ اس جملہ کی مخاطب احمد بیگ کی خوش دامن ہے جملہ کے الفاظ کے لحاظ سے یہ کہنا بہت صحیح ہے کیونکہ خطاب میں وہی لفظ لایا گیا ہے جو عورت کے لئے خاص ہے اور اسکے بعد جو لفظ عقبك آیا ہے اس کے معنی مرزا قادیانی بیٹی اور نواسی کے لیتے ہیں اور اس سے مراد احمد بیگ کی بیوی اور بیٹی بتاتے ہیں۔الہام کے الفاظ

اور مرزا قادیانی کے اس بیان سے ثابت ہوا کہ جملہ شرطیہ کی مخاطبہ احمد بیگ کی خوش دامن ہے۔ مگر بعد کے الفاظ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اس کی بیٹی اور نواسی پر بلا ہے اس لئے اس پر بھی تبعاً توبہ کا حکم ہے مگر ان تینوں میں سے کسی نے توبہ نہیں کی۔ اب جو اس شرط کی اصل مخاطب تھی اس نے تو شرط پوری نہیں کی اور نہ انہوں نے جو تبعاً مخاطب ہوئی تھی۔ پھر ایک اجنبی شخص جو اس شرط کا مخاطب نہیں ہے اس کے ایمان لانے سے وعید کیوں ٹل گئی اور شرط کیسے پوری ہو گئی۔ ذرا ملاحظہ کیا جائے کہ شرط کی مخاطب تو احمد بیگ کی خوش دامن ہے۔ پھر اگر کوئی شخص ان کا غیر بالفرض ان سے کوئی واسطہ بھی رکھتا ہو اس کے ایمان لانے سے یہ شرط کس طرح پوری ہو سکتی ہے جیسا کہ مجیب قادیانی دعوی کر رہے ہیں اور اس پر لطف یہ ہے کہ پیشین گوئی کی صداقت کا بھی دعوی ہو رہا ہے۔ بھلا یہ تو فرمایئے کہ اگر بقول آپ کے یہ ایک پیشین گوئی ہے جس میں ایک وعدہ خداوندی اور ایک وعید ہے تو اگر شرط کا پورا ہونا تسلیم کر لیا جائے تو بھی پیشین گوئی کے پورا ہونے کیلئے ضرور تھا کہ محمدی، مرزا قادیانی کے نکاح میں آتی۔ جب اس کا ظہور نہ ہوا تو معلوم ہوا کہ پیشین گوئی خدا کی طرف سے نہ تھی اور نہ اس کے دونوں جز پورے ہوئے اور مرزا قادیانی اس قدر رسوا نہ ہوتے ایک جزء کے پورا نہ ہونے سے ثابت ہو گیا کہ دوسرا جزء جو پورا ہو گیا وہ اتفاقیہ ہوا الہام خداوندی نہ تھا کیونکہ یہ دونوں جز ایک ہی الہام کی شاخ ہیں اگر وہ الہام سچا تھا تو اس کی دونوں خبریں سچی ہوتیں۔ الحاصل الہام کے جھوٹے ہونے کے لئے اس کے ایک جزء کا غلط ہو جانا کافی ہے اور اس کے سچے ہونے کے لئے دونوں جز کا سچا ہونا ضروری ہے مگر یہ نہیں ہوا۔ اب اس پیشین گوئی کی صداقت ثابت نہیں ہوتی۔ مرزا قادیانی (انجام آتھم۔ ص ۲۱۸) میں لکھتے ہیں کہ خدا اپنے قول کو باطل نہیں کرتا اور اپنے ملہموں کو رسوا نہیں کرتا ہے اور یہاں تو مرزا قادیانی کے الہام کے مطابق خدا کے بہت قول باطل ہو گئے اور محمدی کے نکاح میں نہ آنے سے مرزا قادیانی بہت کچھ رسوا ہوئے۔ اب چند مریدوں کا نہ ماننا اور آفتاب روشن کی چمک سے انکار کرنا اہل دانش کے نزدیک لائق توجہ نہیں ہو سکتا بلکہ مرزا قادیانی کے قول سے ثابت ہو گیا کہ اس پیشین گوئی کو جو عرصہ دراز تک الہام خداوندی کہا گیا یہ غلط تھا اور مرزا

قادیانی ملہم نہ تھے۔

الحاصل تو بی تو بی کو جو پیشین گوئی کے لئے شرط کہا تھا اول تو وہ شرط پوری نہیں پائی گئی کیونکہ جسے توبہ کا حکم ہوا تھا اس نے توبہ نہیں کی اور اگر مرزا قادیانی اوران کے مریدین کی زبردستی سے قطع نظر کرلی جائے اور مان لیا جائے کہ شرط پوری ہوگئی تو بھی پیشین گوئی کی صداقت ثابت نہیں ہوتی۔

میں نے اس زبردستی میں مرزا قادیانی کو بھی شریک کیا ہے کیونکہ وہ بھی (تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۳۲، قادیانی خزئن ج ۲۲ ص ۵۷۰) میں لکھتے ہیں کہ ظہور نکاح کے لئے یہ شرط تھی جس کا ذکر ابھی کیا گیا اور جب وہ شرط پوری کردی گئی؟ تو نکاح فسخ ہوگیا یا تاخیر میں پڑ گیا۔،

یہ زبردستی یا بدحواسی ملاحظہ کی جائے۔اس کلام کا حاصل یہ ہوتا ہے کہ ظہور نکاح کے لئے جو چیز شرط تھی جب پوری ہوگئی اور پائی گئی تو مشروط یعنی نکاح فسخ ہوگیا یعنی جاتا رہا۔اب خلیفہ قادیان فرمائیں کہ تو بی تو بی کو شرط کہنا ،اور پھر اس کے پورا ہوجانے سے نکاح کا فسخ ہوجانا زبردستی یا بدحواسی نہیں ہے تو کیا ہے؟ شرط کے پورا ہوجانے سے مشروط کا ظہور چاہیے یہاں اس کے خلاف یہ کہا جاتا ہے کہ شرط کے پورا کردینے سے مشروط غائب ہوگیا۔

اس لئے میں نے دریافت کیا کہ یہ کیسی شرط ہے کہ اس کے پائے جانے سے مشروط نہ پایا گیا۔مرزا قادیانی کے اس قول کی غلطی کے وجوہ فیصلہ آسمانی حصہ سوم میں بیان کئے گئے ہیں۔ یہ بیان تو اس تقدیر پر ہے کہ جملہ تو بی تو بی کو شرط مان لیا جائے مگر مرزا قادیانی کے الہامات اوران کے صریح بیانات یہ کہتے ہیں کہ احمد بیگ کے داماد کے مرنے کیلئے کوئی شرط نہیں ہوسکتی۔مرزا قادیانی کے سامنے اس کا مرنا ضرور ہے۔اہل بصیرت اس پیشین گوئی کے الفاظ کو اور اس کے مکرر سہ کرر بیانات پر نظر کرکے انصاف فرمائیں کہ اس پیشین گوئی کی صداقت بغیر اس بات کے کہ احمد بیگ کا داماد مرزا قادیانی کے سامنے مرے کیونکر ثابت ہوسکتی ہے اور ایسی شرط اس میں کیونکر ہوسکتی ہے کہ اس کے پورا ہونے سے اس کی موت ٹل جائے۔اس سے پہلے جو بیان جدید شرط کے باطل کرنے میں کیا گیا ہے وہ اس کے لئے کافی ،مگر مکرر آگاہ کیا جاتا ہے انجام آتھم کے صفحہ ۶۰۔۶۱ میں نہایت

ہی تاکیدوں کے ساتھ مرزا قادیانی سے وعدہ خداوندی ہے کہ احمد بیگ کی لڑکی تیرے نکاح میں آئے گی۔ صفحہ مذکور کھول کر ملاحظہ کیجئے کہ کس طرح سے اور کیسی کیسی تاکیدوں سے پختہ وعدہ کیا گیا ہے اور یقین دلایا ہے کہ احمد بیگ کی لڑکی تیرے نکاح میں آئے گی۔ اگر اس کے لئے کوئی شرط ہوتی تو اس طرح ایسے پختہ اور سنگین وعدے ہرگز نہیں ہو سکتے تھے۔ پھر یہ پیشین گوئی اور ایسے پختہ وعدوں کا پورا ہونا ہندوستان کے شریفانہ برتاؤ کے لحاظ سے بغیر سلطان محمد کے مرے نہیں ہوسکتا تھا۔ اس لئے ضرور ہے اس شرط کو آپ غلط تسلیم کریں کیونکہ اس جملہ کو شرط کہنا مرزا قادیانی کا محض خیال ہے وہ جملہ بلحاظ اپنے الفاظ اور معنی کے شرط نہیں ہے۔

۲۔ اسی انجام آتھم صفحہ ۲۱۶ میں مرزا قادیانی کا الہام ہے : فا شار فی لفظ فسیکفیکھم اللہ الی انہ یرد بنت احمد الیّ بعد اھلاک المانعین۔

یعنی مانعین نکاح کے ہلاک کرنے کے بعد احمد بیگ کی لڑکی تیرے نکاح میں آئے گی۔ اور اصل مقصود ان مانعین کا ہلاک کرنا ہے۔ کہیے جناب یہ باتیں کسی کے ایمان لانے سے کیسے پوری ہو جائیں گی۔ اور اصل مقصود خداوندی کیونکر پورا ہو جائے گا۔ مرزا قادیانی کے اس الہام اور اس بیان کو سچا مان کر احمد بیگ کے داماد کی موت کے لئے کوئی ایسی شرط نہیں ہوسکتی کہ اس کے پورا ہو جانے سے اس کی موت ٹل جائے۔ مجیب کچھ تو عقل کو دخل دیجئے اور خدا سے ڈر کر کہیے کہ اس پیشین گوئی کی صداقت کیونکر ثابت ہوگئی۔

۳۔ صفحہ ۲۲۳۔ انجام آتھم میں قسم کھا کر احمد بیگ کے داماد کی موت کو حق کہہ رہے ہیں۔ اس کی نقل عنقریب آتی ہے۔ مرزا قادیانی کا یہ کلام یقینی طور سے شہادت دیتا ہے کہ وہ مرزا قادیانی کے سامنے مرے گا اس میں کوئی شرط نہیں۔

۴۔ انجام آتھم صفحہ ۳۱ میں مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ میں بار بار کہتا ہوں کہ نفس پیشین گوئی داماد احمد بیگ کی تقدیر مبرم ہے اور صفحہ ۲۲۳ میں بھی اسے تقدیر مبرم کہا ہے۔ جب احمد بیگ کے داماد کی موت کو مرزا قادیانی تقدیر مبرم کہہ رہے ہیں تو پھر اس کے لئے شرط ہونا کیا معنی؟

اہل علم کے نزدیک تو تقدیر مبرم وہی ہے جس میں کوئی شرط اور تعلیق نہ ہو۔ پھر اسے تقدیر مبرم مان کر مجیب یا کوئی صاحب اس میں شرطیں کیسی بتاتے ہیں۔ جب وہ تقدیر مبرم ہے تو اس میں شرط نہیں ہو سکتی۔ البتہ یہ اعتراض کہ جنہوں نے اسے تقدیر مبرم کہا ہے انہوں نے اس میں شرط بیان کی ہے اس کا جواب خلیفہ قادیان دیں گے میں تو اس قدر کہتا ہوں کہ مرزا قادیانی کے کلام میں ایسے تخالف بہت ہیں ان کی عادت تو یہ معلوم ہوتی ہے کہ جس وقت جیسا موقع دیکھا یا جی میں آیا زور سے ایک بات کہہ دی۔ اب وہ پہلے کسی قول کے مخالف ہو یا موافق، اور یہ سمجھ لیا تھا کہ اعتراض کے وقت بات بنا دینا کوئی غیر ممکن بات نہیں ہے۔ چنانچہ اب بین طور سے مشاہدہ ہو رہا ہے کہ تمام دنیا کے نزدیک یقیناً ان پیشین گوئیوں کا ظہور نہیں ہوا، اور اعلانیہ طور سے کاذب ہوئیں مگر جماعت مرزائیہ کہہ رہی ہے کہ پیشین گوئی کی صداقت ثابت ہوئی۔

الغرض حضرات ناظرین غور فرمائیں کہ مجیب نے جو پیشین گوئی کے لئے دوسری شرط کی طرف اشارہ کیا تھا اور کہا تھا کہ اس کے پورا ہونے سے پیشین گوئی کی صداقت ثابت ہوگئی محض غلط ہے کیونکہ یہ وہ پیشین گوئی ہے کہ اس میں کوئی شرط نہیں ہوسکتی۔

حاصل کلام: مرزا قادیانی کے متعدد اقوال سے آفتاب کی طرح روشن ہوگیا کہ احمد بیگ کے داماد کے مرنے کے لئے کوئی شرط نہیں ہوسکتی کہ اس کے پورے ہو جانے سے پیشین گوئی کی صداقت پائی جائے اور بغیر شرط کے مرزا قادیانی کا یہ مقولہ ہے کہ نفس پیشین گوئی داماد احمد بیگ کی تقدیر مبرم ہے اور اگر میں جھوٹا ہوں تو پیشین گوئی پوری نہیں ہوگی اور میری موت آجائے گی (انجام آتھم ص ۳۱) اور یہ بھی کہا کہ اگر یہ پیشین گوئی پوری نہ ہو، تو میں ہر ایک بد سے بدتر ٹھہرونگا۔

اب ساری دنیا پر روشن ہوگیا کہ مرزا مر گئے اور یہ پیشین گوئی پوری نہ ہوئی اس لئے مرزا اپنے متعدد اقراروں سے بلکہ اپنے الہام کی رو سے کاذب ثابت ہوئے، اس کا کوئی جواب نہیں ہوسکتا۔

اب خلیفۃ المسیح فرمائیں کہ آپ کے مجیب کے جواب سے کسے شرمندہ ہونا چاہیے۔ آپ کو یا آپ کے مخالفین کو۔ خدا سے ڈر کر منصفانہ جواب دیجئے گا۔ حکیم صاحب آپ مانیں یا نہ مانیں مگر

اس میں شبہ نہیں کہ فیصلہ آسمانی میں جو کچھ لکھا گیا ہے وہ واقع میں آسمانی فیصلہ ہے کسی کی مجال نہیں کہ اسے رد کر سکے۔ اس کے بعد مرزا قادیانی کا وہ قول آپ کے روبرو پیش کرتا ہوں جس سے چار باتیں نہایت روشن ہیں:

ایک یہ کہ احمد بیگ کے داماد کا مرزا قادیانی کے سامنے مرنا ضرور ہے۔

دوسری یہ کہ مرزا قادیانی اس کو اپنے صدق و کذب کا معیار کہتے ہیں۔ اور اس پر سخت قسم کھاتے ہیں

تیسرے یہ کہ مرزا قادیانی کا یہ قول اجتہادی نہیں بلکہ اس کی بنا الہام پر ہے۔

چوتھے یہ کہ صفحہ ۳۲ (انجام آتھم) میں مجیب نے جو شرط لگائی تھی وہ بھی مرزا قادیانی کے اقرار سے ان کی حیات میں پائی گئی۔

اب حضرات مرزائی آنکھیں کھول کر اور حواس درست کر کے مرزا قادیانی کا کلام ملاحظہ کریں اور اپنی جانوں پر رحم کھا کر صداقت کو اختیار کریں اور یقین کر لیں کہ مرزا قادیانی بلاشک وشبہ اپنے اقراروں کے بموجب کاذب ہیں۔

مرزا قادیانی نے پہلے احمد بیگ کے داماد کے نہ مرنے کا ذکر کیا ہے۔ یعنی ڈھائی سال کے اندر وہ کیوں نہیں مرا۔ اس کے بعد اپنے سامنے اس کے مرنے کو یقینی طور سے قسم کھا کر بیان کرتے ہیں

ثم ما قلت لکم ان القضیة (۱) علی ھذا القدر تمت و النتیجة الآخرة ھی التی ظھرت۔ و حقیقة البناء علیھا ختمت۔ بل الامر قائم (۲) علی حاله۔ و لا یرده احد باحتیاله و القدر قدر مبره من عند الرب العظیم (۳)۔ و سیأتی وقعة بفضل الله الکریم۔ فو الذی بعث لنا محمد المصطفی و جعله خیر الرسل و خیر الوری ان ھذا حق فسوف تری۔ و انی اجعل ھذا البنأ معیار الصدقی او کذبی۔ و ما (٤) قلت الا بعد ما انبئت من ربی و ان عشیرتی سیرجعون مرة اخری الی الفساد و یتزایدون فی الخبث و الغاد۔ فینزل یومئذ الامر المقدر من رب العباد لا راد لما قضی و لا مانع

لـمـا اعطی ۔ و انی ارا هم انهم ود ما لوا الی سیر هم ا لا ولی و قست قلو بهم کـمـا هی عا دة النو کی ۔ و نسوا یام الفز ع و عا دوا الی التکذ یب و الطغوی ۔(انجام آتھم ۔ص۲۲۳۔۲۲۴)

۱۔اس کلام کا حاصل یہ ہے کہ احمد بیگ کا داماد جو اس مدت میں موت سے بچ گیا تو یہ خیال نہ کرنا کہ وہ بچ گیا اب وہ اس وعید میں نہ مرے گا بلکہ وہ وعید بدستور قائم ہے وہ کسی وجہ سے رد نہیں ہوسکتی اور عنقریب اس کا وقت آتا ہے خدا کی قسم جو کچھ میں کہتا ہوں یہ حق ہے میں اسے اپنے صدق یا کذب کے لئے معیار قرار دیتا ہوں یعنی اگر اس پیشین گوئی کا ظہور ہو تو میں سچا ہوں اور اگر نہ ہو تو میں جھوٹا ہوں اور جو کچھ میں نے کہا ہے وہ خدا سے اطلاع پا کر کہا ہے۔

۲۔عبارت کے ہر ایک جملہ پر غور کرتے جایئے کہ ہر ایک جملہ اس شرط کو غلط بتا رہا ہے جسے مجیب نے پیش کیا ہے۔ دوسرا جملہ یہ کہتا ہے کہ سلطان محمد کی موت بہر حال قائم ہے۔ تیسرا جملہ کہتا ہے کہ وہ کسی کے روکنے سے رد نہیں ہو سکتے اگر اس کے لئے وہ شرط ہوتی جو مجیب لکھ رہے ہیں تو اس کا رد کرنا مشکل نہ تھا اور مجیب کے خیال کے بموجب اس کا رد ہو گیا۔ چوتھے جملہ میں اسے تقدیر مبرم کہتے ہیں اور تقدیر مبرم میں کوئی شرط نہیں ہوسکتی۔ پانچویں جملہ میں اس کے وقت کو قریب بتاتے ہیں اگر شرط کرتے تو ایسا نہ کہتے۔ پھر سب سے زیادہ تو یہ جملہ ہے جس میں وہ اپنے صدق وکذب کا معیار بتا رہے ہیں۔اب یہ فرمایئے کہ معیار کس شئے کو بتا رہے ہیں وہ تو بجز اس کی موت کے اور کچھ نہیں ہے یعنی سلطان محمد کا میرے سامنے میرے صدق کا معیار ہے پھر اس میں ایسی شرط کیونکر ہوسکتی ہے کہ ان کی موت تک پوری نہ ہو

۳۔ یہ چوتھا جملہ صاف دلالت کرتا ہے کہ احمد بیگ کے داماد کی موت کی نسبت جو کچھ انجام آتھم کے صفحہ ۳۱ میں لکھا گیا ہے اس کی بنا الہام پر ہے اجتہاد پر نہیں۔اور آٹھویں جملہ نے نہایت صراحت سے اس کا فیصلہ کر دیا کیونکہ صفحہ مذکور کے مضمون کو مرزا قادیانی الہامی بتاتے ہیں۔

۴۔اس جملہ کا فارسی ترجمہ مرزا قادیانی نے اس طرح کیا ہے: ومن نگفتم الا بعد ازاں کہ از رب خود خبر دادہ شدم۔ یعنی احمد بیگ کے داماد کی نسبت جو کچھ میں نے کہا ہے وہ اپنی طرف سے نہیں کہا ہے بلکہ خدا کی طرف سے مجھے اطلاع دی گئی ہے)

اس عبارت میں مرزا قادیانی بعض جملے موٹے قلم سے لکھے ہیں تا کہ مخالفین کو ان جملوں کی طرف توجہ زیادہ ہو۔اس عبارت سے دو چار باتیں ثابت ہوتی ہیں جن کا ذکر میں نے عبارت سے

پہلے کیا اہل علم کے لئے اس قدر اشارہ کافی ہے۔ البتہ کم علم لوگوں کے لئے اس قدر لکھنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی خبر دے رہے ہیں کہ میرے کنبے کے لوگ عنقریب فساد پر آمادہ ہونے والے ہیں اور خباثت اور دشمنی میں پہلے سے بھی زیادہ ہوجائیں گے اور پھر اس حالت کا نہایت قریب ہونا اس طرح بیان کیا ہے کہ گویا ایسی حالت ان کی ہوگئی اب اس میں شبہ نہیں ہے۔

یہ تین جملے ملاحظہ ہوں:

ا۔انھم قد مالوا الی سیر ھم الاولی ۔لفظ ان اور قد لا کر اس جملے کو جلی قلم سے لکھ کر اس کا یقین دلاتے ہیں کہ انہوں نے اپنی پہلی عادت کی طرف عود کیا۔

۲۔ وقست قلوبھم ۔یعنی ان کے دل سخت ہوگئے۔

۳۔تیسرا جملہ یہ ہے و عادوا الی التکذیب و الطغوی یعنی جس طرح پہلے سرکشی اور تکذیب کرتے تھے اب پھر کرنے لگے۔

یہ کلام نہایت صراحت سے کہہ رہا ہے کہ احمد بیگ کے داماد وغیرہ نے جو درمیان میں رجوع کیا تھا وہ بات نہیں رہی بلکہ بدستور سابق انہوں نے پھر سرکشی اور تکذیب پر کمر باندھی ہے۔ غرضیکہ وعید کے رکے رہنے کا جو سبب تھا وہ زائل ہوچکا ہے اور تکذیب اور سرکشی نے جو وعید کا سبب تھا ان میں پھر عود کیا ہے اور اسے اس قدر شہرت حاصل ہوئی ہے کہ مرزا قادیانی کو اطلاع ہوئی۔

اس سے بخوبی ظاہر ہوگیا کہ پیشین گوئی کے ظہور کے لئے صفحہ ۳۲ میں جو شرط مجیب کے خیال میں کی گئی تھی وہ صفحہ ۲۲۴ کے لکھنے کے وقت تک پوری ہوگئی۔ اس لئے مشروط کا پایا جانا ضرور ہے۔ اس میں جو اشتہار دینا لکھا ہے اس سے مقصود یہی معلوم ہوتا ہے کہ ان کی دلی تکذیب لوگوں پر ظاہر ہوجائے اور معمولی اشتہار وعید کے لئے نہ عقلاً شرط ہوسکتا ہے نہ نقلاً۔ کسی نبی اور کسی رسول نے اپنے مخالفین کے لئے یہ شرط نہیں کی۔ نہ کتاب اللہ میں اس کا ذکر ہے خدا تعالی نے وعید منکرین کے لئے صرف عناد و تکذیب پر منحصر رکھا ہے اور بدیہت عقل بھی یہی کہتی ہے کہ وعید کے ظہور کے لئے مکذب کافی ہے کاغذ کے پرچوں پر لکھ کر شائع کرنے کی ہرگز ضرورت نہیں ہے۔ الغرض پیشین گوئی

کے پورا ہونے کے لئے مجیب نے جو شرط صفحہ ۳۲ میں بیان کی تھی وہ پائی گئی اس لئے صفحہ ۳۱ کی پیشین گوئی کا ظہور ہونا چاہیے تھا مگر اس کا ظہور نہ ہوا اور مرزا قادیانی اپنے اقرار بموجب کاذب ثابت ہوئے اور اگر مجیب کا یہ خیال ہے کہ اشتہار سے مراد وہ معمولی اشتہار ہے تو اس کی سخت غلطی ہے کیونکہ اگر وہ مرزا قادیانی کو مقدس نبی مانتا تو اسے ضرور ہے کہ ان کی روش اگلے انبیاء کی سی سمجھے اور جو وہ کہیں اور کریں وہ مطابق کتاب اللہ کے ہو اور یہ اسی وقت ہوسکتا ہے کہ اشتہار کے معنی وہی ہوں جو ہم نے بیان کئے ہیں اور اگر مجیب کو اپنی بات پر اصرار ہو تو ہم بے تامل یہ کہیں گے کہ خدا کے وعید کسی بندے کے فضول شرط کے مقید نہیں ہو سکتے وعید کے ظہور کے لئے فقط انکار و تکذیب ہونا چاہیے اس لئے ہم نہایت استحکام سے کہتے ہیں کہ اگر وہ پیشین گوئی بالہام خداوندی ہوئی تھی تو اس کا ظاہر ہونا ضرور تھا اور جب دنیا پر ظاہر ہو گیا کہ اس پیشین گوئی کا ظہور نہ ہوا یعنی احمد بیگ کا داماد نہیں مرا بلکہ اب تک موجود ہے اور مرزا قادیانی کئی برس ہوئے تشریف لے گئے اور عالم برزخ میں پہنچ گئے اس لئے بالیقین معلوم ہوا کہ وہ الہام ربانی نہ تھا اور مرزا قادیانی کا یہ کہنا صحیح ہو گیا کہ اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیشین گوئی پوری نہ ہوگی اور میری موت آجائے گی۔

مضمون نگار لکھتے ہیں کہ معترضین جواب دیں کہ کیوں انہوں نے سلطان محمد سے اشتہار نہیں دلوایا۔

مدرس صاحب جواب ملاحظہ کریں۔ مرزا قادیانی کے کذب کا انہیں کامل یقین ہو گیا تھا اب زیادہ تجربہ کی ضرورت نہ رہی تھی اس کے علاوہ خوب تجربہ ہو گیا تھا کہ مرزا قادیانی کے دعوے اس قسم کے ہوا کرتے ہیں اور جب کوئی سامنے آجاتا ہے تو باتیں بنا کر ٹال دیتے ہیں اور ان کے مریدین خوش ہو جاتے ہیں۔ پھر اشتہار دلوانے کا کیا فائدہ۔ مسلمان تو خوب تجربہ کر چکے ہیں انہیں تو ضرورت نہیں رہی۔ ان کے معتقدین ان کے سامنے کیسی ہی غلط اور مہمل بات بنا دیں وہ ماننے کے لئے تیار رہتے ہیں۔ اسی احمد بیگ کے داماد کی نسبت پہلے پیش گوئی کی گئی تھی کہ ڈھائی برس کے اندر مر جائے گا۔ جب وہ نہ مرا اور یہ پیشین گوئی غلط ثابت ہوئی تو مرزا قادیانی نے کس قدر غل مچایا اور بخدائے علیم کس قدر جھوٹی باتیں بنائی ہیں کہ خدا کی پناہ۔ خلاصہ اس کا یہ ہے کہ چونکہ وہ اپنے خسر

کے مرنے سے بہت پریشان ہوگیا اور رویا اور گڑگڑایا اور اس نے توبہ کی اس لئے اس کی وعید ٹل گئی جس طرح حضرت یونسؑ نے اپنی قوم سے وعید بیان کی تھی اور ان کے رونے اور رجوع کرنے پر وہ وعید ٹل گئی تھی۔

مرزا قادیانی نے اس کو اس قدر طول دیا اور دفتر سیاہ کیا کہ اس کا اندازہ ہم اس وقت بیان نہیں کر سکتے مگر اہل علم وسیع النظر حضرات جان سکتے ہیں کہ وہ باتیں محض غلط اور بناوٹ تھیں۔ بغیر ایمان لائے فقط خوف سے یا دلی خیال سے (اگر ہوا بھی ہو) وعید نہیں ٹل سکتی اس پر قرآن مجید اور حدیث صحیح دونوں شاہد ہیں۔

قرآن مجید میں صاف ارشاد ہے: لا یرد باسا عن القوم المجرمین (یوسف ۱۱۰) مجرموں سے ہمارا عذاب ٹلتا نہیں ہے۔

منکر نبوت بڑا مجرم ہے اور جب اس کے لئے کوئی وعید بیان کر دی گئی تو جب تک وہ مجرم ہے یعنی ایمان نہیں لایا اس سے وہ وعید نہیں ٹل سکتی کیونکہ یہ وعید اس کے لئے عذاب الٰہی ہے اور بموجب ارشاد خداوندی عذاب الٰہی مجرم سے نہیں ٹل سکتا۔ عذاب ٹل جانے کی صورت صرف یہی ہے کہ وہ ایمان لائے اور اس رسول کو مان لے جس کے انکار سے عذاب اس پر مسلط ہوا ہے۔ اس کے سوا اس کے رونے دھونے سے عذاب نہیں ٹلتا۔ صحیح بخاری باب من یقتل ببدر میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے امیہ بن خلف کے مارے جانے کی پیشین گوئی کی تھی اور اس کی وجہ سے امیہ نہایت خوف زدہ ہوگیا تھا چنانچہ بخاری کے یہ الفاظ ہیں ففزع لذلک امیہ فزعاً شدیداً مگر اس کی وجہ سے وہ وعید نہیں ٹلی اور پوری ہو کر رہی۔ اگر احمد بیگ کے داماد کو کچھ خیال ہوا ہوگا تو اسی قدر امیہ کو خیال ہوا۔ اس سے زیادہ خیال کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے اور جو کچھ زور تحریر اس بات میں مرزا قادیانی نے دکھایا ہے وہ محض غلط باتیں جس کے غلطی میں کچھ شبہ نہیں ہے اور اس کا بین ثبوت یہ ہے کہ اگر خوف وہراس سے اس کی ایسی حالت ہوگئی تھی جیسی مرزا صاحب قادیانی نے بیان کی ہے تو طبعی اقتضاء یہ تھا کہ بے اختیار وہ مرزا قادیانی کے پاس آ کر توبہ کرتا اور بیعت کر لیتا مگر اس

نے تو کسی وقت ایسا نہ کیا بلکہ اب تک (بوقت تحریر کتاب تنزیہہ ربانی) وہ ان کا منکر اور برا کہنے والا موجود ہے۔ یہ بدیہی ثبوت کا کہ احمد بیگ کے داماد کو بجز معمولی رنج وغم کے اور کچھ نہیں ہوا۔ اور بالفرض اگر ہوا بھی تو اس سے عذاب نہیں ٹل سکتا عذاب ٹلنے کے لئے ایمان لانا ضروری ہے۔

(۲) حضرت یونسؑ کی مثال دینا محض غلط ہے کیونکہ ان کی قوم کے لئے یہ وعید کسی وقت نہیں کی گئی کہ تم ہلاک ہو جاؤ گے احمد بیگ کے داماد کی نسبت صاف کہا گیا کہ ڈھائی برس کے اندر مر جائے گا۔ حضرت یونس کی قوم سے اگر کہا گیا تو اس قدر کہ عذاب آنے والا ہے یعنی عذاب کے آنے سے انہیں ڈرایا گیا تھا اس وعدہ کا ظہور یقینی طور سے ہو گیا یعنی عذاب آ گیا اور انہوں نے اس کا معائنہ کیا اس کے بعد وہ قوم ایمان لے آئی اور حضرت یونسؑ کے چلے جانے سے نہایت پریشان ہوئی۔ اور غریب سے لے کر بادشاہ تک نے اپنی عاجزی اس قدر ظاہر کی کہ کپڑے اتار کر ٹاٹ پہنا اور چالیس روز تک یا کچھ کم میدان میں روتے رہے۔ حضرت یونس کو تلاش کیا اور ان پر ایمان لائے اسلئے اللہ نے ان پر رحم کیا جب وہ ایمان لے آئے تو مجرم نہ رہے اس وجہ سے عذاب ٹل گیا مگر یہ خوب خیال رہے کہ جس قدر وعید کی گئی تھی اس کا ظہور ہوا۔ اس میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے۔ یہ وعید ہرگز نہ تھی کہ وہ لوگ عذاب سے ہلاک ہوں گے۔ الغرض جو بات ٹل گئی اس کا وعدہ نہ تھا اور جس کا وعدہ تھا اس کا ظہور یقینی طور سے ہوا۔ اب مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ خوف کی وجہ سے وعید کی پیشین گوئی میں تاخیر ڈال دی جاتی ہے اور اس قول کو خدا اور رسول کی طرف منسوب کرنا اور اجتماعی عقیدہ بنانا محض غلط ہے۔

خلیفہ قادیان بتائیں کہ یہ عقیدہ اجتماعی کہاں سے ثابت ہوتا ہے اور خدا اور رسول کا کلام کون سا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وعید کی پیشین گوئی صرف خوف سے ٹل جاتی ہے یا وقت معینہ سے اس میں تاخیر ہو جاتی ہے قرآن کی کسی آیت میں یا صحیح حدیث میں کہیں دکھائیں ہم نے تو آیت و حدیث دونوں سے اپنا دعویٰ ثابت کر دیا۔

الحاصل احمد بیگ کے داماد کی نسبت یہ پہلے پیشین گوئی یقیناً پوری نہ ہوئی مگر مرزا قادیانی نے

اس کے پورا نہ ہونے کا اقرار نہیں کیا اور جھوٹی باتوں کا ایک طوفان اٹھا دیا اور خاص مریدوں نے بھی انہیں غلط باتوں پر بجز آ منا کہنے کے کسی وقت اس کی تحقیق کی طرف توجہ بھی نہ کی اسی طرح اگر وہ اشتہار دیتا اور پھر بھی نہ مرتا تو ایسے ہی باتیں بنانے سے کون روک سکتا تھا جیسے پہلے بنائی تھیں ان تجربوں کے بعد اشتہار دلوانا فضول تھا۔ اس لئے نہیں دلوایا۔

اب میں اسی پر کفایت کرتا ہوں ایمان دار حضرات کے لئے اس قدر مرزا قادیانی کی حالت معلوم کرنے کے لئے کافی ہے ان کے مریدوں کی عقل پر تو ایسا پردہ پڑا ہے کہ بدیہی بات کا بھی انکار کر رہے ہیں۔ منکوحہ آسمانی ان کے نکاح میں نہ آئی۔ احمد بیگ کا داماد ان کی پیشین گوئی کے مطابق نہ مرا۔ اس وقت تک زندہ موجود ہے۔ اور پھر لکھ رہے ہیں کہ دونوں پیشین گوئیاں پوری ہو گئیں (معاذ اللہ) پھر اس اندھیر کا کیا ٹھکانہ ہے اندھوں کو آفتاب کی روشنی کس طرح دکھائی جائے مولوی اسماعیل قادیانی مضمون کے آخر میں لکھتے ہیں تیسرے نکاح کی پیشین گوئی۔ سلطان محمد کی وعیدی موت کی پیشین گوئی کو (مرزا نے) ایک ہی پیشین گوئی قرار دیا ہے۔،

لیجئے جناب سلطان محمد کا مرنا، اور اس کی بیوی کا مرزا قادیانی کے نکاح میں آنا ایک چیز ہے یا ایک خبر ہے دو نہیں جو دو چیزیں بدیہی طور سے علیحدہ علیحدہ جسم کی آنکھ سے دو نظر آتی ہیں۔ ہر ایک انسان انہیں دو چیزیں سمجھتا ہے انہیں مرزا قادیانی ایک بتا رہے ہیں اور مرید اسے مان رہے ہیں۔ قادیانی مولوی مرزا قادیانی کے وہ اقوال اور الہامات جن سے یہ دونوں پیشین گوئیاں علیحدہ علیحدہ بین طور سے معلوم ہوتی ہیں آپ کے پیش نظر نہیں بکر و ثیب والی پیشین گوئی کو یاد کیجئے۔

یا احمد ادخل انت و زوجك الجنة والے الہام پر نظر کیجئے (انجام آتھم۔ ص ۶۰۔۶۱) یہاں تو احمد بیگ کے داماد کا نام و نشان بھی نہیں، اور احمد بیگ کی لڑکی کے نکاح کی نسبت یہ الہامات ہیں، اور خدا کا وعدہ بلکہ اس کا عہد ہے مرزا قادیانی سے کہ وہ تیرے نکاح میں آئے گی جس کی نسبت کہا گیا ہے انا کنا فاعلین فلا تکونن من الممترین (انجام آتھم ص ۴۰)

(مرزا قادیانی اللہ کا قول نقل کرتے ہیں کہ سلطان محمد کی بیوی کو ہم تیرے پاس لانے والے ہیں اس کام کو ہم کرنے

والے ہیں،تو شک کرنے والوں میں ہرگز نہ ہو)

اورمرزا قادیانی کا وہ کامل یقین بھی آپ کو یاد ہوگا کہ جب عدالت میں سوال کیا گیا ہے کہ آپ کو امید ہے کہ نکاح ہوگا اورمرزا قادیانی نے اس کے جواب میں کہا تھا کہ امید کیسی مجھ کوتو یقین کامل ہے کیونکہ یہ خدا کا کلام ہے۔

اب قادیانی مولوی فرمائیں کہ جس کی نسبت بتاکید کہا گیا کہ ہم اس کے کرنے والے ہیں اور پھراس میں شک وشبہ کرنے کی ممانعت کی گئی وہ یہی کہ محمدی بیگم مرزا قادیانی کے نکاح میں آئیں گی پھراس کی صداقت ثابت ہوگئی۔ پھراسی یقین کامل کا ظہور ہوا جوعدالت کے روبرو کہا گیا تھا؟ ذرا سنبھل کر جواب دیجئے۔

پھر یہ پیش گوئی اوراحمد بیگ کے داماد کا مرنا ایک کیسے ہوگیا۔ ہوش میں آکر بتائیے۔قادیانی مولوی یہ جوآپ دو پیش گوئیوں کوایک کرتے ہیں اور دونوں میں ادغام دیتے ہیں۔ یہ نہیں ہوسکتا۔محمدی بیگم کا مرزا قادیانی کے نکاح میں آنا اوراس کے شوہر کا مرنا ایک واقعہ کسی عاقل کے نزدیک نہیں ہو سکتا،اور نہ ایک پیش گوئی کے پورا ہونے سے دوسری پوری ہوسکتی ہے۔اور یہاں تو کوئی پوری ہی نہیں ہوئی۔ایسا اندھیر نہ مچائیے۔ بداہت کا انکار نہ کیجئے۔ بہت اچھا ہم آپ کےاس اندھیرے کو بھی قطع نظر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے متعدد وجوہ سے روشن کرکے دکھادیا کہ احمد بیگ کے دامادوالی پیشین گوئی میں کوئی شرط نہیں ہوسکتی۔اوراگر شرط کو مان لیا جائے تو وہ شرط پوری نہیں ہوئی پھر وہ پیش گوئی پوری کیسے ہوگئی۔

آخر میں مجھے یہ کہنا ہے کہ مدرس صاحب آپ نے یہاں تو احمد بیگ کے دامادوالی اورمنکوحہ آسمانی والی دونوں پیشین گوئیوں کواپنے خیال کے بموجب پورا کرکے دکھادیا اوراپنے گروہ کوخوش کردیا مگر یہ بات بتائی جب یہ پیشین گوئیاں ہوگئیں تو خدائے قدوس کی خلاف وعدگی کے ثبوت میں آپ نے آیت يصبكم بعض الذى يعدكم کیوں پیش کی اوراس مقدس ذات میں عیب لگانے کی آپ کوکیا ضرورت پیش آئی۔اس سے پہلے تو آپ نے اس قسم کی آیتیں کبھی پیش نہیں کی تھیں۔اس کے

سوا آپ کو یاد نہیں کہ آپ کے جناب مرزا قادیانی (تتمہ حقیقۃ الوحی۔ص۱۳۳) میں لکھ چکے ہیں کہ منکوحہ آسمانی کا نکاح فسخ ہوگیا یا تاخیر میں پڑ گیا۔ پھر آپ فسخ شدہ نکاح کو اپنے مرشد کے خلاف جوڑنا چاہتے ہیں۔ یہ بھی آپ کو معلوم ہوگا کہ مرزا قادیانی نے اسی کے جواب میں یمحو اللہ ما یشاء و یثبت بھی پیش کی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ آسمان پر نکاح ہوا تھا مگر پھر اللہ تعالی نے اسے محو کردیا۔ پھر اس محوشدہ نکاح کو خلاف مرضی خداوندی آپ ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ غرضیکہ آپ کے جواب پر اعتراضوں کی بوچھاڑ ہوسکتی ہے۔ ذرا سمجھ کر بات کہیے اور خدا سے ڈریئے صرف اپنی بات بنانے کے پیچھے نہ پڑیئے اور اللہ تعالی عالم مافی الصدور ہے۔ آپ کے برادر اڈیٹر اخبار نے تو اس فسخ کو نسخ بتایا ہے جیسا بعض آیات قرآنیہ میں کہا جاتا ہے مگر آپ نے اس جواب کو شائد پسند نہیں کیا۔ مجھے سخت افسوس ہے کہ مریدین کے تقاضوں کے بعد خلیفہ کے دربار سے ایسے جوابات شائع ہوتے ہیں جن کا غلط ہونا تھوڑے علم والا بلکہ صحبت یافتہ جاہل بھی معلوم کرسکتا ہے۔ خلیفہ صاحب اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ یہ تینوں پیشین گوئیاں مرزا قادیانی کی غلط ثابت ہوئیں

(ان کے سوا بہت پیش گوئیوں کا غلط ہونا الہامات مرزا میں لکھا گیا ہے اور برسوں سے وہ شائع ہے جواب کے لئے انعامی اشتہار بھی ہے مگر کسی کی ہمت آج تک جواب دینے کی نہ ہوئی بلکہ اس کے مولف مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری اعلانیہ کہہ رہے ہیں کہ مرزا قادیانی کی پیشین گوئیوں کی نسبت ہم سے مناظرہ کرلیا جائے مگر کوئی سامنے نہیں آتا۔ مرزا قادیانی کے سامنے مولوی صاحب قادیان اسی غرض سے گئے تھے کہ پیشین گوئیوں کی پڑتال مرزا قادیانی کے مقابلہ میں ہوجائے مگر مرزا قادیانی سامنے نہ آئے۔ بایں ہمہ رسالوں میں لکھا جاتا ہے کہ مرزا قادیانی کی ساری پیشین گوئیاں پوری ہوگئیں اس بے شرمی کا کیا ٹھکانہ ہے)

یعنی احمد بیگ کی لڑکی کا مرزا قادیانی کے نکاح میں نہ آنا، احمد بیگ کے داماد کا نکاح کے روز سے ڈھائی سال کے اندر نہ مرنا، پھر تیسری پیشین گوئی کے بموجب مرزا قادیانی کی حیات میں اس کا نہ مرنا۔ اس لئے مرزا قادیانی مقتضائے نص قطعی قرآن مجید کے کاذب ثابت ہوئے (رسالہ کے شروع میں یہ نص قطعی نقل کیا گیا ہے) اس کے جواب کے لئے آپ کو ساری عمر کی مہلت دی جاتی ہے۔

جس جواب کی حالت اس مختصر رسالہ میں دکھائی گئی ہے یہ خلیفہ قادیان کے دربار سے نکلا ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ان پیشین گوئیوں کے غلط ہونے کو ان کا دل ضرور مان چکا ہے۔ مگر اب بات کی پچ ہے اور ایسی بدیہی باتوں سے انکار کرنے سے یہ مطلب ہے کہ عوام منحرف نہ ہو جائیں ۔ان کے خوش کرنے کے لئے کچھ بات بنا کر یہ کہہ دینا کافی ہے کہ پیشین گوئی پوری ہوگئی۔ الغرض مرزا قادیانی کی وہ پیشین گوئیاں غلط ثابت ہوئیں جن کو انہوں نے اپنی صداقت کا معیار قرار دیا تھا اور کہا تھا کہ اگر ان کا ظہور نہ ہو تو میں کاذب ہوں جب ان کا ظہور نہ ہوا تو مرزا قادیانی اپنے اقرار کے بموجب بالیقین کاذب ثابت ہوئے۔ اب جو حق پسند سچائی کے طالب ہیں وہ غور فرمائیں اور انجام کا خیال کر کے سچائی کو ہاتھ سے نہ دیں ۔

و الله المو فق و المعين و هو يهدی الی صرا ط مستقيم

فیصلہ آسمانی درباب مسیح قادیانی

حصہ دوم

ربنا افتح بيننا و بين قو منا بالحق و انت خير الفا تحين

مولانا سید محمد علی مونگیریؒ لکھتے ہیں:

مبارک وہ ہیں جن کا شیوہ راستی اور حق طلبی ہے ابدی حیات ان ہی کا حصہ ہے جو صداقت کے عاشق اور سچوں پر ایمان رکھتے ہیں اور کذب و دروغ سے متنفر اور جھوٹوں سے بے زار ہیں۔ ان ہی کے لئے میں اپنے گراں مایہ وقت کو صرف کر کے امر حق کو آفتاب کی طرح روشن کر کے دکھانا چاہتا ہوں۔ حق پرستوں سے امید ہے کہ وہ اسے غور سے دیکھیں گے اور انصاف کر کے اپنے دل میں جگہ دیں گے۔

اس رسالے کے پہلے حصے میں مرزا غلام احمد قادیانی کے دعوے پر دو طرح سے روشنی ڈالی گئی ہے اور اس کے کذب و صدق کو دکھایا گیا ہے، ایک تو ان کے الہامات کو دکھایا ہے جو خاص منکوحہ آسمانی کے متعلق

انہوں نے بیان کئے ہیں اور آفتاب کی طرح روشن کر دیا ہے کہ وہ سارے الہامات غلط تھے، باوجودیکہ مرزا قادیانی کو ان کے سچے ہونے کا نہایت ہی وثوق تھا (وثوق کی حالت کو ملاحظہ کیا جائے ۱۸۸۸ء میں مرزا قادیانی نے اشتہار دیا ہے۔ اس میں لکھتے ہیں کہ: ہر ایک مانع دور ہونے کے بعد انجام کار اس عاجز کے نکاح میں لائے گا۔ مجموعہ اشتہارات قادیانی ج ا ص ۱۵۸، اور ازالہ اوہام ص ۲۹۶ میں لکھا ہے: خدائے تعالی نے ظاہر فرمایا کہ احمد بیگ کی دختر کلاں انجام کار تمہارے نکاح میں آئے گی اور آخر کار ایسا ہی ہوگا۔،،، یہ الفاظ نہایت صفائی سے یہ فیصلہ کر رہے ہیں کہ اس پیشین گوئی کا پورا ہونا ضروری ہے اس لئے کوئی مانع نہیں ہوسکتا جو مانع پیش آئے گا وہ دور ہوگا اور وہ لڑکی نکاح میں ضرور آئے گی۔ مگر یہ نہیں ہوا اس لئے یقینی طور سے مرزا قادیانی کاذب ہوئے) اور ممکن ہے، کہ دلی وثوق نہ ہو مگر کسی وجہ سے ظاہر کیا گیا۔ دوسرے ان کی ذاتی حالت دکھائی گئی ہے جس سے ہر سمجھ دار حق کو پسند کرنے والا بے تامل کہہ سکتا ہے کہ جس کی ایسی حالت ہو وہ بزرگ مقدس نہیں ہوسکتا۔ اس غلط پیشین گوئی کی نسبت آخر میں جو باتیں مرزا قادیانی اور ان کے خلیفہ اول نے بنائی ہیں ان کا غلط ہونا بھی کافی طور سے دکھایا گیا ہے، دوسرے حصہ میں بھی دو طرح سے ان کے دعوی کی غلطی دکھانا چاہتا ہوں۔

اول تو ان ہی کے چند اقوال نقل کرونگا جن میں آپ دیکھ لیں گے کہ مرزا قادیانی کی زبان اور ان کی تحریر نے فیصلہ کر دیا ہے کہ مرزا قادیانی کیسے ہیں اب کسی دلیل اور حجت کی حاجت نہیں ہے۔ اب قرآن و حدیث سے ان کے دعوی پر دلیل لانا قرآن وحدیث پر جھوٹ کا الزام لگانا ہے۔

دوم ان کے بعض وہ اقوال دکھاؤنگا جو مرزا قادیانی نے قرآن وحدیث کی طرف منسوب کئے ہیں حالانکہ محض غلط ہے۔ قرآن وحدیث میں وہ باتیں نہیں ہیں، اور اس غلطی کا ایسا بدیہی ثبوت ہوگا کہ حضرات ناظرین متحیّر ہو جائیں گے اور بڑی حیرت سے کہیں گے کہ جس کو ایسے تقدس کا دعوی ہو وہ ایسا صریح خدا اور رسول پر افتراء کرسکتا ہے؟ اس میں مرزا قادیانی کی قابلیت اور اسرار دانی اور تفسیر دانی کا حال بھی کسی قدر معلوم ہو جائے گا اس میں جس قدر فنون دنیاوی اور علوم ظاہری کا زور شور ہے اسی قدر دینی علوم اور دینی فہم کمزور بلکہ نیست ونابود ہونے کے قریب ہو رہی ہے۔ جہل مرکب کا نام علم اور کج فہمی کا نام خوب سمجھا گیا ہے۔

غضب ہے کہ مرزا قادیانی اپنے مسیح ہونے کا ثبوت قرآن وحدیث سے دیتے ہیں اور ماننے والے اسے نہایت مسرت سے مان رہے ہیں اور اس پر جہل مرکب کا یہ زور ہے کہ علماء کے مقابلے میں ان تخیلات

باطلہ کو پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں نہایت وثوق سے کہتا ہوں کہ وہ تمام دلائل تارعنکبوت سے زیادہ قوت نہیں رکھتے مگر سمجھنے کے لئے اللہ تعالیٰ قوت علمی کے ساتھ فہم سلیم عنایت کرے، اور تعصب کی تاریکی اور دلائل کا ذبہ کی ظلمت دل سے ہٹادے۔

آئندہ تحریر سے مرزا قادیانی کی غلط فہمیاں، اور خواہ مخواہ کی زبردستیاں نمونے کے طور پر ظاہر کی جائیں گی ان سے ہر ایک روشن دماغ طالب حق ان کی استدلالی حالت کو سمجھ لے گا اور اسی پر ان کے اور دلائل کو قیاس کر سکے گا۔ اس رسالے میں جس طرح مرزا قادیانی کے عظیم الشان نشان سے ان کی حالت کو ظاہر کیا ہے اسی طرح ان کے دعوی کی بہت بڑی دلیل کو محض بے بنیاد اور غلط ثابت کیا ہے۔

ایک اور حیرت یہ ہے کہ دو کتابیں مرزا قادیانی لکھی ہیں ایک کا نام اعجاز المسیح اور دوسری کا اعجاز احمدی ہے۔ ہاں ان دونوں رسالوں کو معجزہ مانا جاتا ہے۔ یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ ان کے خیال میں ان کے مضامین ایسے عالی اور مفید خلائق ہیں کہ دوسرا ذی علم ایسے مضامین نہیں لکھ سکتا، یا اس کی عبارت ایسی فصیح و بلیغ ہے کہ دوسرا ادیب نہیں لکھ سکتا۔ یا دونوں باتیں ہیں، مگر اہل علم دیکھ رہے ہیں کہ یہ ہے نہ وہ ہے۔ معمولی باتوں کے علاوہ مرزا قادیانی کی تعلیاں اور کج بحثیاں ہیں اور کچھ نہیں ہے۔ سورۃ فاتحہ کی تفسیر ہے اس کے مقابلے میں ابن قیم کی تفسیر سورۃ فاتحہ کو دیکھو کہ کیسے کیسے مضامین عالیہ بیان کئے ہیں اور محققانہ بحث کی ہے، اور کس قدر مفید باتیں مسلمانوں کے لئے لکھی ہیں کہ اہل حق کو وجد آتا ہے۔ دو جلدوں میں قلمی نسخہ میرے پاس ہے۔ اب تک چھپی نہیں ہے۔ مدارج السالکین اس کا نام۔ دین دار اہل علم سے بمنت کہتا ہوں کہ دونوں کا مقابلہ کر کے دیکھیں اور انصاف کریں کہ مرزا قادیانی کی اعجاز المسیح اس کے سامنے کوئی رتبہ رکھتی ہے یا کوئی چیز سمجھی جاسکتی ہے؟ استغفر اللہ۔ عبارت اور معنی دونوں پر نظر کریں۔

اسی طرح علامہ صدرالدین قونوی نے سورہ فاتحہ کی تفسیر لکھی ہے اس کا نام: اعجاز البیان فی کشف بعض اسرار القرآن، ہے۔ اس کو دیکھا جائے کیسے حقائق و اسرار بیان کئے ہیں اور لکھا ہے کہ میں نے اس میں کسی مفسر کا قول نقل نہیں کیا بلکہ وہی لکھا ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھ پر الہام کیا اور خدا کی طرف سے جو باتیں میرے قلب پر وارد ہوئیں۔ یہ تفسیر ۳۵۸ صفحوں میں مطبع دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن میں چھپی ہے۔ اس پر یہ

لکھتے ہیں کہ سورہ فاتحہ کے بعض اسرار اس میں ہیں، سب نہیں ہیں۔

ان تفسیروں کو دیکھئے اور اعجاز المسیح کا مقابلہ کیجئے، عبارت کا عبارت سے، مضامین کا مضامین سے، الہام کا الہام سے۔ پھر مرزا قادیانی کے اعجاز کی حقیقت کھل جائے گی۔ کیا جماعت مرزائیہ میں کوئی ذی علم ایسا نہیں ہے کہ ان کتابوں کو دیکھے اور انصاف سے مقابلہ کرے۔ میں انصاف سے کہتا ہوں کہ مولوی لطف اللہ صاحب مرحوم لکھنوی نے سورہ فاتحہ کی تفسیر اردو میں لکھی ہے شیعوں کے جواب میں ہے اس کا نام مظہر العجائب فی النکتۃ الغرائب، ہے۔ پوری چار سو صفحے کی کتاب ہے اور گنجان اور باریک لکھی گئی ہے۔ مضامین کے لحاظ سے وہ بھی اس اعجاز المسیح سے بدر جہا فائق ہے۔ (ان تفسیروں کے علاوہ امام غزالی اور امام فخر الدین رازی کی تفسیر دیکھئے کہ اسی سورۃ کے بیان میں کیا کچھ انہوں نے لکھا ہے صاحب فتح البیان اسی سورۃ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

و لولا ما مین الغزالی و الرازی فی تقدیر اشتمالها علی علوم القرآن بسط کثیر حتی استخرج الرازی منها عشرۃ آلاف مسئلۃ ۔ یعنی امام غزالی اور امام رازی نے نہایت دراز اور مفصل تقریر اس مدعا پر کی ہے کہ سورہ فاتحہ تمام علوم قرآن مجید پر حاوی ہے یہاں تک کہ امام رازی نے دس ہزار مسئلے اس سے نکالے ہیں۔

تفسیر کبیر کے دیکھنے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے۔ اب خلیفۃ المسیح فرمائیں کہ مرزا قادیانی نے کتنے مسئلے نکالے ہیں جن پر اعجازی دعوی ہے۔ بھائیو! ذرا تو انصاف کرو جن ذی علموں کے پیش نظر یہ تفسیریں ہیں وہ مرزا قادیانی کی تفسیر کی طرف کیونکر توجہ کر سکتے ہیں۔ ایسی تفسیروں کے ہوتے ہوئے مرزا قادیانی کی تفسیر کو معجزہ کہنا کسی ذی علم کا کام نہیں)

میں نے ایک ذی علم دوست سے کہا کہ اعجاز المسیح کا جواب لکھو۔ انہوں نے کہا کتاب بھیج دو۔ میں نے کتاب بھیج دی۔ کچھ عرصہ بعد جب ان سے ملاقات ہوئی تو میں نے دریافت کیا کہ کچھ لکھا؟ کہنے لگے:

کیا لکھوں۔ کوئی مضمون ہو، فصیح و بلیغ عبارت ہو، تو اس کے جواب میں دل لگے۔ مرزا قادیانی نے یہ اعجاز یہ رسالہ اہل علم کے مقابلہ میں لکھا ہے مگر کوئی فہمیدہ ذی علم ایسے معمولی رسالے کو اعجاز نہیں مان سکتا اور جس کی آنکھوں پر ایسا پردہ پڑا ہے اور قوت ممیّزہ اس کی جاتی رہی ہے کہ اس معمولی رسالے کو اعجاز خیال کرتا ہے تو کسی ذی علم کی عمدہ کتاب کی خوبیاں وہ دریافت نہیں کر سکتا پھر ان کے لئے دماغ کو خالی کرنا اور محنت کرنا اپنے اوقات عزیز کو ضائع کرنا ہے۔

یہ کیسا سچا مقولہ ہے جس کے سچے ہونے کا مشاہدہ ہو رہا ہے۔ ان دونوں کتابوں کی عبارت کا یہ حال

ہے کہ صرف ونحو کی کثرت غلطیاں اہل علم نے ظاہر کی ہیں اور فصاحت و بلاغت تو بڑے پایہ کی بات ہے جس کی صرف ونحو درست نہ ہواس کو بلاغت اور پھر کمال بلاغت سے کیا واسطہ ہوسکتا ہے؟ مصر کے رسالہ المنار نے میں بھی اعجاز المسیح کی بہت غلطیاں دکھائی ہیں اور اس کے دعوی اعجاز پر مضحکہ کیا ہے۔

بھائیو! یہ مسلم ہے کہ مرزا قادیانی میں اتنی لیاقت تھی کہ اردو فارسی عربی تینوں زبانوں میں اپنا مطلب بیان کر لیتے تھے مگر فصیح و بلیغ کسی زبان کے نہ تھے جو اردو کے اہل زبان ہیں وہ ان کی اردو عبارت دیکھ لیں کہ کس قدر تکرار اور فضول ان کی عبارت میں ہوتا ہے۔ تذکیر و تانیث میں بہت غلطیاں ہیں تذکیر کی جگہ اکثر انہوں نے تانیث استعمال کیا ہے۔ اور فصیح محاورہ کے خلاف ان کے الفاظ اور جملے بہت ہوتے ہیں۔ ایسا ہی ان کی عربی اور فارسی کو سمجھنا چاہیے۔ اس کے جواب میں بعض مرزائیوں کو کہتے سنا کہ غلطیاں تو آریہ وغیرہ قرآن مجید میں بھی بتاتے ہیں۔ ایسے مرزا قادیانی کی غلطیاں لوگ بیان کرتے ہیں، مگر اس کے مقابل کوئی جواب نہیں دیتا۔ اس بے علمی اور نافہمی پر افسوس ہے انہیں یہ تمیز نہیں کہ قرآن مجید میں جو عقل کے دشمن غلطیاں بیان کرتے ہیں وہ معنی کے لحاظ سے کہتے ہیں جو ان کی غلط فہمی یا ہٹ دھرمی ہے اور ان کے جوابات نہایت زور سے مسلمانوں نے دیئے ہیں قرآن مجید کی فصاحت و بلاغت یا صرف ونحو میں تیرہ سو برس سے آج تک کوئی ماہر دم نہیں مار سکا (بعض پادریوں نے اعتراض کیا ہے مگر انہوں نے جو علم عربی کے ماہر نہیں ہیں۔ قادیانی مولف القاء نے جو مثال دی ہے وہ ان کی ناواقفی اور محض بے خبری ہے ہمارے علماء نے اسے اچھی طرح بیان کیا ہے اسی لئے میں نے ماہر کی قید یہاں لگا دی ہے کہ جہلاء اس سے خارج ہو جائیں۔ اب رسالہ ابطال اعجاز مرزا میں قصیدہ اعجازیہ کی حالت معلوم ہو جائے گی۔) بلکہ مخالفین اسلام جو ادب میں کمال رکھتے ہیں وہ قرآن مجید کی عبارت سے سند لاتے ہیں۔ مرزا قادیانی کی غلطیاں صرف ونحو فصاحت و بلاغت کے لحاظ سے دکھائی گئی ہیں اور اس وقت تک کوئی جواب ان کا نہیں دے سکا۔

اب برائے خدا اہل انصاف ملاحظہ کریں کہ جب اس کتاب کی عبارت درست نہیں مضامین اس کے مفید اور عالی نہیں جس سورۃ کی وہ تفسیر ہے اس کی اور تفسیریں بدرجہا اس سے فائق موجود ہیں اور ہر طرح اس سے اچھی ہیں پھر کسی لائق ذی علم کو اس کے جواب کی طرف کیوں توجہ ہونے لگی وہ اپنے مشاغل ضروریہ اور معمولات روزمرہ کو چھوڑ کر فضول کام میں اپنے اوقات کو کیوں صرف کرنے لگا۔ خصوصاً ایسی حالت میں کہ

مکرر تجربہ ہوگیا ہو کہ مرزا قادیانی اسی قسم کے دعوے کرتے ہیں اور جب کوئی سامنے آ گیا تو کچھ باتیں بنا دیتے ہیں اور اپنے مریدوں کو خوش کر لیتے ہیں۔ پیر مہر علی شاہ صاحب سے مناظرہ کی نسبت بہت کچھ اشتہارات شائع ہوئے۔ بالآخر لاہور میں مناظرہ قرار پایا۔ تاریخ معین ہوئی۔ پیر جی صاحب تاریخ معینہ پر تشریف لائے اور مرزا قادیانی نہ آئے۔ لاہور وغیرہ کے مریدوں نے بہت کچھ ہاتھ پاؤں مارے مگر ایسی باتیں کہیں کہ مناظرہ میں جانا بھی نہ پڑا اور مریدین بھی راضی رہے لاہور میں اس کی پوری کیفیت چھپی ہے۔ دوسری مرتبہ مختصر تمہید کے ساتھ عمدۃ المطابع لکھنؤ میں چھپی ہے۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کی نسبت رسالہ اعجاز احمدی میں یہ پیشین گوئی مشتہر کی کہ وہ قادیان میں تمام پیشین گوئیوں کی پڑتال کے لئے میرے پاس ہرگز نہیں آئیں گے۔

(اس زور سے انکار پر خوب نظر رہے) مگر اس زور کی پیشین گوئی کے بعد بھی مولوی ثناء اللہ صاحب ۱۰ جنوری ۱۹۰۳ء کو قادیان پہنچے اور مرزا قادیانی نے بجز اظہار غیظ وغضب اور زبردستی کی باتوں کے اور کچھ نہیں کیا۔

یہاں مجھے یہ کہنا ہے کہ مرزا قادیانی کی ایسی صاف پیشین گوئی غلط ہوگئی مگر مرزا قادیانی پر یا ان کے مریدین پر کوئی اثر نہیں ہوا۔ اسی طرح اعجاز المسیح اور اعجاز احمدی کی نسبت جو پیشین گوئی کی ہے اگر وہ غلط ہو جائے تو کیا نتیجہ ہوگا؟

مرزا قادیانی کی ایک ہی پیشین گوئی تو غلط نہیں ہوئی بلکہ بہت کثرت سے ان کی پیشین گوئیاں غلط ہوئی ہیں۔ یہ رسالہ ملاحظہ کیا جائے پھر معلوم ہو جائے گا کہ ایک ہی معاملے کے متعلق کتنی پیش گوئیاں ان کی غلط ثابت ہوئیں۔ پھر کوئی قادیانی اپنی غلطی پر متنبہ ہوا، کسی نے بھی اقرار کیا کہ یہ پیشین گوئی غلط ہوئی (خیال کیا جائے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب مرزا کی مذکورہ پیشین گوئی کے خلاف قادیان میں پہنچ گئے اور مرزا قادیانی غصہ سے برافروختہ گھر کے اندر بیٹھے ہوئے بے ہودہ گوئی اور سخت کلامی کر رہے ہیں اور مریدین بھی جی حضرت کر رہے ہیں مگر نہ مرزا قادیانی کو شرم آتی ہے کہ ہماری پیشین گوئی جھوٹی ہوگئی اور نہ مریدین کو حق بات کا خیال آتا ہے کہ مولویصاحب کا یہاں آجانا کس قدر صاف طور سے مرزا قادیانی کو جھوٹا ٹھہراتا ہے مگر بدصحبت نے قلب کو ایسا سیاہ کر دیا کہ نہایت روشن بات بھی انہیں نہیں سوجھتی) ان ہی باتوں پر نظر کر کے اہل علم نے یہ خیال کیا کہ اگر غیر ضروری کام میں اپنا وقت صرف کیا تو ایسا ہی نتیجہ ہوگا جو مذکورہ باتوں میں ہوا۔ اہل دانش کو

یہ کہنے کا موقع ضرور ہے کہ مرزا قادیانی کا یہ دعوی کہ اس کتاب کا کوئی جواب نہیں دے سکے گا، اور جو قصد کرے گا وہ روک دیا جائے گا اسی خیال پر مبنی ہے، وہ ضرور واقف ہوں گے کہ اس حالت کے ساتھ اہل کمال توجہ نہیں کر سکتے اور اگر کوئی قصد کرے گا تو وہ اعجاز المسیح کو دیکھے گا اور دیکھنے کے بعد اسے جواب کے لائق نہیں پائے گا تو خواہ مخواہ طبیعت رک جائے گی۔ خصوصاً جب وہ علامہ قونوی وغیرہ کی تفسیریں دیکھ چکا ہے کیونکہ انہیں دیکھ کر وہ معلوم کر چکا کہ اعجاز المسیح کے متعدد جواب اس سے نہایت اعلی اور ہر طرح اس سے عمدہ موجود ہیں پھر اس کے جواب کی طرف توجہ کرنا نادانی کے سوا اور کچھ نہیں۔ اس طرف کے بعض مرزائی اب بھی اسے معجزہ خیال کرتے تھے اس لئے ان کا جواب لکھا گیا ہے۔

اب میں اصل مدعا کی طرف متوجہ ہوتا ہوں اور مرزا غلام احمد قادیانی کے عظیم الشان نشان کے بقیہ کو بیان کرتا ہوں۔

منکوحہ آسمانی کی پیشین گوئی کو مرزا قادیانی نے نہایت ہی عظیم الشان ٹھہرایا تھا اور اس کی وجہ اس طرح بیان کی ہے:

پیشین گوئیاں کوئی معمولی بات نہیں، کوئی ایسی بات نہیں جو انسان کے اختیار میں ہو بلکہ محض اللہ جل شانہ کے اختیار میں ہیں۔ سو اگر کوئی طالب حق ہے تو ان پیشین گوئیوں کے وقتوں کا انتظار کرے۔ یہ تینوں پیشین گوئیاں ہندوستان اور پنجاب کی تینوں بڑی قوموں پر حاوی ہیں یعنی ایک مسلمانوں سے تعلق رکھتی ہے اور ایک ہندوؤں سے اور ایک عیسائیوں سے اور ان میں سے وہ پیشین گوئی جو مسلمانوں کی قوم سے تعلق رکھتی ہے بہت ہی عظیم الشان ہے کیونکہ اس کے اجزاء یہ ہیں:

۱۔ مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری تین سال کی میعاد کے اندر فوت ہو۔

۲۔ اور پھر داماد اس کا جو اس کی دختر کلاں کا شوہر ہے، اڑھائی سال کے اندر فوت ہو۔

۳۔ اور پھر یہ کہ مرزا احمد بیگ تا روز شادی دختر کلاں فوت نہ ہو۔

۴۔ اور پھر یہ کہ وہ دختر بھی تا نکاح اور تا ایام بیوہ ہونے اور نکاح ثانی ہونے تک فوت نہ ہو۔

۵۔ اور پھر یہ کہ یہ عاجز بھی ان تمام واقعات کے پورے ہونے تک فوت نہ ہو۔

۶۔ اور پھر یہ کہ اس عاجز سے نکاح ہو جائے۔ اور ظاہر ہے کہ تمام واقعات انسان کے اختیار میں نہیں۔ (شہادۃ القرآن از مرزا قادیانی۔ ص ۷۹)

اس عبارت سے یہ تو اظہر من الشمس ہے کہ منکوحہ آسمانی کا نکاح میں آنا مرزا صاحب قادیانی کا ایسا عظیم الشان نشان ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی نشان نہیں ہو سکتا کیونکہ اردو کے محاورے میں معمولی عظمت کی شئے کو عظیم الشان نہیں کہتے بلکہ اس کے لئے بڑی عظمت کا ہونا ضروری ہے۔ اب اس بڑی عظمت میں بھی تین درجے ہو سکتے ہیں۔ اس کے ادنی درجے کو عظیم الشان کہیں گے، متوسط درجے کو بہت عظیم الشان کہیں گے، اور سب سے اول درجے کو بہت ہی عظیم الشان کہیں گے۔ مرزا قادیانی نے اس نشان کے کے لئے یہی لفظ لکھا ہے جو نہایت کمال مرتبہ عظمت کو ظاہر کرتا ہے جس سے بڑھ کر عظمت نہیں ہو سکتی۔ اب اس کی اتنی بڑی عظمت کی کیا وجہ ہے؟

ہم نے جہاں تک غور کیا تو کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی بجز اس کے کہ بہت بڑی دلی آرزو کے پورا ہونے کی خبر ہے۔ اب وہ جیسی خبر ہو، ایک خبر ایسی بھی ہوتی ہے کہ انسان قرائن موجودہ اور اپنی تدابیر کاملہ کا پورا وثوق کر کے اس کے ہونے کی خبر دے دیتا ہے اور اس کے دل میں اس کا یقین ہو جاتا ہے، اور واقعی بات بھی یہی تھی اور آسمانی فیصلے نے اس کو عالم پر روشن کر دیا مگر مرزا قادیانی اس کی عظمت کی یہ وجہ بیان کرتے ہیں کہ وہ چھ پیشین گوئیوں پر مشتمل ہے مگر اللہ تعالی نے جن کو علم کے ساتھ نظر وسیع اور طبع سلیم عنایت کی ہے وہ بالیقین جان سکتے ہیں کہ اس قسم کی چھ پیشین گوئیاں کیا چھ صد جھوٹی پیشین گوئیاں ہوتیں تب بھی کوئی عظمت نہیں ہو سکتی تھی۔ حیرت یہ ہے کہ جماعت قادیانیہ میں بعض اہل علم بھی ہیں خصوصاً حکیم نور الدین وہ بھی ایسی باتوں کو عظیم الشان سمجھتے ہیں۔ اگر اب بھی وہ ایسا ہی سمجھتے ہیں تو مناسب ہے کہ صناجۃ الطرب (یہ کتاب عرب کی تاریخ ہے نوفل بن نعمۃ اللہ طرابلسی اس کا مؤلف ہے بیروت میں چھپی ہے۔ مرزائیوں میں عجب اندھیر ہے کہ دنیا بھر جانتی ہے اور عام طور سے تجربہ ہو رہا ہے کہ رمال اور نجومی پیشین گوئیاں کرتے ہیں خصوصاً پنجاب کے رمال آتے ہیں اور پیشین گوئیاں کرتے اور خبریں دیتے پھرتے ہیں، ہم نے ایک مطبوعہ کتاب بھی پیش کی جس میں آئندہ کی خبریں دینے کا تذکرہ بتفصیل لکھا ہے مگر مرزائی آفتاب روشن کو غل مچا کر چھپانا چاہتے ہیں اور یہ لکھ رہے ہیں کہ پیشین گوئی کرنا غیب کی خبر دینا ہے اور غیب کی خبر اللہ کے سوا کوئی نہیں دے سکتا اور پھر اپنی جہالت سے قرآن کی آیت اس کی سند میں پیش کرتے ہیں۔ یہ صریح قرآن مجید پر الزام لگانا ہے منکرین اس بات کو دیکھ کر کس قدر قہقہہ لگائیں گے کہ کیسی صریح

غلط بات قرآن میں ہے) ملاحظہ کریں اس میں تفصیل سے بیان کیا گیا ہے کہ کتنے وجوہ سے آئندہ کی خبر معلوم ہوسکتی ہے جن میں بزرگی اور ولایت اور نبوت کو کچھ دخل نہیں ہے۔

یہاں بھی لوگ جانتے ہیں اور بہت سے حضرات تجربہ بھی کر چکے ہیں کہ رمال اور جفار اور نجومی اور جوتش کے جاننے والے آئندہ کی خبریں دیتے ہیں خصوصاً مرنے کی اور جینے کی اور نکاح ہونے کی بعض بعض اخباروں میں طبع بھی ہوتی ہیں۔

بعض اہل فراست تجربہ کار پیشین گوئیاں کرتے ہیں اور بہت باتیں ان کی صحیح نکلتی ہیں پھر کیا یہ پیشگوئیاں خدا کی طرف سے ہوتی ہیں؟ کیا یہ سب بھی مقبولان خدا میں سے ہو گئے؟ اور ان کی یہ پیش خبریاں نبوت یا مقبولیت کا نشان ہو گئیں؟ ذرا سوچ کر اور خدا سے ڈر کر جواب دو۔

کچھ نئے تعلیم یافتہ بھی انہیں مان رہے ہیں۔ ان کی آنکھوں سے بھی یہ پردہ نہیں ہٹا۔ بھائیو! ذرا نظر کو اٹھاؤ اور آزادی کے ساتھ غور کرو۔ اور اگر کسی صاحب کو اب بھی توجہ نہ ہو اور مرزا قادیانی کے قول پر انہیں پختہ ایمان ہو کہ یہ عظیم الشان نشان ہے، تو وہ حضرات ملاحظہ کریں ان پیشین گوئیوں میں اصل پیشین گوئی دو ہیں پانچویں اور چھٹی یعنی ان تمام واقعات کے پورا ہونے تک، ا: مرزا قادیانی کا زندہ رہنا۔ ۲۔ منکوحہ آسمانی کا ان کے نکاح میں آجانا۔ باقی سب اس کی فروع ہیں کیونکہ اسکے نکاح میں آنے کے لئے یہ چھ پیشین گوئیاں کی گئی ہیں اور پھر ازالہ اوہام (صفحہ ۳۹۶) میں یہ الہام بیان کیا کہ:

انجام کار وہ نکاح میں ضرور آئے گا اور سب موانع دور ہوں گے۔

یہ باتیں یقینی طور سے شہادت دیتی ہیں کہ اصل پیشین گوئی کا مقصود یہی دو پیشین گوئیاں ہیں۔

بیان سابق سے نہایت روشن ہو گیا کہ یہ دونوں پیشین گوئیاں غلط ثابت ہوئیں اور ان کا غلط ہو جانا ایسا عظیم الشان امر ہے کہ ان کی تمام پیشین گوئیاں اور دعوی پایہ اعتبار سے ساقط ہو گئے، کیونکہ ان کے ہونے پر مرزا قادیانی کو اس قدر وثوق تھا اور کس قدر اشتہاروں میں اور رسالوں میں بار بار اس کے ظہور میں آنے کو بیان کیا ہے کہ اللہ اکبر۔ اس لئے ہر طالب حق بالضرور یہی کہے گا کہ جب یہ پیش گوئی جھوٹی ہو گئی، تو اب اگر کوئی پیش گوئی مرزا قادیانی کے کہنے کے مطابق ہو جائے تو بالضرور وہ انہیں اتفاقیہ امور میں ہے جو دنیا میں کسی

کے موافق اور کسی کے مخالف ہوا کرتے ہیں۔ یہ بھی خیال رہے کہ یہ دونوں پیشین گوئیاں ان کے خلیفہ کی اس تاویل کو غلط بتاتی ہیں جس میں وہ خطاب کو عام ٹھہرا کر اپنے مرشد اور محمدی بیگم کی اولاد کو شامل کرتے ہیں۔
چوتھی پیشین گوئی بھی اپنے پورے مضمون کے لحاظ سے پوری نہیں ہوئی کیونکہ اس کا مضمون یہ ہے کہ:

دختر (یعنی محمدی بیگم بنت احمد بیگ) تا ایام بیوہ ہونے کے اور نکاح ثانی کے فوت نہ ہو۔

یہ پیشین گوئی دو دعووں کی خبر دے رہی ہے۔ ایک یہ کہ وہ لڑکی (محمدی بیگم)، مرزا قادیانی کی زندگی میں بیوہ ہوگی۔ دوسرے یہ کہ نکاح ثانی اس کا مرزا قادیانی سے ہوگا۔ اور ہمارے پہلے بیان سے ان دونوں دعووں کا غلط ہونا ظاہر ہو گیا۔ تیسری پیش گوئی پہلی پیش گوئی کے لوازمات سے ہے، کوئی مستقل نہیں ہے البتہ نمبر دوم کی پیش گوئی اس لئے نہایت لائق لحاظ ہے کہ مرزا قادیانی نے بار بار نہایت زور سے اپنی سچائی کا معیار اسے قرار دیا ہے۔ اور یہ بھی لکھا ہے کہ:

اگر اس کا ظہور نہ ہو، تو میں جھوٹا اور ہر بد سے بدتر ہوں۔ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۴)

شہادۃ القرآن کی مذکورہ عبارت میں اور دہم جولائی ۱۸۸۸ء کے اشتہار میں مرزا قادیانی کی یہ پیشین گوئی ہے کہ:

اگر احمد بیگ نے اس نکاح سے انحراف کیا تو یہ لڑکی جس دوسرے شخص سے بیاہی جائے گی وہ روز نکاح سے اڑھائی سال تک فوت ہو جائے گا۔

جب مرزا قادیانی کی یہ پیش گوئی غلط ہوگئی، اور اس لڑکی کا خاوند مرزا قادیانی سے منحرف رہا یہاں تک کہ مرزا قادیانی کی زندگی میں قریب سولہ سترہ سال کے گذر گئے (کیونکہ نکاح ۱۸۹۲ء میں ہوا اور ۱۹۰۸ء میں مرزا قادیانی مرا، اور اب مرے ہوئے تین برس ہو گئے اور خدا کے فضل سے اب تک وہ زندہ ہے) تو اس سچے واقعے کو اہل حق نے ظاہر کرنا شروع کیا۔ اس پر مرزا قادیانی نے کیسی کیسی تاویلیں کیں ہیں اور کس قدر شور و شر اٹھایا ہے کہ خدا کی پناہ مگر آخر میں خدا تعالی نے آفتاب روشن کی طرح سچائی کو ظاہر کت دیا اور دنیا پر ظاہر ہو گیا کہ مرزا قادیانی کا کہنا بالکل غلط تھا، زیادہ افسوس اس بات کا ہے کہ ایسی غلط پیشین گوئیوں پر پردہ ڈالنے کے لئے مرزا قادیانی نے اور ان کے خلیفہ نے جناب رسول اللہ ﷺ پر بھی الزام لگانا چاہا ہے مگر ہم دکھلائیں گے کہ یہ بڑی جسارت

اور محض افترا ہے جوانہوں نے اپنے نفس کو بچانے کے لئے کیا ہے۔

خلیفہ قادیانی کے بعض اقوال کا ذکر پہلے حصہ کے تتمہ میں ہولیا ہے۔اب مرزا قادیانی کے بعض رسائل کی عبارتیں اس پیشین گوئی کے متعلق نقل کی جاتی ہیں جن سے اظہر من الشّمس ہورہا ہے کہ مرزا قادیانی کی زبان مرزا قادیانی کو جھوٹا کہہ رہی ہے مرزا قادیانی کا صاف وصریح اقرار مرزا قادیانی کو کذاب ومفتری بتا رہا ہے ان کی تحریرانہیں ہر بد سے بدتر ظاہر کررہی ہے جن کی آنکھیں ہوں وہ دیکھیں اورانصاف کریں اوریقین کرلیں کہ یہ پیشین گوئی بلاشبہ غلط ہوئی ،اور مرزا غلام احمد قادیانی کا ذب ثابت ہوئے اس کا جواب قیامت تک نہیں ہوسکتا۔

ا۔انجام آتھم صفحہ ۳۱ کے حاشیہ میں مرزا صاحب لکھتے ہیں:

میں بار بار کہتا ہوں کہ نفس پیشین گوئی داماداحمد بیگ کی تقدیر مبرم ہے اس کی انتظار کرواوراگر میں جھوٹا ہوں یہ پیشین گوئی پوری نہیں ہوگی اور میری موت آجائے گی اوراگر میں سچا ہوں تو خدا تعالی ضروراس کو بھی ایسا ہی پورا کرے گا جیسا احمد بیگ اور آتھم کی پیش گوئی پوری ہوگئی۔

اے طالبان حق دوڑ واور قدرت حق کا تماشا دیکھو کس صفائی سے آفتاب صداقت چمک چکا ہے۔ اس میں شبہ نہیں کہ جب منکوحہ آسمانی کا خاوند یعنی مرزااحمد بیگ کا داماد اڑھائی سال کے اندر نہ مرااور مسلمانوں نے شور کیا تو مرزا قادیانی نے اپنے اشتہاروں رسالوں میں بار بار بہت زور کے ساتھ لکھا کہ:

احمد بیگ کا داماد ضرور میرے سامنے مرے گا کچھ دنوں کی مہلت اسے دی گئی ہے۔

اب یہاں صاف کہہ رہے ہیں کہ اگر میں جھوٹا ہوں تو وہ نہ مرے گا میری موت آجائے گی۔اب تو دنیا پر ظاہر ہوگیا کہ احمد بیگ کا داماد اب تک زندہ ہے اور مرزا قادیانی کو مرے ہوئے تین برس ہوگئے،اس لئے مرزا قادیانی اپنے اقرار کے بموجب جھوٹے ٹھہرے۔کیا اب بھی جماعت مرزائیہ سچائی کے ماننے میں کوئی عذر کرے گی؟ وہ بھی خوب سمجھ لے کہ اس پیشین گوئی کے پورا ہونے میں کوئی شرط نہیں ہے اوراب جس کو شرط کہا جاتا ہے وہ محض فریب دیا جاتا ہے،اس کی تفصیل تنزیہہ ربانی اور معیار صداقت میں دیکھئے،نہایت تفصیل سے ثابت کیا ہے کہ اس پیشین گوئی کے لئے کوئی شرط نہیں۔

۲۔اور ملاحظہ ہو ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۵۴ میں مرزا صاحب قادیانی لکھتے ہیں:

یاد رکھو کہ اس پیش گوئی کی دوسری جزء پوری نہ ہوئی (یعنی احمد بیگ کا داماد میرے سامنے نہ مرا) تو میں ہر ایک بد سے بدتر ٹھہروں گا۔اے احمقو! یہ انسان کا افتراء نہیں یہ کسی خبیث مفتری کا کاروبار نہیں۔ یقیناً سمجھو کہ یہ خدا کا سچا وعدہ ہے۔وہی خدا جس کی باتیں نہیں ٹلتیں۔،

حق پسند حضرات ملاحظہ فرمائیں کہ مرزا قادیانی کا یہ قول کس صفائی سے باآواز بلند پکار رہا ہے کہ اس پیشین گوئی کے پورا ہونے کے لئے کوئی شرط نہیں اس کے پورا ہونے کے لئے خدا کا سچا وعدہ ہے یہ وعدہ جھوٹا نہیں ہوسکتا اگر کوئی شرط ہوتی تو یہاں ضرور بیان کرتے۔

اب برادران اسلام اس پر غور کریں کہ مرزا قادیانی کو اپنے الہام کے سچے ہونے پر کس قدر وثوق ہے اور احمد بیگ کے داماد کی موت کو خدا کا سچا وعدہ کہتے ہیں بایں ہمہ کس قدر صفائی سے اس وعدے کا جھوٹا ہونا ظاہر ہوگیا۔اب اس میں کون ایمان دار شبہ کرسکتا ہے (احمد بیگ کے داماد کی نسبت پہلے یہ الہام تھا کہ اڑھائی برس کے اندر مرے گا، جب اس میعاد میں وہ نہ مرا تو مرزا قادیانی نے کیسی کیسی توجیہیں کی ہیں اور متعدد تحریروں میں بہت اوراق سیاہ کئے ہیں اور حضرت یونس کی پیشین گوئی کے مثل اسے ٹھہرایا ہے اور حسب ضرورت الہام میں اضافہ بھی ہوتا رہا ہے۔رسالہ انجام آتھم اور اس کا ضمیمہ ملاحظہ کیا جائے اس میں ۲۲ صفحے اسی بیان میں سیاہ کئے ہیں مگر اب اظہر من الشمس ہوگیا کہ وہ سب غلط تاویلیں اور بناوٹ کی باتیں تھیں در اصل پہلا الہام بھی ایسا ہی غلط تھا جیسا یہ دوسرا الہام باوجود ایسے سخت وثوق کے غلط ثابت ہوا۔مقام انصاف ہے جس الہام کو وہ اپنی صداقت کا معیار قرار دیتے ہیں جب وہ جھوٹا نکلے تو جن الہاموں کی نسبت ایسا وثوق نہیں بیان کیا گیا انہیں کون سمجھ دار الہام ربانی کہہ سکتا ہے؟ یہ کہنا کہ اس پیش گوئی کا پورا نہ ہونا ایسا ہی ہے جیسے حضرت یونس کی پیش گوئی پوری نہ ہوئی، اور باوجود وعدہ کے ان کی قوم سے عذاب ٹل گیا، نص قطعی کے مضمون سے چشم پوشی کرنا ہے کیونکہ قرآن مجید میں دو جگہ صاف مذکور ہے کہ حضرت یونس کی قوم ایمان لے آئی تھی اور ایمان کی وجہ سے انہیں نجات ملی، قرآن میں سورہ یونس اور سورہ صافات ملاحظہ کیجئے، احمد بیگ کا داماد یا اس کی بیٹی اور بیوی تو مرزا قادیانی پر ایمان نہیں لائے آخر تک وہ منکر رہے۔پھر مرزا قادیانی کی پیشین گوئی حضرت یونس کی پیشین گوئی کے مثل کیسے ہوسکتی ہے۔کیا جماعت مرزائیہ میں کوئی ذی علم نہیں کہ قرآن مجید دیکھ کر اس بدیہی بات کا فیصلہ کرے، اور مرزا قادیانی کی زبردستی دیکھے) کرسکتا ہے کہ وہ وعدہ شیطانی تھا جسے مرزا قادیانی رحمانی سمجھے تھے۔

اب میں مرزائی جماعت سے خیر خواہانہ کہتا ہوں کہ ان اقوال پر نظر کریں، اگر مرزا قادیانی کو کسی وجہ

سے انہوں نے سچا مان لیا تھا تو اب دیکھیں کہ ان ہی کے اقوال انہیں کیا کہہ رہے ہیں؟ کیا ان کے اقوال کو دیکھ کر کوئی سچا مسلمان انہیں سچا سمجھ سکتا ہے۔ ذرا خوف خدا دل میں لا کر جواب دیجئے گا اور خدا کے لئے یہ نہ کہہ دیجئے گا کہ اعتراض تو اسلام پر بھی ہوتے ہیں، کیونکہ اسلام پر کوئی اعتراض نہیں بنتا البتہ بعض متعصبوں نے نفسانی غرض سے اور بعض کم عقلوں نے بدگمانیاں کی ہیں اور بعض نے کم عقلی کی بنیاد پر عقلی شبہات کئے ہیں اور ان کے جواب میں خاص کر تفسیریں علمائے متقدمین نے لکھی ہیں اور متاخرین نے خاص خاص رسالوں میں ان کا جواب دیا ہے۔ اور پھر کوئی دم نہیں مار سکا۔ مرزا قادیانی پر جو اعتراضات ہم کر رہے ہیں ان میں نہ نفسانی غرض کو دخل ہے اور نہ صرف عقل پر ان کی بنیاد ہے۔ یہ تو آسمانی فیصلہ سے جو اللہ تعالی نے مرزا قادیانی کی زبان سے کرایا ہے، یہ تو اقراری ڈگری ہے جس کا کوئی جواب نہیں ہو سکتا۔

دو اقرار تو آپ ملاحظہ کر چکے اب تیسرا اقرار دیکھئے۔ اسی رسالہ انجام آتھم میں اسی پیشین گوئی کے متعلق مرزا قادیانی نے کئی ورق سیاہ کئے ہیں اور عربی زبان میں لکھ کر فارسی میں اس کا ترجمہ کیا ہے اس کے آخر میں جو حاصل لکھا ہے وہ نقل کیا جاتا ہے۔

۳۔ بلکہ اصل امر بر حال خود قائم است و ہیچ کس با حیلہء خود اورا ردنتواں کرد وایں تقدیر از خدائے بزرگ تقدیر مبرم است وعنقریب وقت آں خواہد آمد پس قسم آں خدائے کہ حضرت محمد مصطفی ﷺ را برائے ما مبعوث فرمود و اورا بہترین مخلوقات گردانید کہ دین حق است، وعنقریب خواہی دید ومن ایں را برائے صدق خود یا کذب خود معیار می گردانم، ومن نگفتم الا بعد زانکہ از رب خود خبر دادہ شدم۔ (انجام آتھم۔ص ۲۲۳)۔

ترجمہ: اصل بات اپنے حال پر قائم ہے (یعنی احمد بیگ کے داماد کا مرزا قادیانی کے سامنے مرنا اور محمدی بیگم کا مرزا قادیانی کے نکاح میں آنا) کوئی شخص کسی تدبیر سے کوئی مٹا نہیں سکتا خدا تعالی کی طرف سے یہ تقدیر مبرم ہے جو بغیر پورے ہوئے ٹل نہیں سکتی اور اس کے پورے ہونے کا وقت عنقریب ہے اس خدا کی قسم ہے جس نے حضرت محمد ﷺ کو ہمارا نبی کیا اور ساری مخلوق سے انہیں بہتر بنایا جو میں کہہ رہا ہوں وہ حق ہے، عنقریب تو دیکھ لے گا یعنی احمد بیگ کے داماد کے مرنے میں جو کچھ تاخیر ہوئی وہ ایک وجہ سے ہوئی، مگر میرے سامنے اس کا مر جانا اس میں شبہ نہیں ہے عنقریب تو دیکھ لے گا کہ وہ میرے سامنے مر گیا اور میں اپنے سچے یا جھوٹے ہونے کی اسے کسوٹی ٹھہراتا

ہوں (اگر وہ میرے سامنے مرگیا تو میں سچا ہوں اور اگر ایسا نہ ہوا بلکہ میں اس کے سامنے مرگیا تو جھوٹا ہوں) اور جس امر کی اللہ تعالی نے اطلاع دی ہے وہی میں نے کہا ہے اس کے سوا کچھ نہیں کہا۔

(اب اگر کوئی تامل کرے تو اتنی ہی عبارت میں چھ جھوٹ مرزا قادیانی کے معلوم کرے گا ملاحظہ کر لیجئے۔ ۱۔ اصل امر بر حال خود قائم ست۔ محض غلط، اپنے حال پر ہرگز قائم نہیں ہے بلکہ جھوٹ ثابت ہوا۔ ۲۔ ہیچ کس باحیلہ خود اورا ردنتوں کرد۔ یعنی احمد بیگ کے داماد کی موت کو کوئی نہیں روک سکتا محض غلط مسلمانوں نے اس کی درازی عمر کی دعا کی، اللہ نے قبول کی اس لئے مرزا قادیانی کا یہ جملہ غلط ہو گیا۔ ۳۔ خدا کی طرف سے یہ تقدیر مبرم ہے، اس کا جھوٹ ہونا اظہر من الشمس ہو گیا، اگر تقدیر مبرم ہوتی تو احمد بیگ کا داماد ضرور مرزا قادیانی کے سامنے مرتا حالانکہ مرزا قادیانی پہلے مر گئے اور وہ ہنوز زندہ ہے۔ ۴۔ اس کا وقت عنقریب آنے والا ہے۔ محض غلط ہے۔ عنقریب کیا مرزا قادیانی کی موت تک اس کا وقت نہ آیا۔ ۵۔ خدا کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ احمد بیگ کے داماد کا میرے سامنے مرنا حق ہے، عنقریب تو دیکھ لے گا۔ یہ بھی جھوٹ نکلا اور مرزا قادیانی کی یہ جھوٹی قسم ثابت ہوئی۔ ۶۔ میں نے وہی کہا ہے جس کی اطلاع اللہ تعالی نے دی ہے۔ جب اس پیش گوئی کا جھوٹا ہونا یقیناً ثابت ہو گیا تو معلوم ہوا کہ جو کچھ انہوں نے کہا تھا وہ شیطانی وسوسہ تھا خدا کی طرف سے ہرگز نہ تھا)

خوب یاد رہے کہ ترجمہ میں جو شرح کی گئی ہے وہ مرزا قادیانی ہی کے کلام سے لی گئی ہے کوئی بات اپنی طرف سے نہیں ہے۔ اس قول سے پہلے انجام آتھم کو دیکھنا چاہیے بھائی مسلمان دیکھ چکے کہ یہاں مرزا قادیانی نے تین الہامی قول نقل کئے ہیں۔ پہلے میں نہایت صفائی سے اپنے جھوٹے ہونے کی یہ علامت بتا رہے ہیں کہ احمد بیگ کا داماد میرے سامنے نہ مرے بلکہ میری موت اس کے سامنے ہو۔ دوسرے میں اسی بنیاد پر اپنے آپ کو بد سے بدتر کہہ رہے ہیں۔ تیسرے میں اس پیشین گوئی کو اپنے صدق یا کذب کا معیار بتاتے ہیں یعنی اگر احمد بیگ کا داماد میرے سامنے مرگیا تو میں سچا اور اگر میں اس کے سامنے مرگیا تو جھوٹا۔

یہ آسمانی فیصلہ ہے جو خدائے تعالی نے مرزا قادیانی زبان سے کرایا ہے اور تمام گمراہوں کے لئے حجت ہے۔

میں تمام جماعت مرزائیہ اور بالخصوص حکیم نور الدین قادیانی سے کہتا ہوں کہ خدا کے لئے اس صاف اور روشن دلیل پر غور کریں اور یقین کر لیں کہ اس کا کوئی جواب وہ نہیں دے سکتے اور ہمارے لئے یہی فیصلہ ان کی تمام باتوں کے لئے کافی جواب ہے ان کے تمام نشانات اس فیصلے سے بے نشان ہو جاتے ہیں ان کی تمام حجتیں تار عنکبوت کی طرح ٹوٹ جاتی ہیں، تھوڑی سی سمجھ اور انصاف چاہیے ذرا توجہ کیجئے۔

جب اس پیشین گوئی کے جھوٹ ہو جانے سے مرزا قادیانی اپنے اقرار کے بموجب جھوٹے ٹھہرے

تو مرزا قادیانی ہی کے قول سے ثابت ہوا کہ جس قدر نشانات انہوں نے دکھائے وہ سب جھوٹے اور جتنی حجتیں انہوں نے پیش کیں وہ ایسی تھیں جیسے جھوٹے لوگ پیش کیا کرتے ہیں خوب خیال رہے کہ میں اپنی طرف سے نہیں کہتا بلکہ مرزا قادیانی کے کلام سے جو ظاہر ہورہا ہے، اسے میں آپ کو دکھا رہا ہوں، دوسری طرف سے سمجھ لیجئے مجملاً کچھ بیان کئے دیتا ہوں۔نشانوں کا بےنشان ہونا تو اس طرح ظاہر ہے کہ جب وہ عظیم الشان نشان جسے انہوں نے اپنے صدق یا کذب کا معیار قرار دیا تھا وہ خاک میں مل گیا تو دوسرے نشان کس شمار میں ہیں اگر کوئی پیشگوئی سچی بھی ہوگی (میں نے فرضی طور پر کہا ہے ورنہ صحیح امر یہی ہے کہ ان کی کوئی پیشین گوئی سچی نہیں ہوئی۔ یہ کہنا کہ مرزا قادیانی کی سینکڑوں پیشین گوئیاں سچی ہوئیں اور ہورہی ہیں محض غلط ہے کوئی مقابلہ پر آ کر ثابت کرے) تو ایسا ہی سمجھنا چاہیے جیسے رمال اور نجومی کی باتوں میں بعض صحیح ہو جاتی ہیں۔مرزا نے اپنا ایک الہام عربی میں بیان کر کے فارسی میں اس کا ترجمہ کیا ہے ان کی عبارت نقل کر کے اس کا نتیجہ بیان کرتا ہوں

۴۔قال کذبوا بآیاتی وکانوا بھا مستھزئین فسیکفیکھم اللہ و یردھا الیك لا تبدیل لکلمات اللہ ان ربك فعال لما یرید فاشار فی لفظ فسیکفیکھم اللہ انہ یرد بنت احمد الی بعد اھلاك المانعین وکان اصل المقصود الاھلاك و تعلم انہ ھوا لملاك و اما تزویجھا ایای بعد اھلاك الھالکین و الھالکات فھو لاعظم الآیۃ فی عین المخلوقات

گفت ایں مردم مکذب آیات من ہستند وبدانہا استہزامی کنند پس من ایشاں (الہام کے جو الفاظ مرزا قادیانی بیان کئے ہیں ان میں کوئی لفظ نہیں ہے جس کا یہ ترجمہ ہے) را نشانے خواہم نمود و برائے تو ایں ہمہ را کفایت خواہم شد و آں زن را کہ زن (یہ جملہ ان کی کتاب میں اسی طرح ہے۔محمد علی) احمد بیگ را دختر است باز بسوئے تو واپس خواہم آورد، یعنی چونکہ او از قبیلہ بباعث نکاح اجنبی بیرون شدہ باز بہ تقریب نکاح تو بسوئے قبیلہ رد کردہ خواہد شد در کلمات خدا و وعدہائے او ہیچ کس تبدیل نتواں کردہ خدائے تو ہر چہ خواہد آں امر بہر حالت شدنی است ممکن نیست کہ در معرض التواء بماند پس خدا تعالی بلفظ فسیکفیکھم اللہ بسوئے ایں امر اشارہ کرد کہ (جماعت مرزائیہ اس جملہ پر خوب غور کرے کہ وہ د

ختر واپس کیوں نہیں آئی اوراس کے روکنے والے کیوں نہ مرے۔ مرزا قادیانی ابھی کہہ چکے ہیں کہ خدا کی باتوں مین تغیر وتبدل نہیں ہوسکتا اگر یہ خدا کی بات تھی یعنی الہام خداوندی تھا تو بدل نہیں سکتا تھا جب بدل گیا تو یقیناً معلوم ہوا کہ خدا کی طرف سے یہ الہام نہ تھا بلکہ مرزا قادیانی کی دلی آرزو تھی جسے وہ الہام سمجھے اسی پر ان کے اور الہاموں کو قیاس کرنا چاہیے اگر یہ خدا کی طرف سے الہام ہوتا تو خدا اپنے رسول کو کبھی جھوٹا نہ کرتا احمد بیگ کا داماد ضرور مرتا اور لڑکی مرزا قادیانی کے نکاح میں ضرور آتی) او دختر احمد بیگ را بعد میرنیدن مانعان بسوئے من واپس خواہد کرد و اصل مقصود (خوب خیال رہے کہ عربی اور فارسی دونوں میں الہام کا اصلی مقصود احمد بیگ کے داماد و غیرہ کا مرنا مرزا قادیانی بیان کرتے ہیں اور وہی نہ پایا گیا، پھر مرزا قادیانی کے جھوٹے ہونے میں کیا تامل رہا) میرانیدن بود، وتو میدانی کہ ملاک ایں امر میرانیدن است وبس (انجام آتھم۔ص ۲۱۶۔۲۱۷)

اس کلام سے کئی باتیں ثابت ہوئیں:

اول: خدا تعالی کا حتمی وعدہ ہے کہ احمد بیگ کی لڑکی خاص مرزا قادیانی کے نکاح میں آئے گی۔

دوم: جو اس نکاح کے روکنے والے ہیں وہ ہلاک ہوں گے۔ روکنے والوں میں ان کی پہلی بیوی اور دو بیٹے تھے اور عورت کا شوہر، بڑے روکنے والے یہی لوگ تھے ان میں سے کوئی نہیں مرا۔ حالانکہ اصل مقصود ان کا مرنا تھا بلکہ مرزا قادیانی خود تشریف لے گئے۔ سوم: خدا تعالی کے وعدے میں تبدیلی نہیں ہوسکتی اور نہ اس میں التوا ممکن ہے۔ کہیے خلیفہ قادیان آپ کے مرشد (خلیفہ قادیان نے غلط پیشین گوئیوں کے جواب میں بعض بزرگوں کا یہ قول نقل کیا ہے یعد و لا یو فی اور اس کا ترجمہ انہوں نے اس طرح کیا ہے کہ خدا تعالی وعدہ کرتا ہے اور بعض وقت پورا نہیں کرتا۔ اس کا حاصل یہ ہوا کہ اللہ تعالی بعض وقت جھوٹ بول دیتا ہے۔ نعوذ باللہ۔ مگر مرزا قادیانی یہ کہہ رہے ہیں کہ خدا کے وعدے میں تغیر وتبدل نہیں ہوسکتا۔ اب خلیفہ قادیان کو اس کے خلاف نہیں کہنا چاہیے۔ الحاصل خلیفہ قادیان نے تو چاہا تھا کہ خدائے قدوس پر الزام آئے تو آئے مگر مرزا قادیانی الزام سے بری رہیں، اب خود مرزا قادیانی نے اپنے خلیفہ کے قول کو غلط ٹھہرا دیا۔ و للہ الحمد) یو عد و لا یوفی کے خلاف کہہ رہے ہیں یعنی خدا تعالی کا یہ جو وعدہ ہے کہ احمد بیگ کی لڑکی مرزا قادیانی کے نکاح میں آئے گی اس میں تغیر وتبدل نہیں ہوسکتا اور نہ اس میں تاخیر والتوا ہوسکتا ہے۔ الغرض اس کلام سے وہ تاویلیں محض غلط ہوگئیں جو مرزا قادیانی کے خلیفہ وغیرہ اس جھوٹی پیشین گوئی کے بنانے میں اب کیا کرتے ہیں اور کبھی خدا پر الزام لگانا چاہتے ہیں اور کبھی اس کے رسول پر جس کا ذکر پہلے حصہ کے تتمہ میں کیا گیا۔ اب دیکھنا چاہیے

کہ پیشین گوئیاں اور کتنے قول ان کے غلط ہوئے۔

۱۔مثلاً احمد بیگ کی لڑکی ان کے نکاح میں نہیں آئی ۔۲۔احمد بیگ کا داماد ان کے روبرو نہیں مرا۔۳۔ان کی پہلی بیوی نہیں مری۔۴۔ان کے بیٹے زندہ موجود ہیں۔۵۔جس قدر الہامی وعیدیں اس کے والدین وغیرہ کے لئے بیان کی تھیں وہ سب جھوٹی ثابت ہوئیں۔

اب اس کہنے میں کیا تامل ہوسکتا ہے کہ توریت کے مطابق مرزا قادیانی جھوٹے نبیوں میں ہوئے کیونکہ توریت (تورات کے اس بیان سے ظاہر ہوا کہ یہ قول کہ میرا نکاح محمدی سے ہوگا مرزا قادیانی کا گستاخانہ قول ہے) کے استثنا باب ۱۸ میں ہے:

لیکن وہ نبی جو ایسی گستاخی کرے کہ کوئی بات میرے نام سے کہے جس کے کہنے کا میں نے اسے حکم نہیں دیا تو وہ نبی قتل کیا جائے (یعنی مثل قصاص کے توریت میں یہ بھی ایک حکم ہے۔) اور اگر تو اپنے دل میں کہے کہ میں کیوں کر جانوں کہ یہ بات خداوند کی کہی ہوئی نہیں، تو جان رکھ کہ جب نبی خداوند کے نام سے کہے اور جو اس نے کہا ہے واقع نہ ہو یا پورا نہ ہو تو بات خداوند نے نہیں کہی بلکہ اس نبی نے گستاخی سے کہی ہے۔

مذکورہ پیش گوئی کے متعلق ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۵۳ میں ایک قول اور بھی لائق ملاحظہ ہے:

چاہیے تھا کہ ہمارے نادان مخالف انجام کے منتظر رہتے اور پہلے سے اپنی بدگوہری ظاہر نہ کرتے۔ بھلا جس وقت یہ سب باتیں پوری ہو جائیں گے تو کیا

۱۔اس دن یہ احمق مخالف جیتے رہیں گے۔۲۔اور کیا اس دن یہ تمام لڑنے والے سچائی کی تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے نہیں ہو جائیں گے۔۳۔ ان بے وقوفوں کو کوئی بھاگنے کی جگہ نہیں رہے گی۔۴۔اور نہایت صفائی سے ناک کٹ جائے گی۔۵۔اور ذلت کے سیاہ داغ ان کے منحوس چہروں کو بندروں اور سوروں کی طرح کر دیں گے۔

ناظرین ملاحظہ کر سکتے ہیں کہ اس قول میں بھی کس زور سے مذکورہ پیش گوئی کی صداقت کو مرزا غلام احمد قادیانی ظاہر کر رہے ہیں مگر غیظ وغضب کی انتہاء نہیں ہے۔تہذیب وشائستگی بھی لائق دید ہے جـــــــزاء

سیئۃ سیئۃ پرعمل کرنے والے اپنے مرشد کو دیکھیں کہ ان کا کلام مناظرہ مونگیر سے کتنے دنوں پہلے کا ہے۔

اب ہم جماعت مرزائیہ سے دریافت کرتے ہیں کہ جن باتوں کے پورا ہو جانے پر مرزا قادیانی نے یہ پانچ جملے مخالفین کے لئے کہے تھے، اور اب نہایت صفائی سے ظاہر ہو گیا کہ وہ باتیں پوری نہ ہوئیں اور اعلانیہ غلط ثابت ہوئیں تو اب ان پانچوں جملوں کا مصداق ان کے نزدیک کون ہے؟ مرزا قادیانی یا ان کی جماعت، امر حق کے اظہار میں کچھ شرم نہ کریں ہمارے نزدیک تو اس وقت ان کی جماعت زیادہ مستحق ہے۔ ذرا انصاف کا آئینہ سامنے رکھ کر اپنے چہروں کو ملاحظہ کریں اگر وہ ذرا غور کریں گے تو ان کا کانشنس ان کی اندرونی سچائی (اگر کچھ ہے) تو بے اختیار کہہ اٹھیں گی کہ ہم ابدی حیات سے محروم رہے فریب کی تلوار نے ہمیں ٹکڑے ٹکڑے کر دیا غلط فہمی اور ندامت کے داغ نے چہروں کو مسخ کر دیا۔ یہ جماعت ان جملوں کی زیادہ مستحق اس لئے ہے کہ باوجود اس بدیہی ثبوت کے حق کی طرف رجوع نہیں کرتی اور جھوٹ کو مان رہی ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کو شیطانی الہاموں کے دھوکہ میں ایسا کہہ گئے اور دنیا سے چل بسے، اور اگر انہیں انکار ہے اور ظاہر میں ضرور ہوگا تو اس کی وجہ بتائیں اور خوب سوچ سمجھ کر بتائیں مگر ہم کہتے ہیں کہ نہیں بتا سکتے نہیں بتا سکتے۔ ان کے مخالفین کی سچائی تو خدا تعالیٰ نے دنیا پر ظاہر کر دی اور کسی خارجی دلیل سے نہیں، مرزا غلام احمد قادیانی کی زبان سے ان کے اقرار سے، اور ایک اقرار سے نہیں متعدد اقراروں سے، پھر اب سوا ان کی جماعت کے اور کون مستحق ہو سکتا ہے۔

اب میں ایک اور قول مرزا قادیانی کا اسی پیشین گوئی کے متعلق ناظرین کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں جسے دیکھ کر انہیں حیرت ہو جائے گی کہ مرزا قادیانی کے اقوال کس کس طرح کے ہوتے ہیں اور ان کی کیا حالت ہے۔ لکھتے ہیں:

> یہ پیشین گوئیاں کچھ ایک دو نہیں بلکہ اسی قسم کی سو سے زیادہ پیشین گوئیاں ہیں جو کتاب تریاق القلوب میں درج ہیں پھر ان سب کا کچھ بھی ذکر نہ کرنا اور بار بار احمد بیگ کے داماد یا آتھم کا ذکر کرنا کس قدر مخلوق کو دھوکا دینا ہے۔ (تحفہ گولڑویہ۔ص ۳۹۔قادیانی خزائن۔ج ۱۷ص ۱۵۳)

ملاحظہ کیا جائے جس نشان کو خود ہی بہت عظیم الشان بتایا، جس کے ہونے یا نہ ہونے کو اپنے سچے یا

جھوٹے ہونے کی علامت ٹھہرائی، جس کا برسوں سے انتظار رہوتا رہا ہے، مرزا قادیانی اب مسلمانوں کی توجہ کو اس طرف سے ہٹانا چاہتا ہے۔ یہ عبارت صاف کہہ رہی ہے کہ اس نشان کے ہونے میں انہیں بھی تردد ہو گیا ہے، انتظار کرتے کرتے عرصہ ہو گیا اور تاویلیں کرتے کرتے اور باتیں بناتے بناتے بھی تھک گئے ہوں گے۔ دیکھنے کے لائق یہ بات ہے، کہ یا تو اس پیشین گوئی پر اس قدر زور وشور یا اس قدر کمزوری تریاق القلوب میں جو پیشین گوئیوں کا تھیلہ بتایا جاتا ہے وہ سب ادھڑ گیا، اب اس کا ذکر کرنا نہایت شرم کی بات ہے۔ جب ان کا عظیم الشان نشان غلط نکلا اور اپنے اقرار سے مرزا قادیانی جھوٹے ثابت ہوئے تو وہ تھیلہ ان نجومی اور رمالوں کے تھیلے کی طرح ہوا جو کچھ پیش گوئی کر کے لوگوں سے کچھ لے لیا کرتے ہیں۔ یہ خوب یاد رہے کہ پیشین گوئی کرنا اور اس کی پیشین گوئی کا سچا ہو جانا اس کے سچے ہونے کی ہرگز دلیل نہیں ہے، کسی نبی نے اپنی صداقت کا معیار پیشین گوئیوں کو نہیں بتایا ہے۔ البتہ پیشین گوئی کا جھوٹا ہو جانا مدعی کے کاذب ہونے کی دلیل ہے اس لئے مرزا قادیانی اپنے قول کے بموجب کاذب ہوئے۔

جناب رسول اللہ ﷺ پر مرزا قادیانی کا غلط الزام

مرزا قادیانی کی سخن سازی اور بے باکی حد ہو گئی کہ اپنے اوپر سے الزام اٹھانے کے لئے جناب رسول اللہ ﷺ پر غلط پیش گوئی کا الزام عمدہ پیرایہ سے لگانا چاہتے ہیں ملاحظہ ہو لکھتے ہیں:

> اس کی ایسی مثال ہے کہ مثلاً کوئی شریر النفس ان تین ہزار معجزات کا کبھی ذکر نہ کرے جو ہمارے نبی ﷺ سے ظہور میں آئے اور حدیبیہ کی پیش گوئی کو بار بار ذکر کرے کہ وہ وقت اندازکردہ پر پوری نہ ہوئی۔ (تحفہ گولڑویہ۔ ص ۴۰)

بھائیو! اس مثال کی اصلی حالت کو دیکھو، پھر مرزا قادیانی کے بیان کو ملاحظہ کرو کہ وہ مخلوق کو کیسا دھوکا دے رہے ہیں۔ ۶ ہجری میں جناب رسول اللہ ﷺ نے عمرہ کا ارادہ کیا۔ یہ وہ وقت ہے کہ ابھی مکہ معظمہ کفار مشرکین کے قبضے میں ہے، مگر وہ اپنے مذہبی خیال سے کسی حج اور عمرہ کرنے والے کو روکتے نہ تھے، اور چار مہینوں میں یعنی شوال ذی قعد ذی الحجہ اور رجب میں لڑائی کو منع جانتے تھے، اسی وجہ سے آپ ﷺ نے ماہ ذی

قعد میں عمرہ کا ارادہ کیا، اور تشریف لے چلے۔ آپ کے ہمراہ چودہ پندرہ سو صحابہ ہو لئے۔ اب حدیبیہ پہنچ کر یا روانگی سے قبل آپ ﷺ نے خواب دیکھا کہ ہم مع تمام اصحاب بلا خوف و خطر مکہ معظّمہ میں داخل ہوئے ہیں اور ارکان حج ادا کئے ہیں۔ یہ آپ ﷺ کا خواب ہے کوئی الہامی پیش گوئی نہیں ہے اس خواب میں کوئی قید اور کسی وقت کی تعیین نہ بطور اندازہ بیان کی گئی ہے نہ حتمی طور پر کوئی بات کہی گئی ہے۔ یہ خواب آپ ﷺ نے اصحاب سے بیان فرمایا۔ چونکہ حضور انور ﷺ اس سال عمرے کا ارادہ فرما رہے تھے اور انبیاء کا خواب تو سچا ہوتا ہی ہے اس لئے بعض اصحاب کو یہ یقین ہوا کہ اسی سال ہم بلا خوف و خطر مکہ معظّمہ میں پہنچیں گے اور حج کریں گے انہیں یہ خیال نہ رہا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے وقت کی تعیین نہیں فرمائی۔ مقام حدیبیہ میں جب آپ پہنچے تو کفار مانع ہوئے، مگر کچھ شرائط کے ساتھ اس پر صلح ہوگئی کہ اس سال نہ جائیں آئندہ سال آکر عمرہ کریں۔ حضور اکرم ﷺ نے حدیبیہ سے لوٹنے کا ارادہ کیا حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ حضرت آپ نے تو فرمایا تھا کہ ہم خانہ کعبہ میں جائیں گے اور طواف کریں گے، یعنی آپ ﷺ نے اپنا خواب بیان فرمایا تھا۔ حضور انور ﷺ نے فرمایا ہاں ہم نے کہا تو تھا مگر کیا یہ کہا تھا کہ اسی سال ہم داخل ہوں گے۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ نہیں۔ حضور انور ﷺ نے فرمایا کہ خانہ کعبہ میں داخل ہوگے اور طواف کروگے یعنی ہمارے خواب کا ظہور کسی وقت ہوگا۔

یہ روایت صحیح بخاری باب الشروط فی الجہاد میں ہے۔ خدائے تعالیٰ نے آئندہ سال میں اس کا ظہور دکھایا، اور پھر ایک سال بعد فتح مکہ ہوئی اور نہایت کامل طور سے اس پیشین گوئی کی صداقت کا ظہور ہوا۔ غرضیکہ دو برس کے اندر وہ پیشین گوئی کامل طور سے پوری ہوگئی۔

یہاں یہ معلوم کر لینا بھی ضروری ہے کہ ٦ ہجری میں جو حضور انور ﷺ نے عمرہ کا ارادہ کیا تھا اور اس ارادہ کا باعث آپ کا خواب تھا، یا صرف عمرہ کا شوق اور وہاں کے کفار کی حالت کا معلوم کرنا۔ کامل تحقیق اس کی شہادت دیتی ہے کہ عمرہ کرنے کا خیال اس کا باعث ہوا کیونکہ کسی روایت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ خواب دیکھنا اس سفر کا باعث ہوا، صحیح روایت تو یہی ہے کہ حدیبیہ پہنچ کر حضور انور ﷺ نے وہ خواب دیکھا تھا، اس کی صحت بلحاظ راوی کے اور باعتبار ناقلین کے بہر طرح ثابت ہوتی ہے۔ اس کے راوی مجاہد ہیں جو حضرت عبداللہ بن عباس کے شاگرد رشید اور نہایت ثقہ ہیں، اور اس روایت کو اکثر مفسرین اور محدثین نے نقل کیا ہے، تفسیر درمنثور

میں اس روایت کو پانچ محدثین سے اس طرح نقل کیا ہے کہ:

عن مجاھد قال اری رسول اللہ ﷺ و ھو بالحدیبیۃ انہ ید خلی مکۃ ھو و اصحابہ آمنین (درمنثور۔ج۶ص۸۰) مجاہد کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حدیبیہ میں تشریف فرما تھے کہ آپ نے خواب دیکھا کہ آپ اور آپ کے اصحاب بے خوف وخطر مکہ میں داخل ہوئے ہیں۔

تفسیر جامع البیان طبری اور فتح الباری اور عمدۃ القاری اور ارشاد الساری میں بھی یہی ہے کہ حضور انور ﷺ نے حدیبیہ میں یہ خواب دیکھا۔غرض یہ کہ اس وقت نو کتابوں سے اس دعوی کا ثبوت دیا گیا جس روایت میں یہ آیا ہے کہ مدینہ میں حضور ﷺ نے یہ خواب دیکھا وہ ضعیف ہے علاوہ اس کے ضعیف ہونے کے اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضور انور ﷺ کا وہ سفر اس خواب کی وجہ سے ہوا اس کی تحقیق جداگانہ رسالہ میں کی گئی ہے۔اس مختصر بیان سے یہ ثابت ہوگیا کہ مرزا قادیانی کا یہ الزام کہ حدیبیہ والی پیشین گوئی وقت اندازکردہ پر پوری نہ ہوئی محض غلط ہے رسول اللہ ﷺ نے اس پیشین گوئی کے پورا ہونے کے لئے کسی وقت کسی طرح کا کوئی بیان نہیں فرمایا۔

اب ہمارے برادر اس واقعہ کو مرزا قادیانی کی پیشینگوئی سے ملائیں جسے وہ اپنے دعوی کا عظیم الشان نشان بتا رہے ہیں، جس کی نسبت بار بار کہا کہ اگر اس کا ظہور نہ ہوا تو میں جھوٹا ہوں۔اور حضور انور ﷺ نے صرف اپنا خواب بیان کیا تھا اور بطور تعبیر بھی اس کے ظہر کا کوئی وقت کسی طرح بیان نہیں فرمایا تھا۔آپ ﷺ کا سفر کرنا اور ذوالحلیفہ پہنچ کر احرام باندھنا اس کی دلیل ہرگز نہیں ہے کہ آپ کے خیال میں یہ تھا کہ اس خواب کی تعبیر اسی سال ظہور میں آئے گی، بلکہ احرام باندھنا اس کی دلیل ہے کہ اسکی تعبیر اس وقت ظہور میں نہیں آئے گی پھر یہاں کسی شریر کو کس طرح گنجائش مل سکتی ہے کہ وہ کہے کہ یہ پیش گوئی وقت اندازکردہ پر پوری نہ ہوئی۔

یہاں اول تو الہامی پیش گوئی نہ تھی اور جس قسم کی پیش گوئی تھی وہ پوری ہوئی اور ہر طرح پوری ہوئی، اب اس خواب کو اپنی اس پیش گوئی کے مثل ٹھہرانا جس کی میعاد پہلے اڑھائی برس بیان کی، پھر اس کو خوب مشتہر کیا جب وہ میعاد گزر گئی اور احمد بیگ کا داماد نہ مرا اور مسلمانوں نے کہنا شروع کیا تو مرزا قادیانی بڑے زور شور سے باتیں بناتے رہے اور اس کے وقوع میں آنے کا یقین دلاتے رہے۔چنانچہ چار اقوال ان کے نقل بھی کئے

گئے مگر پندرہ یا سولہ برس کے بعد مرزا قادیانی اس جہان سے تشریف لے گئے اور اس کا ظہور نہ ہوا۔

بھائیو! انصاف سے کہو کہ یہ خلقت کو گمراہ کرنا نہ ہوا کہ اپنی جھوٹی پیش گوئی پر پردہ ڈالنے کے لئے رسول اللہ ﷺ پر یہ افتراء کیا کہ حدیبیہ میں آپ نے پیش گوئی کی تھی اور وہ وقت اندازکردہ پر پوری نہ ہوئی۔ اس کو خوب یقین کرنا چاہیے کہ اس کا کوئی جواب نہیں ہوسکتا۔

رسول اللہ ﷺ کے خلاف مرزا قادیانی کی روش

مرزا قادیانی کے خیالات اور ان کی باتیں انبیائے کرام کی روش کے خلاف ہیں۔ ایک یہ امر نہایت لائق توجہ ہے جس سے سچے اور جھوٹے میں ایک لطیف فرق دانش مند حضرات سمجھ سکتے ہیں۔

۱۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے کسی پیش گوئی یا معجزے کی نسبت نہیں فرمایا کہ یہ میری نبوت کی دلیل ہے۔ اگر اس کا ظہور نہ ہو تو میں جھوٹا ہوں جیسا مرزا قادیانی کہہ رہے ہیں۔ وہاں تو آپ کی ذات مبارک، آپ کے صفات حمیدہ، آپ ﷺ کے حالات جمیلہ، آپ کی ہدایات جلیلہ آپ ﷺ کی نبوت کی روشن دلیلیں تھیں، جو کسی حق پرست پر پوشیدہ نہیں رہ سکتیں وہاں کسی خارجی اسباب کی حاجت نہ تھی۔

۲۔ نشانات و معجزات بہت کچھ ہوئے مگر کسی منکر یا طالب معجزہ کے سامنے آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ میں نے دو ہزار یا تین ہزار یا اس قدر معجزے دکھائے ہیں تم ان پر نظر کرو، قرآن مجید کو دیکھو کہ جب منکرین نے معجزہ طلب کیا تو گویا انکار ہی کیا نہ گزشتہ معجزے کا حوالہ دیا نہ آئندہ کسی خرق عادت کا وعدہ فرمایا ہے۔ مثلاً سورہ بنی اسرائیل میں ہے کہ کفار نے کئی معجزے طلب کئے ان کے جواب میں ارشاد خداوندی ہے:

قل سبحا ن ربی هل کنت ا لا بشرا رسو لا ۔ یعنی اے محمد کہہ دے کہ اللہ تمام عیبوں سے پاک ہے (تم جو عیب لگانا چاہتے ہو وہ نہیں لگ سکتا) (اس کی شرح خلعۃ الھنود میں مولانا سید حسین شاہ مرحوم نے خوب کی ہے۔ یہ کتاب جواب ہے اندرمن کی کتاب تحفۃ الاسلام کا، لائق دید ہے) اور میں ایک انسان ہوں اور خدا کا رسول ہوں۔

مرزا قادیانی کی روش اس کے بالکل برعکس ہے۔ ذرا سی کوئی بات ان کے حسب خواہ ہوگئی، بس اخباروں میں اشتہاروں میں رسالوں میں اس کا غل مچ گیا کہ یہ نشان ہوا۔ یہ کرامت ہوئی۔ اور جب کوئی بات کہنے کے مطابق نہ ہوئی تو تاویلیں چلیں اور تاویلیں بھی ایسی جنہیں کوئی حق پسند قبول نہیں کرسکتا۔ اور

مسلمانوں پر سخت کلامی شروع ہوگئی۔قادیانی جماعت سے پوچھتا ہوں کہ کیا یہی منہاج نبوت ہے؟

سوم: جناب رسول اللہ ﷺ نے جوخواب دیکھا تھا اس کا ظہور دوسرے ہی سال میں ہوگیا، مرزا قادیانی نے جوالہامی پیش گوئی کی تھی اس کا ظہوران کے مرتے وقت تک نہ ہوا حالانکہ پندرہ سولہ برس تک اس پیش گوئی کے بعد جیتے رہے۔اوراس کے ظہور میں آنے کا یقین دلاتے رہے۔

اب میں طالبین حق کو اس طرف متوجہ کرتا ہوں خوب خیال کریں کہ شروع رسالے سے یہاں تک مرزا قادیانی کے کتنے الہامات جھوٹے ثابت ہوئے اور ایسا ثبوت جس میں کسی طرح کا شک وشبہ نہیں ہوسکتا۔ ان الہامات کا شمار کرنا آپ کے حوالے کرتا ہوں۔اب آپ ہی فرمایئے کہ جو شخص اس قدر اعلانیہ جھوٹ خدا تعالی پر باندھے رسول اللہ ﷺ پر افتراء کرے، جس کے حالات ایسے ہوں جن کا ذکر پہلے حصے میں ہوا، وہ برگزیدہ خدا یا رسول ونبی ہوسکتا ہے؟ کوئی ایمان دار اس کا اقبال نہیں کرسکتا بلکہ بے اختیار کہہ اٹھے گا کہ ایسا شخص برگزیدہ خدا ہرگز نہیں ہوسکتا اگرچہ کتنا ہی بڑا علامہ کیوں نہ ہو۔

یہاں تک مرزا قادیانی کے عظیم الشان نشان کا خاتمہ ہوگیا اور قدرت خدا نے دکھا دیا کہ وہ ایک نشان عظیم ہے مرزا قادیانی کے حالات ظاہر کرنے کا۔اور ایسا نشان ہے کہ خاص وعام جاہل وعالم، جس کو حق طلبی ہے وہ اس رسالے کو دیکھ کر بے تامل کہہ دے گا کہ مرزا قادیانی کا دعوی غلط تھا اور اس سے زیادہ اور کیا ثبوت ہوسکتا ہے کہ بڑے شد ومد سے انہیں اپنے جھوٹے ہونے کا اقبال ہے اس نشان کے متعلق اس کا ذکر کرنا باقی ہے کہ مرزا احمد بیگ ان کی پیش گوئی کے مطابق مرے۔یعنی مرزا قادیانی نے کہا تھا کہ اس لڑکی کا باپ تین سال کے اندر مرجائے گا اور ایسا ہی ہوا کہ چار مہینے یا چھ مہینے کے بعد وہ مرگئے، اس کے جواب دینے کی ضرورت تو نہیں ہے مگر شائد کسی کو خلجان رہ جائے اس لئے کہتا ہوں متوجہ ہوکر سنئے۔

اول: احمد بیگ کے داماد کے متعلق پیش گوئی جھوٹی ہوئی جو اسی الہام کا ایک جز تھی اور ظاہر ہوگیا کہ وہ رحمانی الہام نہ تھا، تو اس کا دوسرا جز کیونکر رحمانی ہوسکتا ہے (مرزا قادیانی نے حقیقت الوحی صفحہ ۱۸۷ وغیرہ میں مرزا احمد بیگ کے مرنے کے بعد بار بار یہ لکھا ہے: اس پیش گوئی کی دو ٹانگ تھی ایک ٹوٹ گئی ایک باقی ہے۔غرض یہ کہ ان دونوں پیش گوئیوں کا ایک ہی الہام سے ہونا مرزا قادیانی کے کلام سے ظاہر ہے لہذا ایک کا جھوٹا ہونا دوسرے کو بھی ساقط الاعتبار کرتا ہے۔مرزا قادیانی نے احمد

بیگ کے مرنے کے بعد جب اپنی صداقت کا اظہار زور شور سے کیا تو مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب نے پچاس سوالات جرح کے کئے تھے جس کا جواب اس وقت تک دیکھا سنا نہیں گیا۔ رسالہ اشاعۃ السنہ ج ۱۵ نمبر ایک اور دو دیکھنا چاہیے۔ مگر جو کچھ اس رسالے میں لکھا گیا ہے وہ کافی ہے کیونکہ اس میں آسمانی فیصلہ کا اظہار ہے اور ایسے فیصلے کے بعد سوالات جرح کی ضرورت نہیں)

دوم: جب مرزا قادیانی کے اقرار سے ان کا جھوٹا ہونا ثابت ہو گیا تو اب کوئی پیش گوئی ان کی حقانیت کے لئے پیش کرنا فضول ہے بلکہ یہ سمجھ لینا چاہیے کہ بہت قسم کے لوگ پیش گوئی کرتے ہیں، جن کا بار بار ذکر ہو چکا ہے، ویسے ہی یہ بھی ہیں۔

سوم: اگر کوئی انصاف سے غور کرے تو ان باتوں کے قطع نظر وہ معلوم کر لے گا کہ احمد بیگ کی موت مرزا قادیانی کی پیشین گوئی کے مطابق نہیں ہوئی کیونکہ مرزا قادیانی نے کہا ہے کہ تین سال کے اندر احمد بیگ مر جائے گا۔ اردو محاورے کے موافق اگر احمد بیگ دو سال کے بعد تین سال کے اندر مرتا اس وقت یہ کہنا صحیح ہو سکتا تھا کہ پیش گوئی کے مطابق اس کی موت ہوئی۔ اور جب وہ چار یا چھ ماہ میں مر گیا تو کوئی فہمیدہ محاورہ دان منصف مزاج نہیں کہہ سکتا کہ پیش گوئی کے مطابق مرا۔ البتہ اگر یہ پیش گوئی ہوتی کہ ایک سال کے اندر مر جائے گا، اس وقت کہہ سکتے تھے کہ احمد بیگ کی موت پیش گوئی کے مطابق ہوئی ہے۔ اس کے علاوہ ایک نہایت روشن بات مرزا قادیانی کے الہام سے ثابت ہوتی ہے کہ احمد بیگ کی موت پیشین گوئی کے مطابق نہیں ہوئی کیونکہ الہام میں کہا گیا کہ احمد بیگ تین سال کے اندر فوت ہو، اور اس کے داماد کے لئے کہا گیا کہ اڑھائی سال کے اندر فوت ہو۔ نہایت ظاہر ہے کہ احمد بیگ کے مرنے کے لئے زیادہ میعاد بیان ہوئی، اور اس کے داماد کی اس سے کم، اس کمی اور بیشی کے لئے کوئی وجہ نہیں ہو سکتی بجز اس کے کہ جس کی میعاد کم ہے وہ پہلے مرے گا اور جسکی میعاد زیادہ ہے وہ بعد کو مرے گا یعنی اڑھائی برس کے بعد۔ جب یہ نہ ہوا تو یقیناً احمد بیگ کی موت پیشین گوئی کے مطابق نہیں ہوئی اس کے بھی علاوہ ہم یہ کہتے ہیں کہ اسی کے ساتھ اس کے داماد کی موت کی پیش گوئی کی تھی وہ تو یقیناً جھوٹی ہوئی، پھر وہ پیش گوئی بھی کیسی کہ برسوں اس کا الہام ہوتا رہا، پہلے اس کی موت کے لئے اڑھائی برس کی قید لگائی جب وہ غلط ہو گئی تو کتنے برسوں تک کہتے رہے کہ وہ میرے سامنے مرے گا۔ پھر اس میں کیسی کیسی دعائیں اس کی موت کے لئے مرزا قادیانی نے مانگی ہوں گی۔ شب کو کس کس طرح روئے

اور گڑگڑائے ہوں گے اس خیال سے کہ میں کہیں جھوٹا نہ ہو جاؤں مگر کچھ نہ ہوا اور مرزا قادیانی جھوٹے ٹھہرے ان باتوں کو خیال کر کے کوئی عاقل کہہ سکتا ہے کہ مرزا احمد بیگ کی موت مرزا غلام احمد قادیانی کے قول کی تصدیق ہے؟ ہرگز نہیں۔

الحاصل! مرزا قادیانی نے اپنی صداقت ثابت کرنے کے لئے جس کو نہایت ہی عظیم الشان نشان ٹھہرایا تھا جس کے ہونے پر انہیں نہایت ہی وثوق تھا وہ بالکل غلط نکلا اور جتنی پیشین گوئیاں اس کے متعلق تھیں سب جھوٹی ثابت ہوئیں۔

تنبیہ قادیانی

(حاجی ابوالمجد محمد عبدالرحمٰن۔ مطبع رحمانیہ مونگیر میں طبع ہو کر دارالاشاعت رحمانی مونگیر سے شائع ہوئی)

بنمائے بصاحب نظراں گوہر خود را
عیسی نتواں گشت بتصدیق خرے چند
پاکی و شرافت نہ رسد در دل نا اہل
ہر چند اگر جمع شود نقد زرے چند
سودائے مسیحیت خامے نہ شود پخت
از عو عو و غوغائے پراگندہ سرے چند
غوغائے مسیحیت و دعوائے نبوت
کامل نشود از اثر بے خبرے چند
آن فتنہء برہم کُنِ اسلام نماندہ
ہیہات کنوں ماند مگر فتنہ گرے چند
زود است رسد بطش شدید از بر قہار
غافل نہ نشینند ز حق بے صبرے چند

معذور غریب است ، اگر کور نہ بیند
افسوس مگر ہست براہل نظرے چند
از فضل بسے با اثراں(۱) را شدہ توفیق
دور از رہ حق ما ند مگر بے اثرے چند
صد دفتر طومار نیر زد بہ شقاوت
کافی بود از بہر سعادت سطرے چند

(۱) حکیم مظہر حسن مصنف چودھویں صدی کا مسیح، ڈاکٹر مولوی عبدالحکیم خان صاحب، ونشی الٰہی بخش صاحب عصائے موسیٰ وغیرہ

بسم اللہ الر حمن الر حیم

حا مداً و مصلیاً علی رسو لہ الکر یم و آ لہ و صحبہ اجمعین

حاجی عبدالرحمٰن صاحب لکھتے ہیں:

مجھے ہمیشہ اس امر کی کوشش رہتی ہے کہ تحریروں میں تہذیب قائم رہے۔مخالفین کا جواب نرم لفظوں میں دیا جائے۔بازاری لہجہ سے بچتا رہوں۔مگر جب اخبار بدر مورخہ ۱۹ستمبر ۱۹۱۲ء کو دیکھتا ہوں تو خواہ مخواہ من حیث بشریت طبیعت پریشان ہو جاتی ہے، اور ترکی بترکی جواب دینا نامناسب معلوم نہیں ہوتا کہ آہن بہ آہن تواں کرد نرم، مشہور مقولہ ہے۔جب دارالصدر قادیان کے اخبار کا ایسا گندہ مضمون نکلتا ہے اور زبان قلم کو اپنے اندرونی نجس الفاظ سے ناپاک کرتے ہیں، باوجودیکہ خلیفہ (حکیم نورالدین) صاحب وہیں موجود ہیں، اور مضمون ان کی منظوری سے درج اخبار ہوتا ہے۔مگر تعجب ہے کہ اس گندگی پر ذرا بھی ان کو اعتنا نہ ہوئی تو پھر دوسرے مرزائیوں کا کیا ٹھکانہ ہے۔لہٰذا جماعت احمدیہ مجھے ترکی بترکی جواب دینے میں معذور سمجھے۔

اے باد صبا ایں ہمہ آوردہ تست

جب سے رسالہ آسمانی فیصلہ شائع ہوا ہے، قادیانیوں میں ہل چل مچی ہوئی ہے۔ہر طرف دبکتے پھرتے ہیں۔جواب دینے کے نام سے ان کے دلوں میں لرزہ آتا ہے۔مونگیر اور بھاگلپور کی مرزائی مشنری کا شیرازہ ٹوٹا جاتا ہے۔جدھر دیکھئے ہر طرف سے ان پر نفرین کی بوچھاڑ پڑ رہی ہے۔نیا الو تو کوئی دام میں نہیں آتا

،چندیں شکل برائے اکل کا قافیہ تنگ ہونے لگا۔فریادوزاری کی صدائیں قادیان تک پہنچنے لگیں۔میرزائی مشین ڈھیلی پڑ گئی۔تمام صوبہ بہار میں اور ہندوستان کے بڑے بڑے شہروں میں فیصلہ آسمانی کا چرچا ہے۔مرزا صاحب کی منکوحہ آسمانی والی پیش گوئی پردس برس کے بچہ سے لے کر ۸۰ برس کا بڈھا بھی مضحکہ اڑا رہا ہے۔مگر مخالفین کی غیرت خدا جانے کس جزیرہ میں روپوش ہوگئی کہ ان کو ذرا شرم نہیں آتی۔اور بڑی ڈھٹائی سے کبھی ایک مدرس(اسماعیل) صاحب کسی اخبار میں بے سروتال کی الاپ اپنے بھائیوں کی حمایت میں الاپتے ہیں، کسی میں مفتی (محمد صادق) صاحب ڈفالیوں کی ربابہ لے کر بے سرا تان لگاتے ہیں۔مگر اس سے ہوتا کیا ہے۔ فیصلہ آسمانی کا جواب دیں اور اشتہار کے مطابق ہزار روپیہ کی تھیلی مفت راچہ بایدگفت حاضر ہے۔اجی آپ کو تو کیا مرزا صاحب آنجہانی بھی زندہ رہتے،تو فیصلہ آسمانی کا جواب ہرگز نہ دے سکتے،بات بنانا دوسری بات ہے ،اور جواب باصواب دینا اور شئے ہے۔لازم تو یہ تھا کہ خود جناب خلیفۃ المسیح صاحب اپنے رسول کی گردن سے اس منکوحہ آسمانی کی پیش گوئی کے جھوٹ ہونے کا الزام اتارتے۔مگر ایسا نہیں کر سکتے اور ہرگز نہیں کر سکتے ۔پبلک کی نظر میں اس بدیہی واقعہ کا بطلان مشکل نہیں بلکہ محال ہے۔دروغ رافروغ نباشد،مشہور مقولہ ہے۔

چند ہفتے ہوئے کہ بنام نہاد مولوی اسماعیل مدرسہ مدرسہ قادیان نے ایک مضمون اخبار بدر قادیان میں لکھا تھا۔دوسرا پرچہ ۱۹ستمبر۱۹۱۲ء میری نظر سے گذرا جس میں کرشن قادیانی کی جوتیوں کی خاک مفتی محمد صادق صاحب اڈیٹر بدر نے فیصلہ آسمانی کے عنوان سے ایک مضمون لکھ کر اپنی بے بصری اور مرزا صاحب کے لائق مرید ہونے کا ثبوت دیا ہے۔بازاریوں کا انداز بدتہذیبوں کا شعار اختیار کیا ہے۔اس پر جھوٹا دعوی یہ کہ مرزا صاحب اور مرزائیوں کا طریق عمل یہ ہے کہ،جو گالی دے اس کو ہم دعا دیتے ہیں،کس قدر موٹا جھوٹ ہے نعوذ باللہ۔جس گروہ کے مفتی کا یہ حال ہو،اس گروہ کے مقبرہ پر تبسم کے چند پھول میں بھی چڑھا دیتا ہوں کہ ان کی ارواح خوش ہوجائیں

اگر بہ میرد سگ و زیرو موش دربانی کند
ایں چنیں ارکان مذہب باعث خواری بود

اڈیٹر صاحب کو غالبًا خبیث مادہ کا تخمہ ہوگیا ہوگا اور ان کے معالج حکیم نے یہی تدبیر بتائی کہ اس

خبیث مادہ کواستفراغ کر کے نکال دو۔ تدبیر تو واقعی مناسب تھی مگر مادہ ایسا خبیث تھا کہ ان کے منہ سے نکلا تو سہی مگر اس کی گندگی سے لوگ پریشان ہو گئے۔ البتہ اڈیٹر صاحب اوران کے تیمارداروں کو اب کچھ سکون ہو گیا ہوگا کیونکہ مریض نے جان توڑ کر اندرونی فاسد زہریلا مادہ اگل دیا۔ یہ سب کچھ سہی، بھونکو، کاٹو، برا لہجہ اختیار کرو، کوسو، اپنی جھوٹائی پر ڈھٹائی کرو، اس سے اب کچھ نہیں بنتا۔ پبلک کو انتظار ہے کہ منکوحہ آسمانی والی پیشین گوئی کو سچ کر دکھاؤ، یا بقول خود مرزا صاحب کے ان کو جھوٹا مانو (انجام آتھم) اور ہر بد سے بدتر ٹھہراؤ (صفحہ ۶۰۔۶۱۔ ضمیمہ انجام آتھم)۔ فیصلہ آسمانی کا جواب خود حکیم صاحب خلیفۃ المسیح بن کر علمی حیثیت سے کیوں نہیں دیتے۔ یہ تو انہی کا منصب ہے نہ کہ بازاری کتوں کا۔ یہ تو فقط اسی کام کے ہیں کہ دو روٹیاں سامنے پھینک دیں دم ہلا کر کھانے اور بھونکنے لگے۔

اب جناب خلیفۃ المسیح صاحب کے سکوت پر یقین ہوتا جاتا ہے اور پبلک پر اظہر من الشمس ہو رہا ہے کہ ان کے نزدیک بھی فیصلہ آسمانی کے دلائل قاطع ہیں، اس کا جواب وہ ہرگز نہ دیں گے کیونکہ وہ ذی علم مناظر ہیں۔ دلائل قاطعہ کے جواب میں زٹل قافیہ اڑانا ان کی شان سے دور ہے۔ لہذا کبھی کبھی احمد کی پگڑی محمود کے سر پر رکھ دیا کرتے ہیں، اوراپنے گروہ کو خوش کر لیا کرتے ہیں۔ مگر یہ بھی احقاق حق کے خلاف ہے سیدھی بات تو یہ ہے کہ سچ کو سچ مان لیجئے اور دنیاوی شرم ولحاظ کو لات ماریئے۔ شرم تو خدا سے چاہیے جو مالك یوم الدین ہے۔ جس کے سامنے ایک روز جواب دہی کے لئے کھڑا ہونا ضرور ہے۔ اور وہاں یہ دکھلایا جائے گا کہ محمد مصطفیٰ ﷺ اور عیسی بن مریم یہ ہیں، نہ مرزا غلام احمد قادیانی، اس وقت کیا جواب دیجئے گا اس کو بھی آپ از روئے علم خوب جانتے ہیں کہ وہاں نہ تو جھوٹی شہادتیں کام آویں گی نہ بات بنانے کی کسی کو جرأت ہوگی۔ اب حکیم صاحب خود تخلیہ میں اس ناچیز کی تقریر کو غور سے سوچ کر اپنا فیصلہ کرلیں۔ زیادہ حد ادب و ما علینا الا البلاغ المبین

اڈیٹر صاحب البدر نے جو زہر اگلا ہے انہیں کے سامنے پیش کیا جاتا ہے اور آگے چل کر پبلک کو واضح طور پر دکھایا جائے گا کہ اڈیٹر صاحب نے کس قدر موٹا جھوٹ اپنے کالموں میں بھرا ہے، اور مناظرہ کا کیسا بازاری لہجہ رکھا ہے۔ ہاں پبلک مجھے اس جواب کے طرز تحریر بدلنے اور کچھ سختی سے کام لینے میں معذور سمجھے گی

کیونکہ اس کی بدزبانی کا جواب ہے ورنہ فیصلہ آئینہ قادیانی وغیرہ موجود ہے اس کو دیکھ لیا جائے کہ کس شائستگی سے اس کا انداز رہا ہے۔

اڈیٹر صاحب بدر یوں لکھتے ہیں:

آسمانی باتوں کی مثالیں بہت کچھ دنیوی حالات میں ملتی ہیں جب کوئی سرکاری سپاہی کسی گاؤں میں جاتا ہے تو ضرور ہے کہ وہ کسی ظالم بدکار کیلیئے باعث خوف اور کسی مظلوم اور نیکوکاروں کے واسطے خوشی کا موجب ہو بدکار اس سے بھاگتے ہیں گالیاں سناتے ہیں اور بدکاروں کے مظہر گاؤں کے کتے سب سے اول اس پر بھونکنا شروع کرتے ہیں، بلکہ عوام کو اسکے آنے کی خبر بھی اسی سے لگتی ہے۔یہی حال روحانی نامورین کے آنے کے وقت ہوتا ہے ہر ایک متکبر جفا کار اسکے مقابلہ کے لئے اٹھتا ہے،اور اپنے گھمنڈ میں جوش مارتا ہے کہ اسے کچل ڈالے۔مگر پرانے شیطان کی طرح آخر اس کا اپنا ہی سر کچلا جاتا ہے(آگے چل کر یہ بخوبی واضح طور پر دکھایا ہے اور آپ کے قول کو روز روشن کی طرح جھٹلایا ہے۔ابوالمجد)ایسا ہی تمام انبیاء کے وقت ہوتا آیا ہے۔اور یہی واقعہ حضرت مسیح کے وقت میں بھی ہوا۔سب سے پہلے تو پنجاب کے ہی علماء اٹھے۔کسی نے یہاں سر نکالا اور کچلا گیا۔کوئی وہاں اٹھا اور مارا گیا۔کوئی چندروز ابال کھا کر سوڈا واٹر کے جھاگ کی طرح ٹھنڈا ہو کر بیٹھ گیا۔سب نے باری باری اپنا حصہ پورا کیا۔آج کل یہ جوش بہار کے علاقہ میں ابال کھا رہا ہے وہاں کسی مولوی نے جو بہ سبب بزدلی اور نامردی کے اپنا نام ظاہر کرنے سے ڈرتا ہے ایک رسالہ چھاپا ہے جس کا نام فیصلہ آسمانی رکھا ہے یہ تو کسی کو جرأت نہیں ہوئی کہ ایک رسالہ ہمارے پاس بھیج دیتا..الخ (تمہارے گروگھنٹال کرشن قادیانی کے خلیفہ جی کے پاس تم ایک رسالہ مانگتے ہو یہاں سے تین بھیجے گئے تینوں ان سے لے کر دیکھو۔ابوالمجد)

مفتی صاحب آپ کی حالت پر افسوس ہے۔اتنے دنوں سے تو اڈیٹری کرتے ہو مگر ابھی تک اخباری تہذیب کا بھی ڈھنگ نہ آیا۔لاہور جاؤ۔چند دنوں پیسہ اخبار، وکیل، وطن، زمین دار یا اہل مشیر مرادآبادی کے یہاں رہ کر سبق لو، پھر اڈیٹری کرو۔بات یہ ہے کہ لقمہ چرب نے عقل سلیم کو زائل کر دیا

لقمہ چرب شد گلو گیرش
زانکہ بسیار مال مردم خورد

کیا آپ کے نزدیک جھوٹے نبیوں اور جھوٹے مہدیوں کی مخالفت بھی ایسی ہے جیسی سچے نبیوں کی ۔ ذرا ہوش سنبھال کر جواب دیا کرو۔ اگر مرزا صاحب جیسے جھوٹے نبیوں اور مہدیوں کی مخالفت نہ ہوتی اور علمائے حقانین ان کے ناپاک اثر اور خباثت کو زائل کرنے کی کوشش نہ کرتے تو حضرت جی آج دنیا سے اسلام کا فور ہوا رہتا۔ اللہ تعالیٰ ان علمائے صالحین کو جزائے خیر عنایت کرے اور ساتھ ہی ان کے بادشاہان اسلام کو بھی جزائے خیر دیوے، جنھوں نے اسلام کی حمایت کر کے ایسے جھوٹے نبیوں اور کذاب مہدیوں کا نام غلط صفحہ ہستی سے مٹا کر اسلام کو قائم رکھا۔ کیا آپ کے نزدیک کسی جھوٹے مدعی نبوت، ابلہ فریب، مکار، دغا باز، برہم کن اسلام کی مخالفت کرنی متکبر جفا کار کا کام ہے تو پھر مسیلمہ کذاب، اسود عنسی، عبیداللہ مہدی، ابن تومرت، محمد احمد سوڈانی، علی محمد بابی، سید محمد جونپوری وغیرہ جو اپنے اپنے دعوی نبوت اور مہدویت میں جھوٹے تھے۔ ان کی مخالفت کرنے والے کو آپ کیا کہیں گے۔ ماشاءاللہ آپ کو قطع نظر اڈیٹری اخبار کے علم تاریخ میں بھی پوری دستگاہ معلوم ہوتی ہے کیوں نہ ہو آخر مفتی ہیں نا۔

کیا ان لوگوں نے نبوت ومہدویت وروحانی پیشوا اور ملہم من اللہ ہونے کا دعوی نہیں کیا؟ شاید آپ کے نزدیک تو وہ لوگ بھی مرزا صاحب کی طرح مامور من اللہ ہوں گے (اگر آپ کو معلوم نہ ہو تو حضرت خلیفۃ المسیح سے دریافت کیجئے) ان کی مخالفت بھی موجب کفر ہوگی۔ نعوذ باللہ۔ اور ایسے کفر سے بچنے کیلئے مرزا صاحب آنجہانی پر آپ لوگوں سے پہلے ان مدعیان نبوت ملہم من اللہ کی دعوت اسلام قبول کرنی لازم آتی تھی ۔ یہ ہے آپ کی تحریر کا نتیجہ۔ آپ ہی جیسے ضعیف الایمان، آزمنش اصول دین سے ناواقف، جدت پسند طبیعت والوں نے، ان جھوٹوں کا ساتھ دیا ہوگا۔ مامور من اللہ مانا ہوگا، جن کی تعداد دس لاکھ سے بھی کہیں زیادہ بڑھ گئی تھی ۔ یہاں تک کہ سلطنت کے مالک ہوگئے ۔ اور بے چارہ مرزا صاحب قادیانی کو تو بوجہ سطوت اور جبروت سلطنت برطانیہ کے کبھی دل میں یہ خیال بھی نہ گزرا ہوگا۔ آپ کی ایسی لچر منطق پر ہنسی آتی ہے۔ مباحثہ مونگیر میں بھی آپ کے بھائیوں نے اس قسم کی جہالت کی منطق چھانٹی تھی ۔ لقد استهزیء برسل من قبلك مرزا صاحب کے

ثبوت نبوت میں پیش کیا تھا، جسکا حاصل یہ ہے کہ اگلے رسولوں کے ساتھ ٹھٹھا کیا گیا اور مرزا صاحب کے ساتھ بھی لوگ ٹھٹھا کرتے ہیں اس لئے مرزا صاحب قادیانی بھی رسول ہیں

شان نبوت کجا وائے کجا میرزا

در دہنش خاک باد بازیء طفلانہ کرد

قربان جایئے مرزائیوں کی منطق پر۔ایسی سمجھ ہے تب تو مرزائی ہوئے۔ان کی اس منطق سے ہر پاگل دیوانہ مخبوط الحواس (نعوذ باللہ) رسول بننے کا استعداد رکھتا ہے کیونکہ ان لوگوں کے ساتھ استہزاء اور تمسخر لوگ کرتے ہیں۔کیوں مفتی صاحب آپ کے بھائیوں کی اس منطق کا نتیجہ تو یہی ہوگا کہ جس کسی ساتھ ٹھٹھا کیا جائے وہ رسول ہو جائے گا، کیونکہ استہزاء شرط اور نبوت مشروط۔نعوذ باللہ استغفر اللہ یہ جہالت کی منطق آپ ہی لوگوں کو مبارک رہے۔اللہ تعالی انسان کو عقل سلیم دے ورنہ دنیا میں بہتیرے حیوان ناطق ہیں۔

(عبداللہ تیما پوری کے بارے میں مرزائیوں کا کیا خیال ہے۔اس کے دعوی الہام پر بھی تو مرزائیوں نے ٹھٹھا کیا تھا۔گنا چوری کے بارے میں مرزائیوں کیا خیال ہے، بہاء)

مفتی صاحب! ذرا ایمان سے بتلایئے تو کون کون غیر احمدی علماء مقابل کا سر مرزا صاحب کے مقابلہ میں کچلا گیا ہے میرے سامنے کل مناظرہ کی روئداد موجود ہے۔اس قدر بے سرو پا جھوٹ جس کو ہندوستان کا بچہ بچہ جانتا ہے۔مرزا صاحب کے تمام مناظروں کا کچا چٹھا یہاں موجود ہے۔آپ کو نہ معلوم ہو تو چودھویں صدی کا مسیح خوب دیکھ جایئے اس وقت حقیقت معلوم ہو جائے گی۔مرزا صاحب کے اشد مخالفین میں مولوی ثناءاللہ صاحب امرتسری، ڈاکٹر مولوی عبدالحکیم خان صاحب اسسٹنٹ سرجن، شمس العلماء مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی، حکیم مظہر حسین مصنف چودھویں صدی کا مسیح، منشی الہی بخش صاحب عصائے موسی شمس العلماء مولانا سید نذیر حسین صاحب محدث دہلوی، مولوی محمد بشیر صاحب بھوپالی، مولوی محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی، علامہ پیر مولانا مہر علی صاحب وغیرہ وغیرہ سینکڑوں سر برآوردہ علماء اور فہمیدہ بزرگوار تھے، اور اب تک ان میں سے موجود بھی ہیں جن کے مقابلہ سے دہلی اور لاہور وغیرہ شہروں سے مرزا صاحب قادیانی نے فرار اختیار کی اور اپنی بزدلی اور نامردی کو پبلک پر روز روشن کی طرح دکھا گئے۔اور خلقت پر مرزا صاحب قادیانی کی

حقیقت کھل گئی بقول خواجہ آتش لکھنوی

سن تو سہی جہاں میں ہے تیرا فسانہ کیا
کہتی ہے تجھ کو خلق خدا غائبانہ کیا

جن کی زوردار تحریروں نے مرزا صاحب کا ناک میں دم کر دیا، ان کی خیالی نبوت کا قلع قمع کر دیا، ان کی تمام مصنوعی عمارتوں کو ڈھا دیا، ان کی جھوٹی پیشین گوئیوں پر پانی پھیر دیا، پبلک پر از شرق تا غرب جھوٹا نبی ثابت کر دیا، ان کی ابلہ فریبیوں کو اظہر من الشّمس کر دکھایا، ان کے کاغذی گھوڑوں کی ٹانگ توڑ دی، اس پر ایسا سنہرا جھوٹ کیوں نہ ہو۔ اڈیٹری اخبار کا منصب اور اس کا فرض خوب ادا کیا۔ شرم شرم ہزار شرم۔

مفتی صاحب! اب اس جھوٹ سے کام نہیں چلتا پہلے مرزا صاحب کے کرتوت لوگوں کو معلوم نہ تھے اب دنیا پر بخوبی ظاہر ہو گیا کہ مرزا صاحب قادیانی کیسے تھے۔ لیجئے اب مجھ سے اس کی تفصیل سن لیجئے اور خود مرزا صاحب کی زبان سے

کیا لطف جو غیر پردہ کھولے
جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے

مرزا صاحب نے اپنے مخالفین کے حق میں سینکڑوں بددعائیں کیں۔ بیوہ عورتوں کی طرح کوسا، کاٹا۔ ان کے سامنے اپنی موت کو ذلت کی موت قرار دیا۔ مولوی ثناء اللہ صاحب کو خود مرزا صاحب لکھتے ہیں:

اگر میں کذاب اور مفتری ہوں تو میں آپ کی زندگی ہی میں ہلاک ہو جاؤنگا (اللہ تعالی نے ایسا ہی کر دکھایا کہ مرزا صاحب کو مولوی ثناء اللہ کی زندگی ہی میں ہلاک کر کے دنیا پر ظاہر کر دیا کہ وہ کذاب تھے) اگر طاعون یا ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی ہی میں وارد نہ ہوئیں، تو میں خدا تعالی طرف سے نہیں (بحمد اللہ ومع الخیر مولوی ثناء اللہ اب تک، یعنی تصنیف کتاب ہذا تنبیہ قادیانی کے وقت، دنیا میں موجود ہیں اور مرزا صاحب کا گوشت پوست بھی باقی نہ ہوگا) اے میرے بھیجنے والے میں تیری ہی تقدیس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں فیصلہ فرما اور جو تیری نگاہ میں مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی ہی میں دنیا سے اٹھا لے (ایسا ہی ہوا یہ دعا مرزا صاحب کی بطور مباہلہ کے تھی اس کو اللہ تعالی نے قبول کیا اور اپنے بندوں کو مرزا صاحب کے کذب اور فساد سے محفوظ رکھا اور بین طور

سے دکھایا کہ مرزا کاذب ہے اور ثناء اللہ صادق)

اور کون مرزا صاحب کی جھوٹی نبوت کو خاک میں ملا کر فائز المرام ہے۔ مولوی ثناء اللہ یا مرزا صاحب؟ آخر مرزا صاحب قادیانی مرض ہیضہ یا اسہال ہی سے راہی برزخ ہو کر اپنے حق میں سچا فیصلہ کر گئے ۔کہیے جناب مفتی صاحب کس کا سر کچلا گیا ان بطش ربك لشديد تلاوت فرمائیے اور آپ ہی سچ سچ بتا دیجئے کہ مولوی ثناء اللہ کی زندگی ہی میں بقول دعا مرزا صاحب کذاب اور مفتری ثابت ہو کر کون ہلاک کیا گیا؟ مرزا صاحب یا مولوی ثناء اللہ؟

یہ ہے آسمانی فیصلہ کہ مرزا صاحب کے سارے افترائی تار و پود کو تار عنکبوت کی طرح غیرت خداوندی نے دار البوار کو پہنچا کر دنیا پر ظاہر کر دیا کہ جھوٹے مدعی نبوت کا خاتمہ اس طرح ذلت کی موت کے ساتھ کر دیا جاتا ہے سبحا ن الله الذی لا يطاق انتقا مه ا حد۔ یہ ہے فیصلہ آسمانی۔

کہیے اڈیٹر صاحب اب تو دل میں آپ شرمائے ہوں گے۔ یہ تو حشر مرزا قادیانی صاحب کا ہوا۔ اب ان کے متبعین کی حالت اندوہناک پر بھی ماتم کے لئے تیار ہو جایئے ،اور دو آنسو گرا لیجئے۔ صاحبزادہ عبد اللطیف وغیرہ کا کابل میں کیا حشر ہوا تھا۔ پتھر اور گولیوں سے سنگسار کون ہوا؟ کس کا بھیجا نکلوا دیا گیا (مرزا صاحب کا رسالہ تذکرۃ الشہادتین جو دونوں کے مرثیہ میں لکھا گیا ہے امسال عشرہ محرم میں ضرور پڑھئے گا کیونکہ مرزا صاحب کو تو حضرات حسنین علیھما السلا م سے بدعقیدگی تھی غالباً آپ کا بھی وہی برا عقیدہ ہوگا) بقول آتش

جھاڑ دیئے مغز سے کبر کے کیڑے جو تھے
خاک برابر کیا پشہ نے نمرود کو

کس کا سر پر غرور لکدزن پیر و جوان ہوا۔ مرزا صاحب قادیانی کے صاحبزادہ عبد اللطیف کا یا کسی ان کے مخالف کا۔ خیریت یہ ہے کہ اس واقعہ کو آپ کے پیر و مرشد گرو جی نے لکھ دیا ہے (گرو جی اس معنی کر کے کہ مرزا صاحب کرشن بھی تو ہیں) ورنہ اس کا بھی اپنی عادت کے موافق آپ حضرات انکار ہی کرتے

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

مفتی (محمد صادق) صاحب! یہ انگریزی سلطنت ہے ہر طرح کی آزادی ہے۔ کوئی ملحد بن جائے، دہریہ ہو جائے، خدائی کا دعوی کر لے۔ سلطنت کو اس کی کچھ اعتنا نہیں۔ آپ جیسے آزاد مذہب والوں کے لئے ہندوستان ظل عاطفت ہے۔ ہاں ذرا اسلامی سلطنت کی سرحد میں قدم رکھئے اور مرزا جی کی نبوت بگھاریئے تو آٹے دال کا بھاؤ معلوم ہو جائے۔ صاحبزادہ کی طرح میرزائی نبوت اور جھوٹی مسیحیت کے لئے ہر جگہ پوری خاطر داری اور مہمان نوازی کی رسد و سامان خاطر خواہ مہیا ہو سکتا ہے۔ فقط جانے کی دیر ہے۔ ذرا ہمت تو کیجئے۔ قدم آگے کو بڑھایئے۔ دور نہیں تو صاحبزادہ عبداللطیف قادیانی کے مرقد کی زیارت ہی کر آیئے۔ قادیانی بیت المال خالی ہو گیا ہو تو بخدا میں اپنی طرف سے حسبۃً للہ خیرات زادراہ دینے کو حاضر ہوں کیونکہ آپ تبلیغ اسلام کو جایئے گا۔ مگر شرط یہ ہے کہ نبی قادیان کی کل تصانیف آپ کے ساتھ ضرور ہوں، اور ہر رسالہ کے ٹائٹل پر آپ اپنا پورا دستخط بقید لقب مفتی ثبت کر کے اس قدر عبارت لکھ دیجئے کہ، میں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو نبی اور مسیح موعود مانتا ہوں اور حضرت عیسی بن مریم مر گئے جیتے نہیں۔

میں کل اخراجات سفر کا بل دہلی میں جمع کر دیتا ہوں۔ لیجئے اڈیٹر صاحب یہ چیک حاضر ہے۔ ہمت ہو تو منظور کر لیجئے۔ پھر مفت کا سفر نصیب ہونے کا نہیں۔

ہاں جناب اڈیٹر صاحب! اب فرمایئے کس کا سر کچلا گیا اور کون مارا گیا؟ اسقدر سفید جھوٹ ہے اپنے اختیاری کالم کو روسیاہ کیا۔ اب پبلک کے سامنے آپ کے جھوٹ کی قلعی کھل گئی۔ غیرت ہو تو طرابلس جا کر جان دیجئے اور شہیدوں میں نام لکھایئے، تب آپ کا کفارہ ہو گا۔

ہندوستان میں بھی باوجود سلطنت انگریزی ہونے کے آپ ہی لوگوں کا سر کچلا جا رہا ہے۔ مگر مرزائیوں کے جسم پر فالج کا سخت مادہ نازل ہو رہا ہے، اس لئے حسّ صحیح ان سے زائل ہو گیا۔ اور برابر سر کچلتے کچلتے درد والم اس کا مساوات ہو کر احساس باقی نہ رہا۔ ابتداء میں پنجاب کے علمائے حقانیین نے مرزائی فتنہ کی پوری مزاحمت کی۔ ان کے عقائد باطلہ سے پبلک کو آگاہ کیا۔ براہین احمدیہ کے سبز باغ کو بوضاحت تمام معلوم کرایا۔ الہامات مرزا، الذکر الحکیم، عصائے موسی سے مرزا صاحب قادیانی کی خبر لی گئی۔ اس پر بھی یہ ڈھٹائی کہ غیر احمدیوں کا سر کچلا گیا۔

(دہلی میں منشی قاسم علی نے سر اٹھایا احمدی پرچہ جاری کر کے اپنے تمام مخالفین کو عموماً اور مولوی ثناء اللہ صاحب فاتح قادیان کو خصوصاً گالیاں دینی شروع کیں چند ہی مہینوں بعد لدھیانے میں ان کا سر کچلا گیا اور ان کے فریق نے بفحوائے من قتل قتیلا فله سلبه مبلغ تین سو روپیہ ان سے وصول کئے جس کی تاریخ اس شعر سے نکلتی ہے : قادیانی کا سراڑا کے لکھو۔ مال موذی نصیب غازی ہے)

واہ مفتی صاحب! حق نما بھلا ایسا تو ہو۔ روٹی کی خاک جھاڑنا کوئی آپ ہی سے سیکھے۔ دیکھا! کیسا سر کچلا گیا اور کس کا کس کا۔ بڑی خیریت ہوئی کہ مرزائیوں میں غیرت اور شرم نہیں، ورنہ سینکڑوں اس سر کچلے جانے کے بعد دھیلے کی سنکھیا منگا کر خودکشی کر کے حرام موت مرتے۔ مفتی صاحب! از ماست کہ بر ماست کو پیش نظر رکھ کر فیصلہ کیا کیجئے۔ سابق کے چند رسالے اس ناچیز کے شائع ہو چکے ہیں۔ آئینہ قادیانی۔ اظہار حق وغیرہ ذرا غور سے ملاحظہ کیجئے اور دکھا دیجئے کہ مرزا صاحب یا جناب حکیم خلیفۃ المسیح یا دیگر حضرات کی شان میں کوئی خلاف تہذیب یا بازاری لہجہ سے کام لیا گیا ہے؟ پھر جو آپ حضرت مولانا ابو احمد رحمانی مصنف رسالہ فیصلہ آسمانی کے اوپر دور سے رام پوری گرے ہونڈ کی طرح زور زور سے بھونکنا شروع کیا، یہ کیوں؟ جواب باصواب دینا اور شئے ہے اور جب لوگ جواب دینے سے عاجز آجاتے ہیں تو گالیاں سناتے ہیں۔ وہی انداز آپ کا رہا۔ اس لئے میں بھی بشری حیثیت رکھتا ہوں اور اہل قلم ہوں آپ ہی کے لہجہ میں جواب دیا گیا۔ آپ شائستگی اختیار کیجئے گا تو میں دس گنا تہذیب کو برتوں گا۔ رکھ پت رکھا ؤپت، محققانہ جواب، عالمانہ اعتراضات، فلسفیانہ استدلالات کیجئے، پبلک جس کو میزان عقل سے تولے تا کہ احقاق حق وابطال باطل ہو جائے۔ شریفانہ روش تو یہ تھی جس کو آپ نے غصہ میں آکر کالے کوس دور پھینک دیا، اور بازاری لہجہ میں خدا جانے کیا اول فول بکا اور ناحق اپنے اخبار کا منہ دروغ بے فروغ سے کالا کیا۔

مفتی صاحب! مونگیر و بھاگلپور ہی کو دیکھئے۔ مباحثہ کے پیشتر آپ کے بھائیوں نے کیا کیا جال پھیلایا۔ کیسے کیسے اشتہارات شائع کر کے مباحثہ کے خواہاں ہوئے۔ پہلے تو علمائے کرام نے ان کی طرف مطلق توجہ نہ فرمائی۔ کیونکہ خطاب کے لائق تو وہی ہوتا ہے جس میں کچھ بھی بوئے صداقت پائی جائے۔ آپ کے گروہ کا تو من اولہ یہی دستور رہا کہ جھوٹ کا طومار باندھ کر نشانات نبوت قرار دیتے آئے۔ اب جو بعض علماء کرام نے اس کی اشد ضرورت دیکھی تو امر بالمعروف کا حکم بجا لایا۔ فقط اشارہ کی دیر تھی۔ مناظرہ کے لئے

بڑے پیمانہ پر بحمدہ سامان بہم ہوگیا اور دور دور سے علماء وفضلاء وخواص وعوام مدعو ہوکر قدم رنجہ فرمانے لگے۔ اور بحمدہ تعالیٰ اس ہادی گمرہاں کے فضل کی ایسی بارش ہوئی اور یہ کر دکھایا کہ پانچ چھ ہزار آدمیوں کے سامنے آپ کے بھائیوں کو شکست فاش ہوئی اور ذلت کی بوچھاڑ نے ان کو ایسا شرابور کر دیا کہ بھاگتے وقت قدم اٹھنا دشوار ہوگیا تھا۔

(مباحثہ مونگیر جو ۱۹۱۱ء میں ہوا، اس کی روداد بقلم مولوی سید محمد انور حسین سے چند عبارات یہاں حاشیہ میں نذر قارئین کی جاتی ہیں۔ بہاء مولوی مرتضی حسن فرماتے ہیں ہم تقریری مناظرہ کرنے کو بھی تیار ہیں اس پر مولوی صاحب نے یہ اعلان کیا کہ بھائیو بعد نماز جمعہ اسی جگہ مولانا ابراہیم صاحب سیالکوٹی (مصنف شہادۃ القرآن وغیرہ) اور حافظ روشن علی صاحب مرزائی سے حیات مسیح کے متعلق تقریری مناظرہ ہوگا سب احباب شوق سے تشریف لائیں۔ اس اعلان پر منشی قاسم مرزائی دہلوی نے کہا کہ ہم مولوی ابراہیم صاحب کے ساتھ حیات مسیح یا جس مسئلہ میں ان کو ید طولی ہے مباحثہ کرنے کو تیار ہیں۔ مولوی صاحب ممدوح نے بوساطت حکم صاحب منشی قاسم کی الفاظ ان کی زبان سے مکرر کہلوائے اور اس کے بعد حکم صاحب سے اجازت لے کر کہا کہ میرے دوست منشی قاسم علی صاحب نے نہایت فراخ دلی سے مجھے اختیار دیا ہے کہ جس مسئلہ میں مجھے ید طولی ہو اس پر گفتگو کروں، لہذا میں ان کے بخشیدہ اختیار کی رو سے یہ کہتا ہوں کہ کہ مجھے مرزا صاحب کی پیش گوئیوں کے متعلق ید طولی ہے۔ منشی صاحب اس پر گفتگو کرلیں۔ مولوی ابراہیم صاحب کی اس تقریر پر تمام اہل سنت حاضرین جلسہ نے کمال مسرت ظاہر کی اور مرزائی پارٹی کے رنگ فق ہوگئے۔ پھر منشی قاسم علی صاحب نے یہ کہا کہ ہم پیش گوئیوں پر گفتگو کر سکتے ہیں دو شرطوں کے ساتھ۔

۱۔ یہ کہ مولوی صاحب حفظ امن کے ضامن ہوں، اس لئے کہ پیش گوئیوں کے ذکر میں ہمارے حضرت اقدس (مرزا قادیانی) کی شان میں بے ادبانہ الفاظ ضرور استعمال کئے جائیں گے اور ہم بھی اسی طرح کا جواب ضرور دیں گے اس پر عوام کے بگڑنے کا خوف ہے۔

۲۔ یہ کہ مولوی صاحب یہ لکھ دیں کہ ان کو سوائے مرزا صاحب کی پیشین گوئیوں کے کسی اور مسئلہ میں ید طولی نہیں ہے۔

مولوی صاحب نے حکم (ثالث) کو مخاطب فرمایا کہ یہ شرطیں بعد از وقت ہیں ان کی پابندی مجھ پر ضرور نہیں۔ با این ہمہ امر اول کی نسبت یہ گذارش ہے کہ میں اس بات کا وعدہ کرتا ہوں کہ پیش گوئیوں کے ذکر میں متکلم کی شان میں بے ادبی نہ ہوگی صرف کلام پر جرح ہوگی۔ ہر چند میں یہاں مسافر ہوں مگر اپنے خدائے بزرگ پر بھروسہ کر کے حفظ امن کا ضامن ہوتا ہوں اور اپنے تمام مسلمان بھائیوں سے امید کرتا ہوں کہ بحکم حدیث شریف یسعی بها ادنا هم ہماری ضمانت کا خیال کریں گے۔ اور ہرگز ہرگز کوئی بات خلاف تہذیب وقوع میں نہیں آنے دیں گے۔ اس پر مولوی مرتضی حسن صاحب نے بآواز بلند کہا کہ مسلمانو مولوی صاحب کی ضمانت کی منظوری کے اظہار کے لئے ہاتھ اٹھاؤ۔ یہ سنتے ہی مرزائیوں کے سوا تمام حاضرین نے (جو تخمیناً پانچ ہزار ہونگے) ہاتھ اٹھایا۔ یہ سین قابل دید تھی۔ ید الله فوق الجماعة کی شان نمایاں تھی۔

شرط دوم کی بابت مولوی صاحب نے یہ فرمایا کہ اگر حکم صاحب فرمائیں تو میں لکھ دینے کو بھی تیار ہوں۔ کچھ دیر اس پر گفتگو رہی۔ آخر میں حکم

صاحب نے یہ فیصلہ دیا کہ مولوی صاحب لکھنے پر مجبور نہیں کئے جاسکتے ہیں۔منشی قاسم علی صاحب شرائط وغیرہ لگا کر گریز کرنا چاہتے ہیں۔ اس فیصلہ پر ہر طرف سے صدائے آفرین بلند ہوئی اور عام مسلمانوں نے مسرت وخوشی میں اس پہلی فتح پر چیئرز دے دی جس کو علمائے اہل سنت نے روکا۔اسی وقت سے مرزائیوں کے چہروں پر اداسی چھا گئی اور ناکامیابی کی علامتیں ان کی پیشانیوں پر ظاہر ہونے لگیں۔

مرزائی مناظر نے تو ڈیڑھ گھنٹہ سے زیادہ وقت لے لیا تھا،مولوی سید مرتضی حسن صاحب نے کہا کہ وقت ختم ہو گیا ہے۔آپ اپنی تحریر سنائیں۔ چند بار کے مطالبہ پر مرزائی مناظر نے کچھ عربی عبارت پڑھنی شروع کی اور اعراب کی غلطیاں کیں جن کی اطلاع مولانا سید مرتضی حسن نے حکم صاحب کو کی۔حکم صاحب نے کہا ابھی سن لیجئے۔جب یہ پرچہ جواب کے لئے آپ لوگوں کو ملے گا اس وقت ان غلطیوں کو بھی ظاہر کیجئے گا۔پھر مرزائی مناظر نے اس عبارت کا مطلب بطور وعظ بیان کرنا شروع کیا۔مولوی سید مرتضی حسن وکیل اہل سنت نے حکم صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا کہ شرائط مناظرہ مقررہ فریقین میں عربی عبارت اور اس کا ترجمہ سنانا ہے نہ کہ اس کو بطور وعظ بیان کرنا۔ حکم صاحب نے مرزائی مناظر کو روک کر شرائط مناظرہ مقررہ فریقین کو پڑھا تو نمبر ۱۰ میں یہ مضمون شرائط مذکورہ میں ظاہر ہوا:

> ساری تقریر وتحریر جانبین کی جو مجلس مناظرہ میں بتعین وقت لکھی جائے گی اول اول عربی میں ہوگی پھر ہر ایک فریق اس کا اردو ترجمہ بامحاورہ کر کے اپنے وقت معین پر سناوے گا۔

اس عبارت کی تشریح میں دیر تک گفتگو رہی۔سرور شاہ صاحب نے کہا ہم لوگ امام (خلیفۃ المسیح) کے ماتحت ہیں اور خلیفہ نے مجھ کو اس وفد کا امیر بنایا ہے ہم اگر ان لوگوں کو روک دیں تو یہ کبھی مناظرہ نہیں کر سکتے ہیں، ہمارے (امام خلیفہ) کا حکم ہے کہ ہار جیت کی پرواہ نہ کرنا اگر تبلیغ کی صورت نہ ہو تو مناظرہ بے فائدہ ہے۔آخر میں حکم صاحب نے یہ فیصلہ کیا کہ شرائط مقررہ فریقین کی رو سے کوئی فریق ترجمہ کے سوا زیادہ بیان کرنے کا مجاز نہیں۔دو گھنٹہ سے زیادہ ہو چکا تھا کاغذ طلب کیا گیا معلوم ہوا کہ ہنوز...لکھا نہیں گیا ہے۔ ..لکھنے کے لئے پھر آدھ گھنٹہ دیا گیا۔اس پر بھی ختم نہ ہوا تو بیس منٹ اور دیا گیا۔مناظر صاحب ترجمہ لکھ نہ سکے مولوی عبدالقادر صاحب اور سرور شاہ صاحب نے ترجمہ لکھا۔حکم صاحب نے کہا کہ عربی تحریر اور اس کے ترجمہ کے کاغذوں پر فریقین کے وکلاء اپنا اپنا دستخط کر کے مجھ کو دے دیں۔یہ تحریریں ہماری تحویل میں رہیں گی۔کل یہ تحریریں سنائیں گے بعد سننے کے مناظر کو جواب لکھنے کے لئے دی جائے گی۔

اس کے بعد مولوی عبدالقادر صاحب نے تخمیناً پندرہ منٹ انگریزی میں (خلاف شرط مقررہ فریقین شاید اظہار قابلیت کے گھمنڈ سے) لیکچر دیا جو اہل سنت کی شکایت میں تھا۔اس کا برجستہ جواب انگریزی ہی میں حسب اجازت حکم صاحب مولوی معین الحق صاحب وکیل نے دو تین منٹ بڑی فصاحت سے دے دیا کہ سننے والے متحیر ہو گئے۔وھو ہذا:

> یرقان والے کی نظر میں سب چیزیں زرد معلوم ہوتی ہیں۔حالانکہ ہر چیز اپنی اصلی رنگت میں ہوتی ہے یہاں خرابی دیکھنے والوں میں ہے نہ کہ چیزوں میں۔

پھر حکم صاحب نے عربی کے دونوں کاغذوں پر وکلاء سے دستخط کرا کے لے لیا۔ساڑھے گیارہ بجے جلسہ برخاست کر دیا گیا۔

دوسرے روز یعنی ۳ جون روز شنبہ کو اول وقت ۷ بج کر بیس منٹ پر جلسہ منعقد ہوا۔حکم صاحب نے اول روز کی تحریریں مرزائی مناظر کو دیں اس نے کچھ عربی عبارت پڑھ کر اس کا مطلب بطور وعظ بیان کرنا شروع کیا۔مولوی سید مرتضی حسن نے حکم صاحب کو مخاطب کر کے کہا کہ

کل حسب شرائط مناظرہ مقررہ فریقین یہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ سوائے ترجمہ سنانے کے اور کسی بات کا حق نہیں ہے مگر آج پھر اس فیصلہ کی خلاف ورزی کی جارہی ہے۔ مولوی عبدالماجد صاحب (مرزائی) نے جواباً کہا کہ مقصود مناظرہ سے احقاق حق ہے اور وہ صرف پڑھنے میں سامعین کو کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ اس لئے مطلب سمجھانا ضرور ہے۔ مولوی مرتضیٰ حسن صاحب نے فرمایا کہ شرائط مقبولہ فریقین اور نیز فیصلہ حکم کے خلاف آپ نہیں کر سکتے۔

اس پر منشی قاسم علی صاحب نے کہا کہ ہم ضرور کر سکتے ہیں حکم کو کوئی حق نہیں ہے کہ ہم کو کسی بات پر مجبور کریں۔

مولانا نے جواباً کہا تو پھر شرائط طے کرنا اور حکم مقرر کرنا فضول ہے۔ یہ کیوں نہیں کہتے کہ آپ لوگوں کو مناظرہ کرنا منظور نہیں ہے۔ اس پر منشی قاسم علی صاحب نے کہا کہ بے شک ایسے نامعقول شرائط پر ہم لوگ مناظرہ نہیں کر سکتے ہیں۔

مولانا مرتضیٰ حسن صاحب نے فرمایا کہ یہ شرائط مناظرہ ۱۴ مئی ۱۹۱۱ء کو طے ہوئے۔ آپ کے خلیفۃ المسیح نے دیکھ کر منظور کیا۔ ایک وفد سرور شاہ صاحب کی ماتحتی میں مناظرہ کے لئے روانہ کیا۔ انہیں شرائط کی بنا پر...مناظرہ شروع بھی کیا گیا...جیسا کہ زیر بحث کے متعلق کل حکم صاحب کا فیصلہ بھی ہو چکا ہے۔ اب پھر شرائط کو نامعقول کہنا مناظرہ سے گریز نہیں تو کیا ہے۔ اگر کوئی شرط نامعقول تھی تو مناظرہ شروع کرنے سے پہلے ہی ترمیم کرا لیتے۔ جیسا کہ توبہ والی شرط کو ترمیم کرا لیا تھا۔

خیر یہ تو ہولیا۔ میں تقریری مناظرہ کے لئے بھی موجود ہوں۔ کل مولوی عبدالماجد صاحب نے کہا تھا کہ عربی تحریر کی قید اظہار قابلیت کے لئے ہے۔ اس کی عمدہ صورت یہ ہے کہ ایک مضمون تجویز کر کے فریقین کے مناظر کو عربی میں تحریر کرنے کے لئے دیا جاوے اور دونوں تحریریں مصر میں یا جہاں مناسب ہو بھیج دیا جائے۔ وہاں سے جو فیصلہ ہو فریقین کو ماننا پڑے گا۔

ہنوز مرزائیوں کی طرف سے کوئی جواب نہیں ملا تھا کہ حکم صاحب نے یہ کہا کہ جب شرائط مناظرہ مقررہ ہی میں گفتگو ہو رہی ہے تو مناظرہ کیوں کر ہو سکتا ہے۔ بہتر یہ ہے کہ یہ جلسہ مناظرہ توڑ دیا جائے اور فریقین کے علماء پھر شرائط مناظرہ کو طے کریں۔ اس لئے ہم اس جلسہ کو شکست کرتے ہیں۔ یہ کہہ کر فیصلہ لکھنے لگے

ادھر مولانا محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی نے ایک وجدانی جوش کے ساتھ نعرہ اللہ اکبر لگا کر جاء الحق و زھق الباطل ان الباطل کان زھوقا پڑھا جس سے سارا جلسہ تھرا گیا۔

وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوت ہادی زمین جس نے جلسہ کی ساری ہلا دی

اس نعرہ کے صدمہ سے مرزائی پارٹی پر وہ رعب طاری ہوا کہ ان کے چہروں پر سیاہی چھا گئی حواس خمسہ بجا نہ رہے۔ مارے ہیبت کے گویا زمین میں گڑ گئے۔ اور اہل سنت کی جماعت میں فتح و ظفر کی ایک غیر معمولی اور بے پایاں مسرت ظاہر ہوئی ہر شخص خدائے بزرگ کا شکر کرتا ہوا بزبان حال یہ آیت پڑھ رہا تھا و تعز من تشاء و تذل من تشاء۔ القصہ حکم صاحب نے یہ فیصلہ سنایا

> آج ۸ بجے کے وقت میں بعد سننے مباحثہ فریقین میرے خنتیال سے یہ بات طے پائی کہ شرائط جو تعمیل ہو چکے تھے اس شرائط کی بہت شکست ہو چکی ہے۔ کل پرچہ من جانب مولانا قادیان ملا تھا۔ اس کو آج بجنسہ مولانا قادیان (واضح رہے کہ مرزائی مناظر نے پرچہ نہ تو جلسہ میں پورا پڑھا گیا، نہ مرزائیوں اور حکم صاحب کے سوا کسی نے

دیکھا۔۔اہل سنت عموماً اور مولانا عبدالوہاب صاحب خصوصاً اس عربی تحریر کو دیکھنے کے متمنی ہی رہے۔مگر اس تحریر کی حقیقت اس سے ظاہر ہو جاتی ہے کہ مناظر صاحب جنہوں نے لکھا تھا اس کے پڑھنے میں غلطی کرنے لگے۔مولانا مرتضیٰ حسن اس کے پڑھنے کے درمیان بھی حکم صاحب سے کہہ دیا تھا کہ مناظر صاحب اعراب میں غلطیاں کر رہے ہیں۔مولف) کو دے دیا لیکن شرائط مناظرہ میں بہت نکتہ چینی ہوئی۔ومنجانب مولانا قادیان یہ کہا گیا کہ جو شرائط مناظرہ ہوئی ہے وہ شرائط معقول نہیں۔جس حالت میں شرائط مناظرہ منظور نہیں ہے تو ایسی حالت میں اب اس جلسہ کو ہماری دانست میں شکست کر دینا مناسب معلوم ہوا۔اگر فریقین چاہیں تو پھر بھی شرائط مناظرہ طے کر کے مباحثہ کر سکتے ہیں۔مجھ کو بہت افسوس کے ساتھ کہنا ہوتا ہے کہ درمیان عالمان فریقین پہلے شرائط طے پالیتا۔

دستخط وکلاء اہل سنت۔محمد مرتضیٰ حسن۔محمد مختار احمد۔دستخط وکلاء مرزائیاں: قاسم علی۔عبدالماجد ۔دستخط حکم: کملہ سہائے پریسیڈنٹ ۳ جون ۱۹۱۱ء

نقل فیصلہ ہذا نزد سکرٹری انجمن حمایت اسلام مونگیر بھیج دیا جائے۔کملا سہائے۔۳ جون ۱۹۱۱ء

اس فیصلہ کے سننے کے بعد مرزائی پارٹی نے اپنا بوریا بستر اٹھایا۔کوئی پشتارہ کتابی چند پیٹھ پر اٹھائے کوئی کرسیوں کو الٹی سر پر رکھے، عجیب وحشتناک طور سے جماعت اہل سنت سے اس طرح نکل گئے جس طرح آٹے سے بال نکل جاتا ہے اور ان کی زبان حال پر یہ شعر جاری تھا

نکلنا خلد سے آدم کا سنتے آئے تھے لیکن ۔ بہت بے آبرو ہو کر ترے جلسے سے ہم نکلے

جس وقت وہ لوگ جلسہ سے جا رہے تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ آیہ کریمہ سیھزم الجمع و یولون الدبر انہیں کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ساڑھے آٹھ بجے جلسہ مناظرہ ختم کر دیا گیا۔مرزائیوں کے جلسہ سے چلے جانے کے بعد مولوی محمد ابراہیم صاحب نے یہ تحریک کی کہ حکم صاحب اس وقت اس جلسہ کے بھی صدر مقرر کئے جائیں۔بعض حاضرین نے اس کی تائید کی پھر مولوی حافظ شاہ رحمت اللہ صاحب مظفرپوری نے آیہ کریمہ من یطع اللہ و رسولہ تلاوت کر کے عاشقانہ مضامین پر وعظ فرمایا۔ایک گھنٹہ تک ان کا بیان رہا حاضرین جلسہ نے دل لگا کر سنا بہت محظوظ ہوئے ساڑھے نو بجے شاہ صاحب کا بیان ختم ہوا اور مولانا مولوی سید مرتضیٰ حسن صاحب کا بیان شروع ہوا آپ مرزا صاحب کے عقائد و اقوال جو اہل سنت کے خلاف ہیں ان کی کتابوں سے نکال کر حاضرین کو دکھلاتے تھے اور تردید بھی کرتے جاتے تھے۔درمیان میں بعض بعض لطیفہ آمیز حکایتیں بھی بیان کرتے تھے جو مرزا صاحب کی حالت پر چسپاں ہوتی تھیں۔۱۱ بجے ان کا بیان ختم ہوا پھر مولانا ابوالخیر عبدالوہاب صاحب بہاری نے مختصر تقریر میں مرزائیوں کے فرار کی کیفیت بیان کر کے بلند آواز سے کہا کہ سارے مرزائیوں کو عموماً اور بھائی عبدالماجد صاحب بھاگلپوری کو خصوصاً ہماری طرف سے چیلنج ہے ان میں سے جو شخص ممات مسیح کو قرآن مجید کی کسی قطعی الدلالۃ آیت سے (جو واقعہ قیامت کی حکایت ہو) ثابت کر دے تو مبلغ پانچ سو روپیہ مجھ سے انعام لے۔۱۱ بجے دعائے خیر پر جلسہ برخاست ہوا اور بتاریخ ۴ جون روز یک شنبہ کو اول وقت ۷ بج کر ۳۰ منٹ پر جلسہ منعقد ہوا پہلے مولوی مختار احمد صاحب نے اپنا فارسی قصیدہ سنایا جو مرزا غلام احمد کے قصیدہ کے جواب میں ہے آپ مرزا صاحب کا ایک شعر پڑھتے تھے اور اس کا عیب ظاہر کرتے تھے پھر اس

کے مقابل میں اپنا شعر سنا کر اس کی خوبیاں بیان کرتے تھے۔ اس میں شک نہیں کہ مولوی صاحب کا قصیدہ مرزا صاحب کے قصیدہ سے بڑھا رہا حاضرین جلسہ بہت محظوظ ہوئے، بعدہ مولوی مرتضی حسن صاحب نے مرزا صاحب کے عقاید کی تردید بیان کی۔ پھر مولانا عبد الوہاب صاحب نے یہ تحریک کی کہ مرزا غلام احمد کا آخری فیصلہ مونگیر میں جس کی اشاعت اس جلسہ مناظرہ کے انعقاد کے باعث ہوئی) جناب مولوی سید محمد انور حسین صاحب پروفیسر ڈی جی کالج حاضرین کو سنا کر سبھوں سے رائے لیں۔ چنانچہ مولوی صاحب ممدوح نے حاضرین جلسہ کو مخاطب کر کے یہ کہا کہ میں اس بات پر بہت افسوس کرتا ہوں کہ ہمارے محترم دوست مولوی ثناء اللہ صاحب مولوی فاضل امرتسری بعض ضرورتوں کی وجہ سے اس جلسہ میں تشریف نہ لا سکے۔ اگر وہ آ جاتے تو مرزا صاحب کی تکذیب کے لئے کسی مضمون کے بیان کی حاجت نہ ہوتی۔ مولوی ثناء اللہ صاحب کا اسٹیج پر کھڑا ہونا ہی مرزا صاحب کی تکذیب کی بدیہی اور زندہ دلیل ہوتی کیونکہ مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ اگر مولوی ثناء اللہ صاحب ہماری زندگی میں ہلاک نہ ہوئے تو میں خدا کی طرف سے نہیں۔

پھر آخری فیصلہ سنا کر اس کا نتیجہ بیان کیا اور حاضرین جلسہ سے پوچھا کہ آپ لوگ ایماناً اور دیانتاً فرمائیں کہ اس فیصلہ میں کوئی لفظ بھی ایسا ہے کہ جس سے یہ معلوم ہو کہ مولوی صاحب منظور کریں گے تو فیصلہ ہوگا ورنہ فیصلہ نہ ہوگا۔ سبھوں نے بالاتفاق کہا کہ ہرگز نہیں ہرگز نہیں بلکہ یہ قدرتی فیصلہ ہے اور مرزا صاحب پر اقبالی ڈگری ہے۔

پھر مولانا عبدالوہاب صاحب نے مختصر تقریر کر کے اپنی رباعیات سنائیں اور دعائے خیر پر جلسہ برخواست کیا گیا۔

مولانا مرتضی حسن نے پہلے روز آخر جلسہ میں یہ اعلان کر دیا تھا کہ مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی تین روز تک تین تین گھنٹہ بعد نماز مغرب حیات مسیح پر تقریر فرمائیں گے۔ سب احباب تشریف لائیں اور جس صاحب کو اس مسئلہ میں شکوک وشبہات ہوں مولانا ممدوح کا بیان سن کر رفع شبہات کر لیں چنانچہ مولانا محمد ابراہیم صاحب نے پہلے روز ولادت مسیح پر دوسرے روز واقعہ صلیب کی نفی اور حضرت مسیح علیہ السلام کے رفع جسمانی پر اور تیسرے روز لفظ توفی کے معنی اور اس کے مواقع استعمال پر نہایت مدلل اور واضح تقریر فرمائی۔ اپنے ہر ایک دعوی پر قرآن مجید ہی کے الفاظ اور آیات سے دلائل قاہرہ بیان کر کے مرزائی اعتراضات کا کافی ووافی جواب دیا اور اس کے شبہات اور مغالطات کی قلعی کھول دی اور یہ ثابت کر دیا کہ حیات مسیح کا مسئلہ نہایت قوی اور مستحکم دلائل سے ثابت ہے۔ آپ نے پہلے ہی روز یہ بھی کہہ دیا تھا کہ اس مسئلہ میں جس کسی کو مجھ سے کچھ پوچھنا ہو تو ہمارے بیان کے شروع ہونے سے پہلے ہی مجھ کو مطلع کر دیں تاکہ آدھ گھنٹہ وقت ان کے سمجھانے کے لئے بچا رکھوں۔ اور ہر روز اثناء بیان میں برابر یہ فرماتے رہے کہ جس مرزائی کا جی چاہے بلا تکلف آئے اور اپنے اعتراضات پیش کر کے جوابات سنے۔ مرزائی وفد مع امیر الوفد موقع بیان کے متصل بمکان حکیم خلیل سکرٹری مرزائیاں موجود تھے مگر کسی کو ہمت نہ ہوئی کہ مولانا کے سامنے آ سکے۔ بہت سے ایسے حضرات جو مرزائیوں کا یک طرفہ بیان سن کر اس مسئلہ میں مذبذب ہو رہے تھے مولانا ممدوح کے بیان سے ان کا تذبذب بالکلیہ جاتا رہا اور حیات مسیح پر ان کو یقین کامل ہو گیا بلکہ بعض نے مرزائی مولویوں سے اسی وقت جا کر بار بار کہا کہ کیوں حضرات اس مسئلہ میں تو آپ حضرات کو بڑا ناز تھا آج ناطقہ کیوں بند ہے۔ کوٹھڑی سے باہر تشریف لائیے اور مولانا کے دلائل کا جواب دیجئے مگر صدائے برنخاست

آنہا کہ بصد زبان سخن میگفتند۔ آیا چہ شنیدنہ کہ خاموش شدند

مولانا ممدوح کی استدلالی قوت اور خوش بیانی کے متعلق اتنا ہی کہدینا کافی ہے کہ حاضرین جلسہ میں سے ہر طبقہ کے لوگ محو حیرت ہورہے تھے۔ ہر شخص کی زبان پر سبحان اللہ و ماشاء اللہ جاری تھا۔ آپ کا تیسرا بیان ۱۲ بجے شب کے بعد ختم ہوا۔ پھر مولوی حافظ رحمت اللہ صاحب نے اپنی رباعیات سنائیں۔ آخر میں مولانا مولوی عبدالوہاب صاحب نے گورنمنٹ اور علمائے کرام اور حاضرین جلسہ کا شکریہ ادا کر کے دعائے خیت پر جلسہ ختم کیا۔ فللہ الحمد

ناظرین! مذکورہ بالا بیان سے آپ نے سمجھ لیا ہوگا کہ اس مناظرہ میں مرزائیوں کی کیا گت بنی اور کس طرح کی ندامت اور ذلت ان کو نصیب ہوئی۔ اس سیاہ داغ کو اپنے چہرے سے مٹانے اور پبلک میں سرخروئی حاصل کرنے کے لئے مرزائیوں نے بھاگلپور میں ایک اشتہار سرخ حرفوں میں (جو ان کے خون جگر کی خبر دے رہا ہے) شائع کیا جس میں علمائے اہل سنت کو مخاطب کر کے لکھا ہے:

آپ حضرات نے ہمارے عربی پرچہ کا جواب دینا تو درکنار ہم کو اپنا پورا پرچہ سنانے بھی نہیں دیا۔

ذرا ان بھلے مانوں سے کوئی یہ تو پوچھے کہ آپ لوگوں کے پرچے کو سوائے آپ لوگوں کے اور حکم صاحب کے علمائے اہل سنت میں سے کسی نے دیکھا بھی تھا۔ کیا آپ لوگوں نے اس کا موقع آنے دیا کہ آپ کا پرچہ علمائے اہل سنت کے ہاتھ آئے۔ خدا تعالی کو حاضر و ناظر یقین کر کے سچ سچ جواب دیجئے اور لعنة الله على الكاذبين پر آمین کہیے

بلکہ حقیقت حال تو یوں ہے کہ جب مولانا مرتضی حسن نے مرزائی مناظر کے عبارت خوانی پر اعتراض کیا، تو اسی وقت سے مرزائیوں کے دل پر اس بات کا خوف طاری ہوا کہ علمائے اہل سنت کے ہاتھ میں پرچہ جانے سے خدا جانے کس کس طرح کے اعتراضات کئے جائیں گے۔ کیا کیا غلطیاں نکالی جائیں گی۔ اور اس بات کی فکر کرنے لگے کہ کس طرح علمائے اہل سنت کے ہاتھ میں پرچہ نہ جائے۔ بروقت یہی تدبیر سوجھی کہ شرائط مقبولہ فریقین کی خلاف ورزی پر اصرار کر کے ترجمہ بطور وعظ بیان کیا جائے۔ علمائے اہل سنت مزاحمت کریں گے اور آخر مناظرہ بند ہی ہو جائے گا۔ پرچہ دینے کی نوبت نہیں آئے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور نہ جب اول روز فریقین کی گفتگو کے بعد حکم کا فیصلہ ہو چکا تھا تو پھر دوسرے روز شرائط مناظرہ شکنی بلکہ فیصلہ شکنی پر اصرار کرنے کا مطلب کیا تھا۔

بھلا کوئی مرزائی حلفیہ یہ تو بیان کرے کہ کس نا معقول کے منہ سے شرائط مقبولہ فریقین کی نسبت یہ جملہ نکلا تھا کہ ہم اس نامعقول شرائط پر مناظرہ نہیں کر سکتے۔ اور کس عہد شکن نے یہ کہا تھا کہ اگر تبلیغ کی صورت نہ ہو تو مناظرہ بے فائدہ ہے۔ اچھا اب آپ لوگوں کی صداقت کی جانچ کی ایک آسان صورت بتاتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ وہ عربی پرچہ جو مجلس مناظرہ میں لکھا گیا تھا اور جس پر حکم کا دستخط بھی ہے شرعی قسم کھا کر بلا زیادۃ و نقصان چھاپ کر شائع کر دیجئے پبلک پر آپ کے مناظر کی عربی دانی بھی ظاہر ہو جائے گی اور مرزا صاحب آنجہانی کے مسیحیت اور مہدویت کے دلائل بھی معقولیت بھی کھل جائے گی۔ کیا مرزا پارٹی ایسا کرے گی؟ شائد۔

مرزائی پارٹی کی عربی دانی تو اسی سے ظاہر ہے کہ علمائے اہل سنت کی طرف سے اردو خط جانے پر اعتراض کر کے کہ علماء اور اردو میں خط لکھیں، ایک خط عربی میں لکھا جو طرح طرح کی غلطیوں سے بھرا ہوا تھا۔ اس کا برجستہ جواب ترکی بترکی عربی ہی میں فوراً دندان شکن دے دیا گیا۔ پھر مرزائی پارٹی کی ہمت نہ ہوئی کہ عربی میں خط لکھیں۔ اس کے بعد جتنے خط آئے اردو ہی میں آئے۔ عربی دانی کی مہارت کا دعوی تھا تو دوسرا تیسرا خط عربی میں کیوں نہ لکھا۔ اف لکم اف لکم اف لکم

ہاں یہ بھی واضح رہے کہ جلسہ مناظرہ میں شکست ہو جانے کے بعد ۴ جون کو ایک خط وہی مولوی سرور شاہ مرزائی امیر الوفد کی طرف سے مولوی محمد عمر صاحب کے نام آیا کہ جدید مناظرہ کے لئے شرائط طے کیجئے، جواباً لکھا گیا کہ آپ پہلے اس بات کا اطمینان کرا دیں کہ اب جو شرائط طے ہوں گے آپ ان کے پابند رہیں گے۔ آپ اول روز مجمع عام یہ کہہ چکے ہیں کہ ہم لوگ ایک امام (خلیفۃ المسیح) کے حکم کے پابند ہیں ان کے مقابلہ میں شرائط مذکورہ وغیرہ کوئی چیز نہیں ہے۔ کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ شرائط طے کرنے کے بعد پھر آپ یہ کہہ دیں کہ ہمارے امام کا یہ حکم آیا ہے کہ مناظرہ مت کرو۔ اس لئے جب تک لوگ خلیفہ جی نور الدین صاحب بلا وساطت احدے شرائط طے نہیں کریں گے ہم لوگوں کو اطمینان نہیں ہو سکتا بقول حافظ رحمہ اللہ: من جرب المجرب حلت به الندامة آزمودہ را آزمودن جہل است مثل مشہور ہے

ناظرین با تمکین برائے خدا مذکورہ بالا واقعات پر کافی غور کیجئے اور انصاف کے ساتھ اس بات کا فیصلہ کیجئے کہ مرزائیوں کے مقابلہ میں اہل سنت کا یہ عذر قابل پذیرائی ہے یا نہیں۔ میرے دل کو دیکھ کر میری وفا کو دیکھ کر۔ بندہ پرور منصفی کرنا خدا کو دیکھ کر)

جناب اڈیٹر صاحب! ایسا تو ہو گیا کہ بعد مباحثہ مونگیر ہمارے قدیم دوست مولوی ماجد صاحب بھاگلپوری (مرزائیوں کے سرگروہ) عام مجلسوں میں بھی لوگوں سے دبکتے پھرتے ہیں۔ مقابلہ ومواجہ سے ان کو شرمندگی ہوتی ہے۔ جدھر نکلے ادھر انگلی اٹھ گئی کہ مولوی ماجد مرزائی ہو گئے۔ حکیم عبد السلام مرحوم کی مسجد میں جمعہ پڑھاتے تھے، مسلمانوں نے ان کی امامت موقوف کر دی۔ مسجد سے نکال دیئے گئے۔ یا تو اسی بھاگلپور میں لوگ عزت وتوقیر کی نگاہ سے دیکھتے تھے، یا اب جدھر جاتے ہیں لوگ نفرین کرتے ہیں اور بجائے مولوی ماجد صاحب کے مرزا ماجد پکارتے ہیں۔

حقیقتاً یہ ہے ذلت کی مار جو دشمنان دین کو نصیب ہوتی ہے آپ کی مرزائی مشن جو بڑے زوروں سے چل رہی تھی مباحثہ ہی کے روز سے ٹوٹنی شروع ہوئی اور ہر طرف سے نفرین ولعنت کی آواز کے ساتھ غل تھا کہ سب دھوکا سب دھوکا۔ یہ ہے علمائے ربانیین کے ارادوں کا اثر اور کوشش کے نتیجے اور مرزا گروہ کی ذلت۔

اڈیٹر صاحب! اگلے مدعیان نبوت اور مہدویت کی کامیابی کے کارنامے، آپ کو معلوم نہیں۔ بڑی بڑی مستند تاریخوں میں دیکھئے، جھوٹے تو تھے مگر لاکھوں نے ساتھ دیا۔ بعضوں نے صدہا برس سلطنت کی، تو کیا اس کامیابی سے ان سب کو آپ سچا مان لیں گے؟ دنیاوی کامیابی دلیل برگزیدگی نہیں ہو سکتی، ورنہ گرونانک جی یا دیانند سرستی جی کا چیلا بننا پڑے گا، اس کی کامیابی کے مقابلہ میں بے چارہ مرزا صاحب کی کچھ ہستی ہو سکتی ہے

؟ ہرگز نہیں ہرگز نہیں ۔ آپ کے یہاں تو چند ڈھلمل یقین سادہ لوح سیدھے سادے کٹھ ملاؤں نے ساتھ دیا ۔ بقول آپ کے لاکھ دو لاکھ (اس تعداد کی صحت کو آپ جانئے یا آپ کا ایمان جانے) عوام الناس ماننے لگے دو ہزار کا چندہ آنے لگے ۔ لقمہ تر کی صورت ہوگئی ۔ دس پانچ نقل محفل حاشیہ نشینان نے ہر وقت تعریفیں کر کے مرزا صاحب کے دماغ کو پریشان کر دیا ۔ اسی کو کامیابی اور ان کی صداقت کی دلیل ٹھہراتے ہیں تو پھر جن جھوٹوں مکاروں کو اس سے ہزار گونہ کامیابی ہو رہی ہے، وہ تو مرزا صاحب سے بھی بڑھ کر گرو گھنٹال ٹھہریں گے اور آپ لوگ ں پر ان کی اقتداء لازم ہوگی (نعوذ باللہ)۔

بس جناب لقمہ چرب اڑائے جایئے ۔ معلوم ہوگا حشر میں پینا شراب کا ۔ مگر بھائی صاحب یاد رکھئے آسمانی عدالت کے روبرو ایک دن جانا ضرور ہے ۔ جب کاذبین کے گروہ روبرو حاضر کئے جائیں گے اور ہاتھوں میں فرد قرارداد جرم دیا جائے گا اور فالس پرسی نیشن (False persenation....یعنی جھوٹے نبی کو سچا نبی ماننا) کا پھر سنایا جائے گا اور جھوٹی شہادت کی مجال نہ رہے گی اس وقت اپنی اپنی شامت اعمال کا افسوس ہوگا اور صدائے یا لیتنی کنت ترا باً بالکل بے سود ہوگی خدا کے واسطے ذرا تخلیہ میں اس پر غور کیجئے ہٹ دھرمی، ضد، پاس سخن، بے جا تعصب دل سے نکال دیجئے ۔

خدا شاہد ہے فقط اسلامی ہمدردی کا تقاضا ہے کہ اپنے بچھڑے بھائیوں کو اکٹھا کروں اور اللہ کے واسطے جو کچھ ان کے خیالات کی غلطی ہو، عام طور سے بلا رو رعایت ظاہر کر دوں ۔ اگر مان گئے تو ان کا بھلا ہوا، نہ مانیں تو میں بری الزمہ ہوں ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء و الله ذو الفضل العظيم

مفتی صاحب! رسالہ فیصلہ آسمانی گم نام نہیں چھپا ہے ۔ عینک لگا کر دیکھئے ۔ ٹائٹل ہی پر مولف کا نام حضرت مولانا سید ابو احمد رحمانی صاف طور سے لکھا ہوا ہے ۔ اصل یہ ہے کہ دروغ گورا حافظہ نباشد ۔ پبلک کے سامنے اس صریح جھوٹ کا آپ کے پاس کچھ جواب ہے جو آپ نے لکھا ہے:

کسی مولوی نے جو بسبب بزدلی اور نامردی کے اپنا نام ظاہر کرنے سے ڈرتا ہے ایک رسالہ چھاپا ہے جس کا نام فیصلہ آسمانی رکھا ہے ۔

یہاں پر ناظرین سے التماس ہے کہ رسالہ فیصلہ آسمانی خود ملاحظہ کر کے اڈیٹر صاحب راست بازی

اور نیک دلی کی داد دیویں۔کیا اخبار کے اڈیٹر کا یہی شیوہ ہے کہ صریح جھوٹ لکھے اور بدیہی واقعات کا انکار کرے۔شرم، ہزار شرم۔شاباش! اڈیٹری کو بھی بدنام کیا۔جھوٹ بول کر اپنی وقعت خود انسان کھوتا ہے۔آئندہ اس کی تحریر پر ذرہ برابر وثوق نہیں رہتا۔اس میں مولف صاحب کا کیا بگڑا۔آپ خود اپنے ہاتھ سے اپنی عزت کا خون کرتے ہیں۔بقول سعدی

ہر گز از دست غیر نالہ کند
مفتی از دست خویشتن فریاد

لیجئے اب بزدلی اور نامردی کا بھی سبق جس کو دل سے بھلا دیا ہے یاد کر لیجئے، اور ایسا نقش کالحجر کر لیجئے کہ پھر کبھی سہو اور خطا نہ ہونے پائے۔بزدلی اور نامردی تو خود مرزا صاحب قادیانی نے بار ہا دہلی کے مناظرہ میں، لاہور میں، قادیان میں بمقابلہ شمس العلماء مولانا سید نذیر حسین صاحب محدث دہلوی، پیر مولانا مہر علی شاہ صاحب، مولوی ثناء اللہ صاحب وغیرھم ایسی دکھائی ہے کہ ناگفتہ بہ۔اہل حق کے سامنے آنے سے ان کی روح کانپ جاتی تھی۔اشتہارات تو لمبے چوڑے مرقومہ اکتوبر ۱۸۹۱ء شائع کر دیئے تھے مگر جب مقابلہ کے لئے بلائے گئے، ایک نہ ایک عذر مجہول و حیلہ نامعقول کر کے کافور ہی ہو گئے۔

شمس العلماء مولوی محمد حسین بٹالوی اور مولوی محمد بشیر صاحب سہسوانی بھوپالی کا واقعہ روئداد مناظرہ میں طشت از بام ہو چکا ہے اور چھپ کر تمام ہندوستان میں شائع ہو گیا ہے۔ہزار حاجی محمد احمد صاحب نے ان کو روکا، مگر اپنے خسر کی مجہول علالت کا حیلہ کر کے فرار کیا۔

علاوہ اس کے چودھویں صدی کا مسیح میں اس کا کچا چٹھہ درج ہے، اسی کو دیکھ لیجئے اور اپنا بھولا ہوا سبق پھر یاد کر لیجئے۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کی نسبت مرزا صاحب قادیانی نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ وہ قادیان میں ہرگز نہ آئیں گے۔مگر وہ شیر مرد فاتح قادیان وہاں پہنچ کے مقابلہ کے لئے خم ٹھونک کر کھڑا ہو گیا اور ڈٹا رہا۔مگر مرزا صاحب قادیانی اپنے زنانہ گھر سے باہر نہ نکلے۔کہیے مفتی صاحب یہ کس قدر شرمناک بزدلی اور نامردی ہے کہ حریف میرے گھر پر امرتسر سے آوے اور آپ زنانہ سے باہر نہ نکلیں۔

اب فرمائیے بھولا ہوا سبق یاد ہو گیا یا نہیں؟ واہ ری بے حیائی خدا تیرا ناس کرے، تو ان کے ہر رگ و پے میں گھسی ہوئی ہے

حیا و شرم و ندامت اگر کہیں بکتیں
تو ہم بھی لیتے کسی اپنے مہربان کے لئے

میرے مہربان اڈیٹر صاحب! جناب حکیم خلیفۃ المسیح صاحب کی خدمت میں دو رسالے فیصلہ آسمانی مونگیر سے اور ایک کلکتہ سے بھیجے گئے ہیں۔ ان کی رسید موجود ہے۔ مونگیر اور بھاگلپور کے اکثر قادیانیوں میں مفت تقسیم کئے گئے۔ حالانکہ ان کے لئے نصف قیمت رکھی گئی تھی۔ لاہور، امرتسر، پشاور، لائل پور، سڑکپور، سیالکوٹ، گورداسپور، بلوچستان، دہلی، مرادآباد، ممباسہ افریقہ، زنجبار، بریلی، بنارس، لدھیانہ، کشمیر، کلکتہ، عظیم آباد، آرہ، مظفر پور، دربھنگہ، گیا، پورنیہ، چاٹگام وغیرہ وغیرہ سینکڑوں شہروں میں یہ رسالہ بہ قبولیت تمام شائع ہوا۔ اس کے متعلق اشتہارات عام شاہراہوں پر لگائے گئے۔ اہل حدیث، اہل فقہ، المشیر میں اشتہار دیئے گئے اور ڈنکے کی چوٹ پر۔ اڈیٹر صاحب (اخبار بدر قادیان) کی سماعت کام نہ دے تو سوائے اس کے اور کیا کہا جاسکتا ہے۔ و لھم آذان لا یسمعون بھا۔

فرداً فرداً مرزائی کو بھیجنا میرا فرض نہ تھا۔ آپ کو اگر ضرورت تھی تو خود منگواتے۔ قیمتاً نہ سہی مفت ہی طلب کرتے۔ کیونکہ آپ تو مفتی صاحب ہیں۔ نہ بھیجتا تو البتہ کوئی الزام عائد ہوسکتا تھا۔

اڈیٹر صاحب! آپ کہتے ہیں کہ منکوحہ آسمانی والی پیش گوئی پوری ہوئی۔ اور جناب حکیم خلیفۃ المسیح صاحب جو آپ کے بجائے مرشد کے ہیں، جس کی اتباع آپ سب مرزائیوں پر لازم وواجب ہے، وہ فرماتے ہیں کہ پیش گوئی ابھی پوری نہیں ہوئی۔ ممکن ہے کہ آگے چل کر ان کی اولاد و احفاد سے پوری ہو جائے۔ اب فرمائیے کہ ان دونوں میں کون سچا ہے اور کون جھوٹا۔ آپ یا خلیفۃ المسیح (حکیم نورالدین)؟

اور اس پیش گوئی پوری ہونے کے کیا معنی مراد ہیں۔ ذرا مہربانی کر کے اس کی تفصیل بتائیے کہ کس طرح پوری ہوئی۔ کیا احمد بیگ کا داماد مر گیا، اور محمدی کا نکاح مرزا صاحب قادیانی کے ساتھ ہو گیا۔ ہرگز نہیں۔ ہرگز نہیں۔ پھر واقعہ صریحہ کے خلاف پیش گوئی پوری ہونا چہ معنی دارد۔ ایسے صریح جھوٹ کو پورا ہونا کیونکر کہتے

ہیں۔ پھر تو دنیا میں جھوٹ کوئی بات باقی نہیں رہ سکتی، اور نہ کوئی پیش گوئی کسی کی جھوٹی ہوسکتی ہے۔ منکوحہ آسمانی کے متعلق ذرا مرزا صاحب آنجہانی کے الہامات بکرّات ومرّات ملاحظہ کیجئے اور ان کے اقوال موثق پر غور فرمایئے اور اس کا جواب مرزا صاحب کی کتابوں سے بتلائے، یا جناب حکیم نورالدین صاحب کو اس کی تفسیر کی تکلیف دیجئے شائد ان کے خیال میں کچھ آجائے

کذ بوا بآ یا تی و کا نوا بھا یستھزؤن ۔ فسیکفیکھم اللہ و یر د ھا الیک امر من لـد نـا انـا کنا فا علین ۔ زو جناکھا ۔الحق من ر بک ۔ فلا تکو نن من الممترین ۔لا تبد یل لکلما ت اللہ۔ ان ربک فعال لما یر ید۔انا را دو ھا الیک تو جھت لفصل الخطا ب انا را دو ھا۔(ضمیمہ انجام آتھم)

انہوں نے میری نشانیوں کی تکذیب کی اور ٹھٹھا کیا، سو خدا ان کیلئے تجھے کفایت کرے گا۔ اس عورت کو تیری طرف واپس لائے گا۔ یہ واپس لانا ہماری طرف سے ہے اور ہم یہی کرنے والے ہیں۔ بعد واپسی کے ہم نے نکاح کر دیا۔ تیرے رب کی طرف سے ہے تو شک کرنے والوں میں سے مت ہو۔ خدائی کلمے بدلا نہیں کرتے تیرا رب جس بات کو چاہتا ہے وہ بالضرور اس کو کر دیتا ہے ۔کوئی نہیں جو اسے روک سکے۔ ہم اس کو واپس لانے والے ہیں۔ آج میں فیصلہ کرنے کو متوجہ ہوا ہم اس کو واپس لانے والے ہیں۔

یہ اردو ترجمہ اور عربی الہامات مرزا صاحب قادیانی کے ہیں۔ ان میں بلا شرط اور بغیر کسی قید کے منکوحہ آسمانی کا نکاح میں آنا بیان ہوا ہے۔ اور اس کے وقوع میں آنے کو اس زور سے بیان کیا ہے اور یقین دلایا ہے کہ اس سے زیادہ یقین دلانے کا کوئی طریقہ نہیں ہوسکتا ہے۔

اسی طرح احمد بیگ کے داماد کی موت کی پیشین گوئی بڑے زوروں سے کی ہے کہ ڈھائی برس میں مر جائے گا۔ جب نہ مرا تو یہ کہا گیا کہ، خوف وہراس سے میعاد ٹل گئی، مگر میرے سامنے اس کا مرنا ضرور ہے اگر میرے سامنے وہ نہ مرا، اور میں مر گیا، تو میں جھوٹا ہوں۔

پھر مرزا صاحب قادیانی اپنے الہام کی تفسیر کرتے ہیں اور فرماتے ہیں:

یادرکھوکہ اس پیشین گوئی کی دوسری جزو (یعنی احمد بیگ کے داماد کی موت) پوری نہ ہوئی تو میں ہر بد سے بدتر ٹھہرونگا، اے احمقو! یہ انسان کا افتراءنہیں۔ یہ کسی خبیث مفتری کا کاروبار نہیں یقیناً سمجھو کہ یہ خدا (جب ہی تو صاحب فیصلہ آسمانی کہتے ہیں کہ مرزا صاحب قادیانی رسول نہیں اور نہ الہام ربانی ہے کیونکہ اللہ تعالی تو اپنے کلام میں فرماتا ہے کہ ہم اپنے رسول سے خلاف وعدگی نہیں کرتے۔ اگر مرزا صاحب قادیانی رسول ہوتے تو یہ شادی ضرور ہوتی) کا سچا وعدہ ہے وہی خدا جس کی باتیں نہیں ٹلتیں وہی رب ذوالجلال جس کے ارادوں کو کوئی روک نہیں سکتا۔ (ضمیمہ انجام آتھم۔ص ۵۴)

پھر مرزا صاحب اسی انجام آتھم کے صفحہ ۲۲۳ میں فارسی الہام بیان فرماتے ہیں۔ وہ یہ ہے:

باز شمار ایں نگفتہ ام کہ ایں مقدمہ برہمیں قدر با تمام رسید، ونتیجہ آخری ہماں است کہ بظہور آمد، و حقیقت پیشگوئی برہماں ختم شد۔ بلکہ اصل امر برحال خود قائم است۔ وہیچ کس با حیلہ خوداو را ردّ نتواند کرد۔ وایں تقدیر از خدائے بزرگ تقدیر مبرم است۔ وعنقریب وقت آں خواہد آمد۔ پس قسم آں خدائے کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ را برائے ما مبعوث فرمود، و او را بہترین مخلوقات گردانید، کہ ایں حق ست وعنقریب خواہی دید۔ ومن ایں را برائے صدق خود یا کذب خود معیار می گردانم۔ و من نگفتم الا بعد زانکہ از رب خود خبر دادہ شدم

یہ ہیں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے الہامات جن کو اپنے صدق وکذب کا معیار قرار دیا ہے۔ مگر مرزا صاحب کی قسمت، نہ احمد بیگ کا داماد مرا، نہ منکوحہ آسمانی لوٹ کر آئی۔ یہ حسرت اپنے ساتھ لے گئے اور پیش گوئی پوری نہ ہوئی۔ اور مستند اقرار سے کاذب بلکہ اکذب ثابت ہوئے۔ بدیہی واقعہ تو یہ ہے، کیا اس کا آپ انکار کر سکتے ہیں؟ کسی نے خوب کہا ہے

نکاح آسمانی ہو مگر بیوی نہ ہاتھ آئے
رہے گی حسرت دیدار تا روز جزا باقی

اب کہیے مفتی صاحب یہ پیش گوئیاں پوری ہوگئیں؟ احمد بیگ کا داماد (سلطان محمد)، مرزا صاحب قادیانی کے سامنے مرگیا؟ یا مرزا صاحب اس کے سامنے مرگئے؟ ذرا شرم ہو تو اپنے گریبان میں ہاتھ ڈالئے

اورصریح جھوٹ کے بےسری تان نہ اڑایا کیجئے۔ پبلک پر آپ لوگوں کی حقیقت بالکل کھل گئی۔اب کوئی دھوکے میں نہیں آنے کا۔

فیصلہ آسمانی کے ان باتوں کا آپ کے پاس کیا جواب ہے۔دعوی تو کر دیا اب مرزا صاحب قادیانی کی تصانیف سے اس کا جواب نکال کر پبلک میں پیش کیجئے ،تب تو مردانگی ہے۔ورنہ سکوت اختیار کر کے زنانہ میں بیٹھ رہیے۔بے فائدہ جھوٹ کا طومار باندھ کر خلائق کی نظر میں کیوں ذلیل ہوتے ہیں۔اب اس سے کام نہ چلے گا۔بھائی صاحب! ذرا غور کیجئے کہ آپ کے مخالف علماء صالحین نے نبوت کا جھوٹا دعوی نہیں کیا۔براہین احمدیہ کی طرح پیشگی چندہ ،سراج منیر کی زر پیشگی وصول کر کے بندگان خدا کو فریب نہ دیا،تائیداسلام اورلنگر خانہ کے نام پر ہزاروں روپیہ چندہ نہیں لیا (مرزا صاحب کی الہامی تقدیر مبرم کو ناظرین دیکھیں کہ کیا معلق رہ گئی۔اب عقل والا اس الہام کو ربانی کہہ سکتا ہے۔ ہرگز نہیں) بیواؤں اور یتیموں اور رنڈیوں کے مال پر دانت نہیں لگائے (مرزا صاحب کے خسر حقیقی کا قصیدہ چھپ کر اشاعۃ السنہ میں شائع ہو چکا ہے۔ اھل البیت یدری بما فیه چند شعر بطور نمونہ لکھے جاتے ہیں۔

ہر گھڑی ہے مال داروں کی تلاش
تا کہ حاصل ہو کہیں وجہ معاش
ہو یتیموں ہی کا یا رانڈوں کا ہو
رنڈیوں کا مال یا بھانڈوں کا ہو
کچھ نہیں تفتیش سے ان کو غرض
حرص کا ہے اس قدر ان کو مرض
بدمعاش اب نیک ازحد بن گئے
بو مسیلم آج احمد بن گئے

۔مرزا صاحب کی نظر سے یہ قصیدہ گذرا ہوا ہے مگر جواب ندارد)۔خیر ان سب رقموں کا حساب تو مرزا صاحب آنجہانی پر چھوڑئے وہ جانیں اوران کے کرتوت اب آپ ذرا ایمان کو راہ دے کر یہ فرمائیے کہ دنیا کا کتا کون ہوا؟ خود بدولت، یا مخالف علماء صالحین؟

مرزا صاحب کی تکذیب کی سینکڑوں دلیلیں موجود ہیں وقتاً فوقتاً علی الترتیب سبھوں پر روشنی ڈالی

جائے گی اور پبلک کے سامنے تنقید کے لئے پیش کی جائے گی ابھی تو بسم اللہ ہوئی ہے اسی پر آپ لوگ گھبرا کر چیخنے لگے

ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا
آگے آگے دیکھ تو ہوتا ہے کیا

فیصلہ آسمانی میں تو فقط جن باتوں کو مرزا صاحب نے اپنے صدق وکذب کا عظیم الشان نشان قرار دیا تھا اور وہ سب سرے سے جھوٹی ثابت ہوگئیں۔اسی کا ذکر کر کے پبلک کو ہوشیار کیا گیا ہے تا کہ ان کا کذب روز روشن کی طرح دنیا پر ظاہر ہو جائے۔اور ہر خواص وعام کو مرزا صاحب کی ابلہ فریبیوں پر دھوکہ کھانے کا موقع باقی نہ رہے۔الحمدللہ علی ذلک اس ہادی برحق کے فضل سے ایسا ہی ہو رہا ہے۔اور فیصلہ آسمانی کی قبولیت علماء وفضلاء ومحققین ودانشمندوں کے گروہ میں پورے طور سے افزوں ہے۔آخر میں اس رسالہ کے ان بزرگواروں کی رائے اوراثت قبولیت کا مضمون درج ہوگا ملاحظہ فرمائیے گا۔

مفتی صاحب! یہ امر آخر ہے کہ آپ کے نزدیک کسی مخالف کو زکام یا سردرد ہو جائے تو آپ مرزا صاحب قادیانی کی کرامت سمجھتے یا کوئی اپنی موت سے مر جائے ان کی صداقت کی دلیل ہو جائے۔یہ وہم کی بیماری ہے اس کی دوا افلاطون کے پاس بھی نہیں

ایں کرامت ولی ما چہ عجب
گربہ شاشید گفت باراں شد

مفتی (صادق) صاحب! میں اخیر میں مودبانہ التماس کرتا ہوں کہ آپ من حیث اڈیٹر اخبار جس کو ہر مخالف اور ہر موافق لیتا ہے اپنے لہجہ کو بازاری نہ بنائیے۔جو کچھ لکھئے تہذیب سے نہ گذریئے۔اس کا جواب ویسا ہی مہذبانہ نہ ہوتو پھر قلم تو آپ کے ہاتھ میں ہے۔بدزبانی اور ناشائستگی سے پہلے تو آپ خود پبلک میں بدنام ہوتے ہیں دوسرے مجیب کو بھی آپ بدتہذیبی کا اشتعال دیتے ہیں۔مجھ کو اس امر کا سخت افسوس ہے۔مہذبانہ برتاؤ رکھئے کہ مخالف وموافق کو مضمون سے دلچسپی رہے۔اور اسلامی تقاضا اور محبت سے کہتا ہوں اگر کچھ گراں خاطر گزرا ہووے تو معاف فرمائیے اور جناب قدیم جدید صاحب خلیفۃ المسیح کی جناب میں بھی

دست بستہ گذارش ہے کہ مجھے تر کی بتر کی جواب دینے میں معذور سمجھیں۔ فیصلہ آسمانی، آئینہ قادیانی وغیرہ وغیرہ تصانیف میں علمی مذاق کی حیثیت سے داب مناظرہ برابر مرعی رہا لہجہ شریفانہ رکھا گیا۔ آپ کی جناب میں یا مرزا صاحب آنجہانی کی شان میں کوئی ذاتی حملہ ناشائستہ کبھی نہ ہوا۔ فقط واقعات کا اظہار کرتا رہا۔ شائد مفتی صاحب کو یہ طرز شائستہ پسند نہ آیا اور لہجہ بازاری منظور خاطر ہوگیا، اس لئے میں بھی معذور ہوگیا و العذر عند کرام الناس مقبول۔ میں آپ کی جناب میں گستاخانہ عرض کرتا ہوں اور تعجب کرتا ہوں کہ آپ جیسے ذی علم مناظر کہن مشق خلیفۃ المسیح کی موجودگی میں دارالصدر قادیان سے اخبار نکلے اور یہ بازاری لہجہ رہے تو پھر اوروں کا کیا حال ہوگا۔ مجھ کو آپ کی جناب میں باوجود مرزائیت کے ہنوز کچھ ایسا حسن ظن ہے کہ ظاہر نہیں کر سکتا کبھی موقع ہوتو بالمشافہ آپ پر ظاہر ہوجائے گا زیادہ حد ادب و السلام علی من اتبع الهدی

جناب مفتی صاحب! میں بڑی جرأت سے بے باکانہ عرض کرتا ہوں کہ آپ کو کسی نے غلط خبر دی کہ فیصلہ آسمانی گمنام ہے۔ آپ نے بغیر ملاحظہ کئے ہوئے اس خبر کو خلاف منصب اڈیٹری اخبار باور کرلیا اور مضمون دھر گھسیٹا۔ اخباری شان سے باہر ہے پہلے اس کو دیکھ تو لیتے۔ وہیں تو حضرت خلیفۃ المسیح کے یہاں موجود تھا فیصلہ آسمانی کے مولف حضرت مولانا مجمع الکمالات مجدد دوراں مولانا سید احمد رحمانی ہیں۔ یہ کنیت صاف طور سے ٹائٹل پر درج ہے اور ہندوستان کے تمام بڑے بڑے شہروں میں شائع ہو چکا ہے۔ نظر سے گذر چکا ہے۔ کیسی خفت کی بات ہے کہ آپ نے گمنام لکھا ہے۔ پبلک کی نظر میں کیسی سبکی ہوگی۔ اور یہ تو فرمایئے کہ اگر کوئی با خدا بیّن طریقہ سے امر حق کو خلق پر ظاہر کرے اور اپنی عاجزی اور انکساری سے اپنے نام کی شہرت نہ چاہے، اور اس خیال سے اسے اپنے نام سے مشہور کرنا پسند نہ ہو، تو یہ اس کی بے ریا کوشش دینی ہوگی یا نامردی۔ ذرا شرم کیجئے اور جناب خلیفۃ المسیح سے اس مسئلہ کو دریافت کر کے کہیے۔

مسیح کاذب

(مصنفہ: ملک نظیر احسن بہاری سابق مرید مرزا قادیانی)

(یہ کتاب ۱۹۱۳ء میں دلی پرنٹنگ پریس حوض قاضی میں چھپی، لیکن ۱۹۱۲ء کے آخر میں لکھی گئی ہے)

حضرت خواجہ حافظ شیرازی کا کلام لسان الغیب کے نام سے مشہور ہے۔ اسی طرح مرزا صاحب کے معاملات میں یہ شعر صائب کا (بنمائے بصاحب نظرے گوہر خود را۔ عیسی نتواں گشت بتصدیق خرے چند) خدا جانے کس ساعت سعید میں بطور تفاول اور پیش گوئی کے صائب مرحوم کی زبان حق بیان سے نکلا تھا کہ وہ مرزا صاحب کی مسیحیت کاذبہ کے ساتھ بے تکلف چسپاں ہوگیا جس کو تضمین کے طور پر ہدیہ ناظرین کرتا ہوں

تا چند تبہ کاریء دین از پئے دنیا
بگذار کنون فتنہء سالوسیّ مرزا
شد بر محکِ عقل ہمہ کذب ہویدا
بنمائے بصاحب نظرے گوہر خود را
عیسے نتواں گشت بتصدیق خرے چند

اے فتنہء دجال بیائید ہمیں جا
تا بر محکِ عقل دروغت کنم انشا
گو کور نہء چشم دلِ خو لیش تو بکشا
برباد دہی دینِ خودت از پئے دنیا
بنمائے بصاحب نظرے گوہر خود را
عیسی نتواں گشت بتصدیق خرے چند

آں مدعیِ وحی و صد الہام نماندہ
سلطانِ قلم بستہء اوہام نماندہ
ہر چند کہ آن مدعی خام نماندہ
آں فتنہء برہم کنِ اسلام نماندہ
ہیہات کنوں ماند مگر فتنہ گرے چند
عیسی نتواں گشت بتصدیق خرے چند

توفیق خدا گر نہ کند باز ہدایت
شیطان کند ش از پس و از پیش دلالت
ہر آنکہ پسندید ز خود قعر ضلالت
صد دفتر طومار نیز رز بشقاوت
کافی بود از بہر سعادت سطرے چند
عیسی نتواں گشت بتصدیق خرے چند

عرصہ سے سن رہا ہوں کہ فیصلہ آسمانی کے جواب کیلئے فرمان واجب الاذعان خلیفۃ المسیح قادیان کا بنام نامی مولوی عبدالماجد بھاگلپوری (احاطہ بنگال) کے نزول اجلال ہوا ہے، اور شائد وہ اس کے جواب میں مصروف بھی ہو چکے ہیں۔ لیکن اس کو بھی بہت دن گذرے۔ چشم بانتظار ہوں کہ دیکھئے فیصلہ آسمانی کا جواب بھاگلپور (بنگال کی سرزمین) سے کیا لکھا جاتا ہے اور برہان قاطع کا جواب مرزائیوں کی طرف سے کیسا دیا جاتا ہے جناب خلیفۃ المسیح صاحب نے تو اپنے کو اس بار عظیم سے (جوانہیں کا خاص منصب وفرض تھا) خدا جانے کس خوف سے سبکدوش فرما کر ہمارے وطنی بھائی مولوی صاحب کو اس اہم کام کیلئے اپنے لاکھوں مرزائیوں (اس تعداد بے اصل کی صحت مرزائیوں کے ذمہ ہے۔ منہ) میں سے صرف انہیں کو تاک کر ہدف تیر ملامت بنا کر انتخاب کیا

اورحضرت خالد وصف شکن وغیرہ وغیرہ تجربہ کاران کہن سا اشخاص کو خلیفۃ المسیح صاحب نے اس مہتم بالشان کام کے لائق نہ سمجھا۔ فیہ سر من اسرار نبوۃ القا دیا ن

خیر جو کچھ بھی ہوا، اس انتخاب سے میری بھی خوشی کی بات ہے کہ یا تو بنگالی مولوی کا اپنے اشتہار و اخبار میں مرزائیاں مذمت کے ساتھ ذکر کرتے ہیں، یا اب وقت نے ایسا مجبور کیا کہ خلیفۃ المسیح صاحب نے بھی ہمارے وطنی بھائی کوتا کا، اوران کا دامن پکڑا۔ لیکن یہ انتخاب بھی شطرنج کی چال سے خالی نہیں۔ اس لئے کہ درحقیقت فیصلہ آسمانی کا جواب عقلاً محالات سے خیال کر کے حضرت خلیفۃ المسیح نے اپنے شیران نامور اور بہادران تجربہ کار کو بخیال بدنامی الگ ہی رہنے دیا کہ جو کچھ جواب ناصواب کا الزام ہو، وہ بے چارے پوربی مولوی کے سر رہنے دیا جائے، اور آئندہ اخباروں میں لن ترانیوں کا ابھی موقع باقی رہے کہ ایک پوربی مولوی نے جواب دیا ہے، قادیانی شیروں نے تھوڑا ہی جواب دیا ہے۔ خیر جیسا کچھ بھی ہوا اس انتخاب پر حکیم خلیفۃ المسیح کے، جو عین حکمت ہے، میں بھی صاد کرتا ہوں۔

ہر چند مجھ کو پہلے ہی افواہاً معلوم ہوا ہے کہ ہمارے مولوی صاحب نے فیصلہ آسمانی کے جواب میں مہذبانہ طرز تقریر کو بدل کر اخباری لہجہ غیر مہذب کہنا چاہا ہے۔ کہاں تک یہ امر صحیح ہے بغیر جواب دیکھے کوئی رائے قائم نہیں ہو سکتی۔

اب مسئلہ یہ زیر نظر ہے کہ آسمانی فیصلہ کا جواب تو امر محال ہی معلوم ہوتا ہے کیونکہ اس رسالہ میں تو صرف مرزا صاحب قادیانی کی ان ہی پیش گوئیوں کا ذکر کیا گیا ہے جن کو مرزا صاحب نے بہت ہی مہتم بالشان قرار دے کر اشتہاروں کے ذریعہ سے اپنی نبوت وصدق یا کذب کا معیار ٹھہرایا ہے (جو کسی طرح پوری نہیں ہوئیں) اور مرزا صاحب قادیانی کا انتقال بھی ہو گیا۔

حضرت مولف فیصلہ آسمانی (سید محمد علی مونگیری) نے بڑی وضاحت اور دیانت سے صرف برادران اسلام کی خیرخواہی کی غرض سے ثابت کر دکھایا کہ جن پیش گوئیوں کو مرزا صاحب قادیانی اپنی صداقت کا معیار ٹھہرائے تھے انہیں کو پیش نظر رکھ کر اوران واقعات الہامی کے وقوع میں نہ آنے سے مرزا صاحب خود اپنے صریح اقرار کے موافق صادق نہ ٹھہرے، بلکہ جیسا کہ انہوں نے اقرار فرمایا تھا کہ اگر یہ سب امور مطابق الہام

کے واقع نہ ہوں تو میں مفتری اور کذاب اور بد سے بدتر ہوں، اور خدا کی طرف سے نہیں ہوں، اسے ظاہر کر کے دیکھا دیا۔

حضرت مولف فیصلہ آسمانی نے تو اپنی طرف سے مرزا صاحب قادیانی کے ردّ میں کچھ بھی نہیں لکھا بلکہ مرزا صاحب ہی کے متفرق اقوال کو اکٹھا کر کے نہایت نیک نیتی و دیانت شعاری سے بغیر تحریف لفظی بہت صفائی سے بغرض خیر خواہی اسلام یاد دلا کر مرزائی حضرات کو اس طرف متوجہ کیا ہے کہ اب بموجب اقرار خود مرزا صاحب کے (اگر مرزائی جماعت، مرزا صاحب کو سچا سمجھتے ہیں اور ان کے قول پر اعتبار کرتے ہوں) تو اب بھی رجوع بحق کریں کیونکہ مشیت ایزادی ان امور بیان کردہ مرزا صاحب کو وقوع وظہور میں نہ لائی بلکہ ان کو جھوٹا کر دیا۔ اور خدا تعالی اپنے رسولوں کو ہرگز جھوٹا نہیں کرتا

فلا تحسبن الله مخلف وعده رسله ۔(ابراہیم)

ر بنا و آ تناما وعدتنا انك لاتخلف الميعاد ۔(آل عمران)

ا لا ان وعد الله حق و لكن اكثر الناس لا يعلمو ن

اور بھی بہت سی آیتیں اس مضمون کی ہیں۔ پس متحقق ہو گیا کہ وہ الہامات مرزا صاحب قادیانی کے رحمانی نہ تھے، بلکہ صریح شیطانی یا دوسرے لفظوں میں یوں کہیے کہ انسانی خواہشوں کے جذبات واہمہ تھے۔

میں نہایت زور سے اور بڑے دعوے سے کہتا ہوں کہ پبلک کی تشفی اور مرزا صاحب قادیانی کی ان پیش گوئیوں کی تصدیق کے لئے تو فقط امور مندرجہ ذیل ہی فیصلہ آسمانی کا جواب ہو سکتے ہیں اور اس کے سوا جو کچھ جواب فیصلہ آسمانی دیا جائے گا وہ بمصداق مثل مشہور گوزشتر سے زیادہ آوازہ اس جواب کا نہیں ہوسکتا۔

ا۔ محمدی بنت مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری، مرزا غلام احمد قادیانی کے نکاح میں آ گئی (جس کا نکاح آسمان پر اللہ تعالی نے مرزا قادیانی سے پڑھا دیا۔ دیکھو انجام آتھم)

۲۔ مرزا سلطان محمد بیگ، محمدی مسطورہ کا خاوند مرزا غلام احمد قادیانی کے مرنے سے پہلے مر گیا (جیسا کہ صفحہ ۳۱۔ انجام آتھم کے حاشیہ میں مرزا صاحب کہتے ہیں کہ نفس پیش گوئی داماد احمد بیگ کی تقدیر مبرم ہے اس کی انتظار کرو اور اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیش گوئی پوری نہ ہوگی اور میری موت آ جائے گی۔ پھر ضمیمہ انجام آتھم میں مرزا صاحب کہتے ہیں، یاد رکھو کہ اس پیش گوئی کی دوسری جز

پوری نہ ہوئی یعنی احمد بیگ کا داماد میرے سامنے نہ مرا تو میں ہر ایک بد سے بدتر ٹھہرونگا (آگے چل کر) یقیناً سمجھو کہ یہ خدا کا سچا وعدہ ہے وہی خدا جس کی باتیں نہیں ٹلتیں۔۔ یہ کیسے بدیہی ثبوت مرزا صاحب کے کاذب ہونے کے ہیں مگر مرزائی کچھ نہیں دیکھتے۔منہ) مگر نہ یہ ہوا، نہ وہ ہوا۔

اس کے علاوہ اور بھی ڈاکٹر عبدالحکیم خان اور مولوی ثناء اللہ صاحبان کی نسبت بھی ایسی ہی موت وغیرہ کی پیش گوئیاں کر کے معیار صدق یا کذب اپنا مرزا قادیانی نے ٹھہرایا ہے، وہ اپنی اپنی جگہ پر دکھائے جائیں گے یہاں فقط منکوحہ آسمانی کے متعلق جھوٹی پیش گوئی کا ذکر کیا گیا ہے جس کو ہمارے دوست مولوی عبد الماجد اپنے جواب میں ثابت کر دکھائیں کہ یہ دونوں امور تنقیح طلب متذکرہ بالا وقوع میں آ گئے۔

اگر درحقیقت یہ امور وقوع میں آ گئے ہوں، تو ضرور جواب دیجئے اور نقارہ کی چوٹ اخباروں میں اشتہاروں میں فیصلہ آسمانی کی تکذیب ثابت کیجئے کہ یہ واقعی وقوع میں آ گئے اور مرزا صاحب کی یہ پیش گوئیاں سچی ہوئیں (سب سے پہلے میں آپ کا ساتھ دینے کو تیار ہو جاؤنگا آپ ان امور کو سچ بھی تو کر دکھایئے)

چونکہ اب یہ بالکلیہ محال ہے کیونکہ نہ محمدی، مرزا صاحب قادیانی کے نکاح میں آئی، نہ اس کا خاوند سلطان محمد، مرزا غلام احمد قادیانی کے سامنے مرا (جس کو مرزا صاحب نے تقدیر مبرم الہامی جملہ فرمایا تھا) بلکہ خود مرزا صاحب ہی پیش از وقوع امور متذکرہ بالا عالم بالا کو تشریف لے گئے۔اس لئے آپ اس کے ثابت کرنے سے قدرتاً مجبور ہیں تو پھر راستی اور انصاف پسندی کا تقاضا تو یہی ہے کہ ان پیش گوئیوں ہی کو غلط مانئے اور کہیے کہ مرزا صاحب قادیانی بھی انسان تھے۔مرزا صاحب کو ایک ذی علم بشر مانتے، ان سے غلطی ہو گئی۔

انسان ضعیف البنیان غلطی کا پتلا ہے۔کمال نفس یہی ہے کہ انسان اپنی غلطیوں کا اعتراف کرے جس طرح ہمارے دادا حضرت سیدنا آدم اپنی لغزش پر گردیدگی اختیار کر کے ربنا ظلمنا انفسنا و ان لم تغفر لنا و ترحمنا لنکونن من الخاسرین کہہ کر سجدے میں گر گئے، اور بخشش الٰہی نے الحاح و زاری ان کی قبول فرما کر خلعت توبہ سے سرفرازی بخشی۔حضرات مرزائی بھی اس عمل کو خلوص سے کر کے تماشا دیکھ لیں کہ کس طرح دریائے رحمت اس مفضل حقیقی کا جوش مارتا ہوا اپنے پیاسوں کو دور دور سے سمیٹ لاتا ہے

مرزا صاحب قادیانی کو آپ چاہے جس تقدس کا شایان سمجھئے، اس کے ذمہ دار آپ لوگ ہیں۔مگر

خدا کے لئے ان کو خدا اور رسول و مہدی موعود مسیح موعود نہ بنایئے۔ بلکہ جس وقت ان کے تقدس کی متخیلہ صورت پیش نظر آ جائے تو مناسب ہے کہ ان کے ذاتی حالات کی عینک لگا کر غور سے دیکھئے، اور میزان عقل پر تو لئے۔ کیونکہ ذاتی حالات اور کیریکٹر سے بڑھ کر کوئی اور سچی شہادت انسان کے لئے نہیں ہو سکتی۔

جناب مولوی عبدالماجد صاحب جواب لکھتے وقت یہ ضرور خیال رکھیں گے کہ بات بنانے کا سلسلہ تو بات بنانے کے نزدیک کبھی منقطع ہی نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ فرض کیجئے کہ

محمدی کے معنی کوئی عورت، مرزا صاحب قادیانی سے مراد کوئی مرد، سلطان محمد کا مفہوم کوئی مغل، زندگی کے معنی کوئی زمانہ قبل از موت، مرنے کے معنی رات کا سو جانا،

چلئے بات بنادی گئی۔ درحقیقت اب جواب ہو، یا نہ ہو، ہم چپ تو نہ رہے۔

جناب من! یہ ہیں نفسانی شرارتیں۔ اللہ تعالی ہم کو، آپ کو، اور سارے حلقہ بگوشان اسلام کو ایسی شرارتوں سے بچائے۔ آمین

اگر ایسا ہی جواب فیصلہ آسمانی کا دیا جائے جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے، تو ہم بغیر جواب دیکھے مان لینے کو تیار ہیں کہ واہ واہ مرحبا۔ خوب جواب دیا گیا ہے۔ اور ایسا ہی جواب کی امید تھی۔ کیونکہ یہ تو ہو نہیں سکتا کہ محمدی کے نکاح میں آ جانے کا مرزا صاحب قادیانی کی طرف سے اقبال کیا جائے۔ یا اس کے خاوند کا مرزا صاحب قادیانی کے سامنے مرنا اقرار کر سکیں، اس لئے کہ قریب قریب سارا ہندوستان مرزائیوں ہی کے اشتہارات سے اور رسالوں کے ذریعہ سے جان گیا کہ ۱۸۹۲ء میں محمدی کا نکاح مرزا سلطان محمد بیگ سے ہوا اور مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اس نکاح کی ناکامی کی حسرت لے کر ۱۹۰۸ء میں انتقال کر گئے جس کو اب پانچواں سال ہے کہ مرزا صاحب کی جھوٹی مسیحیت کا زمانہ گذر گیا اور ابھی تک سلطان محمد بیگ مع اپنی آل و اولاد کے بفضلہٖ صحیح و سالم موجود ہیں۔

اس کا تو مجھے یقین ہے کہ اصل امور متعلقہ فیصلہ آسمانی کا جواب تو مولوی صاحب کے لئے مشیت الٰہی نے مطلق محال کر دیا ہے کہ زمانہ ہزار پلٹا کھائے تو بھی اس کا وقوع ممکن نہیں۔ اس لئے میں بڑی جرأت سے کہتا ہوں کہ اصل مطالب فیصلہ آسمانی سے جواب ان کا اچھوتا رہے گا، البتہ فضولیات اور خارج از بحث اور

خارجی امور سے ان کے جواب کے صفحے زیادہ سیاہ پائے جائیں گے، جیسا کہ ان کے خطوط سے مترشح ہوا ہے جو بنظر تحقیق نام جناب مولف مدظلہ العالی کے پاس مولوی صاحب نے بھیجے تھے۔

مولوی عبدالماجد صاحب نے پہلے ایک خط بھاگلپور سے لکھا اور مولف موصوف سے دریافت کیا کہ یہ فیصلہ آسمانی آپ کی تالیف ہے۔ بجواب اس کے ان کو اطلاع دی گئی کہ انظر الی ما قال و لا تنظر الی من قال جس کا مفہوم ظاہر ہے کہ الکنایة ابلغ من الصراحة مگر اس پر بھی نہ سمجھے اور پھر دوسرے خط میں اسی مضمون کا تکرار کیا جس سے نفس مطلب کو کوئی سروکار نہیں ہے۔

یہ کس قدر لچر بات ہے کہ مرزا صاحب قادیانی کے جھوٹے دعووںکا جواب مرزا صاحب کے قول سے نہ دیا جائے، بلکہ کسی مصنف یا مولف کے نام کا سہارا ڈھونڈھا جائے۔ وہی مثل: ڈوبتے کو تنکے کا سہارا، غنیمت ہے۔ غالبًا مولوی صاحب ایسے ہی خارجی بحثوں سے زیادہ کام لیں گے اور نام نہادی جواب کے جزوں کو موٹا بنا کر تقسیم کریں گے جس میں قیمت بھی اچھی رہے گی۔

غرض ایسی ہی فضولیات میں بہت کچھ مصالحہ لگا کر چٹ پٹا بنانے کی کوشش کریں گے اور شاید یہ بھی فرمائیں گے کہ مولانا سید ابواحمد رحمانی مولف رسالہ نے فقط اپنی کنیت ہی کیوں لکھ کر بس کر دیا اپنا پورا نام و نشان وسکونت بقید محلّہ و پرگنہ وضلع وغیرہ کیوں نہ لکھا۔ اور عجب نہیں کہ یہ بھی کہیں کہ اپنا نسب نامہ پورا کیوں شائع نہ کیا۔

مولوی عبدالماجد صاحب! ان امور کو جواب سے کیا تعلق۔ یہ تو کوئی ضروری امر نہیں اور نہ دینی فرض یا واجب ہے کہ مرزا صاحب کی طرح سے اپنی تعلّی کے لئے موٹے موٹے حرفوں میں اپنا نام نمائش کی غرض سے ظاہر کیا جائے اور جھوٹی نبوت کی بگھار دور دور پہنچائی جائے۔ یہاں تو مقصود اس کام کا صرف خالصةً لوجہ اللہ ہے کسی دنیاوی غرض یا حب جاہ وناموری کے لئے بجمدہ ذریعہ بنانا نہیں چاہتے۔ اسی لئے سلف صالحین کا طرز اس کار خیر میں بھی استعمال کیا اور آج سے نہیں بلکہ ایک زمانہ دراز سے۔ جب سے اللہ تعالی نے یہ توفیق عطا کی کہ نفس کے غرور اور مکر سے ہر وقت ہوشیار رہنا ضروریات درویشی اور خصوصیات اہل اللہ سے ہے اکثر تصانیف ردّ نصاریٰ میں یا اور مسائل مختلفہ میں علماء اسلام سے مناظرہ وتحقیق کی نظر سے شائع کیں، لیکن وہ اکثر

اپنے شاگردان ذی علم ومریدین ومتوسلین کی طرف سے شائع ہوتی گئیں، اور کمال انکساری اور تادیب نفس کی غرض سے جو اہل اللہ کا ظاہر و باطن یہی شیوہ رہتا ہے اپنی ناموری کا اخفا کیا ہے۔

میں نے سنا ہے کہ مولوی عبدالماجد صاحب نے کسی سے پوچھا کہ آپ کو مولف کے نام کی دریافت میں اس قدر اصرار ہی کیوں ہے، تو اس کے جواب میں کہا کہ خود مؤلف کے مسلمات سے جواب فیصلہ آسمانی دیا جائے گا۔ یہ تو وہی مثل ہوئی کہ: سوال از آسمان جواب از ریسمان

بس اب مجھے کوئی تردد نہ رہا کہ مجیب کے عجز نے تحقیقی جواب سے اس کو مجبور کر دیا اس لئے وہ مسلمات سے الزامی جواب دینے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ شاید میرے دوست کے ذہن سے یہ نکل گیا کہ الزامی جواب کا اثر تو مؤلف تک ہی محدود رہ سکتا ہے، پبلک کی تشفی کے لئے کیونکر وہ کافی اور مفید ہو سکتا ہے۔ خیر یہ بھی دیکھ لیا جائے گا

ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

لیجئے اب اس کو بھی ملاحظہ کر لیجئے کہ ابتدائے اسلام سے اخیر زمانہ سلطنت اسلام تک کتنے اکابر مصنفین نے اپنا نام ظاہر نہ کیا، اور فقط ان کی کنیت یا دوسری نسبت اضافی سے ان کی تصانیف از شرق تا غرب بعد ان کے آج تک مشہور ہیں میں ایسی تصانیف کا نام تیمناً قرآن مجید کی تفسیر ہی سے شروع کرتا ہوں

جلالین۔ بیضاوی، کشاف، کبیر

حدیث: بخاری شریف، مسلم، ترمذی نسائی، ابوداؤد۔ ابن ماجہ

فقہ: منیۃ المصلی ، فتح القدیر، زیلعی ، بحرالرائق

کلام: شرح مقاصد،

ادب وغیرہ۔ مجمع البحار لغت میں، متنبّی، حماسہ، نہایہ

نحو۔ کافیہ شافیہ

فن رجال: تذکرۃ الحفاظ

کچھ دن ہوئے ایک اشتہار حکیم خلیل احمد مونگیری کی طرف سے بجواب اشتہار فیصلہ آسمانی شائع ہو

کر میری نظر سے گذرا جس کی سرخی :نشان آسمانی بر تکذیب ابواحمد رحمانی: تھی۔ اگر چہ افواہاً یہی سنا جاتا ہے کہ یہ اشتہار بھی مولوی عبدالماجد صاحب کی فکر سلیم کا ذخیرہ ہے چونکہ وہ اشتہار اس قدر لچر اور پوچ اور جھوٹ کی بھرمار سے معمور ہے اور لہجہ بھی اس کا شائستگی سے دور بلکہ بدتہذیبیوں سے بھرپور ہے، اس لئے میرا گمان مولوی صاحب کی طرف نہیں جاتا ہے واللہ اعلم بالصواب۔

اس کی ابتداء بھی جھوٹ ہی سے ہوئی ہے اور سرخی ہی میں (نصیب دشمناں) حضرت مؤلف کی تکذیب پر نشان آسمانی کا دعوی بڑی ڈھٹائی سے کیا گیا ہے اور ڈیڑھ فٹ کا ایک طویل اشتہار (بالکل زٹل قافیہ آئیں بائیں شائیں) جھوٹی باتوں سے بھر کر ناحق اپنے اشتہار کا منہ کالا کر کے ہولی کا سوانگ نکالا ہے۔ لیکن مشتہر کو ایک کذب بھی حضرت مولف نہ مل سکی کہ اپنے اشتہار میں اس کے ظاہر کرنے کی جرأت کر سکتے اور دعوی کے ساتھ دلیل لا سکتے۔ اور ثبات قدمی کے ساتھ پبلک میں پیش کرتے جیسا کہ مرزا صاحب آنجہانی کے صریح جھوٹ کو ان کے مخالفین بڑے زوروں سے علی رؤس الاشھا دبغیر اینچ پینچ کے صاف صاف روز روشن کی طرح دکھاتے رہتے ہیں مگر اس پر بھی جھوٹ بکنے سے وہ باز نہیں آتے۔

بات یہ ہے کہ مرزائی حضرات کو جھوٹ سے اس قدر رغبت ہوگئی ہے کہ اس کی برائی اور وعید پر مطلق نظر نہیں۔ اس لئے کہ سارا دارومدار قادیانی نبوت کا اسی پر ہے لہذا جب ان کی زبان یا قلم سے کوئی بات نکلتی ہے تو جھوٹ سے خالی نہیں رہتی۔ یہی ان کے جھوٹے نبی کا فیضان ہے جس کو شیطان بحکم یوسوس فی صدور الناس ان کے متبعین کے رگ وپے میں ٹھونستا رہتا ہے۔

آگے چل کر بطن اشتہار میں مشتہر نے بڑی ڈھٹائی سے حضرت مولف (سید محمد علی مونگیری) کی نسبت کذب بیانی کا جھوٹا دعوی بے دلیل کیا ہے اور غصے میں آکر اپنے نبی کی سنت کو دانتوں سے پکڑ کر جھوٹ کا طومار ایسا باندھا ہے کہ دیکھنے والوں کو حیرت ہو جاتی ہے۔

کیا ان کے مادہ عنصری میں جھوٹ کا خمیر اس قدر غالب ہو گیا ہے کہ سوائے جھوٹ کے سچ بولنا کبھی جانتے ہی نہیں۔ حکیم صاحب! ذرا ہوش میں آویں اور مزاج کو معتدل رکھ کر ذرا حواس درست کر کے اس طرف کان دھریں کہ حضرت مولانا سید ابواحمد رحمانی کی پاک نفسی، بے ریائی، صدق شعاری، سلامت روی

،انکساری، خالص درویشی، نیک نیتی، دیانت، اتباع سنت محمدی، تبحر علمی، شریعت کے ساتھ سلوک وطریقت و عرفان حقیقت سے سارا ہندوستان رنگون سے لے کر بمبئی تک اور حرمین شریفین اور بیت المقدس وشام و قسطنطنیہ ملک مغرب کے بڑے بڑے علماء ومشائخ ومحدثین ذوی الکرام پورے طور سے واقف ہیں۔ بھلا آپ بے چارے (چھوٹا منہ بڑی بات) ان کو کیا جان سکتے ہیں۔ یہ نہیں کہ پنجاب کے معدودہ چند ڈھلمل یقین اپنے طلب منفعت کی غرض سے مرزا صاحب کے ساتھ رنگ آمیزی میں شریک کاروبار رہ کر خانہ ساز کاغذی گھوڑے دوڑا کر اخباروں کے ذریعہ سے دکانداری کی رونق بڑھاتے ہیں خدا ورسول کو خیر باد کہہ کر مرزا صاحب کی گرم بازاری کرائی گئی استغفر اللہ خدا سے ڈرنا چاہیے۔ دنیا روزے چند آخر کار با خداوند

اب ذرا میرزائی حضرات ایمان سے بتاویں کہ حضرت مولف نے بھی بایں ہمہ تقدس ذاتی وصفاتی کے کبھی اپنی تعلیوں کے اشتہار چھپوائے۔ اپنے کو مجدد بنایا۔ عیاذاً باللہ مہدویت کے دعوے دار بنے (خاکم بدہن) نبوت کا ادعا کیا۔ اپنے جھوٹے الہامات کا اشتہار یا رسالہ شائع کیا، اپنے نشانات کی گنتی گنوائی (حالانکہ روزانہ ایسے تصرفات درویشانہ بکثرت ہوا کرتے ہیں) کسی کو فریب دیکر جھوٹی بشارت فرزند نرینہ ہونے کی دیکر کچھ روپئے کسی سے لے لئے، مہمان، مسجد یا منارہ کی تعمیر کے حیلہ سے ابلہ فریبی کر کے بندگان خدا کا روپئہ چندہ کر کے حاصل کیا۔ کسی سے دعا کرنے کے صلہ میں کچھ نقدی، شائع کر کے مسلمانوں کا روپیہ پیشگی وصول کر کے، ایفاء وعدہ ندارد کیا۔ پھر آپ ہی کہیے کہ آپ لوگ کون سی تکذیب کا اظہار کر سکتے ہیں؟

مقصود آپ کا لوگ خوب سمجھتے ہیں کہ ایسی گیدڑ بھبکیوں سے اظہار حق سے باز رکھا جائے سو اس سے ہاتھ اٹھا رکھئے جب تک دم میں دم ہے اور توفیق الٰہی شامل حال ہے اظہار حق سے اہل حق درگذر نہیں کر سکتے۔ اور امر بالمعروف کا سلسلہ بتوفیقہ تعالیٰ حتی الوسع جاری رہے گا کبھی تو آپ لوگ خواب غفلت سے ہوشیار ہوں گے اور راست بازی اور انصاف پسندی کی طرف (اگر خدا کی مشیت ہے) رجوع کریں گے۔ بس اسی قدر میرا مقصود ہے ہم نے اس کو ایک اہم دینی کام جان کر دین اسلام کی خدمت شروع کی ہے حاشا وکلا کسی زید وبکر کی دل آزاری کا خیال تک بھی دل میں نہیں ہے اس لئے مجھ کو یقین ہے کہ میری سعی رائیگاں نہ جائے گی ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین

حافظ وظیفہ تو دعا گفتن است و بس
در بند ایں مباش کہ نشنید یا شنید

مرزا قادیانی کے دودرجن جھوٹے اقوال کی فہرست خودان کی تصنیفات سے

(کتابوں کا حوالہ ہرقول میں دیا گیا ہے)

حکیم خلیل احمد صاحب اوران کے مرزائی بھائی کہاں ہیں۔ ذرا ادھر کان لگا کر اپنے مرزا صاحب کے جھوٹ کی تفصیل سنیں۔ اور یہی نہیں کہ ان کے جھوٹ صرف اسی فہرست کے اندر محدود ہیں بلکہ سوائے ان کے اور بھی ان کے جھوٹے اقوال کا ذخیرہ انہیں کی تصانیف میں موجود ہے۔ یہ تو بطور نمونہ کے صرف اشتہاری جھوٹ کی فہرست ہے مگر خدا کے لئے دل میں شرما کر سنتے سنتے بھاگ نہ جایئے گا بلکہ مرزا صاحب کی سنت پر قائم رہ کر بے شرمی کا دامن پکڑے ڈٹے رہیے گا اور سمجھ لیجئے گا:

ایں ہم اندر عاشقی بالائے غم ہائے دگر

اعلان الحق صفحہ ۴۔۵ دیکھیئے: ۱۲ جولائی ۱۹۰۶ء میں ڈاکٹر عبدالحکیم خان اسسٹنٹ سرجن نے جو مرزا صاحب کے بست سالہ مرید اور رفیق اور جلیل القدر صحابی تھے، مولوی نورالدین صاحب کو اطلاع دی کہ، صادق کے سامنے شریر فنا ہو جائیگا۔ یعنی تین سال کے اندر میرے سامنے مرزا صاحب مر جائینگے۔

اسکے بعد ۱۶، اگست ۱۹۰۶ء کو مرزا صاحب قادیانی نے مفصلہ ذیل اشتہار دیا:

میں سلامتی کا شہزادہ ہوں کوئی مجھ پر غالب نہیں آسکتا۔ بلکہ خود عبدالحکیم میرے سامنے آسمانی بلا سے ہلاک ہو جائے گا۔ خدا صادق اور کاذب میں فرق کر کے دکھلا دے گا۔ یہ کبھی نہیں ہوسکتا کہ شریر اور مفتری (یہاں مرزا نے شریر اور مفتری کا اشارہ عبدالحکیم کی طرف کیا ہے) کے سامنے صادق (اور صادق اور مصلح کا اشارہ اپنی ذات کی طرف کیا ہے، مگر مشیت الٰہی نے واقعہ کی رو سے عبدالحکیم کو صادق و مصلح اور مرزا کو شریر اور مفتری ثابت کر دکھایا کیونکہ مرزا ہی عبدالحکیم کے سامنے ہلاک اور فنا ہوئے (فاعتبروا یا اولی الابصار) اور مصلح فنا ہو جائے۔ یہ کبھی نہ ہوگا کہ میں ایسی ذلت اور لعنت کی موت سے مروں کہ عبدالحکیم خان کی پیش گوئی کی میعاد میں ہلاک ہو جاؤں۔

مرزا صاحب! ہوا تو ایسا ہی۔ اب خدا تعالی سے جھگڑا کیجئے۔

مرزا صاحب قادیانی کی تکذیب ثابت ہونے کے لئے صرف یہی ایک امر کافی ہے کہ مطابق پیش گوئی ڈاکٹر عبدالحکیم اور برخلاف دعوی الہام اپنے مرزا صاحب کی ہلاکت اندر میعاد پیش گوئی ڈاکٹر صاحب تاریخ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو واقع ہوئی جس کو بڑے زور سے دعوی کر کے مرزا صاحب نے فرمایا تھا کہ:

یہ کبھی نہیں ہوسکتا کہ شریر اور مفتری کے سامنے صادق اور مصلح فنا ہو جائے۔ یہ کبھی نہیں ہوگا کہ میں ایسی ذلت کی موت مروں کہ عبدالحکیم خان کی پیش گوئی کی میعاد میں ہلاک ہو جاؤں۔،

مگر خدا تعالی نے بموجب ارشاد و یمحو اللہ البا طل و یحق الحق بکلما تہ انہ علیم بذات الصدور (اللہ اپنی نشانیوں سے حق کو روشن اور باطل کی ظلمت کو دور کرتا ہے اور بے شک وہ دلوں کے راز خوب جانتا ہے) حق و باطل کو واضح کر دیا۔

اب جھوٹی نبوت کی شیخی بگھارنے والے ذرا آویں اور مرد میدان بن کر پبلک کے سامنے اپنے جھوٹے نبی قادیانی کے جھوٹ کی تردید کریں۔ یہ ہے فیصلہ آسمانی۔ یہ کچھ لڑکوں کا کھیل نہیں ہے۔ ابلہ فریبی کا جال نہیں ہے۔ جھوٹی تاویل نہیں ہے کہ چرب زبانی کر کے جھوٹ پر خاک ڈالنے سے چھپ سکے۔ یہ تو روز روشن کی طرح سچ کا سچ ظاہر ہو گیا۔ اور طرفہ یہ کہ خود مرزا ہی کی زبان سے۔ اس پر بھی کچھ دکھائی نہ دے تو اپنی آنکھوں کا علاج کریں اور ظاہری عیب کا ستر پوش چشمہ اتار پھینکیں۔ اور اس آیت کریمہ کی تلاوت کریں

و لھم آ ذا ن لا یسمعو ن بھا۔ و لھم اعین لا یبصرو ن بھا۔ او لئك كا لا نعا م بل ھم ا ضل۔

اس پر بھی نہ سمجھیں تو خدا ان سے سمجھے۔ میرا کام اظہار حق تھا کر دیا۔ ہدایت اور ضلالت میرے اختیار میں تو ہے نہیں۔ یہ تو خدا تعالی کی توفیق اور خذلان پر منحصر ہے جس کو چاہے ہدایت کرے اور جس کو چاہے گمراہ رکھے و ما علینا الا البلا غ المبین

اب ذرا ہوش سنبھال کر صرف اسی بحث میں مرزا صاحب کے پانچ جھوٹ بین اور صریح طور سے ظاہر ہو گئے ان کو اپنے دلوں کی پاکٹ بک پر (پنسل سے نہیں) بلکہ مصفا روشنائی سے تا نکتے جائیے کہ نقش کا لحجر ہو

جائے۔شاید اس مفضل حقیقی کے فضل سے جھوٹ کو جھوٹ اور سچ کو سچ کہنے کی استعداد بہم پہنچ جائے اور صراط مستقیم کا سیدھا راستہ دور ہی سے جھلکنے لگے۔ہم دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالی ایسا ہی کرے آپ لوگ بھی دل سے آمین کہیں ۔ اللھم اھد ھم انھم لا یعلمو ن

پہلا جھوٹ: قولہ: میں سلامتی کا شہزادہ ہوں۔،

یعنی جیسا کہ ڈاکٹر عبدالحکیم خان نے میری نسبت پیش گوئی کی ہے میں اس کی میعاد پیش گوئی کے اندر نہیں ہلاک ہونے کا بلکہ سلامتی کا شہزادہ ہوں۔

بہت اچھا! مجھ کو بھی اس قول کے ماننے میں مطلق عذر نہیں ہوسکتا کیونکہ مرزا صاحب کے قول بالا کے قضیہ صغری کو صغری کبری کرنے کے بعد نتیجہ یہی نکلے گا کہ شریر اور مفتری کے سامنے صادق اور مصلح فنا نہیں ہوسکتا۔ الحمد لله علی ذ لك ۔فھو المراد

واضح طور پر عام فہم شرح دوسرے لفظوں میں یہ ہے کہ خود مرزا صاحب کے الہامی قول سے ثابت ہوا کہ ڈاکٹر عبدالحکیم صادق اور مصلح ٹھہرے اور مرزا صاحب شریر اور مفتری۔ کیونکہ مرزا ہی ڈاکٹر عبدالحکیم کے سامنے فنا ہو گئے،تو اب مرزا صاحب ہی اس کے اس جملہ نے بلا کسی قسم کی تاویل اور شک کے ثابت کر دیا کہ وہ اپنے اقرار کے بموجب شریر اور مفتری تھے۔کوئی صاحب امر حق کے ظاہر کرنے میں خفا نہ ہوں کسی کی دل آزاری کے خیال سے یہ سب کچھ نہیں لکھا جاتا ہے، بلکہ اظہار حق کے خیال سے۔

خفا ہونے کی بات بھی نہیں کیونکہ میں نے اپنی طرف سے کوئی لفظ نیا گستاخی کا نہیں نکالا، بلکہ خود مرزا صاحب ہی کے قول واقرار کا نتیجہ انہیں کے فرمائے ہوئے الہامی لفظوں میں اعادہ کیا ہے۔غصہ نہ فرمایئے۔ غصہ کا منہ کالا۔غصہ آدمی کو انصاف سے دور کر دیتا ہے۔یہ انصاف کا وقت ہے۔ذرا غور کر کے تحمل سے آپ ہی تجویز فرمایئے کہ بقول مرزا صاحب کے اس جملہ کا مصداق شریر اور مفتری کون ہوا؟ مرزا صاحب یا کوئی دوسرا؟ اور صادق اور مصلح کا مفہوم ڈاکٹر عبدالحکیم ہوئے یا مرزا صاحب؟

ضرور آپ لوگ بھی وہی کہیے گا جیسا کہ میں نے قبل میں ذکر کر کے ساکت کر دیا۔گو زبان سے اپنی بات کی ضد یا خجالت سے نہ کہیں۔لیکن یاد رکھئے کہ اس قسم کے جھوٹ کا کچا چٹھہ بڑے دعوے اور زور شور کے

ساتھ پبلک میں اس غرض سے پیش کیا جاتا ہے کہ ارباب عقل سلیم ان معتبر شہادتوں سے مرزا صاحب کی دروغ گوئیوں اور جھوٹے الہاموں کا اندازہ کر سکیں، اور جن صاحبوں کو اب تک مرزا صاحب قادیانی کے حالات دوکانداری اور جوفروشی وگندن نمائی سے پوری پوری واقفیت نہ تھی، واضح طور پر ظاہر ہو جائے کہ آئندہ پھر کوئی نیا بندہ خدا ان کے دام تزویر میں نہ آجائے۔

پانچواں جھوٹ: قولہ: یہ کبھی نہیں ہوگا کہ میں ذلت اور لعنت کی موت سے مروں کہ عبدالحکیم کی پیش گوئی کی میعاد میں ہلاک ہو جاؤں۔

مرزا صاحب نے تو ایسی ذلت اور لعنت کی موت سے بچنے کے لئے اپنے شیطانی الہام کے بھروسہ پر بڑا زوردار دعوی کیا تھا مگر جس کے ہاتھ میں موت اور حیات ہے، اور جو بڑا علیم اور حکیم بھی ہے، اس کی حکمت بالغہ اسی کی مقتضی تھی کہ ان جیسے جھوٹے مسیح کی موت ذلت اور لعنت ہی کے ساتھ ہونی چاہیے تھے،

جناب حکیم صاحب! یہ ہے فیصلہ آسمانی۔ بھلا اس کا جواب آپ کیا دیں۔ مشیت الٰہی سے جھگڑنا کسی عقل والے کا کام نہیں ہے، زیادہ حد ادب

بھائیو! دوڑو اور مرزا صاحب کی جھوٹی لفاظیوں اور بڑے زوردار دعووں کے پاس پاش ہونے کا تماشا ایک نظر دیکھ لو کہ جس ذلت اور لعنت کی موت سے اپنے مرنے کی نفی الہامی طور پر فرماتے ہیں، مشیت ایزدی نے اسی ذلت اور لعنت کی موت میں مبتلا کر دیا اور

لو تقو ل علینا بعض ا لاقا ویل لا خذ نا منه بالیمین ثم لقطعنا منه الو تین .. الخ

کا راز خدا تعالی نے اپنی مخلوق پر واضح طور سے کھول دیا۔ دیکھا اس منتقم حقیقی کی شان جبروتی جو کہ خود بقول مرزا صاحب کے ان کو اسی ذلت اور لعنت کی موت سے اندر میعاد پیش گوئی ڈاکٹر عبدالحکیم خان کے ہلاک اور فنا کر دیا جس کی بڑے زور شور سے مرزا صاحب نے نفی فرمائی تھی کہ یہ کبھی نہ ہوگا کہ میں ایسی ذلت اور لعنت کی موت سے مروں.. الخ

اب اس بیّن شہادت مقبولہ مرزا صاحب کے مقابلہ میں مرزائی حضرات کیا جواب پیش کر سکتے ہیں۔ یہ ہے فیصلہ آسمانی۔ اگر کسی کو جرأت ہو تو اس کا جواب باصواب دے۔ ورنہ آفتاب پر خاک ڈالنے سے کہیں

روشنی چھپ نہیں سکتی۔

یہ پانچ معتبر شہادتیں مقبولہ مرزا صاحب کی ناظرین کی خدمت میں پیش کر کے التجا کے ساتھ متوجہ کرتا ہوں کہ خدا کے لئے ان مقبولہ شہادتوں پر غور کامل فرما کر مرزا صاحب کی جھوٹائی پر اپنا اپنا ناطق فیصلہ کرتے جائیں کہ عقل سلیم کے نزدیک باوجود جھوٹا ثابت ہونے اور ایسے جھوٹ الہامی دعووں کے کون خارج العقل مرزا صاحب کو نبی یا مسیح موعود یا مہدی مسعود مان سکتا ہے۔

ہاں ایک جملہ اس بحث کا اور باقی رہ گیا کہ: خدا صادق اور کاذب میں فرق کر کے دکھلا دیگا۔،

میں نہایت راستی سے تسلیم کرتا ہوں اور اس خدائے قدوس کا ہزار ہزار شکر کرتا ہوں کہ جیسا مرزا صاحب نے فرمایا تھا ویسا ہی اللہ تعالی نے صادق اور کاذب میں فرق کر کے دکھلا دیا کہ صادق کے سامنے کاذب ہلاک اور فنا ہو گیا (یہ ہے تفسیر ثم لقطعنا منه الوتين کی)

اس پر بھی مرزا صاحب کے کاذب ہونے میں خود بقول مرزا صاحب کوئی کسر باقی رہ گئی ہو، تو جواب دیجئے۔ ورنہ صاف صاف اعتراف فرمایئے کہ مرزا صاحب قادیانی سے غلطی ہوئی اور مسیحیت اور مہدویت کا دعوی کرنے میں شیطان سے ان کو دھوکہ میں ڈالا جیسا کہ خود مرزا صاحب قادیانی نے فصل ۵۷ ضرورۃ الامام کے صفحہ ۱۷ میں لکھا ہے کہ:

> یسوع نے اپنے نور کے تازیانہ سے شیطانی خیال کو دفع کیا اور اس کے الہام کی پلیدی فوراً ظاہر کر دی۔ ہر ایک زاہد وصوفی کا یہ کام نہیں۔،

مرزا صاحب کا یہ لکھنا اور بزرگوں کے اس قول کی نقل فرمانا بالکل صحیح ہے کہ شیطان کے دھوکے اور فریب سے بچنا و محفوظ رہنا ہر ایک زاہد وصوفی کا کام نہیں۔ خاص کر کسی تعلیٰ پسند ہوا پرست خودغرض کم تجربہ بے رہبر ملہم کا شیطانی دھوکے کو پہچان کر اس سے بچنا مشکل بلکہ قرین قریب ناممکن کے ہے اور خاص ایسے دھوکے و مغالطہ کے امتیاز و شناخت ہی کے لئے رہبر کامل و مرشد سالک کی سخت حاجت ہوتی ہے۔ اسی لئے خادمان دین متین اور حاملان شریعت سید المرسلین نے کتابیں تلبیس ابلیس وغیرہ کے نام سے تصنیف فرمائی ہیں لیکن افسوس کہ مرزا صاحب تو ان متقدمین کی تصانیف کی کچھ پرواہ ہی نہیں کرتے تھے بلکہ شیطان نے کچھ کان میں

پھونک کران کواپنے ہی علم پر نازاں اور مغرور بنا دیا تھا جس کے سبب سے ہر ہر قدم پر ٹھوکر پر ٹھوکر کھاتے رہے اور گرے تو پھر سنبھلنے کی قوت باقی نہیں رہی۔

مجھ کو حقیقتاً بڑا افسوس ہے کاش وہ متقدمین کی کتابیں دیکھتے یا کسی تجربہ کار کامل مرشد کی صحبت سے چندے فیض یاب ہوتے اور استقامت کے ساتھ فضل رحمان کے متلاشی رہتے تو البتہ کچھ ان شیطانی الہام کی کیفیت سے واقفیت ہو جاتی اور پھر ہرگز ٹھوکر نہ کھا سکتے جیسا کہ خود ہی آگے چل کر مرزا صاحب قادیانی اسی ضرورۃ الامام میں فرماتے ہیں:

ایک دفعہ شیطانی الہام شیخ عبدالقادر جیلانی کو بھی ہوا تھا شیطان نے آپ سے کہا کہ:

اے عبدالقادر تیری عبادتیں قبول ہوئیں۔اب جو کہ دوسروں پر حرام ہے تیرے پر حلال اور نماز سے بھی اب تجھے فراغت ہے جو چاہے کر۔،

تب حضرت نے فرمایا کہ شیطان دور ہو۔وہ باتیں میرے کب روا ہو سکتی ہیں جو نبی ﷺ پر روا نہیں ہوئیں۔تب شیطان بھاگ گیا۔،

مرزائی حضرات اور خصوصاً جناب حکیم نورالدین خلیفۃ المسیح قادیان اس جگہ سوچ کر غور فرما ویں کہ یہ جواب اور سرزنش مرزا صاحب کی کس قدر صحیح اور درست ہے واقعی کاملین اولیاء اللہ کی یہی شان ہوتی ہے اور ہمارے سید الطائفہ شیخ عبدالقادر جیلانی کی تو بالخصوص بڑی شان تھی اور بڑے کامل اور مکمل اور نہایت درجہ کے متبع کتاب اللہ وسنت رسول اللہ ﷺ تھے تو پھر سید عبدالقادر جیلانی بایں فضل وکمال ایسے صریح شیطانی امر کو کیوں قبول کرتے اسی لئے انوار محمدی کے فیضان سے فوراً حضرت موصوف نے شیطان کو پھٹکار دیا کہ اے شیطان دور ہو وہ باتیں میرے لئے کب روا ہو سکتی ہیں جو نبی ﷺ پر روا نہیں ہوئیں۔،

برادران اسلام! اب آپ ہی غور سے انصاف فرمائیں اور مرزا صاحب نے جو اوپر کی عبارتیں ضرورۃ الامام فصل ۷۵ میں لکھی ہیں،یعنی حضرت پیران پیر کے واقعہ کو پیش نظر رکھ کر اور معیار قرار دے کر جناب مرزا صاحب کے حال اور دعوی پر نظر عمیق اور غور کامل فرماویں کہ حضرت پیران پیر نے تو شیطانی الہام کو کتاب اللہ اور اتباع سنت رسول اللہ ﷺ کی توفیق سے فوراً تمیز کر کے نور کا تازیانہ لگا دیا اور اس کے الہام کو رد کر

کے فرما دیا کہ دور ہو شیطان، لیکن مرزا صاحب نے اسی مضمون کے اپنے الہام اعمل ما شئت فانی قد غفرت لك انت منی بمنزلة لا یعلمها الخلق (براہین احمدیہ ص ۵۶۰) (یعنی جو تو چاہے کر تحقیق میں نے تجھے بخش دیا۔ میری طرف سے تیرا ایسا مرتبہ ہے کہ خلقت کو معلوم نہیں)۔ (بجا ہے اسی تو آپ ایک جگہ نعوذ باللہ خدا کے باپ بنے ہیں اور انت منی و انا منك الہام ہوا ہے) کو آنکھ بند کر کے قبول کر لیا اور شیطانی الہام کے تمیز کرنے سے بالکل مجبور رہے۔ یہ کیوں مرزا صاحب نے ایسا عمل کیا۔ بظاہر یہی سبب معلوم ہوتا ہے کہ ان کی طبیعت میں تعلیوں کا زور و شور اور خواہشات نفسانی کا غلبہ تھا اسلئے شیطان مردود کا (جو انسان کا ظاہر دشمن ہے) پورا پورا قبضہ ہو گیا اور اگر تعظیم و تکریم شریعت مصطفوی اور احادیث نبوی کی کچھ بھی حرمت ان کے دل میں رہتی اور کوئی رہبر کامل ان کا ہوتا تو یہ صورت پیش نہ آسکتی اور تمیز کر لیتے کہ یہ شیطانی الہام ہے۔

اب مرزا صاحب کا وقت ہاتھ سے نکل گیا بقول مثل مشہور: اب پچھتائے کیا ہوت ہے کہ چڑیاں چگ گئیں کھیت۔ مگر مرزائی بھائیوں کو ابھی تک وقت اصلاح والحاح باقی ہے خدا کی رحمت سے مایوس نہ ہونا چاہیے مگر اس کی توفیق اور اس کا فضل درکار ہے آپ لوگ ہمت کیجئے اور اس کی درگاہ میں توبہ اور اخلاص کو اپنا شفیع بنایئے سب کام بن جائے گا۔ ...

میں کہاں سے کہاں چلا آیا اور اثناء ذکر میں اقوال غلط بیانیہ مرزا صاحب کے ایک دوسرا ذکر مستقل طور پر خود مرزا صاحب کی تحریر کے موافق آ پڑا جس کو ادھورا چھوڑنا بنظر فائدہ عام مناسب نہ سمجھا۔ پھر اس فہرست اقوال کذب کی تفصیل شروع کی جاتی ہے۔۔ مرزا صاحب نے ۵ نومبر ۱۹۰۷ء کو یعنی اپنے مرنے کے دن سے سات مہینے اکیس روز قبل ڈاکٹر عبدالحکیم اور اپنے دوسرے مخالفین کی نسبت ایک طویل الہامی اشتہار شائع کیا جس کا نام تبصرہ ہے۔ اور اپنی جماعت کو حکم دیا کہ اس پیش گوئی کو خوب شائع کریں اور ان کے مریدین نے بھی بموجب حکم مرزا صاحب کے خوب اچھی طرح سے شائع کیا جس کی تفصیل حسب ذیل ہے:

قولہ: اپنے دشمن سے کہدے کہ خدا تجھ سے مواخذہ لے گا میں تیری عمر بڑھا دونگا۔ یعنی دشمن جو کہتا ہے کہ جولائی ۱۹۰۷ء سے چودہ مہینے تک تیری عمر کے دن رہ گئے یا ایسا ہی جو دوسرے دشمن پیش گوئی کرتے ہیں، ان سب کو جھوٹا کروں گا اور تیری عمر بڑھا دونگا۔۔ دشمن جو تیری موت چاہتا ہے وہ خود

تیری آنکھوں کے روبرو اصحاب فیل کی طرح نابود اور تباہ ہوگا...تجھ سے لڑنے والے اور تیرے پر حملہ کرنے والے سلامت نہیں رہیں گے...تیرے مخالفوں کا اخزا اور افنا تیرے ہی ہاتھ سے مقدر تھا

(مرزا صاحب کو اس پیش گوئی پر اس قدر وثوق کامل تھا جس کی اشاعت کے لئے تاکیدی فرمان جاری کیا مگر ہوا کچھ بھی نہیں سب کے سب جھوٹ ہی ثابت ہوئے۔ یہ ہے شیطانی الہام)

ہندو فقیروں میں کبیر داس کی الٹی بانی مشہور تھی اس کو اب بھول جانا چاہیے..اور اب اس کی جگہ پر مرزا صاحب کی الٹی الہامی تک بندی ملاحظہ ہو۔ جتنے الہام ہیں سب الٹے ہوئے۔حکیم مومن دہلوی کا یہ مصرع مرزا صاحب کے ساتھ برجستہ چسپاں ہوتا ہے پہلا مصرع بڑھا کر ہم نے ربط دے دیا ہے ناظرین کی دل چسپی سے خالی نہ ہوگا

مسیحا کا ہوا سب کار الٹا ہم الٹے، بات الٹی، یار الٹا

ناظرین پچھلی پیش گوئیوں کے جھوٹ کا نمبر ذہن نشین رکھیں کہ وہ پانچ نمبر تک گذشتہ صفحوں میں ذکر ہو چکا ہے۔اب اسی سلسلہ کے لحاظ سے چھ نمبر سے پھر شروع کیا جاتا ہے۔

ان پیش گوئیوں کو بھی مرزا صاحب نے اپنے صادق یا کاذب ہونے کا معیار ٹھہرایا تھا دیکھو اشتہار تبصرہ مذکور اور علاوہ اس کے چشمہ معرفت اور اخبار بدر ۲۴ مئی ۱۹۰۸ء

یعنی مرزا صاحب کے مرنے کے دو روز قبل کا البدر کیونکہ جس روز مرزا صاحب یعنی ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو انتقال کرتے ہیں اس کے دو روز قبل ۲۴ مئی ۱۹۰۸ء کا پرچہ ہے۔مرتے وقت بھی اس قدر جھوٹ انا للہ و انا الیہ راجعون ۔بس نبوت کاذبہ کا خاتمہ ہو گیا: چو میرد مبتلا میرد چو خیزد مبتلا خیزد

چھٹا جھوٹ: قولہ: میں تیری عمر بڑھاؤنگا۔ان جملوں کی صراحت اوپر کی گئی ہے۔مرزائی بتائیں کہ الہام کے موجب مرزا صاحب کی کتنی عمر بڑھا دگئی۔یا دشمن کی بتائی ہوئی میعاد کے اندر مرزا صاحب ہلاک ہو گئے؟ اب بھی اس کے شیطانی الہام ہونے میں آپ لوگ کو کچھ تردد باقی ہے؟ آیئے دل صاف کر کے مصافحہ کر لیجئے اور قدیم کدورت کو دل سے نکال پھینکئے۔

ساتواں جھوٹ: ان سب کو (یعنی تیرے دشمنوں کو جنھوں نے پیش گوئی کی تھی) جھوٹا کرونگا۔اور تیری عمر بڑھادونگا۔

ناظرین! اس مکرر تاکیدی الہام کو ذہن میں رکھئے گا۔ آخر وہی ہو کر رہا جو ڈاکٹر عبدالحکیم خان نے کہا تھا۔ اور جو مرزا صاحب کو الہام ہوا تھا وہ نہیں ہوا۔ بلکہ الہام کا الٹا ہو گیا۔ اس لئے بلا شک وشبہ ثابت ہو گیا کہ مرزا صاحب کو خدا کی طرف سے الہام نہ تھا بلکہ شیطانی اوہام تھا جو تمیز نہ کر سکے۔

مرزائیو! یہ ہے فیصلہ آسمانی۔ اس کا جواب دینا تو مشکل ہے، مگر نادان کہہ رہے ہیں کہ خدا کرے جھوٹ ہو جائے۔ اب آپ ہی فرمائیے کہ یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ مرزا آنجہانی اب دوبارہ اس جہان میں تشریف لاویں اور اپنی عمر بڑھواویں۔ جس وقت الہام ہوا تھا اس وقت تو عمر بڑھائی نہیں گئی۔

اب کون صاحب عقل ایسے لچر جواب کی طرف مائل ہو سکتا ہے۔ جناب حکیم خلیفۃ المسیح! یہ ہے آسمانی فیصلہ۔ دکان داری کا وقت گیا ابلہ فریب وعظ واسپیچ کی حقیقت دنیا پر کھل گئی۔ اب جھوٹی چرب زبانیوں سے کام نہیں نکلتا اگر آپ میں قدرت ہو تو مرزا صاحب کے جھوٹے الہاموں کو سچ کر دکھائیے۔ بس یہی جواب فیصلہ آسمانی ہے۔

اب ناظرین ہی فیصلہ کریں کہ مطابق الہام مرزا صاحب کے دشمن اس پیش گوئی میں جھوٹے ہوئے یا مرزا صاحب؟ کیونکہ مرزا صاحب تاریخ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو اندر میعاد پیش گوئی ڈاکٹر عبدالحکیم کے ہلاک ہو گئے۔ اور ڈاکٹر صاحب بفضلہ اب تک (۱۹۱۲ء میں) زندہ صحیح وسالم موجود ہیں۔ اب فیصلہ نہایت آسان ہو گیا کہ۔ یہ الہام رحمانی نہیں تھا بلکہ شیطانی تھا۔ اس لئے مرزا صاحب کے دشمن ہی اس میں سچے رہے۔ اور مرزا صاحب کی عمر مطابق الہام مذکورہ ہرگز نہیں بڑھی بلکہ اندر میعاد مقررہ ان کے دشمن کے انتقال کر گئے۔ اسی سے بخوبی ثابت ہو گیا کہ یہ الہام رحمانی نہ تھا۔ اگر رحمانی الہام ہوتا تو آسمان ٹل جاتا مگر خدائے قدوس اپنے وعدہ سے نہ ٹلتا۔ کیونکہ خدا اپنے رسولوں کے ساتھ جھوٹا وعدہ کر کے اپنے رسولوں کو ہرگز ہرگز ذلیل اور رسوا نہیں کرتا ہے۔

مرزائیو! یہ ہے فیصلہ آسمانی اتنی صفائی سے سمجھانے پر بھی بے جا تعصب اور ہٹ دھرمی باوجود علم ہو جانے کے انسان ضعیف البنیان کو لازم نہیں کیونکہ یہ خدا پاک کی جناب میں سرکشی اور بغاوت ہے۔

آٹھواں جھوٹ: قولہ: دشمن جو تیری موت چاہتا ہے وہ خود تیری آنکھوں کے روبرو اصحاب فیل کی طرح نابود اور تباہ ہو گا۔

مگر ہوا الٹا۔ مشیت الٰہی سے کون لڑسکتا ہے مرزا صاحب کے بڑے مخالف تو ڈاکٹر عبدالحکیم خان تھے جنہوں نے ان کی موت چاہی تھی اور ان کی موت کی میعاد بھی مقرر کر کے پہلے ہی مشتہر کر دیا تھا کہ جولائی ۱۹۰۷ء سے ۱۴ مہینے تک ان کی موت ہوگی۔ باوجود یکہ مرزا صاحب کو اس کے خلاف میں الہام بھی ہوا کہ، تیرا دشمن خود تیرے سامنے اصحاب فیل کی طرح نابود و تباہ ہوگا۔، اور تیری عمر بڑھادونگا۔ مگر یہ سب کچھ نہ ہوا۔ نہ ان کے دشمن مرزا صاحب کے سامنے تباہ ہوئے نہ مرزا صاحب کی عمر بڑھائی گئی بلکہ ٹھیک میعاد مقررہ دشمن کے اندر ہی مرزا صاحب کی ہلاکت (جس کو ذلت اور لعنت کی موت الہام میں فرما چکے ہیں) وقوع میں آئی اور ڈاکٹر صاحب ہنوز موجود ہیں (۱۹۱۲ء میں) یہ ہے فیصلہ آسمانی۔ بھلا مرزائی حضرات مشیت ایزدی کو جو واقع ہو چکی کس طرح جھٹلا سکتے ہیں۔ اور چاند خاک ڈال کر چھپا سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں: ایں خیال است و محال است وجنون

نواں جھوٹ: قولہ: تجھ سے لڑنے والے اور تیرے پر حملہ کرنے والے سلامت نہیں رہیں گے۔

اسے اگر الہام ہی فرض کر لیا جائے تو میری رائے ناقص میں یہ آتا ہے کہ غالباً مرزا صاحب کے ان دونوں جملوں کے مخاطب صحیح ڈاکٹر عبدالحکیم ہوں گے۔ مرزا نے اپنے آپ کو غلطی سے مخاطب کر لیا کیونکہ ہوا ویسا جیسا میرا گمان ہے کہ ڈاکٹر صاحب سے لڑنے والے اور ان پر حملہ کرنے والے، یعنی مرزا صاحب، سلامت نہ رہیں گے اور تیرے مخالفوں کا اخزاء اور افنا، یعنی مرزا کی رسوائی اور ہلاکت، اے عبدالحکیم میری ہی پیش گوئی سے مقدر تھا۔

دسواں جھوٹ۔ قولہ: تیرے مخالفوں کا اخزا اور افنا تیرے ہاتھ سے مقدر تھا۔

مرزا صاحب کے بڑے مخالف ڈاکٹر عبدالحکیم مولوی محمد حسین بٹالوی مولوی ثناء اللہ امرتسری وغیرہ مشاہیر بزرگان مشہور مخالفوں میں ہیں (اور بڑے بڑے زوردار حملے ان کے مرزا صاحب پر برابر ہوتے رہے حتی کہ ان کا ناک میں دم کر دیا) بفضلہ وہ سب سلامتی سے اب تک (۱۹۱۲ء تک) موجود ہیں اور مرزا صاحب ہی عبدالحکیم کی پیش گوئی کی میعاد میں خفا ہو کر اس جہان فانی سے کوچ کر کے زمین کے اندر جا چھپے یا یوں کہیے کہ ہلا کو فنا ہو گئے۔ پھر مخالفوں کا اخزا اور افنا جو مرزا صاحب کے ہاتھ سے الہامی طور پر مقدر ہونا کہا گیا تھا بالکل جھوٹ ثابت ہوا کیونکہ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو خود قادیان کی نبوت کا ذبہ کا طلسم ٹوٹ گیا اور خدا نے دنیا پر ظاہر کر دیا کہ وہ آخری الہام

بھی نبی کاذب کا ۲۴ مئی ۱۹۰۸ء والا یعنی دوروز قبل موت کا الہام جس کو البدر نے نے بڑے اہتمام اور دعوے سے شائع کیا تھا جھوٹ ہی ثابت ہو کر اظہر من الشّمس ہو گیا۔ نہ عمر بڑھائی گئی نہ جوانی عود کر آئی، نہ سلطان محمد بیگ مرا، نہ منکوحہ آسمانی ہاتھ آئی، نہ مرزا کا دشمن عبدالحکیم جس نے ان کی موت چاہی تھی اصحاب فیل کی طرح نابود و تباہ ہوا۔ نہ مرزا صاحب کو اپنے مخالفین کے اخزاوافنا کا موقع دیا گیا (جو ان کے الہام نے ان کے ہاتھ سے مقدر کیا تھا) انہیں سب ناکامیوں اور حرمان کے سبب سے بتقاضائے غیرت افغانی مرزا صاحب اندر پیش گوئی عبدالحکیم کے ذلت اور لعنت کی موت خود اختیار کر کے فنا ہو گئے اگرچہ مخلوق میں رسوا تو ہوئے مگر غیرت انسانی سے ہمیشہ کے لئے زیر زمین روپوش ہو گئے۔ بقول شخصے: سلطان القلم مع بستہ ء الہام غائب۔ یہ ہے فیصلہ آسمانی۔

ان صریح اور بے میل کذب بیانیوں کا جواب اور تو کوئی کیا دے سکتا ہے اگر مرزا صاحب اپنی پنجابی مسیحیت کے زور سے پہلوانی دکھا کر قبر سے بھی نکل آویں اور اپنے گروہ مسیحائیوں کو اپنا نیا معجزہ دکھلاویں تو بھی فیصلہ آسمانی کے جواب سے ضرور عاجز رہیں گے اور کچھ بھی نہ بن سکے مخالف ہی کے ہاتھ میں دنگل رہے اور ڈاکٹر عبدالحکیم ہی کے سر پر ظفر مندی اور فتح و فیروزی کا سہرا بندھے۔ مشیت الٰہی نے جس کو وقوع میں لا کر دکھا دیا اس کا بطلان محالات سے ہے۔

بھائیو مرزائیو! آپ لوگ اس خاکسار کے التماس اور عرض داشت واقعات سے خدا کے لئے مطلق خفا نہ ہوں کیونکہ جو کچھ میں نے لکھا ہے یا آگے لکھوں گا فقط اسلامی درددل کی وجہ سے بنظر حفاظت اسلام خدا تعالی کو حاضر ناظر جان کر محض اپنی نیک نیتی اور صفائی باطن سے بلا رورعایت کسی کے امر حق کے ظاہر ہونے کی کوشش کی گئی ہے اگرچہ دوائیں تلخ ذائقہ میں کڑوی تو ہوتی ہیں مگر دفع مرض کے لئے اکسیر کا خواص رکھتی ہیں ۔اور خود بقول مرزا صاحب کے:

اظہار امور حقہ کے لئے کسی قدر مرارت بھی لازمہ حق گوئی ہے۔

اس لئے راقم باادب گذارش کرتا ہے کہ ہرگز مجھ ناچیز گنگار سیہ کار سے کسی طرح بدظن نہ ہوں اور اس کا ہمیشہ خیال رکھیئے کہ خدانخواستہ کسی ذاتی امور میں جناب مرزا صاحب کے ساتھ کچھ رنجش تو تھی نہیں اور نہ ان سے مجھے کسی ذاتیات کی حیثیت سے کچھ دنیاوی بغض وعناد یا حسد ہے۔ بلکہ ایک زمانہ دراز تک ان کے عقاید کا

دلدادہ رہا ہوں۔ وہ بے چارے مر گئے اور سب کو مرنا ہے۔ اب ان کا معاملہ اللہ کے ساتھ ہے۔ کس کو معلوم کہ کیسا بھگت رہے ہیں۔ مگر جو سمّی مادہ اسلام میں چھوڑ گئے ہیں جس کی وجہ سے جاہلوں میں طاعونی ادبار کا انتشار ہو چلا تھا الحمدللہ کہ فیصلہ آسمانی نے بہت کچھ اس مادہ خبیثہ کا ازالہ کر دیا ہے۔ بدیں سبب دین دار مسلمان حق پسند کو اس سمّی مادہ کے فنا کرنے کیلئے حتی الوسع کوشش کرنی ضرور ہے۔ اللھم احفظنا من سوء الاعتقادات

مجھ کو اور ہر سچے مسلمان متبع کتاب وسنت کو جو کچھ دلی صدمہ اور خلش ہے ان کی جھوٹی نبوت اور مسیحیت اور مہدویت سے ہے، ورنہ قطع نظر ان دعاوی اور فضولیات کے کہ اگر مرزا صاحب اپنے آپ کو قطب الاقطاب فرماتے، یا مجدد عصر، مجتہد زمانہ، ولایت کے دعویدار ہوتے تو کسی مسلمان کو اس کی چھان بین کرنے کے لئے شریعت نے مجبور تو کیا نہیں۔ پھر کسی کو ان سے کیا غرض تھی کہ اس کی تحقیق میں بے سود اپنا وقت عزیز خراب کرتا اور بے فائدہ کا رگڑا جھگڑا اپنے سر مول لیتا۔ کیا آج کل جس قدر مشائخان مدعیان تصوف دنیا میں موجود ہیں سب کے سب ولایت کے مدارج اور مقامات کو طے وتکمیل کئے ہوئے مسند فقر پر تکیہ لگائے رونق افروز ہیں۔ حاشا وکلا سب کے سب ایسے ہرگز نہیں الا ماشاءاللہ ذلك فضل الله يو تيه من يشاء

لیکن یہ بات ہے کہ بزرگوں کے مشائخانہ دعوی فقر ودرویشی وتصوف سے چاہے وہ جیسے بھی ہوں ہمارے نفس اسلام اور توحید حقیقی ورسالت میں کچھ مضرت نہیں ہے کیونکہ بزرگان اسلامی حدود کے اندر ہیں، جادہ مصطفویہ سے ان کا قدم باہر نہیں ہے۔ ادعای نبوت باطلہ کی ابلہ فریبیوں سے (معاذ اللہ) ان کے دامن پاک وصاف ہیں۔ رشد وہدایت میں علی قدر حال ممتاز ہیں۔ یہ دوسری بات ہے کہ بعض مسائل جزیہ تصوف میں کسی کو کچھ اختلاف ہو ورنہ مسلک اور مذہب ایک ہی شریعت مصطفویہ سے وابستہ ہے اسلئے اس طرف ہمارے علمائے کرام اور دیگر بزرگان کو کچھ بھی اعتنا نہیں۔ خصوصاً ایسے وقت میں کہ اسلام کا شیرازہ بالکل ٹوٹا جا رہا ہے اور اجتماعی قوت اسلام کی ضعیف ہوگئی اور افتراقی مصیبت مسلمین پر ہماری نحوست اور شامت اعمال سے روز بروز برسر ترقی ہے اور اس کیفیت کو مخالفین اسلام اور توحید نے پورے طور پر احساس کر کے ہر طرف سے ہم مسلمانوں پر بڑے زور شور سے دباؤ ڈالنا شروع کر دیا ہے اور ہم سے کچھ بن نہیں سکتا۔

میرا حسن ظن ہے کہ اگر یہ وقت بد جو آج کل ہم لوگ دیکھ رہے ہیں کاش مرزا صاحب اس وقت

موجود رہتے اور وہ اپنی آنکھوں سے ان مصائب پر نظر فرماتے تو ضرور وہ بھی موجودہ زمانہ کی مصلحت کو پیش نظر رکھ کر کوئی ایسا اعلان علی رؤس الاشہاد ضرور دے دیتے کہ ان کے جن دعاوی سے عام مسلمانوں کو برہمی ہو رہی ہے وہ رفع ہو جاتی افسوس ان کا تو وقت اب نہ رہا مگر دوسرے حضرات جو میرزائی گروہ میں مقتدر اور با اثر لوگ ان کے بعد ہیں میں سب سے تو واقف نہیں مگر چند حضرات جیسے حکیم خلیفۃ المسیح ، مولوی محمد سرور شاہ، خواجہ کمال الدین و مولوی عبد الماجد وغیرھم جواب تک بفضلہٖ تعالی موجود ہیں خدا کے لئے اس اختلاف کو دور کرنے کی کوشش کریں اور ہمت راسخہ عمل میں لاویں اور جو امور اور دعاوی باعث عناد عام ہو گئے ہیں اس کی نفی کا اعلان فرما کر ان عناد قلبی اور بغض دلی کو عام مسلمین کے دلوں سے نکال کر اتفاق اور یک جہتی کا تخم بوویں۔ خدا ان لوگ کو اجر عظیم دے گا اور سارے ہندوستان کے مسلمان ایک ہو جائیں گے۔

خدا کے واسطے اب ضد چھوڑ یئے اور اختلاف باہمی کی صورتیں محو کر ڈالئے۔ اب اس کا وقت آ گیا کہ اسلامی ضعف و نقاہت کا علاج فرمایئے اور طبیبان حاذق نسخہ مجرب تجویز کر کے اپنے بیمار کی خبر لیں ورنہ اسلام ہی کا خاتمہ ہو جائے گا پھر مسیحیت اور مہدویت کس کام آئے گی۔

گذشتہ تفصیل دروغ بیانیوں کی تعداد پچھلے صفحوں میں دس تک آ چکی ہے اب کچھ اور بھی ملاحظہ ہو۔ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری اور مرزا صاحب سے بہت زوروں کا مقابلہ رہا کیا ہے اور مولوی صاحب نے متعدد رسالے مرزا صاحب کے مقابلہ میں لکھے ہیں جن کا جواب اس وقت تک نہ تو سلطان القلم صاحب نہ ان کے اور کسی مرید ہو سکا۔ آخر مرزا صاحب نے تنگ آ کر مولوی صاحب کو ایک خط لکھا جس کا عنوان جلی قلم سے مرزا صاحب نے یہ لکھا:

مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ

اس عنوان میں مرزا صاحب بہت زور سے خبر دے رہے ہیں کہ اس کے نیچے جو مضمون لکھا جائے گا وہی فیصلہ ہے ہمارے اور مولوی ثناء اللہ کے درمیان میں اس میں کسی کی منظوری اور نامنظوری کو کچھ دخل نہیں ہے اور اہل علم یہ بھی جانتے ہیں کہ خبر منسوخ نہیں ہوتی۔ حضرات میرزائی اگر واقعی مرزا صاحب کو اپنا نبی اور مسیح

موعود اعتقاد کرتے ہیں تو ان پر فرض ہے کہ جیسا مرزا صاحب نے ان عنوان کے نیچے لکھا ہے ایسا ہی مرزا صاحب کے حق میں کامل فیصلہ سمجھیں۔

مرزا صاحب کے آخری فیصلہ کا مضمون حسب ذیل ہے خط چونکہ طویل ہے اور اشتہاروں کے ذریعہ شیطان سے زیادہ مشہور ہو چکا ہے اس لئے کل خط کی نقل سے سمع خراشی نہ کی گئی فقط ضروری مضمون الہام مندرجہ خط مذکور پر اکتفا کیا گیا وھو ہذا

مرزا صاحب اپنے خط میں مولوی ثناء اللہ صاحب کو مخاطب کر کے حسب ذیل فرماتے ہیں:

اگر میں کذاب و مفتری ہوں، تو میں آپ کی زندگی ہی میں ہلاک ہو جاؤنگا۔

اس قول کو میں نے جھوٹ کی فہرست سے الگ شمار کیا ہے کیونکہ اس قول میں مرزا صاحب قادیانی کوئی جھوٹ نہ بولے، بلکہ اگر مرزائیوں کو کچھ بھی مرزا صاحب کی راستی پر ایمان اور اعتقاد ہو تو فوراً بلا کسی قسم کے شک وشبہ کے اقرار کرلیں کہ وہ اس قول میں ٹھیک اترے

اب اس جملہ سے آفتاب نیم روز کی طرح روشن ہو گیا کہ مرزا صاحب خبر دے رہے ہیں کہ، اگر میں جھوٹا ہوں تو مولوی ثناء اللہ کی زندگی ہی میں مر جاؤنگا۔، خدا تعالی نے آفتاب صداقت کو چمکا کر کذاب اور مفتری کا فیصلہ خود بقول مرزا صاحب کے کر دیا اور دنیا پر ظاہر کر دیا کہ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء میں مرزا صاحب ہی مولوی صاحب کی زندگی میں مر گئے اور پھر کسی ایسی دلیل و برہان سے فیصلہ نہیں ہوا جس میں کسی طرح کی گفتگو اور تاویل کی ذرہ بھی گنجائش باقی ہو۔ بلکہ خود مرزا جی صاحب کے صاف اور صریح کلام سے یہ فیصلہ خدا نے کر دیا اور جو علامت اور معیار کذاب اور مفتری ہونے کی اس خبر میں مرزا صاحب نے فرمائی تھی وہ پوری پوری مرزا صاحب میں پائی گئی اور مولوی ثناء اللہ کو خدا تعالی نے عزت کے ساتھ اس الزام سے پاک وصاف بری کر کے دنیا کو دکھلا دیا۔ اور ہنوز بفضلہ تعالی وہ صحیح وسالم موجود ہیں (۱۹۱۲ء میں)۔ اب میرزائی برادران کو اس فیصلہ کے ماننے میں کیا عذر باقی رہا۔ مہربانی فرما کر جیسا مرزا صاحب کا یہ قول سچ ہو گیا وہ بھی صفائی سے اس قول کی تصدیق فرما دیویں کہ خود مرزا صاحب کے فرمانے کے مطابق ان کے سوا کاذب اور مفتری کون ٹھہرا۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

گیارھواں جھوٹ: مرزا صاحب لکھتے ہیں:

اگر طاعون ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی میں وارد نہ ہوئیں تو میں خدا تعالی کی طرف سے نہیں۔

مرزا صاحب نے یہ پیش گوئی اپنے خط میں مولوی ثناء اللہ صاحب کی نسبت فرمائی تھی اور حفظ ما تقدم کو راہ دے کر اپنے الہام کے جھوٹے ہونے سے خود بھی ڈر کر پنجابی کشتی کی ایک استادانہ پیچ کا اڑنگا آخر لگا ہی دیا کہ یہ پیش گوئی کسی الہام یا وحی کی بنا پر نہیں مگر دروغ گورا حافظہ نہ باشد۔ استاد جی کہاں بچ کر نکل سکتے ہیں انہیں کے رسالہ البدر مرقومہ ۲۵۔ اپریل ۱۹۰۷ء میں صاف لکھا ہے:

ثناء اللہ کے متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے یہ دراصل ہماری طرف سے نہیں بلکہ خدا کی طرف سے اس کی بنا ڈالی گئی ہے۔

چونکہ یہ قول آخر ہے، اسلئے اسی کا اعتبار کیا جائے گا۔ اور مرزا صاحب کے پنجابی پیچ کا اڑنگا صاف کٹ گیا۔ اور اس کا یقینی نتیجہ یہی ہوگا کہ مرزا صاحب کے الہامی قول سے ظاہر ہوگیا کہ وہ خدا کی طرف سے نہیں تھے کیونکہ مولوی ثناء اللہ صاحب تو اس وقت بفضلہٖ صحیح وسالم موجود ہیں اور مرزا ہی صاحب کو ہیضہ یا اسہال میں ہمیشہ کے لئے دنیا کو چھوڑنا پڑا اور راہی برزخ ہوگئے۔

بارھواں جھوٹ: مرزا صاحب دافع البلاء (مطبوعہ ریاض ہند ص ۸) میں لکھتے ہیں:

خدا نے سبقت کرکے قادیان کا نام لے دیا ہے کہ قادیان کو اس (طاعون) کے خوفناک تباہی سے محفوظ رکھے گا کیونکہ اس کے رسول کا تخت گاہ ہے اور یہ تمام امتوں کے لئے نشان ہے۔

جناب مرزا صاحب کا تخت گاہ بھی طاعون میں مبتلا ہوا اور کیسا کہ سارے قادیان کے لوگ تباہ اور پریشان ہوتے پھرے اور جب تک طاعون نے جھوٹے رسول کے تخت گاہ سے اپنی پوری بھینٹ یا رسد مردوں کی نہ لے لی غضب الٰہی فرو نہ ہوئی۔ اس کی پوری تشریح الہامات مرزا صفحہ ۹۸ میں ہے ملاحظہ کیجئے۔ مختصراً یہ ہے کہ قادیان کی کل آبادی ۲۸۰۰ ہے اس میں سے ۳۱۳۔ اموات طاعون سے مارچ و اپریل ۱۹۰۲ء دو مہینے میں معتبر شہادت سے ظاہر ہوئیں۔

یہاں تک جھوٹے اقوال الہامی کی فہرست ایک درجن شمار کر لیویں۔اس کے بعد ایک لطیفہ مذاقیہ ہو گا اور پھر دوسرے درجن جھوٹی پیش گوئیوں کا بنڈل کھولا جائے گا۔ میرا تو ارادہ تھا کہ مرزا صاحب کے کل جھوٹے اقوال کا ذخیرہ ایک جگہ اسی طور پر جمع کر کے پبلک میں پیش کرتا ،مگر وہ اس قدر زیادہ ہیں کہ برائے خاص ایک موٹی کتاب براہین احمدیہ سے بھی بڑھ جائے گی۔اسلئے میں نے فضول سمجھ کر صرف دو ہی درجنوں پر اکتفا کیا،مرزائیوں کے لئے صرف اسی قدر تازیانہ بہت ہے اور ناظرین باتمکین کے اسندازہ کرنے کو اسقدر جھوٹ مرزا صاحب کے کیا کم ہوں گے قانون شہادت سرکاری کی رو سے بھی جس گواہ کی جھوٹائی واقعات میں ثابت ہو جائے پھر اس کی گواہی مردود ہوتی ہے۔

اب مرزائی برادران ایمان سے خدا کا خوف کر کے دل سے فرمائیں کہ مرزا صاحب قادیانی کے جھوٹے اور مفتری ہونے میں بقول انہیں کے، کیا شک اور تردد باقی رہا۔خدا تعالی نے اپنی کبریائی اور جلال سے مرزا صاحب کا جھوٹا ہونا خود ان کی زبان سے دنیا پر ظاہر کر دیا۔اب اہل حق کو کسی طرح مرزا صاحب کے جھوٹے اور مفتری ہونے میں ذرہ بھر شبہ کرنے کی گنجائش باقی نہ رہی ۔اور نہ مرزائیوں کو کسی اہل حق سے مناظرہ اور مباحثہ کی آئندہ جرأت ہوسکتی ہے اب یہ حضرات آیہ شریفہ و اللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرین کی تلاوت فرمائیں۔

مرزا صاحب نے مولوی ثناء اللہ کے خط کے اخیر میں جو اپنی دعا لکھی ہے اس کا بھی ذکر کر دینا خالی از لطف نہ ہوگا۔اور مجھ کو بہر نوع تسلیم کرنا ہوگا کہ مرزا صاحب کی یہ الحاح وزاری کی دعا البتہ اللہ تعالی نے ضرور قبول کی (جیسا کہ مرزا صاحب نے خود فصل ۹۰ ضرورۃ الامام میں لکھا ہے کہ میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ میری دعائیں تیس ہزار کے قریب قبول ہو چکی ہیں) چونکہ یہی ایک دعا جو مہتم بالشان ہے اور لاکھوں بندگان خدا کے حق میں مفید ہوئی اس لئے مرزا صاحب نے بصیغہ مبالغہ اسی ایک دعا کو قائم مقام تیس ہزار دعاؤں کا مجموعہ تحریر کیا ہے میں بھی حلفاً کہتا ہوں کہ اس کی قبولیت اور صحت مبالغہ کی تصدیق کر کے عرض کرتا ہوں کہ یہی ایک دعا مرزا صاحب کی لاکھوں دعاؤں سے زیادہ ہے۔پس اب دوسری دعا کے اثبات میں ہرج اوقات نہ کریں۔

اور مرزا صاحب قادیانی و مولوی ثناء اللہ صاحب کے درمیان میں سچا فیصلہ مطابق استدعا مرزا

صاحب کے اللہ تعالی نے فرما کر مفسد و کذاب کو صادق کی اندگی ہی میں اٹھا لیا جیسا کہ مرزا صاحب کی دعا بلفظہ درج ذیل ہے:

اے میرے بھیجنے والے میں تیری ہی تقدیس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور وہ جو تیری نگاہ میں مفسد و کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی ہی میں دنیا سے اٹھا لے۔

ہوا تو جناب ایسا ہی۔ اگر اس پر بھی مرزائی بھائی نہ سمجھیں تو میرا ان پر کچھ زور نہیں:

کس بشنود یا نشنود من حق خود بگزارم

یہ دعا بعینہ ایسی ہے جیسے کوئی بیوہ عورت اپنے کسی حریف زبردست کے حملوں سے عاجز اور تنگ آ کر بڑی اضطراری حالت میں کوسنے لگتی ہے اور غصہ کے جوش میں کبھی حریف کو کبھی اپنے کو بددعا کرتی ہے مرزا صاحب بھی اسی طرح دعا فرما رہے ہیں چونکہ مضطر کی دعا اللہ تعالی قبول کرتا ہے اس لئے یہ دعا مرزا صاحب کی تیر بہدف اجابت ہوگئی اگرچہ نتیجہ اس دعا کا ان کے مخالف ہوا۔

اس دعا سے ایک بات اور بھی غور کرنے سے معلوم ہوتی ہے کہ مرزا واقعی ابتلاء میں پھنس گئے جیسا کہ بے رہبر کامل کے سلوک والوں کو پیش آیا کرتا ہے اسی مقام کیلئے الرفیق ثم الطریق کی ضرورت ہوتی ہے۔

ضرور چاہیے مستوں میں اک نہ اک ہوشیار
وگرنہ کون ہے ساقی سنبھال لینے کو

اور شیطانی الہام کے فریب میں آ گئے اور اس کو تمیز کرنے سے متعذر رہے ورنہ کوئی شخص جو خدا تعالی کو قادر و قیوم سمیع و علیم و بصیر جانتا ہو پھر دعا میں ایسے الفاظ دیدہ دانستہ نکالنے کی جرأت نہ کرے گا جو اسی پر عائد ہو سکے۔... اد دوسرے درجن کی ابتداء مرزا صاحب کی جھوٹی پیش گوئیاں اور اقوال کی یہاں سے شروع ہوتی ہے۔ شماردانہ رکھتے جایئے کہ سہو نہ ہونے پائے۔

تیرھواں جھوٹ ۔مرزا صاحب کا ایک الہام ہے: اصلها ثابت وفرعها في السماء

میر عباس علی لودھیانہ کے ایک بزرگ مرزا صاحب کے دام میں پہلے پھنس گئے تھے (جیسا کہ میں بھی

پھنسا تھا) ان کی شان میں یہ الہام مرزا صاحب کو ہوا تھا۔ یہ دہ سالہ مرید اور مخلص خاص تھے۔ بعد کو مرزا صاحب کی بے جا تعلیوں اور اولوالعزمی کے دعووں کی وجہ سے یہ بیچارے دیندار شخص ہاشمی غیرت اور اتباع شریعت کے سبب سے مرزا صاحب کے عقاید باطلہ سے مخالفت شدید کر کے ایک دم منحرف ہو گئے۔ اور تلافی مافات کے لئے اپنی زندگی تک برابر مرزا صاحب قادیانی کو بڑے زوروں سے بلاتے للکارتے رہے اور اشتہار پر اشتہار دیتے رہے مگر مرزا صاحب نے سونٹھ کی ناس سونگھ لی، اور ان کے مقابلہ میں نہ آئے، پر نہ آئے (دیکھو عصائے موسیٰ۔ص ۳۹۔۴۰)

چودھواں جھوٹ: مرزا صاحب کا وہ الہام ورؤیا جو اپنی نسبت تھا یعنی فرزند اول ہونے کی نسبت مگر پیدا ہوئی لڑکی۔ جب منشی الٰہی بخش صاحب نے امرتسر میں ان سے معارضہ کیا کہ آپ نے تو فرزند نرینہ کا حلیہ بھی مجھ سے بیان کیا تھا، اس پر انہوں نے فوراً بات بنا دی کہ علم تعبیر مے ایسا ہی ہے جب لڑکا دیکھا جائے تو مراد لڑکی ہوتی ہے۔ (دیکھو عصائے موسیٰ۔ص ۴۰، ۴۱)

اگر درحقیقت ایسا ہی تھا تو پہلے مرزا صاحب نے یہ مراد اور مفہوم کیوں غلط اور الٹا ظاہر کیا۔ کیا اس وقت علم تعبیر رؤیا کا درس حضرت نے نہ لیا تھا؟ پیچھے سے معلم الملکوت نے سمجھایا۔ بس بات بنا دی، جواب ہو گیا۔ سوائے بجا ارشاد کے حاشیہ نشینوں میں جرأت ہی کہا تھی کہ اصلاح کرتے۔

پندرھواں جھوٹ: مرزا صاحب کا بہت لمبا چوڑا الہام اپنے دوسرے فرزند کی نسبت جس کو بشیر موعود اور خدا جانے اس مولود کے لئے کیسے کیسے چست فقرات طولانی بشارتیں لکھیں کہ ایسا ہوگا اور ایسا ہوگا، جس کو ظریفانہ لہجے میں مصنف چودھویں صدی کا مسیح نے کچھ اور بڑھا کر لکھا ہے کہ ایسا ہوگا ویسا ہوگا ایسے کا تیسا ہوگا، اس کی دم پر دو پیسا ہوگا..الخ

مرزا صاحب نے ۸۔ اپریل ۱۸۸۶ء کو بڑی دھوم دھام سے پیش گوئی کے ظہور کا اشتہار دیا تھا (رسالہ چودھویں صدی کا مسیح اس کی تفصیل کے لئے قابل دید ہے) مگر مولود بیچارے کو پیدا ہوئے چند دن گزرے تھے کہ سخت بیمار ہو گیا۔ ہر چند مرزا صاحب نے مولود کی والدہ سے زوردار الہامی جملے مولود کی صحت عاجل وشفا کامل کے فرمائے، مگر بی بی صاحبہ کی مطلق تشفی نہ ہوئی۔ آخر بے چارہ مولود بغیر پوری کرنے بشارتوں کے ایام طفولیت ہی

میں وفات کر گیا اور مرزا صاحب کی کل الہامی بشارتیں خاک میں مل گئیں۔

سولھواں جھوٹ: سید امیر شاہ صاحب رسالہ دار سردار بہادر کے گھر میں فرزند ہونے کی بشارت۔

مرزا صاحب نے اپنے دستخطی خط مورخہ ۱۵۔ اگست ۱۸۸۸ء میں سید امیر شاہ کو فرزند کی بشارت دی تھی اور ایک برس کی میعاد مقرر کر کے تحریر فرمایا تھا:

اس میعاد کے اندر کھلی کھلی بشارت جو مقرون بصدق ہو آپ کی نسبت نہ پائی یا اس بشارت کے موافق نتیجہ ظہور میں نہ آیا تو پھر میری نسبت آپ (امیر شاہ) جس طور کا بد اعتقاد چاہیں اختیار کریں اور یقین کہ ایسا ہرگز نہ ہوگا۔ یہ تاریخ ۱۵۔ اگست ۱۸۸۸ء کتاب میں لکھ لیں اور یادداشت کر لیں میں نے بھی کتاب میں لکھ لی ہے میرے وعدہ کے منتظر رہیں جس وقت سال کے عرصہ میں میری طرف سے کوئی بشارت ملے تو اس کو فوراً اخبار میں چھپوا دیں اور اگر وہ بات جھوٹی نکلے تو پھر مجھ سے مواخذہ کریں اور میرا دامن پکڑیں (عصائے موسیٰ۔ص ۴۲)

مرزا صاحب قادیانی نے کس قدر وثوق سے تاریخ مقررہ یادداشت میں رسالدار صاحب سے زبردستی لکھوائی، اور خود بھی نہ معلوم کس کتاب میں لکھ چھوڑی، جس سے پورا یقین بھی ہو جائے۔ اور اس یقین کے ساتھ مرزا صاحب کی مٹھی بھی گرم ہو جائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ وہ سیدھے سیدھے فوجی افسر، ان کو مرزا صاحب کی کتر بیونت کی کیا خبر، جھٹ اس بشارت پر پانچ سو روپیہ کا توڑا پیشگی نذر کر دیا اور تاریخ بشارت کا سال بھر تک انتظار کرتے رہے۔ جب میعاد ختم ہوگئی اور مدتوں اس بشارت کا ثمرہ ظاہر نہ ہوا، تب مرزا صاحب کی جھوٹی بشارت یا شیطانی الہام تمام پنجاب میں طشت از بام ہو گیا۔ لیکن مرزا صاحب قادیانی نے پیشگی نذرانہ واپس نہ کیا اور اپنی کتاب جس میں تاریخ بشارت لکھی تھی جلا دی۔ خیریت ہوئی کہ پھر اس دن سے مرزا صاحب نے اپنی صورت رسالہ دار میجر صاحب کو نہ دکھائی۔ ورنہ کہیں وہ ان کو پکڑ پاتے تو خدا جانے کیسی مناسبانہ خدمت ہوتی اور لینے کے دینے پڑ جاتے اور ہضم کئے ہوئے روپئے کو الٹی کر کے نکالنے پڑتے۔

بھائیو! خفا نہ ہو۔ یہی ہے منہاج نبوت اور طریق مہدویت، اور روش مسیحیت کہ ابلہ فریبی سے بندگان خدا کو الٹے استرہ سے مونڈو۔ میں تو صاف کہونگا کہ ایسے کرتوت والوں سے دنیا کے چور جیب کترے

دغا باز پھر بھی اچھے ہیں کیونکہ وہ جاہل ہیں اور حاجت مند۔

ناظرین ضرور اس فیصلہ میں میری تائید کریں گے کہ بزرگان دین کی روش سے مرزا صاحب کی یہ چال کس قدر دور ہے۔ ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

سترھواں جھوٹ۔ مسٹر عبداللہ آتھم صاحب والا الہام خود مرزا صاحب نے اس قدر مشہور کر رکھا ہے کہ پنجاب کے ہندو، آریہ، عیسائی مسلمان سب کوئی واقف ہے کہ جو میعاد موت کی آتھم صاحب کی مرزا صاحب نے اپنے الہام کاذبہ سے فرمائی تھی اس کے ختم ہو جانے کے بعد آتھم کی موت میعاد مقررہ میں نہ ہوئی جو ۶ ستمبر مقرر تھی تو اس روز امرتسر ولدھیانہ کے شہروں میں رسوائی اور ذلت کی موت سے ہر طرف مرزا صاحب قادیانی کو پکار پکار کر مخالفوں کی للکارتی تھی۔ اور اس وجہ سے سارے مسلمانوں کو شرمندگی اور خجالت کا سامنا تھا۔ خصوصاً اس منظر کے وقت جب کہ عیسائیوں نے اپنی فتح مندی اور مرزا صاحب کی ہزیمت پر مضحکانہ سوانگ نکال کر فحش اور نامہذب نظم کے بندان کی شان میں ہر گلی کوچہ میں ڈنڈوں کو بجا بجا کر مشہور کیا تھا۔ یہ ہے خسر الدنیا و الآخرۃ۔ یہ ہے ابدی ذلت کی موت اور لعنت کا کرشمہ، جس کو مرزا صاحب اپنے ساتھ لے گئے: چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی

(دیکھو مرزا جی کا جنگ مقدس، ازالہ اوہام، اور صفحہ ۴۲۔۴۳ عصائے موسیٰ، صفحہ ۲۴ تا ۳۳، الہامات مرزا مطبوعہ ۱۹۰۴ء)

ناظرین اور بھی ملاحظہ فرمائیں کہ مرزا صاحب قادیانی نے ایسی پیش گوئیوں کی نسبت بڑے دعوے اور زور سے اپنے شہادۃ القرآن کے صفحہ ۸۰ میں ذیل کا مضمون تحریر فرمایا ہے:

> یہ تمام امور جو انسانی طاقتوں سے بالاتر ہیں ایک صادق یا کاذب کی شناخت کے لئے کافی ہیں کیونکہ احیاء وا ماتت دونوں خدا تعالیٰ کے اختیار میں ہیں اور جب تک کوئی شخص نہایت درجہ کا مقبول خدا نہ ہو خدا تعالیٰ اس کی خاطر سے دشمن کو اس کی دعا سے ہلاک نہیں کر سکتا۔ خصوصاً ایسے موقع پر کہ وہ شخص اپنے تئیں منجانب اللہ قرار دیوے اور اپنی اس کرامت کو اپنے صادق ہونے کی دلیل ٹھیراوے۔

صاحبو! مرزا صاحب کے اس قول سے خود نتیجہ نکال لو۔ ان کی نسبت اگرچہ وہ الفاظ واقعی ہیں مگر پھر

بھی بار بار جھوٹ اور افتراء کی نسبت کرتے ہوئے دم گھبراتا ہے۔مرزا صاحب نے آتھم والے معاملہ میں کس قدر زور دیا تھا کہ:

اگر ایسا نہ ہوتو مجھ کو ذلیل کیا جائے ،روسیاہ کیا جائے۔گلے میں رسا ڈالا جائے، پھانسی دیا جائے،

اور پھر بھی آتھم صاحب کی موت کی پیشگوئی ان کے الہام کے مطابق نہ ہوئی۔اور اس وجہ سے خود ہی ذلیل ہوئے روسیاہ بھی ہوئے باقی رہا گلے میں رسا ڈالا جانا اور پھانسی دیا جانا، وہ اس دنیا میں اٹھا رکھا گیا۔ عاقبت کی خبر سوائے خدا کے کس کو ہے کہ وہاں کیا بھگت رہے ہیں۔

ناظرین مرزا صاحب کی تحریر بالا کے وثوق اور اصرار شدید پر ضرور توجہ فرما کر خیال رکھیں کہ کس زور سے ایسی پیش گوئیوں کو اپنے صدق یا کذب اور نہایت درجہ مقبول خدا اور منجانب اللہ وصادق ہونے کا معیار قرار دیا ہے مگر یہ آتھم والی پیش گوئی کی میعاد ختم ہوگئی ،اور بات پوری نہ ہوئی تو پھر سوائے بات بنانے کے اور کچھ بھی دیکھا نہ گیا۔اب آپ لوگ خود فیصلہ مرزا صاحب کے معیار کا فرماتے جائیے کہ وہ صادق اور من جانب اللہ مقبول بارگاہ ایزدی ٹھہرے یا اس کے برعکس یہ ہے فیصلہ آسمانی۔

اٹھارواں جھوٹ (ص۴۳۔۴۴ عصائے موسیٰ) شیخ مہر علی رئیس ضلع ہوشیار پور کو ایک اشتہار مرقومہ فروری ۱۸۹۳ بذریعہ ڈاک رجسٹری شدہ بھیجا گیا جس میں خوف دلانے والے الہامات کی دھمکیاں درج ہیں مرزا صاحب قادیانی نے لکھا:

اگر ایک ہفتہ میں معافی طلب خط چھپوانے کے لئے نہ بھیج دیں تو پھر آسمان پر میرا اور ان کا مقدمہ دائر ہوگا ،اور میں اپنی دعاؤں کو جو ان کی بحالی عمر عزت وآرام کے لئے کی تھیں واپس لے لونگا۔

شاباش میرے شیر! فقرہ بھی دیا تو ایسا بودا جس کو محض کم عقل آدمی بھی مضحکہ میں اڑا دے۔آپ کی دعا کیا ہوئی کہ موم کی ناک ہوگئی، جب چاہا اس کو قبول کر دیا اور جب چاہا اس کو واپس لے لیا۔

حضرت جی! اس سے تو یہ مستنبط ہوتا ہے کہ نعوذ باللہ خدا تعالیٰ کی قدرت معطل ہوگئی اور آپ ہی قدرت کی جگہ بحال ہوگئے۔مگر یہ خیال نہ آیا کہ جن کو یہ بودا فقرہ دیا جاتا ہے وہ بھی تو اسی پنجاب کا پانی پیتے ہیں۔وہیں کی آب وہوا سے ان کے دماغ میں تروتازگی آتی ہے۔کیا ایسا موٹا اور بھدا چکمہ، سمجھنے سے عاجز

رہتے۔اسی واسطے تاریخ تحریر مذکور سے پندرہ برس تک مرزا صاحب زندہ رہے مگر شیخ صاحب موصوف کا کوئی معافی نامہ شائع نہ ہوا۔اوراب مرزا صاحب قادیانی کو مرے ہوئے بھی پانچ برس ہوئے مگر خدا جانے مرزا صاحب کے آسمانی مقدمہ کس اجلاس میں بصیغہ ملتویات پڑ گیا کہ بیس سال گزر گئے مگر فیصلہ ندارد،اور نہ وہ دعائیں واپس لی گئیں۔

غالباً مرزا صاحب قادیانی نے مسیحانہ شفقت سے اپنے آسمانی مقدمہ کو یک طرفہ راضی نامہ دے کر خارج کرادیا ہوگا۔مگر پھر بھی ان پر لازم تھا کہ جس طرح دائری مقدمہ آسمانی کا اشتہار دیا تھا،اسی طرح خارجی مقدمہ کا بھی ضرور نوٹس دیتے۔شاید بھول گئے ہوں گے

انیسواں جھوٹ:(دیکھو صفحہ ۴۴ عصائے موسی)۔خان بہادر ڈپٹی فتح علی شاہ کی اول زوجہ بیمار ہونے پر حسب استدعائے ان کے مرزا صاحب نے بہت کچھ تحریری بشارتیں اپنے الہام کے بموجب دیں۔اور سب پر مزید براں طرفہ یہ ہوا کہ اس بے چاری کے انتقال کے بعد بھی اپنی الہامی بشارت کے موافق بوجہ لاعلمی خبرا نتقال کے ڈپٹی صاحب سے خط کے ذریعہ سے صحت کا حال دریافت کرتے ہیں۔اس پر جو مضحکہ اور رسوائی ان کے انکشاف باطن پر ہوئی ہوگی وہ اندازہ سے باہر ہے۔جب مرزا صاحب کو ان کے وفات کرنے کی خبر دی گئی تو فرمانے لگے کہ: ہم نے بھی ایک بکری سلخ ہوتے دیکھی تھی۔

اگر مرزا صاحب کا یہ بیان سچ ہے تو پہلی صحت کی بشارت چہ معنی دارد۔

اگر در خانہ کس است ہمیں قدر بس است

بیسواں جھوٹ:(دیکھو صفحہ ۳۸ عصائے موسی)۔منشی محمد رمضان کے نکاح والا الہام اور منشی نبی بخش ملازم ریلوے کے یہاں فرزند نرینہ پیدا ہونے کا الہام،دونوں کے دونوں جھوٹ ہوئے۔نکاح والا تو سرے سے جھوٹ ثابت ہوا،اور فرزند نرینہ والے میں بجائے لڑکے کے لڑکی پیدا ہوئی

گر ہمیں مکتب و ہمیں ملا

کار طفلاں تمام خواہد شد

ہمارے ملک میں پرانے زمانہ کے چند کٹھ ملا گنڈہ تعویذ والوں کی نقل مشہور ہے کہ جب کسی حمل کی

نسبت ان جھوٹے ملاؤں سے بطور تفاول پوچھا گیا تو انہوں نے جھٹ فال دیکھ کر بنظر ابلہ فریبی ایک تعویذ لکھ دیا اور بڑی تاکید سے کہہ دیا کہ خبردار اس تعویذ کو محفوظ رکھنا چاہیے۔اسی کے مطابق ولادت ہوگی۔بعد وضع حمل کے اس تعویذ کو میرے پاس لانا اور اس تعویذ میں یہ ذومعنی جملہ لکھا جاتا تھا : بیٹا نہ بیٹی۔

اگر لڑکا پیدا ہوا، تو کہد یا کہ ہم نے تو فال سے لکھ دیا ہے کہ بیٹا۔نہ بیٹی۔

اگر لڑکی ہوئی تو کہہ دیا کہ بیٹا نہ۔بیٹی۔ذرا پہلے لفظ کو الگ کر کے۔

اور اگر اسقاط وغیرہ ہو گیا، تو پھر بے تکلف کہد یا کہ:

بیٹا نہ بیٹی۔یعنی کچھ بھی نہیں۔

پھر تو ملاجی کی ہر طرح جیت تھی۔غرض مرزا صاحب کے الہام اور بشارتوں کا یہ کرشمہ تھا۔

اکیسواں جھوٹ (دیکھو صفحہ ۴۷۔۴۸ عصائے موسی) ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء کو ایک اشتہار مرزا صاحب نے شائع کیا اور اس کی پیشانی پر لکھا کہ:

ہم خدا پر فیصلہ چھوڑتے ہیں، اور مبارک وہ جو خدا کے فیصلہ کو عزت کی نظر سے دیکھیں۔،

اور اس اشتہار میں اپنے کو ایک طرف اور مولوی محمد حسین وغیرہ کو دوسری طرف قرار دے کر (قصہ مختصر) ۱۵ دسمبر ۱۸۹۸ء سے ۱۵ جنوری ۱۹۰۰ء تک ۱۳ ماہ کی میعاد الہام سے مقرر کر کے لکھا کہ جو لوگ سچے کی ذلت کے لئے بدزبانی کر رہے ہیں اور منصوبہ باندھ رہے ہیں خدا ان کو ذلیل کرے گا۔

مرزا صاحب کے اس الہامی اشتہار کا اثر اندر زمانہ میعاد کے جو خود مرزا صاحب پر ہوا ایک جگہ اور جو مولوی صاحب پر ہوا وہ بھی لکھا جاتا ہے۔ملاحظہ فرمایئے اور فیصلہ کیجئے کہ کون ذلیل ہوا:

مرزا کے آثار:

خونی مہدی کے بارہ میں مرزا صاحب پر الحاد کا فتوی ہوا۔

مرزا صاحب پر مقدمہ چلتا رہا۔

مرزا صاحب سے حلفی اقرار (مچلکہ) لیا گیا کہ آئندہ کسی کی توہین نہ کریں اور ذلیل پیش گوئی شائع نہ کریں۔

مرزا صاحب کا اشتہار مرہم عیسی حکماً بند کیا گیا۔

مرزا صاحب کا ایک خاص مرید جو معقول رقم نذرانہ ماہوار بھجتا تھا مر گیا اور رقم بند ہوگئی۔

مولوی محمد حسین کے آثار:

چار مربع زمین سرکار انگریزی کی طرف سے نہر چناب پر عطا ہوئی۔

مولوی محمد حسین مقدمہ سے بری ہو کر بطور گواہ ٹھیرے۔

مولوی محمد حسین کی نسبت لفظ کافر و دجال وغیرہ مرزا صاحب کی طرف سے استعمال نہ کیا جاے۔

مولوی محمد حسین یا ان کے دوست و پیروؤں کو مرزا صاحب مباہلہ کے لئے ہرگز نہ بلائیں اور اس پر بھی مرزا صاحب سے مچلکہ یعنی حلفی اقرار لیا گیا۔

اب خود ناظرین موازنہ کر کے فیصلہ کرلیں کہ کون فریق ذلیل ہوا اور کون فریق مظفر و منصور۔ غالبًا پبلک کی میجارٹی یہی فیصلہ کرے گی کہ اس معاملہ میں بھی حسب حال معاملہ آتھم صاحب کے مرزا صاحب ہی کو ذلت اور مولوی محمد حسین کو عزت ہوئی۔

باوجود ان واقعات صریحہ کے خدا جانے مرزائیوں کی آنکھوں پر کیسا گہرا گھٹاٹوپ پردہ پڑ گیا ہے کہ ہزار عینک لگائیں، کحل الجواہر استعمال کریں، مگر بینائی کافور ہوگئی۔ اور بے غیرتی سے اپنی ڈھٹائی پر اڑے ہوئے ہیں، اور ہمارے مہربانوں کے دلوں میں ذرہ خوف خدا باقی نہیں رہا۔ افسوس

حیا و شرم اگر کہیں بکتیں
تو ہم بھی لیتے کسی اپنے مہربان کے لئے

بائیسواں جھوٹ (عصائے موسیٰ، صفحہ ۵۰ دیکھئے)۔ فصل ۲۰ رسالہ ضرورۃ الامام میں مرزا صاحب نے اپنی جماعت کے ڈھارس باندھنے کو اور ان کے قیام کی خاطر جب مذکورہ بالا میعاد مولوی محمد حسین والی پیش گوئی کی ختم ہونے کو آئی اور کچھ ہوا نہیں، تو ایک دوسرا اشتہار ۵ نومبر ۱۸۹۹ء کو جاری فرمایا اور اب تین برس کی میعاد

۱۹۰۲ء۔اور بڑھائی..الخ

اس دوسری میعاد کے بعد بھی مرزا صاحب قریب چھ برس کے زندہ رہے مگر مولوی محمد حسین صاحب کا بفضلہٖ تعالی کچھ بال تک بیکا نہ ہوا۔ بلکہ مرزا صاحب ہی ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو اس جہان سے خفا ہو کر اپنی پیش گوئی پوری کرانے کی تحریک کے لئے اصالتاً آسمانی عدالت کی طرف کوچ کر گئے۔مگر کچھ خبر نہیں کہ وہاں کیا کر رہے ہیں اور کیسی گذر رہی ہے۔

کہیے یاران عدم کیا گذری　　کچھ لب گور سے فرمایئے گا

اب جیسا کہ مرزا صاحب قادیانی نے اپنے اشتہار مذکور میں یہ فیصلہ خدا پر چھوڑ کر اپنے صدق یا کذب کا معیار ٹھہرایا تھا اور لکھا تھا، اگر میں جھوٹا ہوں دجال ظالم ہوں تو فیصلہ محمد کے حق میں ہوگا اگر محمد حسین ظالم ہے تو فیصلہ میرے حق میں ہوگا۔،

اب ناظرین مرزا صاحب کے الہامی قول وقرار سے اس معیار کا نتیجہ خود نکال لیں۔مجھ کو بار بار صراحت کرتے ہوئے شرم آتی ہے کہ مرزا صاحب ایسے ٹھیرے، ویسے ٹھیرے۔مگر ہاں اتنا ضرور کہوں گا کہ اس مقدمہ میں بھی شیخ محمد حسین ہی سچے رہے، اور جو فیصلہ خدا تعالی نے مرزا صاحب کے حق میں کیا وہ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو دنیا پر ظاہر ہو گیا۔

اس جگہ ناظرین کی اطلاع کے لئے اتنا اور بھی ضرور ہم التماس کریں گے کہ جناب مرزا صاحب کی یہ عادت مثل طبیعت ثانیہ ہو گئی تھی کہ ہر وقت اشاعت اسلام کے اشتہار میں تو بڑے بڑے زوردار لفظوں سے موکد اقرار باصرار تمام فرمایا کرتے تھے لیکن جب میعاد الہام گذرتی گئی اور الہام وقوع میں آنے سے محروم القسمۃ رہا، تو میعاد گزر جانے پر یا اس کے قریب ختم ہونے کے اپنے عہد و پیمان واقرار موکد کا کچھ بھی لحاظ نہ کر کے جھٹ ایک دوسری لمبی تاریخ میعاد ثانی کی اپنی طبعی عادت کے موافق اپنے مریدوں کی دل بستگی کی خاطر، الہام تصنیف کر کے مکرر اشتہار دیتے تھے۔مگر اس پر بھی ان کی الہام کی روسیاہی نہ مٹتی تھی

بآب زمزم و کوثر سفید نتواں کرد
گلیم بخت کسے را کہ بافتند سیاہ

تئیسواں جھوٹ: اشتہار مرقومہ ۷ادسمبر ۱۸۹۹ء میں مرزا صاحب قادیانی نے لکھا ہے:

میرا یہی مذہب ہے کہ میرے دعوے کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر دجال نہیں ہوسکتا میں اس کا نام بے ایمان نہیں رکھتا میں کبھی کسی کلمہ گو کا نام کافر نہیں رکھتا۔ اپنے دعوے سے انکار کرنے والے کو کافر کہنا صرف ان نبیوں کی شان ہے جو خدا تعالی کی طرف سے شریعت اور احکام جدید لاتے ہیں ماسوا اس کے ملہم و محدث کیسی ہی اعلی شان رکھتے ہوں اور مکالمہ الٰہی سے سرفراز ہوں ان کے انکار سے کوئی کافر نہیں بن جاتا۔

ناظرین ذرا توجہ کر کے مرزا صاحب کے اوپر کے اقوال کو خوب ذہن نشین رکھ کر انہیں کے دوسرے مخالف قولوں کی بھی سیر کریں کہ پہلے تو ابلہ فریبی کر کے اس طرح کا سبز باغ دکھایا اور صاف جتلا دیا کہ میرے دعوے کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر دجال نہیں ہوسکتا۔ جس کا صریح مطلب یہ ہے کہ مرزا صاحب اپنے منکرین کو کافر نہیں سمجھتے ہیں۔ مگر یاد رکھیئے کہ یہی قول مرزا صاحب کا خواص و عام مسلمانوں کو دھوکے میں ڈالے ہوئے تھا۔ اور اسی سبب سے ان کی ساری تعلیوں کے دعوے کو علماء و بزرگان قوم نے محض بے اعتنائی سے خیال کر کے ان کی باتوں کو ایک گم گشتہ مجذوب کی بڑ سے زیادہ وقعت کی نگاہ سے نہ دیکھتے تھے۔ مگر جب دنیا کے کروڑوں مسلمانوں کو جو مرزا صاحب کی نبوت کے منکر ہیں سب کے سب کو کافر و مردار کہا اور جو لوگ معدودے چند مرزا صاحب کے مرید اور معتقد ہیں بس وہی مسلمان ٹھیرے۔ تب تو سارے علماء کرام اور عامہ اہل اسلام کی آنکھیں کھلیں کہ اب تو مرزا صاحب نے بڑے دون بلکہ چوگون کا سر لگایا ہے۔ اور بھیرو راگ کا الاپ شروع کرنے لگے کہیں کرشن جی کا اوتار لیا کبھی (نعوذ باللہ) محمد ﷺ بنے۔ اس سے زیادہ عروج کیا تو خدا بلکہ (خاکم بدہن) خدا کے باپ بنے بقول خواجہ وزیر وحدت وجودی روپ بھرا

جہاں جو چاہیے ویسے بنے دکھلائی نیرنگی
بصر آنکھوں میں، گویائی زبان میں، دل میں جان ہو کر

دیکھئے مرزا صاحب کی تصانیف کثیف (توضیح المرام، حقیقۃ الوحی، اور ازالہ اوہام)

اب آسانی سے فیصلہ کر لیجئے کہ ان دونوں متضاد اقوال میں سے ایک تو ضرور بغیر شک وشبہ کے جھوٹا

ہے۔اب دو حال سے یہ متضاد اقوال مرزا صاحب کے خالی نہیں ہو سکتے۔یا تو مرزا صاحب نے واقعی اپنا مذہب حسب صراحت بالا اس حالت میں زیب قلم فرمایا جب کہ مسیحیت کا ذبہ کا بھوت ان پر سوار نہ تھا۔اس لئے صاف صاف بغیر کسی شرط کے لکھ دیا کہ میرے دعوے کے انکار کرنے سے کوئی کلمہ گو کافر نہیں ہو سکتا۔یا جیسی انکی عادت شریف تھی کسی پیچیدہ پالیسی سے اپنے بعض مریدوں اور معتدوں کو فریبی جال میں پھنسائے رکھنے کی غرض سے یہ بھی لکھ دیا کہ جب جیسی ضرورت پڑے ویسا عمل کیا جائے۔غرض ماحصل نتیجہ ان دونوں متضاد قولوں کا یہی نکلے گا کہ ان میں سے ایک ضرور جھوٹ ثابت ہو کر رہے۔جیسا کہ مرزا صاحب کے چھوٹے صاحبزادے جو بالکل ابھی بمصداق الصبی صبی و لو کان نبیاً محض بچہ ہیں اور ضرورت زمانہ نے ان کو اس کا محتاج بنا دیا ہے کہ دوسروں کے قلم میں ان کی زبان ہو ایک رسالہ بنام تشحیذ الاذہان نمبروار ماہواری نکالا ہے جو اسی مضمون سے سراپا سیاہ کیا گیا ہے کہ منکرین مرزا صاحب قادیانی کافر ہیں اور اپنے ابا جان کے مذکورۃ الصدر مذہب کے بطلان میں خلف رشید بن کر مرزا صاحب کی تکذیب مذہب میں علانیہ رسالہ شائع کیا گیا ہے۔

چوبیسواں جھوٹ: مولوی محمد حسین صاحب کے والد ضعیف العمر کو بھی مرزا صاحب کے الہام نے تاکا اور ان کی وفات کی پیش گوئی کی تھی ایک سال کی مدت ظاہر کی تھی اس کی بھی وہی بری حالت ہوئی کہ اندر میعاد تو کیا ایک زمانہ دراز تک بڑے میاں صاحب مرزا جی کی پیش گوئی جھوٹی کرنے کی غرض سے زبردستی زندہ رہ کر سارے پنجاب میں مرزا صاحب کو رسوا کیا اور ان کی الہامی پیش گوئی پر سرکہ کا تیزاب کا پانی پھیر دیا اور خود ملہم مع بغچہ الہام ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو قبر کے تنگ محبس میں ڈال دیئے گئے۔یہ ہے فیصلہ آسمانی۔

قبر از چار طرف تنگ افشرد
زانکہ بسیار مال مردم خورد

شائد مرزائی حضرات اس میں بھی عبداللہ آتھم والی پیش گوئی کی طرح یہی فرمائیں گے کہ انابت اور استغفار کی وجہ سے بڑے میاں کی عمر بڑھا دی گئی۔مگر تردید کے لئے اسی قدر کافی ہے کہ مرزا صاحب کی عمر (باوجود وعدہ الہامی وتقدس مسیحیت ونبوت کے) تو بڑھائی نہ گئی اور اندر میعاد مقررہ دشمن کے خود کوچ کر گئے اور ان کے

دشمنوں کی عمر انابت اور استغفار سے بڑھائی جائے یہ کون سا نشان صداقت ہے۔ فا فهم و تد بر

ناظرین کی خدمت میں عموماً اور مرزائی برادران کے لئے خصوصاً یہ دو درجن جھوٹ کی فہرست پیش کرتا ہوں ملاحظہ فرما کر مختصر نتیجہ نکال لیویں کہ جس شخص کے اس قدر جھوٹ ثابت ہوں وہ قطع نظر تقدس باطنی اور دعوے مسیحیت وغیرہ کے دنیادارانہ حیثیت سے ہم چشموں میں کس قدر توقیر اور وزن رکھ سکتا ہے۔ چونکہ حکیم خلیل احمد صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ مونگیر نے اشتہار مذکورہ بالا کی سرخی میں دکھلایا تھا، نشان آسمانی بر تکذیب ابواحمد رحمانی، مگر نہ تو اشتہار میں مطابق دعوی کے کوئی تکذیب کرنے کی ان کو جرأت ہوئی نہ جواب فیصلہ آسمانی کا اب تک دیا گیا۔ اس لئے راقم نے پبلک کی اطلاع کے لئے ابھی دو درجن جھوٹی پیش گوئیوں اور اقوال کی فہرست شائع کی ہے اس پر بھی اگر مرزائی حضرات کی پوری سیری نہ ہو تو فقرہ هل من مزید ان کے لئے آئندہ بھی موجود ہے۔

مرزا صاحب کے تمام جھوٹ کا ڈبل باوا، یا بے حیائی کا گرو گھنٹال

ناظرین سراپا تمکین! غالباً آپ لوگوں کو اس کے عنوان سے ایک قسم کا مضحک وتعجب ہوگا کہ یہ نیا مضمون جھوٹ کا ڈبل باوا.. الخ۔ کس بلا کا متعجب الخلقت شخص ہوگا۔ حضرات یہ کوئی شخص نہیں بلکہ شخص کے عالم مثالی کا فوٹوگرافی عکس ہے۔ اس کو خوب غور سے ذرہ بین کا شیشہ لگا کر دیکھئے کہ بارہ روپا کا سا رنگ بدلا کرتا ہے اور ہرگز تھکتا ہی نہیں

گاہ عیسی گاہ موسی گاہ فخر انبیاء
گاہ ابن اللہ گاہے خود خدا خواہد شدن

جناب معلّی القاب مسیح کذاب مہدی پنجاب حکیم مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیه ما یستحقه اپنی تصنیف سخیف کتاب ازالہ اوہام مطبوعہ بار سوم مطبع سٹیم پریس لاہور کے صفحہ ۲۷۵ میں حسب ذیل گلریزی فرماتے ہیں جو بلفظہ وبعینہ واسطے آگاہی خاص و عام ان کی عبارت نقل کی جاتی ہے اس کے بعد اس کی ڈبل جھوٹائی ظاہر ہو جائے۔ وھو ہذا:

اب اس تحقیق سے ثابت ہے کہ مسیح ابن مریم کے آخری زمانہ میں آنے کی خبر قرآن شریف میں پیش

گوئی موجود ہے قرآن شریف نے جو مسیح کے نکلنے کی مدت ۱۴۰۰ برس تک مدت ٹھیرائی ہے بہت سے اولیاء بھی اپنے مکاشفات کی رو سے اس مدت کو مانتے ہیں اور آیت و انا علی ذھاب لقادرون ۔ جس کے بحساب جمل ۱۲۷۴ عدد ہیں اسلامی چاند کی سلخ کی راتوں کی طرف اشارہ کرتی ہے جس میں نئے چاند کے نکلنے کی اشارت چھپی ہوئی ہیں جو غلام احمد قادیانی کے عددوں میں بحساب جمل پائی جاتی ہے..الخ

میرے پیارے ناظرین! اب میری طرف متوجہ ہو کر مرزا صاحب کی رام کہانی سن لیں۔

مرزا صاحب نے اوپر کی عبارت میں دو دعوے کئے ہیں:

۱: مسیح ابن مریم کے آخری زمانہ میں آنے کی قرآن کریم میں پیش گوئی موجود ہے۔

۲: قرآن شریف نے مسیح کے نکلنے کی ۱۴۰۰ برس تک مدت ٹھہرائی ہے۔ اور آیہ کریمہ کو تحریف کر کے اپنے دعوی کے استدلال میں پیش کیا ہے آیت موصوف میں علی ذھابٍ بہ ہے اس کو عدد مفروضہ صحیح کرنے کی غرض سے تحریف کر کے ذھاب لکھ دیا۔ اس کی تشریح بھی آئندہ کی جائے گی اور بہ کے لفظ کو اس آیت سے تحریف کر دیا

پہلے امر کی نسبت مجھ کو صرف اسی قدر کہنا ہے کہ وہ کون سی آیت صراحۃً یا کنایۃً حضرت مسیح ابن مریم کی تشریف آوری پر بطور پیش گوئی موجود ہے جس کو آج تک باوجود تیرہ سو برس گزر جانے کے نہ تو مخبر صادق ﷺ نے اور نہ صحابہ کبار یا اہلبیت اطہار یا سلف صالحین نے اس پیش گوئی کو ظاہر نہ فرمایا۔ اور مرزا صاحب بھی بحوائے المعنی فی بطن الشاعر اپنے پیٹ سے نکالنے کی کوشش نہیں کرتے ہیں (بقیہ علمی مضمون اسکے متعلق میں نے علمائے کرام کے لئے چھوڑا ہے کیونکہ میرا منصب نہیں ہے) باقی رہا امر دوم کہ حضرت مسیح کے نزول کی مدت قرآن کریم نے ۱۴۰۰ برس ٹھہرائی ہے صاحبو! یہی ہے مرزا صاحب کے جھوٹ کا ڈبل باوا۔ بے حیائی کا گرو گھنٹال۔ اسپر طرہ مرزا صاحب نے اور بھی لگایا ہے کہ بہت سے اولیا بھی اپنے مکاشفات کی رو سے اس کی تصدیق کرتے ہیں غالباً اولیاء سے مراد انھوں نے اپنی نسبت کی ہو تو تعجب نہیں۔ العجب ثم العجب

اولیائے کرام کے ملفوظات اردو فارسی میں بھی کثرت سے تمام دنیا میں شائع ہیں مگر جھوٹ کے ڈبل

باوا کو کسی اولیا کا نام بھی یاد نہ پڑا جو حوالہ دیتا۔ یہ ہے جھوٹ کا ڈبل باوا

اور ۱۴۰۰ برس کا استدلال بحساب جمل ۱۲۷۴ءعدد آیت و انا علی ذھاب لقادرون سے نکالا ہے حالانکہ نہ تو آیت ہی صحیح لکھی ہے اور نہ اعداد صحیح ہیں۔ خدا جانے کس مدرسہ کا حساب ابجدی ہے مرزا صاحب کی بے حیائی سلامت رہے پھر جھوٹ لکھ دینے میں کیا باک ہے۔عدد صحیح اس کے ۱۲۶۷ ہوتے ہیں۔

صحیح آیت شریف یوں ہے و انا علی ذھابٍ به لقادرون ۔جس کے صحیح اعداد بحساب جمل ابجدی معروف ۱۲۷۵ ہیں جس کو مرزا صاحب نے ایک عدد کم کر کے ۱۲۷۴ءلکھا ہے۔ اور اپنے نام (غلام احمد) کے ساتھ قادیانی کے لفظ کا دم چھلا لگا کر مساوی العدد بنانے کی کوشش تو کی مگر استاد جی سے حساب میں (بقول شخصے: دروغ گورا حافظہ نباشد) پھر بھی غلطی قائم رہی کیونکہ ان کے مذکورہ نام کے اعداد (قادیانی کے دم چھلے کے ساتھ) ۱۳۰۰ ہوتے ہیں جو نہ تو تحریفی آیت کے جمع عدد ہیں اور نہ صحیح آیت کے برابر ہیں۔ جیسا کہ او پر صفائی سے علیحدہ علیحدہ ظاہر کر دیا گیا۔

مرزا صاحب کی جھوٹائی اور بے حیائی کی کچھ بھی حد ہے انہوں نے سب کو اپنا سا کور چشم خیال کر کے جو جی میں آئی، انسٹھ کا چونسٹھ لکھ مارا انہوں نے خیال کر لیا ہوگا کہ کس کو اتنی فرصت کہ میرے لکھے ہوئے اعداد کی جانچ پڑتال کرے گا اور یہ خیال نہ کیا کہ ان کے حریف ان کی جھوٹائی ثابت کرنے کے لئے ان کے ہر قول کی پڑتال کئے بغیر اعتبار نہیں کر سکتے کیونکہ ان کی جھوٹائی کثرت سے ثابت ہو چکی ہے اس لئے راقم نے اس جملہ متحرفہ آیہ قرآنی کو اور صحیح آیت کو بقاعدہ حساب جمل ابجدی ہر طرح سے میلان اور پڑتال کر کے مرزا صاحب کا ڈبل جھوٹ دکھلا دیا جس کا حوالہ مرزا صاحب نے صفحہ ۲۷۵۔ ازالہ اوہام طبع سوم میں دیا ہے۔ میں بڑے زور شور سے حکیم خلیفۃ المسیح مولوی نور الدین صاحب اور مولوی عبدالماجد صاحب بھاگلپوری کو چیلنج دیتا ہوں کہ سات روز کے اندر اس کا جواب دیں یا اپنے مرزا صاحب کی جھوٹائی کا اعتراف کریں ورنہ بعد انقضائے میعاد کوئی عذر ان کا قابل سماعت نہ ہوگا مگر میں ناظرین کو مطمئن کر دیتا ہوں کہ اگر مرزا صاحب خود بھی اپنے اعجاز مسیحی سے سہ بارہ زندہ ہو کر اس کا جواب لکھنا چاہیں تو ناممکن ہے کہ اس ڈبل باوا کی صورت مثالیہ محو کر سکیں۔ مرزا صاحب کو ہر جگہ ٹھوکر پر ٹھوکر درپیش ہوتی رہی مگر نہ سنبھلے آخر گر ہی پڑے۔ اسی صفحہ میں بعد آیت متحرفہ کے

دوسری سطر میں لکھتے ہیں: بحساب جمل ۱۲۷۴۔ کوئی ذرا حضرت جی کے خلیفہ صاحب سے یہ تو پوچھے کہ ۱۲۷۴ میں مرزا صاحب کا وجود بے جود کس لا مکان میں روپوش تھا جو اس وقت اس کو آج سے ۶۳۹ برس گزر گئے اس وقت کے چھپے چھپے انیسویں صدی عیسوی میں قادیان میں ظہور فرمایا۔ یہ ہے جھوٹ کا ڈبل باوا۔ اور بے حیائی کا گروگھنٹال۔ باقی رہا مرزا صاحب کے نام سے پورے طور پر کون کون آیت قرآنی اور دوسرے جملے متحد الاعداد ہوتے ہیں وہ خاتمہ کتاب میں ملاحظہ فرمائیں اور مرزا صاحب کی روح پر فتوح کو اس کا ثواب پہنچاویں کیونکہ ازالہ اوہام کے صفحہ ۲۷۵ میں اتحاد اعداد سے مرزا صاحب نے استدلال کیا ہے۔

جھوٹ کے ڈبل باوا کی عکسی تصویر کو تو ناظرین دیکھ چکے اب بے حیائی کے گروگھنٹال کا بھی درشن کر لیویں اس کی شرح میں فقط ایک حکایت لکھنؤ کے مشہور شخص یعنی مرزا لیموں نچوڑ کی ہدیہ ناظرین کرتا ہوں جو مرزا صاحب کے حالات سے خوب چسپاں ہوتی ہے۔

ایک مرزا صاحب عمدہ غذاؤں کے حریص تھے جن کا نام ان کی بے حیائی سے آخر مرزا لیموں نچوڑ پڑ گیا وہ ہمیشہ اسی تاک میں رہتے تھے کہ آج کس رئیس کے ہاں کسی معزز شخص کی دعوت ہے۔ پتا لگا کر موقع پر کھڑے رہتے تھے جب مہمان موصوف میزبان کے یہاں پہنچا تو جھٹ مرزا جی بھی ہمزاد کی طرح پیچھے ہو لئے۔ اپنی چالاکی اور دیدہ دلیری سے مہمان کو یہ باور کرایا کہ میزبان کا کوئی آدمی ہے اور بے چارہ میزبان سمجھتا رہا کہ مہمان کے ساتھ ہے غرض اسی گومگو میں دونوں مروت سے نہ ٹوک سکے۔ اور مرزا جی بے حیائی کی جیب سے لیموں نکال لذیذ کھانوں کو زہر مار کر کے چل دیئے غرض اسی طرح سے دعوتیں کھاتے رہے اور جہاں کچھ تفتیش سے کام لیا گیا وہاں سے ذلیل ہو کر نکالے بھی جاتے رہے مگر بیحیائی سلامت عادت کا چسکا نہ گیا۔ اور خدا جانے کیسی کیسی ذلتیں نصیب ہوئیں۔

ایک دفعہ کسی بے ڈھب صاف مزاج دین دار رئیس کے یہاں ایک مولوی صاحب کی دعوت ہوئی مرزا جی حسب عادت معہودہ قریب مکان میزبان کے سلام فرشی کر کے مولوی صاحب سے دخل در معقولات کرتے ہوئے پیچھے ہو لئے۔ مولوی صاحب نے اپنے تفرس علمی سے اس کے بطون سے واقف ہو کر پہنچتے ہی میزبان سے کہہ دیا کہ یہ صاحب میرے شامل نہیں ہیں۔ میزبان نے بھی ان سے کہہ دیا کہ آپ کی دعوت نہیں

ہے اور بغیر دعوت کے شریک طعام ہونا شرعاً ممنوع ہے مرزا صاحب نے بڑی ڈھٹائی سے کہا کہ حضرت میں بھی یہ مسئلہ جانتا ہوں یہاں تو مجھ کو مولوی صاحب کی تمنائے زیارت لے آئی ہے۔ یہ کہہ کر کچھ دیر اسی بے شرمی کی امید پر جمے رہے۔ جب دستر خوان بچھا اور ہاتھ دھلوانے کو سلفچی نوکر نے حاضر کی تو میز بان نے مولوی صاحب کی طرف اشارہ کیا اور مولوی صاحب کا ہاتھ دھلا کر نوکر نے مرزا جی کو چھانٹ دیا اور سلفچی رکھ دی۔ مولوی صاحب دستر خوان پر میز بان کے ساتھ آئے۔ مرزا جی کی بے غیرتی سلامت خود ہی اپنے ہاتھ سے ہاتھ دھو کر دستر خوان پر جا دھمکے۔ مہمان تو کچھ بولے نہیں کیونکہ مہمان را بہ فضولی چہ کار۔ مولوی صاحب تو مرزا جی کی بے غیرتی سے شرمندہ ہو گئے لیکن مرزا جی بقول شخصے چیر و چار بگھار و پانچ جوں کے توں نہایت فراخ دلی سے جمے رہے آخر میز بان تھے رئیس۔ یہ بدتمیزی کیونکر گوارا کر سکتے۔ اپنے ملازموں کو حکم دیا کہ کوئی ہے؟ مرزا کے کان پکڑ کر احاطہ سے باہر کرو۔ آخر ایسا ہی ہوا تو چلتے وقت مرزا لیموں نچوڑ نہایت ادب سے فراشی تسلیم کر کے بڑی متانت سے کہنے لگے کہ اس عاجز کو تو سینکڑوں جگہ اس سے بڑھ کر پاپوش خوری نصیب ہو چکا ہے۔ آپ نے تو پھر رعایت رئیسانہ مرعی رکھی۔ میں اپنی کم بخت عادت سے مجبور ہوں مگر میرے نفس امارہ کی برابر یہی ہدایت ہوتی ہے کہ میاں: ایں ہمہ در عاشقی بالائے غم ہائے دگر۔ بے حیائی میں تو ذلت ازلی انعام ہے، اس سے کوئی دنیا دار گھبراتا ہے۔

مرزا صاحب کا بعینہ یہی حال ہے اپنے خیال کے مطابق اپنا الوسیدھا کرنے کے لئے جاہلوں کو پھانسنے کے لئے جو جی میں آیا قرآن کریم اور احادیث نبویہ کا جھوٹ حوالہ دے دیا اور دیدہ دانستہ دروغ بافی کا ہتھکنڈا نکالا یہ سمجھ کر کہ ہماری جھوٹی کہانیوں کو کون تصدیق کرتا اور تطبیق دیتا پھرے گا اور بالفرض اگر کسی نے جھوٹ ظاہر کر کے میری بے حیائی کو پبلک میں مشہور بھی کیا تو مجھ کو اس سے کیا ڈرنا۔ میں تو اس میں کمال درجہ کا ڈپلوما پا چکا ہوں لیکن جس جگہ نری جہالت ہی جہالت ہے وہاں اگر بے حیا کی چل گئی تو پو بارہ۔ بقول شخصے: لگا تو تیر، نہیں تو تکا۔

اب اس قصہ کو چاہو جیسا کچھ ہو زبان حال سے مرزا صاحب قادیانی کے ساتھ تطبیق دے کر ناظرین فرماویں کہ چسپاں ہوتا ہے یا نہیں۔ یہ ہے بے حیائی کا گرو گھنٹال: بے حیا باش آنچہ خواہی کن

یہاں تک یہ رسالہ لکھا گیا تھا کہ ہمارے ایک مکرم و محترم دوست نے عندالملاقات ایک رسالہ مولفہ حکیم خلیل احمد مونگیری بنام، برق آسمانی، مطبوعہ مطبع مونگیر جس کو حکیم صاحب نے اپنے زعم میں فیصلہ آسمانی کے اشتہاروں کے جواب لکھا ہے دکھایا۔ مگر حکیم صاحب کو توفیق نہ ہوئی کہ اس رسالہ کو اپنی طرف سے اور کسی کے پاس نہ سہی میرے پاس تو ضرور بھیج دیتے کیونکہ میں نے بھی ان کی خدمت میں نمک سلیمانی و تنبیہ قادیانی وغیرہ ہدیۃً مکرمی حاجی ابوالمجد محمد عبدالرحمٰن المتخلص بہ شور عظیم آبادی سے ارسال کرا دیا ہے جس کی رسید میرے پاس موجود ہے۔ خیر یہ تو مخلصانہ شکایت تھی جو دوستوں سے اکثر دنیاوی امور میں ہوتی رہتی ہے۔ الغرض میں نے وہ رسالہ دیکھا غالباً مولوی عبدالماجد صاحب کی شکم زاد تصنیف ہے جو حکیم صاحب کی طرف سے متبنی نامزد ہو کر شائع ہوا ہے مگر مولوی صاحب کا انداز بیان اور بھا گلپوری لب و لہجہ کہیں چھپ سکتا ہے تاڑنے والے تاڑ جاتے ہیں اور پہچاننے والے پہچان لیتے ہیں

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش
من انداز قدت را مے شناسم
برائے دجل اسلامی بود نام
کشن پنتھی بھگت را مے شناسم

مولوی صاحب کی زبان پر جو الفاظ چڑھے ہوئے ہیں انہیں لفاظیوں اور فضولیات کا ذخیرہ اس میں بھی ہے سوال از آسمان جواب از ریسمان کا مقولہ سچ ہے

اس رسالہ کا بھی وہی حال ہے کہ ڈھاک کے تین پات۔ مرزا جی کی منکوحہ آسمانی والی پیش گوئی یا احمد بیگ کے داماد کے مرنے کی پیش گوئی جو صریح جھوٹی ہو چکیں ان کا کچھ جواب باصواب ندارد آئیں بائیں شائیں فضولیات اور بیہودہ مزخرفات سے رسالہ کا منہ کالا کیا ہے خیر اس کا بھی جواب علیحدہ بتفصیل تمام دیا جائے گا اور تا بدر خانہ باید رسانید کا مقولہ سچ ہو جائے گا۔ اس رسالہ میں قطع نظر اور سب فضولیات جاہلانہ کے ایک نئی طباعی اور جدت پسندی اور ذکاوت کا اظہار اپنے زعم باطل میں مصنف نے کیا ہے کہ حضرت مولف فیصلہ آسمانی کے نام کا ایک متحد العدد جملہ سقیم بڑی تلاش اور فخر و مباہات سے شائد اپنے اظہار قابلیت کے لئے

نکال کر درج رسالہ کیا ہے صد مرحبا اسی کو جواب فیصلہ آسمانی ٹھیرایا ہے جیسا کہ میں نے قبل ازیں مولوی صاحب کے جواب کی نسبت اپنی رائے ظاہر کی ہے کہ نفس مطالب سے فیصلہ آسمانی کا جواب محالات سے ہے مگر مولوی صاحب زیادہ کام خارجی امور سے لیں گے ویسا ہی ہوا قبل اسکے کہ مولوی صاحب فیصلہ آسمانی کا جواب شائع کریں یہ رسالہ طرق آسمانی حکیم صاحب کی طرف سے مقدمۃ الجیش بنا کر سوانگ نکالا ہے جس سے جواب کی عاجزی ان کی ظاہر ہوتی ہے۔

میں خیر خواہانہ کہتا ہوں کہ ایسی باتیں صاف بتا رہی ہیں کہ اصل باتوں کے جواب سے مولوی صاحب عاجز ہو گئے ورنہ متحد الاعداد جملے کی طرف وہ میلان نہ کرتے مگر اس کو خوب یاد رکھئے کہ مجھ کو اس فن تاریخ میں یدطولی حاصل ہے اور صرف مرزا صاحب کے نام سے پھڑ کتے ہوئے متحد الاعداد جملوں کی ایک موٹی کتاب درست کر کے ان کے لئے مفت ہدیہ کر سکتا ہوں جس کو ملاحظہ کر کے مرزائیوں کے حواس درست ہو جائیں گے بطور نمونہ سرسری طور پر پہلے حضرت مولف فیصلہ آسمانی کے نام کے متحد الاعداد الفاظ مدیحی جو واقعی صفات صحیحہ کے مصدق ہیں لکھے جاتے ہیں اور اسکے نیچے اپنے مسیح قادیانی کے متحد الاعداد الفاظ کی سیر کیجئے اور داد طباعی دیجئے کہ یہ کس قدر پھڑ کتے ہوئے جملے بے تکلف نکل آئے لیجئے ازما است کہ بر ماست کو خوب یاد رکھ لیجئے

مولانا ابو احمد۔عدد۔۱۸۰۔کوکب اسلام،امام زمان،قدوسی

ابو احمد۔عدد۔۶۲۔حمید۔جہد کل،موج جود

مولانا سید ابو احمد رحمانی۔عدد۔۵۷۳۔مرجع کرم،شب زندہ دار،رکن الارکان

مولف فیصلہ آسمانی۔۵۳۳۔تائید حق،سیادت پناہ،نجم گیتی

یہ تو حضرت مولف فیصلہ آسمانی کے چند الفاظ بمع عدد لکھے گئے ہیں ایک پورا صفحہ اس صنعت میں الفاظ نکالے گئے تھے وہ سب محفوظ رکھے گئے ہیں۔

..اب مرزا صاحب کی خبر لیجئے کہ ان کے نام کے ہم عدد الفاظ مختلف طور سے کیسے بے تکلف نکل آئے

مرزا غلام احمد۔۱۳۷۲۔ جدّ المسيلمة الكذا ب

جناب میرزاغلام احمد صاحب ۱۵۳۹۔ لعنة الله علی الکاذبین

بجناب میرزاغلام احمد صاحب قادیانی۔۱۷۱۷۔ خالیة من نور الرحمن۔خلل بدماغ

دعوائے وحی غلام احمد قادیانی،۱۴۱۵۔ الذی یوسوس فی صدور الناس

مرزاغلام احمد پاپا مسیح۔ ۱۴۹۶، من شرّ الوسواس الخناس

ڈوئی مسیح کاذب قادیان۔۱۰۱۷۔ خالدین فی النار

مرزاصاحب قادیان۔۵۱۵۔مجسم بشیطان

مسیح بقادیان۔۲۸۶۔دیوگمراہ،لومڑی (خود بقول مرزاصاحب)

مرزاصاحب ۔ ۳۴۹۔کافرازلی۔عربدہ ساز،اسیر دام بلا

جناب حکیم خلیفۃ المسیح صاحب کی خدمت میں پہلے معذرت ہے کہ یہ سب طریقہ مناظرہ کا آپ کے مولوی عبد الماجد صاحب بھاگلپوری کا ایجاد کیا ہوا ہے من سنّ سنة حدیث شریف یاد فرما کر راقم کو معذور سمجھیں

جناب خلیفۃ المسیح صاحب۔۱۴۲۶۔ قست قلو بکم ۔کما ھی عادة النوکی

نورالدین۔۳۵۱۔ھامان الوزیر ۔ ھو رئیس الدجال۔مراقی۔فریبندہ مقہور

خلیفہ جی صاحب پنجاب۔ ۸۹۷۔جیسی تانی ویسی بھرنی

مولوی عبدالماجد صاحب۔۳۴۸۔ابوجہل کافر

عبدالماجد۔۱۵۴۔ ان ابلیس

عب جناب ملک عبدالرحمٰن منصور۔۹۳۸خرلنگ دجال

حکیم خلیل احمد۔۸۰۱۔خناس جاہلاں

بلند جناب حکیم خلیل احمد صاحب مرزائی مونگیری۔ ۱۶۴۸۔ یتخبطها الشیطا ن من المسّ

نمونہ کے طور پر فی البدیہہ تو اس قدر حاضر کرتا ہوں اگر پسند ہوں تو بس ہیں، ورنہ ایک اچھی کتاب بہت جلد کہہ سکتا ہوں مگر سوائے عوام کی واہ واہ کے اور اس کا حاصل ہی کیا ہے۔

اسی برق آسمانی میں حکیم صاحب نے ایک جگہ مزخرفانہ تحدی بھی کی ہے اسکے جواب میں صرف اسی

قدر لکھنا ہے کہ اگر ان کو مقابلہ کرنے کی جرأت ہو سکے تو اندر ۱۵ روز کے اپنے خلیفۃ المسیح حکیم نورالدین صاحب اور مولوی عبدالماجد صاحب کو ایک شامل لاکر کسی غیر مذہب فہمیدہ بی اے ایل ایل بی کو حکم مقرر کریں ادھر سے بھی مولوی محمد ابراہیم سیالکوٹی اور مولوی سید مرتضی حسن صاحب جانچ پڑتال کے لئے منتخب کئے جائیں گے اور حسب اشتہار سابق فیصلہ آسمانی کا جو جواب لکھا پیش کیجئے ایک ہزار کا توڑہ موجود ہے مگر پہلے بذریعہ اقرار تحریری طرفین سے اس امر کا فیصلہ کر لینا لازم ہوگا کہ جو شخص بتجویز ثالث مغلوب ہو جائے اس پر از روئے معاہدہ کے قانوناً لازم ہوگا کہ اپنے عقاید سے اسی وقت توبہ کر کے تحریری توبہ نامہ بدستخط ثالث موصوف جلسہ عام میں مرتب ہو کر شائع کیا جائے۔ اب زیادہ حجت کی ضرورت نہیں ہے اگر جرأت ہو تو ہمیشہ کے لئے یہ فیصلہ ہو جائے روز روز کی تو تو میں میں سے کیا حاصل۔ اگر اندر میعاد مذکورہ بالا جناب حکیم خلیفۃ المسیح صاحب کی طرف سے ان کی منظوری رجسٹری ڈاک کے ذریعہ سے نہ آئی تو علی العموم بغیر کسی تاویل کے یہی سمجھا جائے گا کہ ان کو تاب مقابلہ ہرگز نہیں۔ بس دیکھئے یہ آخری فیصلہ اس موقع کو ہاتھ سے نہ دیجئے احقاق حق اور جھوٹی پیش گوئیوں کی قلعی پورے طور سے کھولی جائے گی مرزا صاحب کی طرح مناظرہ سے بھاگنے کی سی نہیں خدا کے واسطے ایسا ہرگز نہ کیجئے ورنہ قادیانی نبوت برباد ہو جائے گی پس دونوں صاحب تشریف لاویں اور اصالتاً معرکہ میں ڈٹ جائیں کسی اور زید و بکر سے مجھ کو غرض نہیں کیونکہ یہ منصب تو خلیفۃ المسیح کا ہے زیادہ حد ادب

با للہ التو فیق و بہ نستعین و السلا م علی من اتبع الھدی

منکوحہ آسمانی در معیار عقائد قادیانی

۱۹۱۲ء میں شائع ہونے والی کتاب معیار عقاید قادیانی میں بابو پیر بخش لاہوری لکھتے ہیں:

مرزا قادیانی اپنے مسیح موعود ہونے کی ایک دلیل یا نشان آسمانی یہ بھی پیش کرتے ہیں کہ جہاں مجھ کو دس روپیہ ماہوار کی آمدنی کی امید نہ تھی اب مجھ کو لاکھوں روپیہ سالانہ آتا ہے اور ابھی تالیفات کی آمدنی الگ ہے۔ اگر فریب سے روپیہ جمع کرنا اور لوگوں کو دھوکہ دے کر من جانب اللہ ہونا جائز ہے، تو بے شک آپ مرسل

وغیرہ جو کہیں ہم مان سکتے ہیں؟ اور اگر یہ دیانت و امانت اور اتقاء اور حقوق العباد کے برخلاف ہے تو کون مان سکتا ہے؟ اگر یہی دلیل صداقت ہے تو کوئی ڈاکٹر جھوٹے اشتہار دے کر جو پانچ روپیہ سے پانچ لاکھ روپیہ ہو گئے ہیں، بدرجہ اعلیٰ من جانب اللہ اور نبی ہونے کے مستحق ہیں۔

دوم۔ نعمت مکالمہ الٰہی سوا تزکیہ نفس اور جمعیت خاطر حاصل نہیں ہوتی اور یہ ہر ایک شخص جانتا ہے کہ اگر کسی آدمی کی توجہ کسی خاص کام کی طرف لگی ہوئی ہو اور اس کا بوجھ اس کے دل پر ہو تو وہ دوسرے کام کی طرف متوجہ نہیں ہو سکتا۔ جب مرزا قادیانی کا دعویٰ تمام مذاہب کے برخلاف تھا اور ان کے دل پر تمام مخالفین کے اعتراضات کے جواب دینے اور جرح کرنے کا بوجھ تھا اور روزی بھی ایسی مشکوک تھی جیسا کہ اوپر ذکر ہوا تو پھر ان کا دعویٰ کہ خدا مجھ سے باتیں کرتا ہے اور مجھ کو ابن اللہ کہتا ہے مرسل کر کے پکارتا ہے اور میرا تخت انبیاء کے اوپر بچھاتا ہے، کہاں تک درست ہے؟

سوم۔ جو معیار خود انہوں نے مقرر کی ہے اسی کی رو سے وہ سچے نہیں مانے جا سکتے۔ کیونکہ وہ (اولیاء اللہ) دنیا کے ذلیل جیفہ خواروں کے ساتھ کچھ مناسبت نہیں رکھتے (براہین احمدیہ ص ۳۰۴)، جس سے صاف ظاہر ہے کہ دنیا کے ذلیل جیفہ خواروں کا کمایا ہوا روپیہ سے دل سیاہ ہوتا ہے پھر اس میں مخاطبہ و مکالمۃ اللہ کا ہونا محال ہے۔ پس مرزا قادیانی لوگوں کا بے تحقیق مال کھا کر کیونکر شرف مکالمہ ذات باری تعالیٰ پا سکتے ہیں؟

ناظرین! شاعرانہ خیال سے علم تعبیر خواب و علم نجوم و رمل سے کوئی شخص اولیاء اللہ نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ نبوت کا مدعی ہو۔ باقی رہی معتقدین کی کہانی سو یہ ظاہر ہے کہ ہر ایک اپنے پیر پر ایسا اعتقاد رکھتا ہے کہ اس کے سوا دوسرے کی بزرگی کا قائل نہیں ہوتا، بلکہ سب سے اس کو افضل جانتا ہے۔ بت پرست بھی اپنے اپنے بتوں پر ایسا اعتقاد رکھتے ہیں جیسا کہ پیر پرست اپنے اپنے پیر پر۔ جیسا کہ ایک عورت کا قصہ مشہور ہے کہ وہ آٹے کا ٹھاکر بنا کر اس کی پوجا کیا کرتی تھی ایک روز کتا اس ٹھاکر جی کو لے بھاگا، اس وقت اس عورت نے بڑبڑا کر کہا کہ مہاراج تم تو بڑے ہی رحم دل ہو کہ کتے شریر کو بھی سزا نہیں دیتے۔ بجائے اس کے کہ اس عورت کا اعتقاد ٹوٹ جاتا بلکہ اور زیادہ ہوا۔ یہی حال مرزائیوں کا ہے کہ چاہے نص قرآنی پیش کرو، نہ مانیں گے اور قادیان کی طرف سے سب رطب و یابس بلا دلیل تسلیم کرتے ہیں۔

چہارم۔مرزا قادیانی کے ایک خط کو یہاں نقل کرتا ہوں جس سے ان کا انصاف اور تزکیہ نفس اور نفی خواہشات وتوکل علی اللہ کا پتہ لگتا ہے:

...والدہ عزت بی بی کو معلوم ہو کہ مجھ کو خبر پہنچی ہے کہ چند روز تک (محمدی) مرزا احمد بیگ کی لڑکی کا نکاح ہونے والا ہے اور میں خدا تعالی کی قسم کھا چکا ہوں کہ اس نکاح سے سارے رشتہ ناطے توڑ دونگا اور کوئی تعلق نہیں رہے گا اسلئے نصیحت کی راہ سے لکھتا ہوں کہ اپنے بھائی مرزا احمد بیگ کو سمجھا کر یہ ارادہ موقوف کراؤ۔اور جس طرح تم سمجھا سکتے ہو اس کو سمجھا دو۔اور اگر ایسا نہیں ہوگا تو آج میں نے مولوی نوردین اور فضل احمد کو خط لکھ دیا ہے کہ اگر تم اس ارادہ سے باز نہ آؤ تو فضل احمد، عزت بی بی کیلئے طلاقنامہ لکھ کر بھیج دے۔اور اگر فضل احمد طلاق نامہ لکھنے میں عذر کرے تو اسکو عاق کیا جائے اور اپنے بعد اس کو وارث نہ سمجھا جائے۔اور ایک پیسہ وراثت کا اس کو نہ ملے سو میں امید رکھتا ہوں کہ شرطی طور پر اس کی طرف سے طلاق نامہ لکھا آجائیگا جس کا یہ مضمون ہوگا کہ اگر مرزا احمد بیگ، محمدی کے غیر کے ساتھ نکاح کرنے سے باز نہ آوے تو پھر اسی روز سے جو محمدی کا کسی اور سے نکاح ہو جائے عزت بی بی کو تین طلاق ہیں۔

سو اس طرح پر لکھنے سے اس طرف تو محمدی کا کسی دوسرے سے نکاح ہوگا اور اس طرف عزت بی بی پر فضل احمد کی طلاق پڑ جائے گی۔سو یہ شرطی طلاق ہے اور مجھے اللہ تعالی کی قسم ہے کہ اب بجز قبول کرنیکے کوئی راہ نہیں۔اور اگر فضل احمد نے نہ مانا تو میں فی الفور اس کو عاق کردونگا۔اور پھر وہ میری وراثت سے ایک دانہ نہیں پاسکتا۔اور اگر آپ اس وقت اپنے بھائی کو سمجھا لو تو آپ کیلئے بہتر ہوگا مجھے افسوس ہے کہ میں نے عزت بی بی کی بہتری کے لئے ہر طرح سے کوشش کرنا چاہا تھا اور میری کوشش سے سب نیک بات ہو جاتی مگر آدمی پر تقدیر غالب ہے۔یاد رہے کہ میں نے کوئی کچی بات نہیں لکھی۔مجھے قسم ہے اللہ تعالی کی کہ میں ایسا ہی کرونگا۔اور خدا تعالی میرے ساتھ ہے۔جس دن نکاح ہوگا اس دن عزت بی بی کا نکاح باقی نہیں رہے گا۔

راقم مرزا غلام احمد از لدھیانہ اقبال گنج ۴ مئی ۱۸۹۱ء

ایک طرف محمدی کے باپ مرزا احمد بیگ کو خط لکھا تھا:

مشفقی مکرمی اخویم مرزا احمد بیگ

...قادیان میں جب واقعہ ہائلہ محمود فرزند مکرم کی خبر سنی تو بہت درد اور رنج اور غم ہوا۔ بوجہ اس کے کہ یہ عاجز بیمار تھا اور خط نہیں لکھ سکتا تھا اس لئے عزا پرسی سے مجبور رہا۔ صدمہ وفات فرزندان حقیقت میں ایک ایسا صدمہ ہے کہ شائد اس کے برابر دنیا میں اور کوئی صدمہ نہ ہوگا۔ خصوصاً بچوں کی ماؤں کیلئے تو سخت مصیبت ہوتی ہے۔ خداوند تعالی آپ کو صبر بخشے اور اس کا بدل صاحبِ عمر عطا فرماوے اور عزیزی مرزا محمد بیگ کو عمر دراز بخشے کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے کوئی بات اسکے آگے انہونی نہیں آپ کے دل میں اس عاجز کی نسبت کچھ غبار ہے لیکن خداوند علیم جانتا ہے کہ اس عاجز کا دل بکلی صاف ہے اور خدائے قادر و مطلق سے آپ کے لئے خیر و برکت چاہتا ہوں ۔ میں نہیں جانتا کہ میں کس طریق اور کن لفظوں میں بیان کروں تا میرے دل کی محبت اور خلوص اور ہمدردی جو آپ کی نسبت مجھ کو ہے آپ پر ظاہر ہو جائے۔ مسلمانوں کے ہر نزاع کا اخیری فیصلہ قسم پر ہوتا ہے جب ایک مسلمان خدا تعالی کی قسم کھا جاتا ہے تو دوسرا مسلمان اس کی نسبت فی الفور دل صاف کر لیتا ہے۔ سو مجھے خدا تعالی قادر مطلق کی قسم ہے کہ میں اس بات میں بالکل سچا ہوں کہ مجھے خدا تعالی کی طرف سے الہام ہوا تھا کہ آپ کی دختر کلاں کا رشتہ اسی عاجز سے ہوگا۔ اگر دوسری جگہ ہوگا تو خدا تعالی کی تنبیہیں وارد ہوں گی اور آخر اسی جگہ ہوگا۔ کیونکہ آپ میرے عزیز اور پیارے تھے اسلئے میں نے عین خیر خواہی سے آپ کو جتلایا کہ دوسری جگہ اس رشتہ کا کرنا ہرگز مبارک نہ ہو گا۔ میں نہایت ظالم طبع ہوتا جو آپ پر ظاہر نہ کرتا۔ میں اب بھی عاجزی اور ادب سے آپ کی خدمت میں ملتمس ہوں کہ اس رشتہ سے آپ انحراف نہ فرمائیں کہ یہ آپ کی لڑکی کیلئے نہایت درجہ موجب برکت ہوگا اور خدا تعالی ان برکتوں کا دروازہ کھول دے گا جو آپ کے خیال میں نہیں۔ کوئی غم اور فکر کی بات نہیں ہوگی جیسا کہ یہ اس کا حکم ہے جس کے ہاتھ میں زمین آسمان کی کنجی ہے تو پھر کیوں اس میں خرابی ہوگی۔

اور شائد آپ کو معلوم ہوگا یا نہیں کہ یہ پیش گوئی اس عاجز کی ہزار ہا لوگوں میں مشہور ہو چکی ہے اور میرے خیال میں شاید دس لاکھ سے زیادہ آدمی ہوگا کہ جو اس پیشگوئی پر اطلاع رکھتا ہے اور ایک جہان کی اس کی طرف نظر لگی ہوئی ہے اور ہزاروں پادری شرارت سے نہیں بلکہ حماقت سے منتظر ہیں کہ یہ پیش گوئی جھوٹی نکلے تو ہمارا پلہ بھاری ہو لیکن یقیناً خدا تعالی ان کو رسوا کرے گا اور اپنے دین کی مدد کرے گا۔

میں نے لاہور میں جا کر معلوم کیا کہ ہزاروں مسلمان مساجد میں نماز کے بعد اس پیش گوئی کے ظہور کے لئے بصدق دل دعا کرتے ہیں۔ سو یہ ان کی ہم دردی اور محبت ایمانی کا تقاضا ہے اور یہ عاجز جیسے لا الہ الّا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ پر ایمان لایا ہے ویسے ہی خدا تعالی کے ان الہامات پر جو تواتر سے اس عاجز پر ہوئے ایمان لاتا ہے اور آپ سے ملتمس ہے کہ آپ اپنے ہاتھ سے اس پیش گوئی کے پورا ہونے کے لئے معاون بنیں تا کہ خدا تعالی کی برکتیں آپ پر نازل ہوں ۔خدا تعالی سے کوئی بندہ لڑائی نہیں کر سکتا اور جو امر آسمان پر ٹھہر چکا ہے زمین پر وہ ہرگز بدل نہیں سکتا۔ خدا تعالی آپ کو دین اور دنیا کی برکتیں عطا کرے اور اب آپ کے دل میں وہ بات ڈالے جس کا اس نے آسمان پر سے مجھے الہام کیا ہے۔ آپ کے سب غم دور ہوں اور دین اور دنیا دونوں آپ کو خدا تعالی عطا فرماوے اگر میرے اس خط میں کوئی نملائم لفظ ہو تو معاف فرمائیں۔

والسلام خاکسار غلام احمد۔ ۱۷ جولائی ۱۸۹۰ء بروز جمعہ

(ایک خط مرزا علی شیر کو لکھا جس میں وہی مضمون دھمکی اور لجاجت آمیز فقرے تھے۔ فرمایا

مشفقی مرزا علی شیر بیگ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ اللہ تعالی خوب جانتا ہے کہ مجھ کو آپ سے کسی طرح سے فرق نہ تھا اور میں آپ کو ایک غریب طبع اور نیک خیال آدمی اور اسلام پر قائم سمجھتا ہوں۔ لیکن اب جو آپ کو ایک خبر سناتا ہوں آپ کو اس سے بہت رنج پہنچے گا مگر میں محض للہ ان لوگوں سے تعلق چھوڑنا چاہتا ہوں جو مجھے ناچیز بتاتے ہیں اور دین کی پرواہ نہیں رکھتے۔

آپ کو معلوم ہے کہ مرزا احمد بیگ کی لڑکی کے بارے میں ان لوگوں کے ساتھ کس قدر میری عداوت ہو رہی ہے اب میں نے سنا ہے کہ عید کے دوسری یا تیسری تاریخ کو اس لڑکی کا نکاح ہونیوالا ہے اور آپ کے گھر کے لوگ اس مشورہ میں

ساتھ ہیں۔آپ سمجھ سکتے ہیں کہ اس نکاح کے شریک میرے سخت دشمن ہیں۔ بلکہ میرے کیا دین اسلام کے سخت دشمن ہیں ۔عیسائیوں کو ہنسانا چاہتے ہیں ہندوؤں کو خوش کرنا چاہتے ہیں اور اللہ ورسول کے دین کی کچھ پرواہ نہیں رکھتے۔اور اپنی طرف سے میری نسبت ان لوگوں نے پختہ ارادہ کرلیا ہے کہ اس کو خوار کیا جائے ذلیل کیا جائے روسیاہ کیا جائے۔ یہ اپنی طرف سے ایک تلوار چلانے لگے ہیں اب مجھ کو بچالینا اللہ تعالی کا کام ہے اگر میں اس کا ہونگا تو مجھے ضرور بچائے گا۔

اگر آپ کے گھر کے لوگ سخت مقابلہ کر کے اپنے بھائی کو سمجھاتے تو کیوں نہ سمجھتا کیا میں چوہڑا یا چمار تھا جو مجھ کولڑکی دینا عار یا ننگ تھی۔ بلکہ وہ تو اب تک ہاں سے ہاں ملاتے رہے، اور اپنے بھائی کے لئے مجھے چھوڑ دیا۔اور اب اس لڑکی کے نکاح کے لئے سب ایک ہو گئے ۔

یوں تو مجھے کسی کی لڑکی سے کیا غرض، کہیں جائے مگر یہ تو آزمایا گیا کہ جن کو میں خویش سمجھتا تھا اور ان کی لڑکی کے لئے چاہتا تھا کہ اس کی اولاد ہو اور وہ میری وارث ہو، وہی میرے خون کے پیاسے، وہی میری عزت کے پیاسے ہیں اور چاہتے ہیں کہ خوار ہو اور اس کا روسیاہ ہو۔ خدا بے نیاز ہے جس کو چاہے سیاہ کرے مگر اب وہ مجھے آگ میں ڈالنا چاہتے ہیں ۔میں نے خط لکھے کہ پورانہ (پرانا) رشتہ مت توڑو۔ خدا تعالی سے خوف کرو، کسی نے جواب نہ دیا۔ بلکہ میں نے سنا ہے کہ آپ کی بیوی نے جوش میں آکر کہا کہ ہمارا کیا رشتہ ہے صرف عزت بی بی نام کیلئے فضل احمد کے گھر میں ہے۔ بے شک وہ طلاق دے دیوے، ہم راضی ہیں۔اور ہم نہیں جانتے کہ یہ شخص کیا بلا ہے۔ہم اپنے بھائی کے خلاف مرضی نہیں کرینگے۔ یہ شخص کہیں مرتا بھی نہیں۔ پھر میں نے رجسٹری کرا کر آپکی بیوی صاحبہ کے نام خط بھیجا مگر کوئی جواب نہ آیا اور بار بار کہا کہ اس سے کیا ہمارا رشتہ باقی رہ گیا ہے۔ جو چاہے کرے۔ ہم اس کے لئے اپنے خویشوں سے اپنے بھائیوں سے جدا نہیں ہو سکتے۔ مرتا مرتا رہ گیا ابھی مرا بھی ہوتا۔ یہ باتیں آپ کی بیوی صاحب کی مجھے پہونچی ہیں۔ بے شک میں ناچیز ہوں، ذلیل ہوں اور خوار ہوں مگر خدا تعالی کے ہاتھ میں میری عزت ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے۔اب جب میں ایسا ذلیل ہوں تو میرے بیٹے سے تعلق رکھنے کی کیا حاجت ہے لہذا میں نے ان کی خدمت میں خط لکھ دیا ہے کہ اگر آپ اس ارادہ سے باز نہ آویں اور اپنے بھائی کو اس نکاح سے روک نہ دیں پھر جیسا کہ آپ کی خود منشا ہے میرا بیٹا فضل احمد بھی آپ کی لڑکی کو اپنے نکاح میں رکھ نہیں سکتا۔ بلکہ ایک طرف جب (محمدی) کا کسی شخص سے نکاح ہوگا تو دوسری طرف فضل احمد آپ کی لڑکی کو طلاق دے دے گا۔ اگر نہیں دے گا تو میں اس کو عاق اور لاوارث کرونگا۔اور اگر میرے لئے احمد بیگ سے مقابلہ کروگے اور یہ ارادہ اس کا بند کرادوگے تو میں بدل وجان حاضر ہوں ۔اور فضل احمد کو جواب میرے قبضہ میں ہے ہر طرح سے درست کر کے آپ کی لڑکی کی آبادی کے لئے کوشش کرونگا اور میرا مال ان کا مال ہوگا۔لہذا آپ کو بھی لکھتا ہوں کہ آپ اس وقت کو سنبھال لیں اور احمد بیگ کو پورے زور سے خط لکھیں کہ باز آجائیں اور اپنے گھر کے لوگوں کو تاکید کریں کہ وہ بھائی کو لڑائی کر کے روک دیوے۔ ورنہ مجھے خدا کی قسم ہے کہ اب ہمیشہ کے لئے یہ تمام رشتہ ناطے توڑ دونگا۔اگر فضل احمد میرا فرزند اور وارث بننا چاہتا ہے تو اسی حالت میں آپ کی لڑکی کو گھر میں رکھے گا۔اور جب آپ کی بیوی کی خوشی ثابت ہو۔ ورنہ جہاں میں رخصت ہوا،

ایسا ہی سب ناطے رشتے بھی ٹوٹ گئے یہ باتیں خطوں کی معرفت مجھے معلوم ہوئی ہیں ۔میں نہیں جانتا کہ کہاں تک درست ہیں۔واللہ اعلم۔

راقم خاکسار غلام احمد از لودہیانہ اقبال گنج۔ ۴مئی ۱۸۹۱ء(کلمہ فضل رحمانی۔ص ۱۲۵۔۱۲۷)

(بابو پیر بخش لاہوری لکھتے ہیں): ناظرین! اب صرف معاملہ غور طلب یہ ہے کہ ان خطوں سے جن کا ایک ہی مضمون ہے کیا نتیجہ نکلتا ہے؟

۱۔الہام جھوٹ تھا اگر اپنے الہام پر ایمان تھا تو جیسا کہ وہ خود قسم کھا کر لکھتے ہیں تو پھر ایسے خطوط لکھنے اور الہام کو سچا کرانے کی کوشش کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ نکاح جو آسمان پر ہوا تھا، زمین پر ضروری ہوتا۔

۲۔جھوٹی قسم کھانی ثابت ہوئی کیونکہ اگر خدا کی طرف سے آسمان پر نکاح ہوتا تو زمین پر کیوں نہ ہوا؟ یہ قسم صرف لڑکی کے والدین اور ورثا کو یقین دلانے کے واسطے کھائی تا کہ وہ یقین کر جائیں۔

۳۔خدا تعالیٰ کا بھروسہ چھوڑ کر انسان عاجز کی منت خوش آمد کرنا منافی دعوی نبوت ہے۔

۴۔خدا پر بہتان باندھنا کہ اس نے آسمان پر نکاح کیا، حالانکہ یہ غلط نکلا۔

۵۔انصاف کا خون کر کے ایک بے گناہ عورت کو طلاق دلوانا یعنی عزت بی بی کا کیا قصور تھا کہ اس کو طلاق ہوتی؟

۶۔اپنے بیٹے فضل احمد کو انصاف کرنے کے بدلے یعنی اگر وہ بیوی کو طلاق نہ دے تو اس کو عاق کرنا۔

۷۔الہامات کا راز کھلتا ہے کہ اپنے الہامات وہ اسی طرح سچے کرانے کی کوشش کرتے رہے اور جو جو الزام ان پر عبداللہ آتھم اور لیکھرام کے متعلق لگائے گئے تھے وزن رکھتے تھے۔

۸۔زبردستی سے برخلاف مرضی ولی محمدی بیگم کے نکاح کی خواہش کرنا۔

۹۔مرزا قادیانی خدا کے مقبول نہ تھے اور نہ مستجاب الدعوات کیونکہ بقول ان کے اگر خدا ان کی مانتا تو آسمان پر نکاح کر کے بندوں سے اپنے دوست و رسول کی بے عزتی نہ کراتا اور اسکا الہام نہ جھٹلاتا۔

۱۰۔جو جو صفات اپنے فنا فی اللہ اور بقاء باللہ والوں کی نسبت تحریر فرماتے ہیں کہ وہ لوگ خواہشات نفسانی سے پاک ہو کر دنیا و مافیہا سے غافل ہوتے ہیں، غلط ہے ایسے منصوبے تو دنیا داروں کو جو ہمہ تن دنیا کے ہوتے ہیں نہیں سوجھتے۔جو جو تدابیر مرزا قادیانی نے اس ناطہ کے حاصل کرنے اور اپنے الہام کے سچا کرنے میں کیں۔

خطوط پھر غور سے پڑھو۔

۱۱۔فضیلت توکل کو بالکل ہاتھ سے دے دینا اور اپنے نفس کی خواہش نہ پوری ہونے سے اپنے مولی کی رضا پر راضی نہ ہونا اور معمولی دنیاداروں کی طرح اپنے قریبی رشتہ داروں سے قطع تعلق کرنا جو خلاف قرآن ہے۔

۱۲۔وراثت سے محروم کرنے سے فضل احمد کا رازق ہونا کہ وہ اب بھوکا مرے گا اور اخلاقی کمزوری دکھانا اور نص قرآنی کے برخلاف قطع تعلق قریبی رشتہ داروں سے کرنا۔

ناظرین !اب کوئی شک کرسکتا ہے کہ مرزا قادیانی کا عمل ان کی تعلیم کے مطابق نہ تھا؟ صرف ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور تھے۔اس پر اگر مسلمان ایسے شخص کو امام وقت مانیں تو کس طرح مانیں؟ تحریر میں تو آسمان پر چلا جائے ،خدا کی گود میں جا بیٹھے، احدیت کی چادر میں مخفی ہو جائے، ابن اللہ بن بیٹھے، نبی اور مرسل ہو، مگر عملی ثبوت یہ دے کہ ایک معمولی اخلاق کا آدمی بھی ایسی بے انصافی اور کمزوری ظاہر نہ کرے۔اب قادیانی لوگ ہمیں فرمائیں کہ کون سا گن ہے جس پر ان کو پیر اور امام مانا جائے اور خاص کر اس روشنی کے زمانہ میں پیری مریدی کی کیا ضرورت ہے؟ کیا آگے خودساختہ پیروں کے پیچھے لگ کر اسلام کی تھوڑی گت بنی ہے جو اب پیر پرستی شروع کریں اگر کوئی صداقت ہے تو بتاؤ صرف دعوی بلا دلیل کون مان سکتا ہے؟

آسمانی فیصلہ نمبر۳

(از سید محمد علی مونگیری)

(آسمانی فیصلہ کا تیسرا نمبر ۱۹۱۲ء کے بعد شائع ہوا لیکن چونکہ یہ مولانا مونگیری کے لکھے ہوئے فیصلہ آسمانی حصہ اول، دوم ہی کا تسلسل ہے اس لئے اس میں سے منکوحہ آسمانی والے معاملے سے متعلق عبارات بشکریہ احتساب قادیانیت جلدے یہاں نقل کی جارہی ہیں۔بہاء)

مرزا قادیانی کی بعض غلط پیش گوئیاں

۱۔مرزا احمد بیگ کا داماد سلطان محمد (محمدی بیگم سے نکاح کے روز سے) ڈھائی سال کے اندر مرے گا۔

(شہادۃ القرآن۔مولفہ مرزا قادیانی۔ص۸۰)

مگر وہ نہیں مرا۔پھر اس کے لئے یہ دوسری پیش گوئی کی گئی کہ

۲:نفس پیش گوئی داماد احمد بیگ کی تقدیر مبرم ہے اس کا انتظار کرو اور اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیشین گوئی پوری نہیں ہوگی اور میری موت آجائے گی اور اگر میں سچا ہوں تو خدا تعالی ضرور اس کو بھی ایسا ہی پوری کرے گا جیسے احمد بیگ اور آتھم کی پوری کی۔(انجام آتھم۔ص۳۱)

اس پیشین گوئی میں سلطان محمد کے مرنے کی میعاد مقرر نہیں کی۔صرف اس قدر تعیین کی کہ میرے سامنے مرے گا اور اس کو متعدد جگہ لکھا ہے،اور مختلف عنوان سے لوگوں کو اس کا یقین دلایا ہے اور اپنی صداقت کا معیار بتایا ہے۔مگر بایں ہمہ اس پیشین گوئی کا بھی ظہور نہ ہوا۔یعنی سلطان محمد،مرزا غلام احمد قادیانی کے سامنے نہ مرا۔بلکہ مرزا قادیانی ہی اس کے سامنے مرگئے۔اس لئے پیشین گوئی غلط ہونے کے مرزا قادیانی اپنے اقرار اور اپنے معین کردہ معیار کے بموجب جھوٹے ٹھہرے۔

۳۔۴۔ مرزا احمد بیگ کی لڑکی بیوہ ہوگی اور نکاح ثانی تک زندہ رہے گی۔

اس میں دراصل دو پیشین گوئیاں ہیں۔ایک اس لڑکی (محمدی بیگم) کا بیوہ ہونا اور دوسری نکاح ثانی تک اس کا زندہ رہنا۔یہ دونوں پیشین گوئیاں بھی غلط ہوئیں کیونکہ وہ لڑکی بیوہ نہیں ہوئی بلکہ پہلے ہی خاوند کے نکاح میں ہے۔(بوقت تحریر کتاب ہذا یعنی فیصلہ آسمانی نمبر۳)

۵۔پھر یہ عاجز (مرزا قادیانی) بھی ان واقعات کے پورے ہونے تک زندہ رہے گا۔

اس کا غلط ہونا بھی دنیا نے دیکھ لیا۔یہ پیشین گوئی بھی وعید نہیں ہے، بلکہ مرزا قادیانی کے زندہ رہنے کا وعدہ ہے۔مگر افسوس ہے کہ یہ وعدہ الٰہی بھی پورا نہ ہوا،اور مرزا قادیانی نے خدا تعالی کے وعدے اور وعید دونوں کو غیر معتبر ٹھہرا دیا۔

۶۔اور اس عاجز (مرزا قادیانی) کا اس لڑکی سے نکاح ہوگا۔

(نوٹ:نمبر۳ سے ۶ تک تمام حوالوں کے لئے ملاحظہ ہو شہادۃ القرآن مصنفہ مرزا قادیانی ص۸۰)

۷۔اور اس سے ایک لڑکا ہوگا جس کی تعریف کی انتہا نہیں ایک جملہ اس کی مدح میں یہ ہے:

کانّ اللہ نزل من السماء (قادیانی تذکرہ،ص۱۳۹) گویا اللہ تعالی آسمان سے اتر آیا۔

یہ دونوں پیشین گوئیاں وہ ہیں جن کی تصدیق مرزا قادیانی نے حدیث رسول ﷺ سے کی ہے(ضمیمہ

انجام آتھم حاشیہ ص ۵۳۔خزائن ج ۱۱ص ۳۳۷) میں لکھا ہے کہ:

اس پیش گوئی کی تصدیق میں جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: یتزو ج و یو لد له

بایں ہمہ دونوں پیشین گوئیوں کا غلط ہونا تو اظہر من الشّمس ہو گیا اور کسی راست باز پر پوشیدہ نہ رہا۔

اس پیشین گوئی کے متعلق بیس پچیس پیشین گوئیاں اور الہامات ہیں وہ سب کے سب غلط ہو گئے۔

اس کی تفصیل فیصلہ آسمانی حصہ اول میں ہے۔

مولوی ثناء اللہ کی نسبت رسالہ اعجاز احمدی صفحہ ۳۷ میں یہ پیشین گوئی کی تھی کہ

۸: وہ قادیان میں تمام پیشین گوئیوں کی پڑتال کے لئے میرے پاس ہرگز نہیں آئیں گے۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کے نہ آنے پر کس قدر زور ہے۔یہاں دیکھا جائے کہ مولوی صاحب کے نہ آنے کی پیش گوئی کی گئی۔مگر ایسا نہیں ہوا بلکہ مولوی ثناء اللہ صاحب خاص اسی غرض سے قادیان میں گئے۔اس لئے یہ پیشین گوئی بھی غلط ہوئی۔

یہاں اس پر پوری نظر رہے کہ ان کے جانے کے بعد مرزا قادیانی کا گفتگو نہ کرنا اور باتیں بنا کر ٹال دینا اور بات ہے،صرف مولوی ثناء اللہ صاحب کا اس غرض سے قادیان جانا مرزا قادیانی کی پیشین گوئی کو جھوٹا ثابت کرتا ہے، کیونکہ مرزا قادیانی بڑے زور سے کہہ رہے ہیں کہ وہ قادیان میں پیشین گوئیوں کی پڑتال کے لئے ہرگز نہیں آئیں گے۔ یہ قول ان کا جھوٹا ہو گیا مگر مرزا قادیانی کے معتقد اس بدیہی بات سے بھی انکار کرتے ہیں۔

یہ آٹھ پیشین گوئیاں ہیں جن کا ذکر پہلے دو حصوں (آسمانی فیصلہ کے) میں ہے۔ یہ پیشین گوئیاں اس صفائی سے غلط ثابت ہو گئیں کہ دیکھنے والوں کی آنکھوں نے دیکھ لیا، اور سننے والوں کے کانوں نے بتواتر اس طرح سنا کہ کسی طرح کا شک وشبہ نہ رہا۔اب دنیا میں کوئی منصف مزاج حق پسند ان کے غلط ہونے سے انکار نہیں کرسکتا اور یوں کوئی زبردستی سے دن کو رات کہنے لگے تو اس کی زبان کو کوئی روک نہیں سکتا۔

اس وقت اگرچہ غلط پیشین گوئیوں کے آٹھ نمبر دیئے گئے وہ پیشین گوئیاں بھی اس میں داخل کی جائیں جو پہلے حصہ میں بیان ہوئی ہیں،تو جھوٹے الہاموں اور جھوٹی پیشین گوئیوں کا شمار تیس سے زیادہ

ہو جائے گا۔اس میں تین پیشین گوئیاں ایسی ہیں جن کی صداقت ثابت کرنے کے لئے مرزا قادیانی نے اور ان کے متبعین نے بہت زور لگایا ہے اور اس جھوٹ کو سچ بنانے میں عجیب عجیب باتیں نکالی ہیں اور زور لگانے کی وجہ ظاہر کی ہے کہ ان پیشین گوئیوں کو مرزا قادیانی نے اپنا نہایت عظیم الشان معجزہ ٹھہرایا تھا اور اپنے صدق یا کذب کا معیار بتایا تھا۔یعنی پہلی اور دوسری اور چھٹی پیشین گوئی کو۔اس لئے ضرور تھا کہ ان کو سچا کرنے میں جی توڑ کر کوشش کریں۔الحمدللہ چونکہ مرزا قادیانی نے اپنی صداقت کی بڑی معیار پیشین گوئیوں کے پورے ہونے پر رکھی تھی اور واقعی وہ معیار غلط تھی اس لئے اس رحیم وکریم کا یہ بڑا فضل ہوا کہ جن پیشین گوئیوں کو انہوں نے اپنا نہایت عظیم الشان نشان قرار دیا تھا، وہ غلط ثابت ہوئیں۔

پہلی پیشین گوئی چونکہ مرزا قادیانی کی زندگی ہی میں جھوٹی ثابت ہوئی تھی،اس لئے خود مرزا قادیانی نے الزام سے بچنے کے لئے خوب زور تحریر دکھایا جس کا حاصل یہ ہے کہ احمد بیگ کے مر جانے سے اس کے تمام گھر پر بہت کچھ خوف طاری ہوا اور گریہ زاری اور عبادت الٰہی میں لگ گئے۔انہیں میں اس کا داماد بھی تھا۔ چونکہ اس کے لئے خاص پیشین گوئی کی تھی،اس لئے طبعی طور سے وہ نہایت خائف رہا۔اور وعید کی پیشین گوئی گریہ وزاری سے ٹل جاتی ہے۔اس لئے ڈھائی برس کے اندر نہ مرا۔مگر جس طرح کا زور شور مرزا قادیانی نے اس پیشین گوئی کے ٹل جانے میں کیا ہے،اسے حق پسند حضرات بناوٹ کہے بغیر نہیں رہ سکتے۔

اس کا پہلا جواب تو یہ ہے کہ مرزا احمد بیگ کا داماد (سلطان محمد) اگر مرزا غلام احمد قادیانی کی پیشین گوئی سے اس قدر خائف اور پریشان ہو گیا تھا جیسا کہ مرزا قادیانی لکھا ہے تو اقتضائے طبعی یہ تھا کہ وہ مرزا قادیانی کا معتقد ہوتا،اور ان کے پاس آکر مرید ہو جاتا۔مگر مرید ہونا تو کیا معنی،اس کے اور اس کے گروہ کی نسبت خود مرزا قادیانی انجام آتھم صفحہ ۲۲۴ میں لکھتے ہیں:

انهم مالوا الى سيرتهم الاولى و قست قلوبهم و عادوا الى التكذيب و الطغوى

یعنی جو لوگ منکوحہ آسمانی کے نکاح کے ہارج ہوتے تھے اور مخالفت کی تھی احمد بیگ کے مرنے سے دن گئے تھے مگر پھر انہوں نے سرکشی شروع کی اور مرزا قادیانی کو جھوٹا کہنے لگے۔

اور نہایت ظاہر ہے کہ اگر وہ مخالف اور سرکش نہ تھا تو مرزا قادیانی اسے آخر عمر تک کیوں کہتے رہے کہ یہ میرے روبرو مرے گا اور یہ ضرور مرے گا۔ مرزا قادیانی نے اس پر بھی قسم کھائی ہے۔ اس کی تفصیل مع حوالہ تنزیہہ ربانی میں دیکھنا چاہیے۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ فطرتی بات ہے کہ انسان کو اپنی زندگی نہایت پیاری ہوتی ہے اگر وہ پیشینگوئی سے خائف ہو گیا تھا (چنانچہ انجام آتھم ص ۲۲۰۔۲۲۱ میں لکھتے ہیں: و نزدیک بود کہ جان او بعد از شنیدن ایں حادثہ بر آید و بر جان خود بہ ترسید و نکاح را آفتی از آفات آسمانی انگاشت۔

اگر یہ بات سچی ہوتی تو وہ ضرور ایمان لے آتا یا بیوی کو طلاق دے دیتا۔ اب مرزا قادیانی کے صاحبزادہ نے ایک خط مشتہر کیا ہے اور اس سے لکھوایا ہے کہ میں (یعنی سلطان محمد) مرزا قادیانی کے مخالف کبھی نہیں تھا۔ البتہ ایسے اسباب ہوئے کہ ملاقات نہ کر سکا۔

یہ خط محض جعلی ہے۔ یعنی یا تو اسے کچھ دے کر یا خوش آمد کر کے لکھوالیا ہے کیونکہ یہ مضمون تو مرزا قادیانی کے صریح اقوال کے خلاف ہے) اور کسی وجہ سے ان پر ایمان لانے سے بھی اسے انکار تھا تو بالضرور اپنی بیوی کو طلاق دے کر علیحدہ کر دیتا کیونکہ اس کی موت کی پیشین گوئی اس لئے تھی کہ اس کی بیوی مرزا قادیانی کے نکاح میں نہیں آ سکتی تھی۔ مگر یہ بھی اس نے نہیں کیا۔ اس لئے نہائت ضرور ہے کہ وہ ہرگز ایسا خائف نہ تھا جیسا کہ مرزا قادیانی لکھ رہے ہیں۔ تجربہ اس کی کامل شہادت دیتا ہے کہ جس طرح موت کے خوف دلانے یا کسی بزرگ وعزیز کے مر جانے سے بعض نہایت خائف اور غم گین ہو جاتے ہیں، اسی طرح بعض ایسے سخت یا کامل ایمان ہوتے ہیں کہ وہ کسی کی پیشین گوئی یا دھمکی سے ذرا نہیں ڈرتے ، اور جسے انہوں نے جیسا سمجھ لیا ہے اس پر قائم رہتے ہیں۔ وہ یہ بھی یقین کرتے ہیں کہ موت وحیات کے لئے ایک وقت مقرر ہے، اس سے کم وبیش نہیں ہوتا۔ اب اگر رمل یا نجوم کے ذریعہ سے کوئی کسی کی مدت عمر معلوم کر کے پیشین گوئی کر دے، تو نبی یا مقدس یا پارسا نہیں ہو سکتا۔ اس سے ڈرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ اب کون ہے جو اس سچی اور واقعی بات کو غلط بتائے اور مرزا غلام احمد قادیانی کی صداقت ثابت کرے؟

تیسرا جواب یہ ہے کہ یہ دعوی تو نص قطعی سے ثابت ہے کہ سچے رسول کی کوئی پیشین گوئی جھوٹی نہیں ہو سکتی اور مرزا قادیانی کا یہ دعوی کہ صرف گریہ وزاری سے وعید کی پیشین گوئی ٹل جاتی ہے، ایمان لانے کی

ضرورت نہیں ہے، کسی آیت یا حدیث سے ثابت نہیں ہے۔ بلکہ نصوص مذکورہ اور اس حدیث بخاری کے بالکل مخالف ہے جس میں مذکور ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے امیہ بن خلف کے مارے جانے کی پیشین گوئی فرمائی تھی اور اس کی وجہ سے وہ نہائت ہی خائف تھا۔ اس کا یہ خوف اور ترس کچھ کام نہ آیا اور پیشین گوئی کے مطابق وہ مارا گیا۔ یہ حدیث بخاری جلد ۲ صفحہ ۵۶۳، اور اس سے قبل ساتویں آیت کے بیان میں اس حدیث کا حاصل حاشیہ میں بیان کیا گیا ہے۔ تنزیہہ ربانی میں بھی اس کا ذکر ہے۔ غرضیکہ اس پیشین گوئی کے غلط ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہوسکتا۔

مرزا قادیانی کا پہلا جھوٹ:

مرزا قادیانی نے نہایت بے باکی سے لکھا ہے کہ قرآن مجید اور توریت کی رو سے امر بتواتر ثابت ہے کہ وعید کی میعاد توبہ (توبہ کے یہ معنی نہ خیال کئے جائیں کہ پہلے انکار سے باز آ کر ایمان لے آئے کیونکہ جس کی نسبت یہ کہا گیا ہے وہ کسی وقت انکار سے باز نہیں آیا۔ محمد علی) اور خوف سے ٹل سکتی ہے (انجام آتھم۔ ص ۲۹)

مگر یہ محض غلط دعوی ہے البتہ اس کے ثبوت میں حضرت یونس کی پیشین گوئی بار بار نقل کی گئی ہے۔

مرزا قادیانی کا دوسرا جھوٹ:

انہوں نے پیشین گوئی کی تھی مگر قوم کی گریہ وزاری سے ان کا عذاب ٹل گیا (انجام آتھم۔ ص ۳۰ حاشیہ)

مگر یہ محض دھوکہ یا ناواقفی ہے۔ قرآن کی کسی آیت یا کسی حدیث سے ثابت نہیں ہوسکتا کہ حضرت یونسؑ نے یہ پیشین گوئی کی تھی کہ یہ قوم چالیس روز تک ہلاک ہو جائے گی۔ جس طرح مرزا قادیانی نے اڑھائی برس کے اندر صاف طور سے اس کے مر جانے کی پیشین گوئی کی تھی اور وہ پوری نہ ہوئی۔ پھر اس کی نظر میں حضرت یونس کی پیش گوئی کو پیش کرنا محض غلط ہے۔

چونکہ یہ پیشین گوئی مرزا قادیانی کے نہایت عظیم الشان نشان کا بڑا جز تھا اس لئے اس کے لئے پھر پیشین گوئی کی، اور اس کے مرنے کی کوئی میعاد مقرر نہیں کی۔ البتہ اس قدر دھمکی دی کہ اگر تم میعاد مقرر کرانا چاہتے ہو تو سلطان محمد سے اشتہار دلواؤ۔ مگر اس قسم کی باتیں ان کے کذب اور بناوٹ کو ظاہر کرتی ہیں۔ اگر کچھ

بھی عقل وانصاف کو دخل دیا جائے تو بخوبی ظاہر ہو جاتا ہے کہ یہ کہنا ان کی معمولی بناوٹ اور مخالفوں کے اعتراض کو اعتراض سے ہٹا کر دوسری طرف مشغول کرنا تھا کیونکہ وہ لوگ تو پہلے ہی سے کاذب سمجھتے تھے۔

اس پیشین گوئی کے جھوٹا ہونے سے انہیں اور زیادہ وثوق ہو گیا اور ان کی جماعت کو دیکھا کہ وہ اس کذب کی پیروی سے باز نہیں آتے۔ مرزا قادیانی کیسی ہی غلط اور بے ہودہ بات بنا کر کہہ دیتے ہیں وہ اسے وحی الٰہی سمجھتے ہیں۔ پھر اشتہار دلوانا بے کار صرف کرانا اور جھگڑے میں پڑنا ہے۔ اس کے علاوہ خود تو وہ جاہل وہ کیا اشتہار دیتا اور پھر اس قدر دینی جوش کہاں کہ ایک دینی بات کے اظہار میں کچھ صرف کیا جائے یا محبت کر کے اس کو اعلان دیا جائے۔

دوسری پیشین گوئی۔

یہ تو ظاہر ہے کہ آئندہ کسی چیز کے ہونے یا نہ ہونے کی خبر دینے کو پیشین گوئی کہتے ہیں۔ اس خبر دینے کے متعدد طریقے ہیں۔ مثلاً معمولی طور سے خبر دی کہ فلاں بات ہو گی یا مخاطب کو کامل متوجہ کر کے تاکید کے ساتھ کہے کہ یہ بات ضرور ہو گی، اور تاکید اور مخاطب کے یقین دلانے کے بھی اقسام اور درجات ہیں۔ مرزا قادیانی نے اس پیشین گوئی کے وقوع میں آنے کا اس زور کے ساتھ متعدد طور سے یقین دلایا ہے کہ اس سے زیادہ اعتماد اور وثوق ظاہر کرنا اور دوسرے کو یقین دلانا ہو نہیں سکتا۔ پھر ایک دو مرتبہ نہیں متعدد مرتبہ اور مختلف طور سے۔ چند مرتبہ کے الفاظ لکھے جاتے ہیں:

۱۔ نفس پیشین گوئی داماد احمد بیگ کی تقدیر مبرم ہے اس کی انتظار کرو اور اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیشین گوئی پوری نہیں ہو گی اور میری موت آ جائے گی اور اگر میں سچا ہوں تو خدا تعالیٰ ضرور اس کو بھی ایسا ہی پورا کرے گا جیسا کہ احمد بیگ اور آتھم کی پیشین گوئی پوری ہو گئی۔ (حاشیہ انجام آتھم ص ۳۱)

اس عبارت پر اچھی طرح نظر کی جائے۔ اس میں صرف مرنے کی خبر ہی نہیں دی بلکہ کئی طریقوں سے اس کے وقوع میں آنے کا یقین دلایا ہے (اس قول کو پیش نظر رکھ کر میاں محمود کے اس اشتہار کو دیکھا جائے جو انہوں نے ان دنوں طبع کیا ہے اور احمد بیگ کے داماد کا معتقد ہونا ظاہر کیا ہے جب وہ مرزا قادیانی کا معتقد تھا تو پھر مرزا قادیانی خواہ مخواہ اسے کیوں برابر کوستے رہے اور نہایت زور کے ساتھ اس کے مرنے کی پیشین گوئی کرتے رہے)

ایک یہ کہ دو واقعوں کی نظیر دے کر یہ کہا کہ جس طرح یہ واقعات میری زندگی میں ہوئے اسی طرح اس کی موت بھی میری زندگی میں ہوگی۔

دوسرے اس نے نہایت تاکید سے کہا کہ خدا تعالیٰ ضرور ایسا ہی کرے گا۔

تیسرے انتہاء درجہ کا یقین اس طرح دلایا کہ اگر وہ میری زندگی میں نہ مرے تو میں جھوٹا ہوں۔اب نہایت ظاہر ہے کہ اگر وہ کسی وجہ سے مرزا قادیانی کی زندگی میں کسی وجہ سے نہ مرا اور مرزا قادیانی ہی اس کے سامنے مر گئے تو کیا وجہ ہوسکتی ہے کہ مرزا قادیانی اپنے اقرار کے بموجب جھوٹے نہ ٹھہریں؟ یہاں عذاب کی پیشین گوئی کے لئے ٹلنے اور نہ ٹلنے کو کچھ دخل نہیں ہے یہاں صرف مرزا قادیانی کے پختہ اقرار سے بحث ہے۔ سچے نبی اور مقرب خدا کے ایسے پختہ اقرار جس کے پورا نہ ہونے پر وہ اپنے قول سے جھوٹا ٹھہرے کبھی غلط نہیں ہوسکتے برادران اسلام اس میں غور کریں۔

چوتھے، یہ کہ جس طرح اس کے مرنے پیشین گوئی کرتے ہیں اسی طرح اس کی بھی خبر دیتے ہیں کہ میری زندگی میں اس کا مرنا خدائے تعالیٰ کے علم ازلی میں قرار پا چکا ہے اس کے وقوع میں آنے کے لئے کوئی قید اور شرط نہیں ہوسکتی کیونکہ اپنے سامنے اس کے مرنے کو تقدیر مبرم کہتے ہیں اور تقدیر مبرم اسی کو کہتے ہیں جس کا ہونا یقینی طور سے علم الٰہی میں قرار پا چکا ہو۔اس کے خلاف ہرگز نہیں ہوسکتا اگر کسی وجہ سے اس کے خلاف ظہور میں آئے تو خدا تعالیٰ کا علم ناقص قرار پائے۔نعوذ باللہ

انبیاء کو تقدیر مبرم کا علم بغیر وحی یا قطعی الہام کے نہیں ہوسکتا۔اب جس بات کو مرزا قادیانی نے تقدیر مبرم کہا تھا اس کا ظہور نہ ہوا، اس لئے ضرور ہے کہ یا تو مرزا قادیانی کو مفتری کہا جائے یا یہ کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ (نعوذ باللہ) عالم الغیب نہیں ہے۔

اب ناظرین نے معلوم کیا ہوگا کہ اس پیشین گوئی کے دو حصے ہیں۔ایک یہ کہ احمد بیگ کے داماد کے مرنے کی خبر دی گئی کہ وہ مرزا قادیانی کی زندگی میں مرے گا۔دوسرا حصہ یہ ہے کہ اس خبر کے وقوع میں آنے کا اس طریقے سے یقین دلایا ہے کہ اگر اس کا ظہور نہ ہوا تو مرزا قادیانی اپنے اقرار سے کاذب ٹھہریں اور جب اس کا ظہور نہ ہوا تو وہ کاذب ٹھہرے، اس کا کوئی جواب نہیں ہوسکتا۔

۲۔ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۵۴ میں مرزا صاحب لکھتے ہیں:

یادرکھو کہ اس پیشین گوئی کی دوسری جزء پوری نہ ہوئی (یعنی احمد بیگ کا داماد میرے سامنے نہ مرا) تو میں ہرایک بد سے بدتر ٹھہروں گا۔اے احمقو! یہ انسانی افترا نہیں یقیناً سمجھو کہ خدا کا وعدہ سچا ہے۔وہی خدا جس کی باتیں نہیں ٹلتیں۔،

اس عبارت میں بھی مرزا قادیانی کئی باتیں کہتے ہیں۔اول،اپنے سامنے اس کے مرنے کی خبر دیتے ہیں۔دوم، یہ کہ یقینی طور سے اسے خدا کا سچا وعدہ کہتے ہیں، وعید نہیں کہتے۔سوم، یہ کہ اس خبر کے سچے ہونے کا یقین اس طرح دلاتے ہیں کہ اگر احمد بیگ کا داماد میرے سامنے نہ مرے تو میں ہر ایک بد سے بدتر ٹھہروں گا۔

نہایت ظاہر ہے کہ اگر اس پیشین گوئی کے لئے کوئی شرط ہوتی تو ہرگز یہ نہ کہتے کہ اگر اس کا ظہور نہ ہو تو میں ہر ایک بد سے بدتر ٹھہروں گا۔

چہارم یہ کہ اس پیشین گوئی کا ظہور خدا تعالی کی ان باتوں میں ہے جو نہیں ٹلتیں۔یہ جملہ بھی صفائی سے کہہ رہا ہے کہ اس پیشین گوئی کے لئے کوئی شرط نہیں ہے۔

غرضیکہ اس قول سے بھی ظاہر ہوا کہ اس پیشین گوئی کے دو حصے ہیں۔ایک یہ کہ سلطان محمد کی موت کی خبر دینا، دوسرے اس کا یقین دلانا کہ اگر یہ خبر صحیح نہ ہوتو میں ہر بد سے بدتر ٹھہروں گا۔یہ خدا کا سچا وعدہ ہے ٹل نہیں سکتا۔

ان دونوں قولوں کے سوااور بھی اقوال ہیں جن کو میں نے آسمانی فیصلہ حصہ دوم اور تنزیہہ ربانی میں نقل کیا ہے۔ان میں مرزا قادیانی نے اس کے مرجانے کو اپنی صداقت کا معیار اور نہ مرنے کو اپنے کذب کا معیار بتایا ہے۔اس پر خدا کی قسم کھائی ہے۔الغرض اس پیشین گوئی کا دوسرا حصہ (یہ خوب مدنظر رہے کہ اس پیشین گوئی کے دوسرے حصہ میں یہ پانچ باتیں ہیں جن پر میں نے نمبر دے دیا ہے ان میں غور کرنے سے مرزا قادیانی کی نسبت کامل فیصلہ ہوجاتا ہے۔اس کی تفصیل آئندہ ملاحظہ کیجئے) یعنی اس کی موت کو، ۱۔تقدیر مبرم کہنا۔۲۔اسے اپنی صداقت کا معیار بتانا۔۳۔اس پر قسم کھانا،اور ۴۔پھر اس پر برسوں اصرار کرنا۔۵۔اور اس مدت مدید میں خدا تعالی کی طرف سے کسی وقت اس خیال کی غلطی پر اطلاع نہ ہونا متعدد طریقوں سے شہادت دیتا ہے کہ مرزا قادیانی خدا تعالی کے فرستادہ بلکہ

برگزیدہ خدا بھی نہ تھے۔

اس وقت تک اس پہلو پر کسی نے نظر نہیں کی اور نہ اس کا کوئی جواب دیا۔ سرف پہلے حصہ پر نظر کی گئی ہے یعنی یہ کہ احمد بیگ کا داماد میرے سامنے مرے گا، اس لحاظ سے یہ ایک وعید کی پیشین گوئی ہے۔ البتہ مرزا قادیانی نے ضمیمہ انجام آتھم میں اسے خدا کا سچا وعدہ کہا ہے۔ یہ قول بھی صحیح ہے کیونکہ یہ پیشین گوئی سلطان محمد کے لئے وعید ہے اور مرزا قادیانی کے لئے وعدہ ہے۔ اگر اس پیشین گوئی کا ظہور ہو جاتا تو مرزا قادیانی کی صداقت پر لوگ ٹوٹ پڑتے اور بہت لوگ ماننے لگتے۔ الغرض اس پیشین گوئی میں وعدہ اور وعید دونوں ہیں۔ اگر طالبین حق اس پیشین گوئی کے دونوں حصوں پر علیحدہ علیحدہ نظر کر کے اس کے نتیجہ پر غور کریں گے تو بالیقین معلوم کر لیں گے کہ اس کے دونوں حصے مرزا قادیانی کے کذب کو متعدد طریقوں سے ثابت کرتے ہیں اور اس وقت تک جو ان کے متبعین نے یا خود انہوں نے اس پیشین گوئی کی نسبت کہا ہے وہ صرف پہلے حصہ کی نظر سے کہا ہے یعنی یہ ایک وعید کی پیشین گوئی ہے دوسرے حصہ کی طرف سے بالکل خاموشی ہے وہاں چوں و چرا کی مجال ہی نہیں ہے۔ اپنے دل میں سمجھے ہوں گے کہ اس حصہ کا کوئی جواب نہیں ہو سکتا۔ اب ان طریقوں پر نظر کیجئے پھر آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ جس حصہ کا جواب دیا گیا ہے وہ بھی بالکل غلط اور چند جھوٹے دعووں اور غلط فہمیوں کا مجموعہ ہے۔

پہلا طریقہ: جن کے قلوب نور اسلام سے منور ہیں وہ قرآن پاک کی ان آیتوں کو ملاحظہ کریں جن کے اوپر نقل ہو چکے ہیں اور جن سے آفتاب کی طرح روشن ہے کہ خدا تعالی کے وعدے اور وعید میں تخلف نہیں ہو سکتا اور خصوصاً جو وعدہ یا وعید خاص مدعی رسالت سے کی جائے۔ جب مرزا قادیانی کی یہ پیشین گوئی پوری نہ ہوئی اور نہایت پختہ وعید خداوندی کا کچھ ظہور نہ ہوا تو آیات قرآنیہ سے روشن ہو گیا کہ مرزا قادیانی اپنے دعوی میں سچے نہ تھے ورنہ ان کی پیشین گوئی ضرور پوری ہوتی۔ یہ کہنا کہ عذاب کی پیشین گوئی کا ٹل جانا اللہ کی سنت مستمرہ محض غلط اور نصوص قطعیہ کے خلاف ہے، بلکہ خود مرزا قادیانی کے متعدد اقوال کے خلاف ہے۔

پہلا قول: احمد بیگ کا ذکر کر کے لکھتے ہیں کہ:

اس کا داماد تمام کنبہ کے خوف کی وجہ سے اور ان کے توبہ اور رجوع کے باعث فوت نہ ہوا مگر یاد رکھو

کہ خدا کے فرمودہ میں تخلف نہیں اور انجام کا روہی ہے جو ہم کئی مرتبہ لکھ چکے ہیں۔

(ضمیمہ انجام آتھم۔خزائن ج ۱۱ص ۲۹۷)

ذرا آنکھ کھول کر ملاحظہ کیا جائے کہ مرزا احمد بیگ کے داماد (سلطان محمد) کی وعید نسبت کہہ رہے ہیں کہ خدا کے فرمودہ میں تخلف نہیں۔اس کے مرنے کی نسبت جو کئی مرتبہ کہا گیا ہے وہی ہوگا یعنی احمد بیگ کا داماد میرے روبرو مرے گا۔

دوسرا قول:اسی احمد بیگ کے داماد کے مرنے کی نسبت پھر لکھتے ہیں کہ:

یقیناً سمجھو کہ یہ خدا کا سچا وعدہ ہے وہی خدا جس کی باتیں نہیں ٹلتیں۔ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۴)

یہاں بھی خدا کی تمام باتوں کی نسبت لکھتے ہیں کہ نہیں ٹلتیں۔یہ بعینہ ترجمہ لا تبدیل لکلمات اللہ کا ہے اور پھر خاص اس وعید کی پیشین گوئی کو انہیں باتوں میں بتاتے ہیں جو نہیں ٹلتیں۔

اب اگر نصوص قرآنیہ کے خلاف اور خود اپنے متعدد اقوال کے مخالف مضطر ہو کر مرزا غلام احمد قادیانی کسی جگہ یہ لکھیں:

مرزا قادیانی کا تیسرا اور چوتھا جھوٹ:

کیسے نادان وہ لوگ ہیں جن کا یہ مذہب ہے کہ خدا اپنے ارادوں کو بدلا نہیں سکتا اور وعید یعنی عذاب کی پیشین گوئی کو ٹال نہیں سکتا مگر ہمارا یہ مذہب ہے کہ وہ ٹال سکتا ہے اور ہمیشہ ٹالتا رہا ہے اور ہمیشہ ٹالتا رہے گا (تتمہ حقیقۃ الوحی۔ص ۱۳۳ قادیانی خزائن ج ۲۲ص ۵۷۱)

پھر مرزا صاحب قادیانی نے اسی کتاب تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۳ پر وعید کی پیشین گوئیوں کو ٹال دینا سنت اللہ کہا۔،اس میں مرزا قادیانی کے دو جھوٹ ہوئے:۱۔خدا ٹالتا رہا،۔۲۔ٹالتا رہے گا،

اور اسے سنت اللہ قرار دینا۔ بناء الفاسد علی الفاسد

مرزا قادیانی کا پانچواں جھوٹ:

یا یہ کہہ دیں کہ وعید کی پیشین گوئی کے ٹل جانے کے بارے میں تمام نبی متفق ہیں

مگر ذی علم مسلمان اسے مان نہیں سکتا کیونکہ یہ دونوں باتیں محض غلط اور اللہ تعالی پر اور اس کے تمام رسولوں پر اتہام ہے اور اس پیشین گوئی کو شرطی کہنا بھی غلط ہے اس کی تفصیل آئندہ آئے گی۔ اس طرح یہ کہنا بھی غلط ہے کہ اس سے کنبہ کی ہدایت مقصود تھی وہ حاصل ہوگئی۔

مرزا قادیانی کا چھٹا جھوٹ:

اور ان کا سرگروہ بانی فساد ایمان لے آیا۔

کیونکہ نہ کوئی بانی فساد ایمان لایا، نہ انبیاء کی ہدایت کا طریقہ ایسا ہوسکتا ہے جس میں خدا قدوس کے وعدہ یا وعید میں تخلف لازم آئے۔ نبی کے ایک وعدہ یا وعید میں تخلف آنے سے اس کے تمام وعدہ اور وعیدوں میں زلزلہ پڑ جائے گا اور اس کے کسی قول پر اعتبار نہ رہے گا۔ اس کے علاوہ مرزا قادیانی نے تو مانعین نکاح کا ہلاک کرنا مقصود خداوندی بیان کیا ہے اب ان کے پیرو اسے غلط ٹھہرانا چاہتے ہیں۔

مرزا قادیانی انجام آتھم صفحہ ۲۱۶ میں لکھتے ہیں:

یـردّ بنت احمد الیّ بعد اھلاک المانعین وکان اصل المقصود الاھلاک۔
یعنی بعد ہلاک کرنے مانعین نکاح کے احمد بیگ کی لڑکی لوٹ کر میرے پاس آئے گی اور اصل مقصود ان کا ہلاک کرنا ہے۔

یہاں تو مرزا قادیانی صاف کہہ رہے ہیں کہ مقصود اصلی تو ہلاک کرنا ہے۔ پھر اس کے صریح خلاف بناوٹ سے کیونکر جواب ہوسکتا ہے۔ اب اگر مانعین نکاح کی ہلاکت ظہور میں نہ آئی، تو خدا تعالی کا عاجز ہونا لازم آئے گا کیونکہ جو اس کا اصل مقصود تھا وہ حاصل نہ ہوا۔

طالبین حق مرزا قادیانی کے ان اقوال کا ملاحظہ کریں اور میاں محمود کے اس خط کو دیکھیں جو انہوں نے اس پیشین گوئی کے جواب میں شائع کیا ہے اور اس کی صداقت کا اندازہ کریں۔ الحمدللہ ہمیں اس کی تحقیق اور تفتیش کی ضرورت نہیں ہے۔ مرزا قادیانی کے اقوال ہی اسے محض غلط اور بناوٹ کہہ رہے ہیں۔ مرزا قادیانی کی تحریر میں یہ کمال ہے کہ انہیں کی تحریر سے ان کا ردّ ہو جاتا ہے۔ یہ تو پیشین گوئی کے پہلے حصے کا نتیجہ تھا اب

دوسرے حصہ کے طرق واضحہ کو ملاحظہ کیجئے۔

دوسرا طریقہ:

مرزا قادیانی اس کے مرنے کو تقدیر مبرم کہتے ہیں اور اس پر اس قدر وثوق ہے کہ پہلے اسے زبان اردو میں لکھا پھر انجام آتھم کے صفحہ ۲۲۳ میں عربی و فارسی میں بیان کیا ہے اور بار بار تقدیر مبرم کہا یعنی اس کا وقوع میں آنا علم الٰہی میں قرار پاچکا ہے اس کے لئے نہ کوئی شرط ہوسکتی ہے نہ وہ کسی وجہ سے ٹل سکتا ہے۔ اگر کسی وجہ سے اس کا ظہور نہ ہوتو خدا تعالی کا جہل لازم لازم آئے۔ یعنی اللہ تعالی کے علم میں تو یہ تھا کہ یہ کام ہوگا مگر نہ ہوا۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ اللہ تعالی کا علم غلط نکلا۔ وہ علام الغیوب واقعی حالت سے واقف نہ تھا۔ نعوذ باللہ۔

اس پر خوب نظر رہے کہ مرزا قادیانی اپنے آپ کو ان انبیاء میں بتاتے ہیں جن پر بارش کی طرح وحی نازل ہوتی ہے اور حضرت عیسی سے (جو بڑے شان کے مستقل نبی ہیں) ہر شان میں اپنے آپ کو بڑھ کر کہتے ہیں تو ان کے وحی الہام میں غلطی نہیں ہوسکتی۔ انبیاء اس سے معصوم ہیں۔ مرزا قادیانی جب اس کے مرنے کو تقدیر مبرم کہتے ہیں تو اس کے مدعی ہیں کہ اللہ تعالی نے مجھے اپنے علم سے اطلاع دی ہے کہ احمد بیگ کے داماد کا میرے روبرو مرنا اللہ تعالی کے علم میں قرار پاچکا ہے، اس کا ظہور میں آنا ضروری ہے (انجام آتھم ص ۳۱ حاشیہ) کے جملے اس مدعا کی صاف شہادت دیتے ہیں۔ جب ظاہر ہوگیا کہ احمد بیگ کا داماد مرزا قادیانی کے سامنے نہ مرا بلکہ مرزا قادیانی اس کے سامنے مرگئے، تو معلوم ہوا کہ اپنے سامنے مرنے کو تقدیر مبرم کہنا محض غلط تھا جس سے اس قدوس پر سخت الزام آتا ہے۔

یہاں مرزا قادیانی اپنے قول سے مفتری ٹھہرتے ہیں اور مفتری علی اللہ نبی یا کوئی مقدس نہیں ہوسکتا۔ اگر یہاں مرزا قادیانی کی سمجھ کی غلطی مان کر انہیں افتراء کے الزام سے بچایا جائے تو پھر نبی کے قول کی کوئی وقعت نہیں ہوسکتی کیونکہ جب اس کا ایسا پختہ قول جس کو اس نے اپنی صداقت کا معیار بتایا اور برسوں اس پر قائم رہا اور خدا کی طرف سے اسے متنبہ نہ کیا گیا، پھر جس الہام سے اس نے اپنے آپ کو مہدی موعود یا رسول سمجھ لیا، اس پر کیونکر اعتبار ہوسکتا ہے۔ کیا وجہ ہے کہ اس الہام کے سمجھنے میں اسے غلطی سے معصوم سمجھ لیا جائے۔ کسی نبی

کی ایسی غلط فہمی ثابت نہیں ہوسکتی کہ اس نے الہام کو غلط سمجھ کر برسوں اس کو مشتہر کرتا رہا ہو (جماعت مرزائیہ جب ان پیشین گوئیوں کی صداقت ثابت کرنے سے عاجز ہوگئی تو اب کہنا شروع کیا ہے کہ یہ پیشین گوئیاں صرف ان کی ہدایت کے لئے تھیں۔ مگر یہ تو فرمایئے کہ خدا کے رسولوں کی ہدایت اس طرح ہوا کرتی ہے کہ خواہ مخواہ ایسی پیشین گوئیاں کریں جس سے وہ خود جھوٹے ٹھہریں اور خدائے قدوس پر جھوٹ اور تخلف وعدہ کا الزام آئے۔ ذرا خدا سے ڈر کر اور ہوش سنبھال کر بات کہو) اور اپنی صداقت کا معیار اسے قرار دیا ہو اور انجام میں اس کی غلط فہمی ثابت ہوئی ہو۔ اگر ایسا ہو تو نبی کے کسی کلام پر اعتبار نہیں ہوسکتا۔

تیسرا طریقہ:

انجام آتھم (ص ۳۱) میں یہ الفاظ بھی ہیں:

اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیشین گوئی پوری نہ ہوگی اور میری موت آجائے گی اور اگر میں سچا ہوں تو خدا تعالیٰ ضرور اس کو بھی ایسا ہی پورا کرے گا جیسا کہ احمد بیگ اور آتھم کی پیشین گوئی پوری ہوئی۔

اس کلام میں مرزا قادیانی نہایت صاف طور سے اپنے جھوٹے اور سچے ہونے کا معیار بتاتے ہیں جھوٹے ہونے کا معیار یہ کہتے ہیں کہ داماد احمد بیگ کی پیشین گوئی میری زندگی میں پوری نہ ہو، اور اس سے پہلے میں مرجاؤں۔ اور سچے ہونے کا معیار اسے بتاتے ہیں کہ یہ پیشین گوئی اسی طرح پوری ہوگی جس طرح احمد بیگ اور آتھم کی پوری ہوئی۔ یعنی جس طرح یہ دونوں مرزا غلام احمد قادیانی کے روبرو مرگئے۔ یہ بھی اسی طرح مرجائے گا۔

یہ دونوں معیاریں مرزا قادیانی نے اپنے قلم سے لکھی تھیں۔ ان دونوں معیاروں کے بموجب وہ کاذب ٹھہرے کیونکہ احمد بیگ کا داماد مرزا قادیانی کے سامنے نہ مرا، بلکہ مرزا قادیانی ہی اس کے سامنے مرگئے۔ اس لئے جو سچے ہونے کی معیار بیان کی تھی وہ ان میں نہیں پائی گئی اور جو معیار جھوٹے ہونے کی بیان کی تھی وہ پائی گئی۔ اس وجہ سے مرزا قادیانی اپنے مقرر کردہ معیاروں کے بموجب کاذب ٹھہرے۔

وعید کی پیشین گوئی کا ٹل جانا یا نہ ٹلنا اور بات ہے۔ یہاں ان کا صریح اقرار انہیں کاذب ثابت کررہا ہے، اور اس اقرار کو ان کی انسانی غلطی بتا کر ان کی صداقت کو قائم رکھنا غیر ممکن ہے۔ کیونکہ اول تو یہ دونوں جملے پہلے جملے کی شرح ہیں۔ یعنی داماد احمد بیگ کی پیشین گوئی کو مرزا قادیانی تقدیر مبرم لکھ چکے ہیں اب اس کی شرح

اس طرح بیان کرتے ہیں کہ علم الٰہی میں یہ قرار پا چکا ہے کہ جس طرح احمد بیگ اور آتھم میرے روبرو مر گیا، یہ بھی اسی طرح مرے گا۔

یہاں تو بی تو بی کی شرط بھی بے کار ہے کیونکہ جب اس کا مرنا علم الٰہی میں ٹھہر چکا ہے تو کسی شرط وغیرہ سے بدل نہیں سکتا۔ البتہ اگر ان کے تقدیر مبرم کہنے کو غلط کہا جائے اور انہیں مفتری مان لیا جائے تو وہی نتیجہ ہوگا جو دوسری وجہ کا ہوا۔ اس کے علاوہ نہایت صاف بات ہے کہ جسے خدا تعالی اپنا رسول بنا کر بھیجے جس کو خصوصیت کے ساتھ صدیق کا خطاب دے وہ تمام خلق کے روبرو ایسی غلطی کرے جس کی وجہ سے وہ اپنے اقرار کے بموجب کاذب ٹھہرے اسے خدا فوراً مطلع نہ کرے۔ یہ غیر ممکن ہے۔ جب مدعی نبوت نے ایسی بھاری غلطی کی اور اس پر آگاہ نہ کیا گیا تو بالیقین معلوم ہوا کہ خدا کا رسول یہ ہرگز نہ تھا۔ خلق کی ہدایت کے لئے خدا نے اسے نہیں بھیجا، ورنہ وہ اس غلطی پر ضرور آگاہ کرتا۔ بلکہ اس کی زبان سے یہ الفاظ ہی نہ نکلتے۔ رسول اللہ ﷺ نے یا کسی نے کسی پیشین گوئی کی نسبت ایسا نہیں کہا کہ اس کا ظہور نہ ہو تو میں جھوٹا ہوں۔ یہ طرز روش انبیاء کرام کی نہیں ہے۔

چوتھا طریقہ:

ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۵۴ میں اس پیشین گوئی کی نسبت مرزا صاحب قادیانی نے نہایت زور کے ساتھ یہ لکھا ہے کہ: یقیناً سمجھو کہ یہ خدا کا سچا وعدہ ہے وہی خدا جس کی باتیں نہیں ٹلتیں۔،

عنقریب یہاں بیان ہو گیا ہے کہ اس پیشین گوئی کے دو پہلو ہیں۔ ایک پہلو کے لحاظ سے وعید ہے اور دوسرے پہلو سے وعدہ ہے۔ اب مرزا قادیانی اسے خدا کا وعدہ قرار دے کر اس کے ظہور کا یقین دلاتے ہیں کہ یہ وعدہ اس ذات مقدس ومتین کا ہے جس کی کوئی بات نہیں ٹلتی، خواہ وعدہ ہو یا وعید ہو، مرزا قادیانی کی اس عبارت کا تو مطلب یہی ہے جو اوپر بیان کیا گیا، مگر چونکہ ان کے کلام میں تعارض اور اختلاف بہت ہے اس لئے یہ بھی انہوں نے لکھا ہے کہ وعید کی پیشین گوئی کا ٹل جانا سنت اللہ ہے۔ اس لئے میں کہتا ہوں کہ اس اختلاف سے قطع نظر ضمیمہ کی یہ عبارت اگر مرزا قادیانی نے ہوش وحواس میں لکھی ہے، یہ جملہ نہایت صفائی سے

کہہ رہا ہے کہ یہ پیشین گوئی ان میں نہیں ہے جو کسی وجہ سے ٹل جاتی ہیں بلکہ یہ سچا وعدہ خداوندی ہے اور خدا کی ان باتوں میں ہے جو نہیں ٹلتیں۔ اب یہاں خلف فی الوعید کو دخل دینا اور خدا کی نسبت یہ بتانا کہ عذاب کی پیشین گوئی ٹل جاتی ہے کس قدر دھوکا ہے۔

بھائیو! یہاں تو صاف مرزا قادیانی یہ کہتے ہیں کہ یہ پیشین گوئی خدا کی ان باتوں میں ہے جو نہیں ٹلتیں۔ یہ خدا کا سچا وعدہ ہے یہ ضرور پورا ہوگا۔ جب اس کے کہنے کے بعد بھی وہ وعدہ پورا نہ ہوا تو یقیناً مرزا قادیانی اپنے اقرار سے کاذب ثابت ہوئے اور ہر بد سے بدتر ٹھہرے۔ عذاب کی پیشین گوئی ٹلتی ہو یا نہ ٹلتی ہو، مگر مرزا قادیانی اپنے اقرار سے ہر طرح کاذب ہوئے اس کا جواب کوئی صاحب قیامت تک نہیں دے سکتے

پانچواں طریقہ:

اس انجام آتھم (ص۲۲۳) میں پہلی پیشین گوئی پوری نہ ہونے کی وجہ میں کئی ورق سیاہ کر کے اور خوب زور تحریر دکھا کر کامل وثوق سے عربی اور فارسی دونوں تحریروں میں احمد بیگ کے مرنے کو تقدیر مبرم لکھا ہے اور مکرر اس کا وقت عنقریب بتایا ہے اور پھر اس پر پختہ قسم کھائی ہے اور لکھا ہے:

من ایں را برائے صدق وکذب خود معیار میگردانم ومن نگفتم الا بعد ازاں کہ از رب خود خبر دادہ شدم

اس قول میں صاف طور سے مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ اس کی موت کا تقدیر مبرم ہونا اور اس کے ظہور کا وقت عنقریب ہونا اور اس کی موت کو اپنے صدق وکذب کا معیار بتانا بالہام الٰہی ہے۔ پھر جب یہ امر آفتاب کی طرح روشن ہوگیا کہ احمد بیگ کا داماد مرزا قادیانی کے سامنے نہ مرا، تو اپنے معیار کے بموجب وہ کاذب ٹھہرے یا نہیں؟ اور ان کی پختہ قسم جھوٹی ہوئی یا نہ ہوئی؟ ضرور جھوٹی ہوئی۔

بھائیو! ذرا تو غور کرو اپنی بات کی پیچ میں اپنی عاقبت کیوں برباد کرتے ہو۔ جب وہ قسم کھا کر اس کے نہ مرنے کو اپنے کاذب ہونے کا معیار بتاتے ہیں اور پھر اسے الہام ربانی کہتے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ ان کے الہامی قول کے بموجب انہیں کاذب نہ کہا جائے۔ اس میں شبہ نہیں ہوسکتا کہ وہ اپنے پختہ اقرار اور اپنے معین کردہ معیار کے بموجب کاذب ہوئے۔ یہاں یہ عذر کرنا کہ عذاب کی پیشین گوئی ٹل جاتی ہے سخت نافہمی

ہے۔ عذاب کی پیشین گوئی ٹلتی ہو یا نہ ٹلتی ہو، یہاں تو وہ اپنے الہامی اقرار سے کاذب ہیں۔

الحاصل اس پیشین گوئی کے غلط ہو جانے سے بالیقین مرزا غلام احمد قادیانی کاذب ثابت ہوتے ہیں اور کذب بھی ایک طرح سے نہیں بلکہ پانچ طریقوں سے ہے جنہیں بیان کیا گیا۔ ان میں سے چار طریقوں کا جواب تو اس وقت تک کوئی نہیں دے سکا، البتہ پہلے طریقے کے جواب میں چند غلط اور بے اصل باتیں کہی ہیں وہ یہ ہیں:

ا۔ خدا تعالی نے وعدہ کیا تھا مگر پورا نہیں کیا۔ یہ ضرور نہیں کہ خدا تعالی اپنے تمام وعدے اور وعیدیں پوری کرے۔

اس کے ثبوت میں بعض آیتیں پیش کی تھیں مگر تنزیہہ ربانی اور معیار صداقت میں کافی طور سے دکھا دیا گیا کہ ان آیتوں کا وہ مطلب ہرگز نہیں ہوسکتا جو مرزائی سمجھے ہیں۔ وہ مطلب قرآن مجید کے نصوص قطعیہ کے مخالف ہے اور اس رسالہ میں بھی ان کا جواب دیا گیا ہے بعض کا بیان ہو گیا اور بعض کا عنقریب آئے گا۔

۲۔ سنت اللہ یہ ہے کہ عذاب کی پیشین گوئی توبہ واستغفار سے ٹل جاتی ہے۔ تمام انبیاء کا اس پر اتفاق ہے۔

اس کا جواب اس قدر کافی ہے کہ یہ مرزا قادیانی کا محض غلط دعوی ہے قرآن وحدیث سے اس کا ثبوت ہرگز نہیں ہے بلکہ قرآن مجید کی جو آیتیں اوپر نقل ہو چکی ہیں ان سے کامل طور سے ثابت ہے کہ اللہ تعالی کے تمام وعدے اور وعیدیں ضرور پوری ہوتی ہیں اور سنت اللہ یہی ہے۔ اس کے علاوہ دوسری پیشین گوئی کے بعد سلطان محمد کا توبہ واستغفار ہرگز ثابت نہیں ہے بلکہ مرزا قادیانی کے اقوال اس کی سرکشی ثابت کرتے ہیں (انجام آتھم ص ۲۲۴) (میاں محمود نے جوان دنوں سلطان محمد کا خط چھپایا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ میں پہلے ہی مرزا قادیانی کو بزرگ سمجھتا تھا اور اب بھی سمجھتا ہوں۔ یہ خط مرزا قادیانی کے اقوال کو بالکل غلط بتا رہا ہے۔ ذرا انصاف کیجئے کہ مرزا قادیانی ہمیشہ اسے کوستے رہے اور اس کے مرنے کو اپنی صداقت کا معیار بتاتے رہے اور اس کی بیوی کی نسبت کہتے رہے کہ ہمارے پاس آئے گی اور ہماری بیوی ہوگی۔ اب انسانی طبیعت پر نظر کر کے کہا جائے کہ جس شخص کی نسبت مرزا قادیانی کا یہ حال رہا ہو اور برسوں اسی حالت پر گذرے ہوں اس کا خیال مرزا قادیانی سے کیونکر اچھا رہ سکتا ہے۔ یہ انسان کی فطرت کے بالکل خلاف ہے۔ اگر یہ خط مصنوعی نہیں ہے تو اسے کچھ دے کر یا نہایت درجہ کی خوش آمد کر کے لکھوایا گیا ہے اس لئے وہ کسی طرح لائق اعتبار نہیں ہے۔ اس کے علاوہ ہم تو مرزا قادیانی کے صریح اقوال سے انہیں

کاذب ثابت کررہے ہیں یہ اقراری ڈگری مصنوعی خط سے منسوخ نہیں ہوسکتی)

ظاہر ہے کہ جب اس کے متعلق پہلی پیشین گوئی مرزا قادیانی کی غلط ہوگئی اور وہ اڑھائی سال کے اندر نہ مرا تو اسے جرأت زیادہ ہوگئی ہوگی اور مرزا قادیانی کے کذاب ہونے کا اسے یقین ہوگیا ہوگا اور یہ بھی سمجھ لیا ہوگا کہ میرے خسر یعنی احمد بیگ کی موت اتفاقیہ ہوئی۔

۳۔ یہ پیشین گوئی شرطی تھی جب شرط پوری کردی گئی تو وعید منسوخ ہوگئی۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اس دوسری پیشین گوئی کے لئے کسی وقت کوئی شرط بیان نہیں کی گئی۔ جس کے لئے شرط کہا جاتا ہے وہ پہلی پیشین گوئی ہے۔ یہ دوسری پیشین گوئی تو وہ ہے جس کے وقوع میں آنے کو تقدیر مبرم کہا جاتا ہے، اور اس کے ظہور کو اپنی صداقت کا معیار بتایا ہے۔ اور اس پر قسم کھائی ہے۔ یہ کہنا بدیہی دلیل ہے کہ اس کے لئے کوئی شرط نہ تھی اور نہ اس کے لئے کوئی شرط ہوسکتی ہے۔ اس کا ظہور ہونا ہر طرح ضرور تھا اور جس پیشین گوئی کے لئے جملہ توبی توبی شرط کہا گیا ہے اس کی حقیقت بھی عنقریب ظاہر ہوجائے گی اور بخوبی اس کی غلطی اظہر من الشّمس کردی جائے گی۔ اس کے علاوہ اس جماعت میں جو بعض لکھے پڑھے ہیں وہ اس پر بھی غور نہیں کرتے کہ منسوخ کیا چیز ہوگئی۔ وعدہ اور وعید تو آئندہ کی خبر ہے، اور خبر کے منسوخ ہونے کا تو دنیا میں کوئی صاحب عقل قائل نہیں ہے اور نہ ہوسکتا ہے کیونکہ اگر کسی وعدہ کے کرنے والے نے کوئی وعدہ کیا اور پورا نہ کیا تو وہ وعدہ کرنے والا وعدہ خلاف کہلائے گا۔ وعدے کے منسوخ ہونے کے کوئی معنی نہیں ہیں۔ جو لوگ قرآن مجید میں نسخ کے قائل ہیں وہ صرف بعض احکام کو منسوخ کہتے ہیں جو وقتی ضرورت کے لئے کسی وقت دیئے گئے، اور جب وہ ضرورت نہ رہی تو وہ حکم بھی اٹھا دیا گیا۔ قرآن مجید کی خبروں میں کوئی مسلمان نسخ کا قائل نہیں ہے۔ حاصل یہ کہ خدا تعالی کا وعدہ خلاف ہونا جھوٹ بولنا سب کے نزدیک محال ہے۔ خواہ وہ امکان کذب کے قائل ہوں یا امتناع کذب کے۔ مسلمان اہل دل یہ سن کر کانپ جائے گا کہ خدا تعالی جھوٹ بولتا ہے یا وعدہ خلافی کرتا ہے (نعوذ باللہ)

غرض کہ پیشین گوئی کے ٹل جانے یا منسوخ ہونے کے کوئی معنی نہیں ہوسکتے بجز اس کے کہ جو خدا تعالی نے خبر دی تھی وہ غلط تھی۔ ایسی جرأت اور بے باکی قادیانیوں کے سوا کسی کو نہیں ہوسکتی۔

۴۔معلوم ہوتا ہے کہ وہ جان چکے ہیں کہ اس کے جواب میں ہم کوئی دلیل شرعی پیش نہیں کر سکتے جو اہل علم کے نزدیک حجت ہو سکے۔اس لئے عوام پر اثر ڈالنے کے لئے بعض اولیاء کرام کے زیر دامن پناہ لینا چاہا ہے مگر جب اللہ و رسول نے پناہ نہیں دی اور قرآن مجید کے نصوص صریحہ سے ان کے اقوال غلط ثابت ہو گئے اولیاء کرام کے یہاں ان کو پناہ نہیں مل سکتی۔اس کی تفصیل تو اس دلیل کے آخر میں آ گے (انشاءاللہ) مگر یہاں اس قدر کہتا ہوں کہ کامل اولیاء کرام کا کلام قرآن مجید کے خلاف ہرگز نہیں ہو سکتا۔مگر چونکہ تصوف کی کتابوں میں اکثر جگہ عارف کی حالت کا بیان ہوتا ہے اس لئے جو صاحب حال نہیں ہیں وہ اسے سمجھ نہیں سکتے اور بغیر ان کے کلام کو کسی دعوی کے ثبوت میں پیش کرنا جہل مرکب ہے۔اگر دعوی ہے تو کوئی آیت قرآنی پیش کرو۔اس کے علاوہ خلیفہ صاحب یہ تو فرمائیں کہ جملہ یوعد و لا یوفی اگرچہ غلط ہے مگر بالفرض صحیح بھی مان لیا جائے تو اس پیشین گوئی کے جواب میں اسے پیش کرنا عوام کو محض دھوکا دینا ہے۔اگر کچھ عقل ہے تو خیال کرنا چاہیے کہ مرزا قادیانی نے صرف وعدہ الٰہی نہیں بیان کیا کہ آپ کہہ سکیں کہ اس نے وعدہ کیا مگر پورا نہ کیا اور یوعد و لا یوفی ہو گیا، بھائیو! مرزا قادیانی تو بڑے اصرار اور نہایت پختگی سے یہ کہہ رہے ہیں کہ اس وعدہ الٰہی کا پورا ہونا تقدیر مبرم ہے۔یہ وعدہ ضرور پورا ہو گا اگر وعدہ پورا نہ ہوا تو میں جھوٹا ہوں۔دوسرے مقام پر خدا کی قسم کھا کر اس وعدہ کا پورا ہونا بتاتے ہیں اور اسے اپنی صداقت کا معیار کہتے ہیں اور اس کے پورا نہ ہونے کو اپنے کذب کا معیار بتاتے ہیں۔اس لئے ضرور ہے کہ مرزا قادیانی اپنے مقرر کردہ معیار کے بموجب کاذب ہیں یہاں جملہ یوعد و لا یوفی سے ان کی صداقت کیونکر ثابت ہو سکتی ہے۔

الحاصل دوسری پیش گوئی بھی ایسی غلط ثابت ہوئی جس طرح پہلی پیش گوئی غلط ثابت ہوئی تھی۔بلکہ دوسری پیش گوئی کے غلط ہونے سے مرزا قادیانی کا کذب نہایت ہی روشن ہو گیا کیونکہ وہ اپنے متعدد اقراروں سے کاذب ثابت ہوئے۔

یہاں مجھے یہ بھی کہنا ہے کہ قادیانی جماعت یہ تو بتائے کہ وہ نکاح بھی منسوخ ہو گیا جس کے ظہور کا برسوں اس قدر زور شور سے دعوی ہوتا رہا اور اس مفروضہ بیوی کے شوہر کی موت کی وعید بھی ٹل گئی مگر یہ تو فرمائیے کہ مسلمان عیسائی آریہ سب کے مقابل میں جو مرزا قادیانی نے نہایت ہی عظیم الشان نشان اپنی

صداقت کے ثبوت میں پیش کرنا چاہا تھا اور مدتوں انتظار میں رکھا، وہ کیا ہوا۔ کیا اس میں بھی آپ کو کوئی عذر ہو سکتا ہے کہ جسے نہایت ہی عظیم الشان کہہ کر مخلوق کو اپنی طرف متوجہ کر رکھا تھا وہ محض ان کی خیالی آرزو تھی جو پوری نہ ہوئی۔ اگر اتفاقیہ طور سے پوری ہو جاتی تو پھر عظیم الشان نشان تھا۔ اللہ اکبر غضب تو یہ ہے کہ آپ سے اعلانیہ طور سے اس پیشین گوئی کا ظہور نہ ہوا، مگر پھر کہا جاتا ہے کہ پیشین گوئی کی صداقت ثابت ہوگئی۔ اس اعلانیہ کذب یا نہایت درجہ کی بے وقوفی کا کیا ٹھکانہ ہے ایسے حضرات کے سمجھانے کا کیا طریقہ ہوسکتا ہے جن کی عقل وفہم بالکل الٹ گئی ہو اور باطل پرستی نے ان کے دل کو بالکل تاریک کر دیا ہو۔

بھائیو! مرزا قادیانی کے کذب کے ثبوت میں میں نے یہ پیشین گوئی اسی غرض سے پیش کی ہے کہ متعدد وجوہ سے ان کا کاذب ہونا اس سے ثابت ہوتا ہے۔ شاید حق بات کسی طور سے آپ کے ذہن میں آجائے۔ یہ خیر خواہ برادران اسلام کو ہلاکت ابدی سے بچانے کے لئے ایک فریب خوردہ کی تمام جھوٹی باتوں کو چھوڑ کر صرف ایک بات کو پیش کرتا ہے اور مثل آفتاب روشن کر کے دکھاتا ہے کہ اس سے اس فریب خوردہ کا کذب عیاں ہو رہا ہے اور مختلف طریقوں سے اس کے کذب کی تاریکی نظر آرہی ہے اسے دیکھو اور اپنی جان کو ہلاکت میں نہ ڈالو اور پرہیز کرو۔

اب چھٹی پیشین گوئی کے متعلق یہ دکھانا منظور ہے کہ وہ بھی ہر طرح غلط ثابت ہوئی اور جو جوابات اس کے دیئے گئے ہیں وہ خود مرزا قادیانی کے اقوال سے غلط ثابت ہوتے ہیں بعض اقوال یہاں نقل کئے جاتے ہیں ملاحظہ ہوں:

منکوحہ آسمانی کے متعلق مرزا قادیانی کے بعض الہامات واقوال

الف: ان دنوں جو زیادہ تصریح کے لئے بار بار توجہ کی گئی تو معلوم ہوا کہ خدا نے مقرر کر رکھا ہے کہ وہ مکتوب الیہ (احمد بیگ) کی دختر کلاں کو جس کی درخواست کی گئی تھی ہر ایک روک دور کرنے کے بعد انجام کار اس عاجز کے نکاح میں لائے گا۔ (قادیانی اشتہار ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء)

معزز ناظرین! ذرا اس قول پر دوبارہ نظر کر کے فرمائیں کہ اس قول میں جس بات کو مرزا قادیانی

تقدیر خداوندی بتاتے ہیں، اس کے ہونے یا نہ ہونے کے لئے کوئی شرط ہوسکتی ہے۔ جب یہ کہہ دیا کہ ہر مانع دور ہونے کے بعد انجام کار وہ لڑکی خاص مرزا قادیانی کے نکاح میں آئے گی تو کوئی وجہ ایسی ہوسکتی ہے کہ یہ تقدیر ٹل جائے اور اس کا ظہور نہ ہو۔ آپ سوچ کر ذہن نشین رکھئے۔

ب۔ خدا تعالیٰ ان سب کے تدارک کے لئے جو اس کام کو روک رہے ہیں، مددگار ہوگا اور انجام کار اس لڑکی کو تمہاری طرف واپس لائے گا کوئی نہیں جو خدا کی باتوں کو تال سکے (ایضاً)

(اس پر نظر کیجئے کہ یہ عبارت خلیفہ قادیان کے جواب کو بھی غلط بتا رہی ہے کیونکہ جو لوگ روک رہے تھے وہ خاص محمدی کے نکاح سے روک رہے تھے اور پھر اسی کتاب کی نسبت یہ کہا گیا کہ انجام کار تمہاری طرف واپس لاؤنگا۔ محمدی کی اولاد کا تو اس وقت وجود بھی نہ تھا بلکہ اس کا کسی کو خیال بھی نہ تھا۔ پھر روکنے کے کیا معنی اور واپس لانے کے کیا معنی۔

واپس لانے کے جو معنی مرزا غلام احمد قادیانی نے بیان کئے ہیں وہ اس وقت صحیح ہو سکتے ہیں کہ محمدی مرزا قادیانی کے نکاح میں آئے۔ الغرض ایسی صراحت کے بعد کوئی صاحب یہ نہیں کہہ سکتا کہ نکاح میں آنے سے مراد یہ ہے کہ محمدی کی اولاد میں سے قیامت تک کوئی نہ کوئی لڑکی مرزا قادیانی کے خاندان میں بیاہی جائے گی اور یہ ایسے غلط معنی ہیں کہ کوئی ذی عقل حالت ہوش وحواس میں اس کی غلطی سے انکار نہیں کرسکتا۔)

اس قول پر بھی مکرر نظر کر کے کہیے کہ جب خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے کہ انجام کار میں وہ لڑکی مرزا قادیانی کے پاس آئے گی، اور خدا تعالیٰ کا یہ پختہ وعدہ ہے کہ ٹل نہیں سکتا، تو پھر کیونکر ہوسکتا ہے کہ اس کے ظہور کے لئے ایسی شرط ہو کہ خدا کا یہ وعدہ پورا نہ ہو، اور یہ ارشاد خداوندی کہ انجام کار وہ لڑکی مرزا قادیانی کی طرف واپس آئے گی، جھوٹا ثابت ہو، اور وہ لڑکی مرزا قادیانی کے پاس نہ آئی کوئی ایمان دار اس کا اقرار نہیں کرسکتا۔

ج۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے یہی مقدر اور قرار یافتہ ہے (اس جملہ پر کامل نظر کی جائے اور اس قول کو دیکھا جائے جو کہا جاتا ہے کہ پیش گوئی شرطی تھی۔ شرط کے پورا نہ ہونے سے نکاح کا ظہور نہ ہوا۔ یہ دونوں قول بالکل متعارض ہیں جو بات خدا کی طرف سے قرار پا چکی ہو اس کا ظہور نہ ہو، یہ کیسے ہوسکتا ہے) کہ وہ لڑکی اس عاجز کے نکاح میں آئے گی خواہ پہلے ہی باکرہ ہونے کی حالت میں آجائے یا خدا تعالیٰ بیوہ کر کے اس کو میری طرف لائے۔ (قادیانی اشتہار ۲ مئی ۱۸۹۱ء۔ مجموعہ اشتہارات۔ ج ۱ ص ۲۱۹)

ناظرین! اس قول میں بھی تامل فرمائیں کہ جب اس قول کے بموجب خدا تعالیٰ طرف سے یہ قرار پا

چکا ہے کہ وہ لڑکی ہر طرح سے مرزا قادیانی کے نکاح میں آئے گی تو اس کے لئے ایسی شرط کیونکر ہوسکتی ہے کہ اس کے پورا ہو جانے سے نکاح کا ظہور نہ ہوا۔ ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا۔ اگر یہ وعدہ صحیح نہیں ہے تو محمدی کا نکاح میں آنا ضرور ہے اور اگر بالفرض ایسا نہ ہو تو یہ خدا کا متغیر ہونا اور کاذب اور وعدہ خلاف ہونا ثابت نہ ہوگا؟ ضرور ہوگا۔ کوئی ذی فہم اس سے انکار نہیں کرسکتا۔

د: خدا تعالی نے پیش گوئی کے طور پر اس عاجز پر ظاہر فرمایا کہ

ا: احمد بیگ کی دختر کلاں انجام کار تمہارے نکاح میں آئے گی اور بہت لوگ عداوت کریں گے کہ ایسا نہ ہو۔

۲۔ لیکن آخر کار ایسا ہی ہوگا۔

۳۔ ہر طرح سے اس کو تمہاری طرف لائے گا باکرہ ہونے کی حالت میں یا بیوہ کر کے۔

۴۔ اور ہر ایک روک کو درمیان سے اٹھا دے گا۔

۵۔ اور اس کام کو ضرور پورا کرے گا۔

۶۔ کوئی نہیں جو اسے روک سکے۔ (ازالہ اوہام۔ ص ۳۹۶)

مرزا قادیانی کا یہ الہامی قول ہے جس میں چھ جملے ہیں۔ ان میں خدا کا نہایت پختہ وعدہ اس طرح ہے کہ انجام کار وہ لڑکی مرزا قادیانی کے نکاح میں آئے گی اور پھر اس کی کامل تاکید اور پختگی کے لئے کہا کہ آخر کار ایسا ہی ہوگا۔ یہاں لفظ انجام کار اور آخر کار خوب ملحوظ رہے، اور آخر کے دو جملے کہ اس کام کو ضرور پورا کرے گا، کوئی نہیں جو اسے روک سکے، کیسی یقینی شہادت دے رہے ہیں کہ اس لڑکی کے نکاح میں آنے کے لئے کوئی ایسی شرط نہیں ہوسکتی جس کی وجہ سے نکاح کا ظہور رک جائے۔

اب اگر کسی وجہ سے اسکے نکاح کا ظہور نہ ہو تو قطعی طور سے کہا جائے گا کہ مرزا قادیانی کا یہ الہام اور سابق کے الہامات و اقوال سب غلط ہیں اور بغیر اس کے غلط مانے ہوئے یہ کہنا کہ ظہور نکاح کے لئے شرط تھی اور اس شرط کے پائے جانے سے نکاح فسخ ہو گیا، کسی طرح صحیح نہیں ہوسکتا اگر مذکورہ الہامات صحیح ہیں تو ظہور نکاح کے لئے کوئی شرط نہیں ہوسکتی۔ بھائیو! یہ تو ایسی کھلی باتیں ہیں جن کا انکار کوئی صاحب عقل نہیں کرسکتا۔

حاصل یہ ہے کہ مرزا قادیانی کے الہامات مذکورہ تو اس شرط کو غلط بتاتے ہیں اور چونکہ اس شرط کو بھی الہامی کہا جاتا ہے اس لئے یہ شرط مرزا قادیانی کے خیال کے بموجب ان تمام اقوال والہامات کو غلط بتاتی ہے۔ اس لئے بموجب قائدہ مشہورہ اذا تعارضا تساقطا کے دونوں الہامات غلط ثابت ہوئے اور جب ایسے پختہ اور بار بار کے الہامات یقیناً غلط ثابت ہو چکے تو کوئی وجہ نہیں کہ ان کے اور الہامات پر اعتبار کیا جائے۔ افسوس ہے کہ ایسی روشن باتوں پر بھی حضرات مرزائی نظر نہیں کرتے اب ایک اور عربی الہام اس باب میں ملاحظہ کیا جائے اور اس میں تاکیدی الفاظ دیکھئے کہ خدا تعالی اس عورت کو واپس لائے گا۔ مکرر کہتا ہے اور اس وعدے کے سچے ہونے میں شک کرنے کو منع فرماتا ہے اور اس کے نکاح میں آنے کی نسبت کس کس طرح سے تاکیدی وعدہ فرماتا ہے۔ وہ الہام یہ ہے:

١ ـ كذ بوا بآ يا تى و كا نوا بها يستهز ؤن فسيكفيكهم الله ،٢ـ و ير دها اليك امر من لد نا انا كنا فا علين ـ ٣ ـ زو جنا كها ،٤ـ الحق من ر بك و لا تكونن من الممتر ين ـ٥ ـ لا تبد يل لكلمات الله ـ ٦ ان ر بك فعا ل لما ير يد ـ ٧ ، انا رادو ها اليك ،ـ تو جهت لفصل الخطا ب انا را د و ها اليك .. ٨ ـو قا لوا متى هذا الوعد ـ قل ان وعد الله حق ـ (انجام آتھم ص ٦٠ـ٦١)

انہوں نے میری نشانیوں کی تکذیب کی اور ٹھٹھا کیا۔ سو خدا ان کے لئے تجھے کفایت کرے گا۔

ا۔ اور اس عورت کو تیری طرف واپس لائے گا۔ اسکے بعد قول خداوندی اسی طرح بیان کرتے ہیں۔

۲۔ یہ امر (یعنی اس عورت کا واپس لانا) ہماری طرف سے ہے اور بلا شبہ ہم ہی اس کے کرنے والے ہیں۔ ۳۔ واپسی کے بعد ہم نے نکاح کر دیا (یہ نکاح کر دینا)

۴۔ تیرے رب کی طرف سے سچ ہے پس تو شک رنے والوں سے مت ہو۔ کس زور کی تاکید سے اس نکاح کا ظاہر ہونا اور وعدہ خداوندی کا ہونا بیان ہوا ہے۔ اور پھر نص قرآنی سے اس کی تائید کی گئی ہے کہ ۵۔ خدا کے کلمے (باتیں) بدلا نہیں کرتیں، تیرا رب جس بات کو چاہتا ہے بالضرور اس کو کر دیتا ہے کوئی نہیں جو اسے روک سکے۔

۶۔ بے شک ہم اس کو واپس لانے والے ہیں (لفظ انّ سے تاکید کر کے واپس لانے کو دوبارہ بیان کیا) آج میں فیصلہ کی طرف متوجہ ہو۔ ۷۔ بلا شبہ ہم اسکو تیری طرف واپس لائیں گے۔

(اس پیش گوئی میں تین جگہ تاکید کے ساتھ کہا گیا کہ ہم تیرے پاس اسے واپس لائیں گے۔ اس کے صریح جھوٹا ہو جانے پر نظر نہیں ہے مگر اس سے مرزا قادیانی کا یہ نشان بیان کیا جاتا ہے کہ دوسرے سے نکاح ہو جانے کی خبر مرزا قادیانی دے رہے ہیں، کس قدر تعصب نے پردہ ڈالا ہے کہ جو جملہ نہایت صفائی سے جھوٹا ثابت ہو رہا ہے اس پر نظر نہیں ہے مگر نشان ثابت کرنے کے لئے وہی غلط جملہ پیش ہو رہا ہے۔ دیکھو تشحیذ الاذہان بابت مئی ۱۹۱۳ء اور نشان ثابت کرنے میں کیسا فریب دیا جاتا ہے کیونکہ یہ الہام اس کے نکاح کے بعد کا ہے پہلا الہام وہ ہے جو ہم تیسرے اور چوتھے نمبر میں نقل کر چکے ہیں جس میں صاف طور سے مذکور ہے کہ وہ لڑکی اس عاجز کے نکاح میں آئے گی خواہ باکرہ ہونے کی حالت میں یا خدا اس کو بیوہ کر کے میری طرف لائے غرضیکہ پہلے عام طور سے اس کے نکاح میں آنے کو بیان کیا ہے اور جب اس کا نکاح ہو گیا تو اس کے واپس آنے پر زور دیا گیا ہے مگر اب ناواقفوں کے سامنے سچی بات پر پردہ دال کر اسے نشان بتایا جاتا ہے۔ افسوس) یہاں تیسری مرتبہ اس عورت کے واپس لانے کو بیان کیا۔

۸۔ لوگوں نے کہا کہ یہ وعدہ کب ہوگا کہہ خدا کا وعدہ سچا ہے، یعنی اس وعدہ خداوندی کا وقت نہیں بیان کیا جاتا مگر یہ سمجھ لو کہ اس عورت کا ہمارے پاس آنا خدا کا وعدہ سچا ہوا کرتا ہے، اس میں تخلف نہیں ہو سکتا۔

طالبین حق! اس پر غور کریں کہ یہاں پانچ مقام سے مرزا قادیانی کے پانچ الہام نقل کئے گئے ہیں جن کا حاصل یہ ہے کہ منکوحہ آسمانی کا نکاح میں آنا یقینی ہے کیونکہ مرزا قادیانی کے مکرر اور بار بار کے الہام سے اس کا ثبوت ہے اور وہ اپنے الہام کا قطعی اور یقینی ہونا نہایت زور سے بیان کرتے ہیں چنانچہ (حقیقۃ الوحی ص ۲۱۱۔ قادیانی خزائن۔ ج ۲۲ ص ۲۲۰ میں) لکھتے ہیں:

میں خدا تعالی کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان الہامات پر اسی طرح ایمان لاتا ہوں جیسا کہ قرآن شریف پر اور خدا کی دوسری کتابوں پر اور جس طرح میں قرآن شریف کو یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں اسی طرح اس کلام کو بھی جو میرے پر نازل ہوتا ہے خدا کا کلام یقین کرتا ہوں۔

یہ وہ الہام ہے کہ جس کی نسبت مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ اس پر ہم اسی طرح ایمان لاتے ہیں جس طرح لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر جب اس کے یقین اور صراحت کی یہ حالت ہے تو اس میں کسی طرح کی غلطی کا احتمال بھی نہیں ہوسکتا اور یہ کہنے کی گنجائش بھی نہیں ہے کہ اس سے غرض محمدی کا نکاح میں آنا یا اس کے شوہر کا مرنا مقصود نہ تھا بلکہ صرف ہدایت تھی وہ ہوگئی کیونکہ مکرر بار بار نہایت صراحت وتاکید سے الہام میں اس کا بیان ہے کہ محمدی نکاح میں آئے گی اور ضرور آئے گی۔ اب اگر ایسی صراحت اور تاکید کے بعد اگر اسلام سے مقصود کچھ اور کہا جائے تو لا الہ الا اللہ کا مقصود بھی توحید کے سوا کوئی دوسرا بیان کر سکے گا اور تمام دین کو درہم برہم کر دے گا اور قادیانی جماعت لاجواب ہو جائے گی۔

اب ذرا اس پانچویں الہام میں غور کیجئے اس الہام کے آٹھ جملوں پر میں نے ہندسہ دیا ہے اس میں غور کیا جائے کہ کس قدر تاکیدات اور صراحت سے اس دختر کے نکاح میں آنے کا وعدہ بلا قید وشروط کیا گیا ہے ایسے صاف وعدے کے بعد کون انسان حالت ہوش وحواس میں یہ کہہ سکتا ہے کہ اگر وہ لڑکی مرزا قادیانی کے نکاح میں نہ آئی تب بھی پیش گوئی سچی ہوگئی اور یہ وعدہ خداوندی جو ابھی ذکر کیا گیا ہے پورا ہو گیا۔

بھائیو! یہ ہرگز نہیں ہوسکتا کہ اگر الہامات سچے ہوتے تو اس دختر کا ہر طرح مرزا قادیانی کے نکاح میں آنا ضرور تھا کوئی شرط اسے روک نہیں سکتی تھی اور جب نکاح میں نہ آئی تو یقیناً ظاہر ہو گیا کہ وہ سب الہامات غلط تھے وہ الہام خداوندی نہ تھے۔ اسی طرح وہ بھی خیالی الہام تھا جسے مجبوری کی حالت میں شرط قرار دیا ہے۔

اب یہ غلطی اس وجہ سے ہوئی کہ مرزا قادیانی شیطانی الہامات کو رحمانی سمجھے یا الہام کے معنی سمجھنے میں غلطی کی مگر ہر طرح مرزا قادیانی کا قول لائق اعتبار نہ رہا کیونکہ جب ایسے بار بار کے یقینی الہامات غلط ہو گئے یا مدت دراز تک اس کے معنی نہ سمجھے تو اس کے مسیح موعود ہونے کے الہام پر کیونکر اعتبار ہوسکتا ہے۔ کیا وجہ ہے کہ اسے غلط نہ مانا جائے یا اس کے غلط معنی سمجھنے میں قوی احتمال نہ ہو؟ اگر مرزا قادیانی کو اس غلطی سے معصوم بتا کر خدا پر خلاف وعدگی کا الزام دیں تو انہیں ضرور ماننا ہوگا کہ خدا تعالی کے تمام وعدے اور وعیدیں غیر معتبر ہیں (نعوذ باللہ) کیونکہ ایسے پختہ وعدے جس کی نسبت کہا گیا

ا: کہ آخر کار ایسا ہی ہوگا۔ ۲۔ ہر ایک مانع دور کرنے کے بعد انجام کار اس عاجز کے نکاح میں لائے گا۔ ۳۔ اور

اس کام کوضرور پورا کرے گا۔۴۔کوئی نہیں جواسے روک سکے۔

جب ایسی شدید پختگی کے بعد بھی وعدہ الٰہی پورا نہ ہو،تو جن وعدوں میں ایسی پختگی نہ ہوان پر کیا اعتبار ہوسکتا ہے۔غرض کہ تمام وعدہ الٰہی غیر معتبر ٹھہرے اور ساری شریعت درہم برہم ہوگئی لطف یہ ہے کہ مرزا قادیانی بھی اس کا اقرار کرتے ہیں:

کہ ایک وعدہ کے خلاف ہوجانے سے تمام وعدوں میں زلزلہ پڑ جائے گا۔(توضیح مرام ص ۸)

یہ اقوال اس وقت کے ہیں کہ مرزا قادیانی کواس کے نکاح میں آنے کی امید تھی اور جب یاس کا مرتبہ پہنچا اور لوگوں کا اعتراض شروع ہوا تو کوئی طور سے بات بنائی ہے اور اس کذب پر پردہ ڈالنا چاہا ہے وہ بھی ملاحظہ ہو۔

اول:اپنی کتاب تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۳۲ میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

یہ امر کہ الہام میں یہ بھی تھا کہ اس عورت کا نکاح آسمان پر میرے ساتھ پڑھا گیا ہے، یہ درست ہے ،مگر جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ اس نکاح کے ظہور کے لئے جو آسمان پر پڑھا گیا خدا کی طرف سے ایک شرط بھی تھی جو اسی وقت شائع کی گئی تھی اوہ وہ یہ کہ ایتھا المر أة تو بی تو بی فا ن البلاء علی عقبك پس جب ان لوگوں نے شرط کو پورا کردیا تو نکاح فسخ ہوگیا یا تاخیر میں پڑ گیا۔،

اب اگر دنیا میں عقل وانصاف ہے تو اہل انصاف مرزا قادیانی کے مذکورہ اقوال پر مکرر نظر کر کے اس جواب کو ملاحظہ کریں اور فرمائیں کہ یہ جواب کس طرح صحیح ہوسکتا ہے ن۔کوئی صاحب عقل منصف مزاج اس جواب کو صحیح نہیں کہہ سکتا۔اس کی غلطی آفتاب کی طرح روشن ہے جو حضرات حقانیت کے طالب ہوں ان کو اس جواب کے غلط ہونے کے وجوہ ملاحظہ ہوں۔

پہلی دوسری اور تیسری وجہ:

ا۔اس وعدہ کے ظہور کے لئے کوئی شرط تھی اور اس شرط کو وہ لوگ پورا کرنے والے تھے اور ان کے

ایمان میں اللہ تعالی عالم الغیب ہے تو اسے ضرور علم ہوگا کہ یہ لوگ شرائط کو پورا کریں گے۔اس علم کے ساتھ خدا کی طرف سے یہ تقدیر کیوں کر ہوسکتی ہے کہ احمد بیگ کی دختر کلاں ہر ایک مانع دور ہونے کے بعد انجام کار مرزا قادیانی کے نکاح میں آئے گی مگر مرزا قادیانی پہلے اور تیسرے قول میں نہایت صفائی سے اس کا اقرار کر رہے ہیں کہ تقدیر الٰہی اسی طرح ہو چکی ہے۔غرضیکہ اس دعوی کو تقدیر الٰہی کہہ کر اس کے ظہور کے لئے کسی شرط کو پیش کرنا کسی طرح صحیح نہیں ہوسکتا بجز اس کے کہ وہ قدوس جامع صفات کمالیہ مرزائیوں کے نزدیک عالم الغیب نہ ہو یا یوں ہی جھوٹ کہہ دیا ہو (استغفر اللہ) مگر ان حضرات سے عجب نہیں کہ جس طرح اس قدوس کو وعدہ خلاف مان چکے ہیں اسے بھی مان لیں اور خدا کی خدائی اور رسولوں کی رسالت کو غیر معتبر ٹھہرائیں۔

۲۔ان کے الہام کے ان جملوں کو ملاحظہ کیا جائے۔(الف)۔احمد بیگ کی دختر کلاں انجام کار تمہارے نکاح میں آئے گی۔(ب)۔ اورآخر کار ایسا ہوگا۔(ج)۔خدا تعالی ہر طرح سے اس کو تمہاری طرف لائے گا۔(د)۔اس کام کو ضرور پورا کرے گا۔

اب جو خدا تعالی کی نسبت قادر مطلق کا اعتقاد رکھتے ہیں وہ فرمائیں کہ جس کام کی نسبت اللہ تعالی اس زور سے فرمائیں کہ اجام کار ایسا ہی ہوگا اور ضرور ہوگا پھر اس کی طرف سے ایسی شرط ہوسکتی ہے کہ اس کے ظہور کو روک دے اور کسی وجہ سے وہ کام نہ ہو؟ اور اگر ایسا ہو تو وہ قادر توانا اور عالم الغیب والشہادۃ، عاج یا نادان نہ ٹھہرے گا؟ ضرور ٹھہرے گا۔پھر جس جواب سے خدا تعالی پر ایسا سخت الزام آئے وہ جواب کسی مسلمان کے نزدیک صحیح ہوسکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

۳۔اسی طرح پانچویں الہامی قول کو پیش نظر کر کے اس شرط کے پیش کرنے کو ملاحظہ کیجئے۔اس قول میں تین جگہ وعدہ خدائی بتا کر بتاکید بیان ہوا ہے کہ اس لڑکی کو لوٹا کر ہم تیرے پاس لائیں گے پھر اس وعدہ کی نسبت یہ بھی کہنا ہے کہ سچا وعدہ ہے اسی قول میں یہ جملہ بھی ہے کہ واپسی کے بعد ہم نے نکاح کر دیا۔پھر اس واپسی کے بعد نکاح کر دینے کی صداقت نہایت زور سے اس طرح کی ہے کہ تیرے رب کی طرف سے سچ ہے تو اس میں شک کرنے کرنے والوں سے نہ ہو۔ان الہامات کے بعد یہ کہہ دینا کہ اس نکاح کے لئے شرط تھی اس کے پورا ہو جانے سے نکاح فسخ ہو گیا کیسی صریح بناوٹ اور خدائے قدوس پر الزام لگانا ہے جس بات کے

لئے خدا تعالی ایسا پختہ وعدہ کرے جس کام کے لئے وہ خود ارشاد فرمائے کہ ہم نے کر دیا اور مخاطب کو اس میں شک کرنے کی ممانعت کرے غضب ہے کہ اس کا ظہور نہ ہو۔ اس ظہور کے لئے اگر کوئی شرط خدا کی طرف سے ہوتی تو اس عورت کے لوٹانے کا ایسا حتمی وعدہ اس کی طرف سے ہوسکتا تھا؟ ہرگز نہیں۔ باوجود اس علم کے کہ اس کے لئے شرط ہے اور وہ شرط پوری ہونے والی ہے وہ قدوس سبحان یہ کہہ سکتا تھا کہ واپسی کے بعد ہم نے نکاح کر دیا تو اس میں شک نہ کر؟ یہ ہرگز نہیں ہوسکتا۔

بھائیو! یہ خدا تعالی پر کیسا سخت الزام ہے کہ جس کام کی نسبت وہ قادر مطلق یہ کہہ دے کہ ہم نے کر دیا اور وہ کام نہ ہو یہ تو ایسی روشن باتیں ہیں کہ آفتاب کی طرح مرزا قادیانی کے کذب کو ظاہر کر رہی ہیں۔ اس میں خدائے قدوس پر صرف یہی الزام نہیں آتا کہ اس کے پختہ وعدے بھی پورے نہیں ہوتے بلکہ اس کا کذب صریح ثابت ہوتا ہے (نعوذ باللہ) پھر اب کہیے کہ رسول کی رسالت اور شریعت الٰہی کے وعدہ و وعید پر کیونکر یقین ہوسکتا ہے۔ کیا قرآن پاک کی وہ نصوص قطعیہ جن میں نہایت تاکید سے ارشاد ہے کہ اللہ تعالی کے وعدے خلاف نہیں ہوتے سب کے سب غلط نہ ہو جائیں گے؟ کیا منکرین اسلام مسلمانوں کو یہ الزام نہ دیں گے کہ مسلمانوں کے اعتقاد میں خدا وعدہ خلافی کرتا ہے اور جھوٹ بولتا ہے اور اس صریح وعدہ خلافی کو سنت اللہ کہہ کر اس سے انکار کرنا دن کو رات کہنا ہے۔ ایسی غلط بیانیوں سے الزام دفع نہیں ہوسکتا۔ جب وعدہ خداوندی پورا نہ ہوا تو یہ الزام ضرور آئے گا اور اسے سنت اللہ کہنے سے الزام بہت زیادہ ہو جائے گا کیونکہ اسکے کہنے کے یہ معنی ہوں گے کہ وعدہ خلافی کرنا اللہ تعالی عادت مستمرہ اور مستحکمہ ہے ان بدیہی الزامات کے بعد بھی نہایت شوخ چشمی سے بعض پڑھے لکھے مرزائی بھی مرزا قادیانی کی صداقت ثابت کرنے کے لئے اس شرط کو پیش کرتے ہیں اور یہ نہیں دیکھتے کہ اس شرط کے ماننے سے خدائے قدوس پر کیسے کیسے الزام آتے ہیں اس کا سبب کچھ نہیں ہوسکتا بجز اس کے کہ عار کی وجہ سے نفس امارہ نے نار کو عار پر اختیار کرنا پسندیدہ کر دیا ہے یا اس باب میں عقل سلب کر دی گئی ہے من یضلل اللہ فلا ھا دی لہ سچا ارشاد ہے

چوتھی وجہ:

اس میں تو شبہ نہیں رہا کہ احمد بیگ کی لڑکی کا مرزا قادیانی کے نکاح میں آنا خدا تعالیٰ کا نہایت پختہ وعدہ تھا اور ایسا وعدہ جو بار بار کیا گیا اور اس کی سچائی اور پورا ہونے کا ایسا پختہ اور کامل وثوق دلایا گیا جس سے زیادہ پختگی خیال میں نہیں آسکتی۔ اسی وجہ سے اس میں شک کرنے کی ممانعت کی گئی ہے اس لئے مرزا قادیانی کے قول کے بموجب بھی اس نکاح کا ظہور ضرور ہے اس کے لئے کوئی شرط اور قید نہیں ہوسکتی۔

ازالۃ الاوہام صفحہ ۹۴۳ میں لکھتے ہیں: وہ ہر بات پر قادر ہے مگر اپنی صفات قدیمہ اور اپنے عہد و وعدے کے برخلاف کوئی بات نہیں کرتا اور سب کچھ کرتا ہے۔

اور توضیح مرام صفحہ ۸ میں اس سے زیادہ لکھتے ہیں:

اس میں خدائے تعالیٰ کے اس وعدے کا تخلف نہیں جو اس کی تمام پاک کتابوں میں بتواتر وتصریح موجود ہے کہ بہشت میں داخل ہونے والے پھر اس سے نکالے نہیں جائیں گے کیا ایسے بزرگ اور حتمی وعدہ کا ٹوٹ جانا خدا تعالیٰ کے تمام وعدوں پر ایک سخت زلزلہ لانا... ان لغو باتوں سے خدا تعالیٰ کی کسر شان اور کمال درجہ کی بے ادبی نہیں ہوگی۔

مرزا قادیانی کا یہ قول خوب یاد رکھنے کے لائق ہے۔ ان دونوں قولوں نے نہایت صفائی سے ثابت کردے کہ حسب وعدہ خداوندی احمد بیگ کی لڑکی کا مرزا قادیانی کے نکاح میں آنا ضرور تھا اور اس وعدے کے پورا نہ ہونے سے خدا تعالیٰ کے تمام وعدے غیر معتبر ہوجائیں گے اور اس کی کسر شان اور کمال درجہ کی بے ادبی ہوگی۔ اس لئے مرزا قادیانی کے یہ اقوال ان کے جوابات کو محض غلط بتاتے ہیں۔ اس نکاح کا ظہور نہ ہونا خدائے تعالیٰ کے ان وعدوں کے بالکل خلاف ہے جو اوپر نقل کئے گئے۔ ان وعدوں کا مضمون آفتاب کی طرح دکھا رہا ہے کہ ان کا پورا ہونا کسی شرط پر موقوف نہیں ہوسکتا۔ ان وعدوں کے بعد مرزا قادیانی کا یہ جواب دینا مرزا قادیانی کے کذب اور بناوٹ کی کافی دلیل ہے۔

(مرزا قادیانی کے ان دونوں قولوں پر نظر کیجئے کہ پہلے قول میں عام طور پر کہہ رہے ہیں کہ خدا تعالیٰ اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔

دوسرے میں نہایت صفائی سے بتاتے ہیں کہ خدا تعالی کے ایک وعدے میں خلاف ہونے سے اس کے تمام وعدوں میں زلزلہ پڑ جاتا ہے۔ بایں ہمہ حضرات مرزائی مرزا قادیانی کے ان اقوال کے خلاف خدا تعالی کی وعدہ خلافی کے ثبوت میں آیت یصبکم بعض الذی یعدکم پیش کرتے ہیں اور خدا تعالی کو وعدہ خلاف ٹھہرا کر مرزا قادیانی کو سچا ٹھہرانا چاہتے ہیں افسوس صد افسوس وہ مضمون ملاحظہ ہو جس میں ان کے نہایت خاص مرید نے خدا کی وعدہ خلافی ثابت کی ہے مگر شائستہ پیرایہ سے: حضرت مسیح موعود کے وصال پر چند مختصر نوٹ۔ ایک دوسرا امر اصل پیش گوئی کے متعلق یاد رکھنے کے قابل یہ ہے کہ انذاری پیش گوئیاں بعض وقت ٹل بھی جاتی ہیں۔ ایک نہایت کھلی کھلی مثال یونس نبی کی پیشین گوئی ہے (یہ مثال محض غلط ہے کیونکہ حضرت یونس کی پیشین گوئی کا ثبوت نہ قرآن مجید سے ہے نہ کسی صحیح حدیث سے پھر کھلی کھلی مثال کی بات کی پیش ہو رہی ہے؟ البتہ ضعیف روایت سے عذاب آنے کی پیش گوئی معلوم ہوتا ہے مگر اسی روایت سے اس کا پورا ہونا بھی ثابت ہے) اس کے بعد مضمون نگار لکھتے ہیں، اور اللہ تعالی قرآن شریف میں بھی فرماتا ہے ان یك صادقاً یصبکم بعض الذی یعدکم جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض پیش گوئیاں پوری بھی نہیں ہوتیں (پیشین گوئی کے پورا نہ ہونے میں بظاہر کی قید لگانا ایک جاہل فریب کی بات ہے ورنہ بظاہر پورا نہ ہونے کے کیا معنی مرزا قادیانی کی جو پیشین گوئی پوری نہیں ہوتیں وہ ظاہر و باطن ہر طرح پوری نہیں ہوئی مگر آیت سے یہ ثابت کرنا کہ انبیاء کی بعض پیش گوئیاں پوری نہیں ہوئیں خدا پر سخت الزام لگانا ہے اگر لفظ بعض سے آپ کو دھوکا لگا تو اس کی شرح لسان العرب اور تفسیر بحر محیط میں دیکھئے تنزیہہ ربانی میں مختصر کچھ لکھا گیا ہے۔ اگر حق طلبی ہے تو اسے ملاحظہ کیجئے۔ اگر ان کتابوں کا دیکھنا پسند خاطر نہ ہو تو اپنے مرشد و امام کے مذکور قولوں پر نظر کیجئے کس زور سے کہہ رہے ہیں کہ ایک وعدہ کے خلاف ہو جانے سے تمام وعدوں میں زلزلہ آ جائے گا۔ اگر اس میں بھی کچھ چون و چرا ہے تو ہم دعوی کے ساتھ کہتے ہیں کہ یہ دعوی محض غلط ہے کیونکہ نصوص قطعیہ قرآنیہ کے مخالف ہے۔ اس سے پہلے اس کی کامل تحقیق لکھی گئی ہے۔ مضمون نگار کی یہ تحریر شہادت دیتی ہے کہ اس کی نظر نہ قرآن مجید پر ہے نہ علوم عقلیہ پر اور نہ عقل سے انہیں واسطہ ہے۔ اس کی وجہ ملاحظہ ہو۔ قرآن مجید میں بہت آیتیں ہیں جن سے یقیناً ثابت ہوتا ہے کہ خدا تعالی کا نہ وعدہ خلاف ہوتا ہے نہ اس کی وعید ٹلتی ہے اور عقلی طور سے بھی ثابت کر دیا گیا ہے۔ بعض آیتیں نقل ہو چکی ہیں ان آیتوں کو پیش نظر رکھ کر اس آیت کا مطلب سمجھنا چاہیے مگر مضمون نگار نے ایسا نہیں کیا بلکہ ایسا مطلب بیان کیا جس سے قرآن مجید کے مضامین میں اختلاف ہو جائے اور اپنی نافہمی سے یہ دکھانا چاہا کہ قرآن پاک اللہ کی طرف سے نہیں کیونکہ لو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیراً سچا ارشاد ہے اس کا ثبوت کہ محرر مضمون کا دماغ علوم عقلیہ سے بھی خالی ہے نہایت ظاہر ہے کیونکہ آیت میں یصبکم بعض الذی یعدکم موجبہ جزئیہ ہے اور موجبہ جزئیہ موجبہ کلیہ سے عام ہوتا ہے اس لئے یہ کہنا کہ بعض وعیدیں تجھے پہنچیں گی اس وقت بھی صحیح ہے جس وقت کل وعیدیں اسے پہنچ جائیں۔ یہاں بعض کا لفظ یہ ثابت نہیں کرتا کہ کل وعیدیں نہ پہنچیں۔ یہ گفتگو صرف اس وقت ہے کہ یعدکم میں صرف وعید کا بیان کہا جائے اور اگر یہ لفظ وعدہ اور وعید دونوں کو شامل ہے اور بظاہر ایسا ہی ہونا چاہیے کیونکہ حضرت موسی نے یہی فرمایا ہوگا کہ اگر تو ایمان لے آیا تو تیرے لئے یہ نعمتیں ہیں اور اگر ایمان نہ لایا تو یہ عذاب ہے۔ اس صورت میں تو بعض کہنا ضرور تھا۔ کیونکہ وعدہ ہو یا وعید دونوں شرطیہ ہے اس لئے دو باتوں میں سے ایک بات کا ظہور ہوگا یعنی اگر ایمان لے آیا تو وعدہ کا ظہور ہوگا اور اگر نہ لایا تو وعید کی مصیبت میں مبتلا ہوگا۔ غرضیکہ ہر صورت میں بعض کا ظہور ہوگا۔ خیر یہ تو علمی بات تھی مگر یہ تو ہر شخص سمجھ سکتا

ہے کہ کوئی شریف ذی اخلاق اس بات کو ہرگز گوارہ نہیں کرسکتا کہ اسے جھوٹا اور وعدہ خلاف کہا جائے مگر افسوس ان کی عقل پر جو اس قدوس قادر توانا پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ وہ وعدہ خلافی کرتا ہے اور پھر اس کے مدعی ہیں کہ وہ ذات پاک جو ہر عیب سے منزہ ہے اپنے آپ کو اس عیب سے متصف بتاتا ہے کیونکہ انبیاء کی پیشین گوئیاں تو وحی الٰہی ہوتی ہیں خدا تعالیٰ جو ان پر ظاہر کرتا ہے وہ بیان کرتے ہیں ۔اب اس وحی کے مطابق ظہور نہ ہونا خدا تعالیٰ کے کذب اور وعدہ خلافی کو ثابت کرتا ہے اب اس کا ثبوت قرآن مجید کی آیت سے دینا اس کا یہی مطلب ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی زبان سے فرماتا ہے کہ کسی وقت میں وعدہ خلافی کرتا ہوں (نعوذ باللہ) حضرار مرزائیوں نے اس غیور بے ہمتا کی غیرت کو انسان ضعیف البنیان کی غیرت سے بھی کم کر دیا) پھر مضمون نگار لکھتے ہیں:

اس لئے قرآن کا یہ اصول قائم کرتا ہے کہ مدعی نبوت کے متعلق یہ دیکھنا چاہیے کہ اس کی اکثر پیشین گوئیاں پوری ہوئیں یا نہیں

مرزا قادیانی کا تعلیمی یہ اثر دیکھا جاتا ہے کہ ان کے متبعین اپنے علم اور قابلیت سے بہت زیادہ اپنے آپ کو خیال کرتے ہیں اسی کا نام جہل مرکب ہے ۔قرآن مجید کے اصول کو سمجھنا مضمون نگار کا کام نہیں کیونکہ پہلے ان کی قابلیت کی حالت تو پہلے تین جملوں سے معلوم ہو چکی ۔ اب اس جملہ سے اور کچھ معلوم کر لیجئے ۔قرآن مجید کا یہ اصول بتانا کہ وہ اکثر پیشین گوئیوں کے پورا ہونے کو معیار صداقت بتاتا ہے ۔نہ کسی نبی نے ایسا دعوی کیا ہے جناب رسول اللہ ﷺ نے بہت کچھ پیشین گوئیاں کیں اور ہر پیشین گوئی معینہ وقت پر پوری ہوتی گئی مگر کسی وقت آپ نے پیشین گوئیوں کو اپنی صداقت میں پیش نہیں کیا ۔کفار کا معجزہ طلب کرنا قرآن میں مذکور ہے مگر اس کے جواب میں یہ نہیں ہے کہ ہمارے رسول نے اس قدر پیشگوئیاں کی ہیں اور اتنی پوری ہو چکی ہیں ۔نہ خود رسول اللہ ﷺ نے ایسا فرمایا ۔اس کو ہم پورے طور سے ثابت کر چکے ہیں کہ پیشین گوئی کرنا انبیاء سے مخصوص نہیں ہے ۔کاہن رمال نجومی بھی پیشین گوئیاں کرتے ہیں اور بعض کی اکثر پیشین گوئیاں صحیح بھی ہوتی ہیں ۔چنانچہ ایک کاہنہ کا ذکر اوپر کیا گیا ہے کہ بڑے بڑے علماء نے اس کا تجربہ برسوں کیا اور اس کی پیش گوئیوں کو سچا پایا ۔اب یہ کہنا کہ قرآن مجید یہ اصول مقرر کرتا ہے کہ جس مدعی نبوت کی اکثر پیش گوئیاں صحیح ہوں وہ سچا ہے، قرآن پر سخت الزام لگانا ہے کہ وہ نبوت کی صحت کا ایسا غلط معیار بتاتا ہے جس کو تجربہ اور مشاہدہ غلط ثابت کر چکا ہے ۔اور اب بھی یہی حال ہے ۔البتہ قرآن مجید کے نصوص قطعیہ سے یہ ثابت ہے کہ جس مدعی نبوت کی ایک پیشین گوئی بھی غلط ثابت ہو جائے وہ کاذب ہے اس کا ثبوت کامل طور سے اوپر بیان کیا گیا ۔ اس کے علاوہ مضمون نگار سے میں یہ دریافت کرتا ہوں کہ اگر آیت کا وہی حاصل مان لیا جائے جو آپ کے خیال میں ہے مگر یہ بتایئے کہ اکثر کی قید آپ نے کس جملہ یا کس لفظ سے نکالی ہے جس آیت سے آپ استدلال کرتے ہیں اس میں تو بعض پیش گوئیوں کے پورا ہونے کا ذکر ہے اور اسی لفظ بعض سے آپ یہ سمجھتے ہیں کہ بعض پیش گوئیاں پوری ہوتی ہیں سب نہیں ہوتیں تو آپ کے خیال کے بموجب آیت کا حاصل یہ ہونا چاہیے کہ جس مدعی نبوت کی بعض پیش گوئیاں بھی پوری ہو جائیں وہ سچا ہے ۔اس کا نتیجہ بالضرور یہ ہوگا کہ خدا تعالیٰ کے اکثر وعدے غلط ہوتے ہیں بعض پورے ہوتے ہیں ۔جس خدا کا یہ حال ہے تو اس کے رسول کی رسالت اور اس کی شریعت کے تمام وعدے اور وعید یں کسی طرح لائق اعتبار نہیں ہوسکتیں ۔مرزا قادیانی کا مقولہ یاد کیجئے ، اور وہ فرما چکے ہیں کہ ایک وعدے کے خلاف ہو جانے سے اس کے تمام وعدوں میں زلزلہ پڑ جائے گا ۔پھر جب یہ ثابت کیا جائے کہ اس کے اکثر وعدے خلاف ہوتے ہیں تو پھر زلزلہ کی کیا انتہاء ہوگی اور خدا کے ساتھ کس قدر بے ادبی ہوگی؟ اس کے علاوہ جب بعض باتوں کے سچا ہو جانے سے اسے صادق اور سچا کہنا ضرور ہے تو دنیا میں

کوئی جھوٹا نہ رہے گا کیونکہ نہایت جھوٹے سے جھوٹا بھی کبھی نہ کبھی سچا ہو ہی جاتا ہے اور یہ کہنا کہ کوئی جھوٹا مدعی نبوت ومہدویت سچی پیشگوئی نہیں کر سکتا محض غلط بات ہے کیونکہ اس کا ثبوت نہ قرآن مجید سے ہے نہ حدیث سے نہ کوئی عقلی دلیل اس پر قائم ہو سکتی ہے اور تاریخی حالات وواقعات اور کاذبوں کے حالات اس کی تکذیب کرتے ہیں۔ ابن تومرت تو مہدی ہونے کا مدعی تھا اور اس کی پیش گوئیاں صحیح ہوئیں دوسرے حصہ میں اس کا ذکر ہو گیا ہے)

پانچویں وجہ:

جس جملہ کو شرط کہا جاتا ہے وہ جملہ کسی طرح شرط نہیں ہو سکتا کیونکہ مرزا قادیانی کے کہنے کے بموجب اس جملہ میں احمد بیگ کی ساس یعنی اس لڑکی کی نانی کی طرف یہ خطاب ہے کیونکہ وہ سخت مخالف تھی اور یہ مطلب ہے کہ توبہ کرو ورنہ تیری لڑکی پر اور نواسی پر بلا آئے گی مگر اس نے توبہ نہیں کی اور مرزا قادیانی کے خلاف اس نے اپنی نواسی کا نکاح سلطان محمد سے کرا دیا۔ اب آپ کے قول کے موجب اس کی لڑکی پر یہ بلا آئی کہ اس کا شوہر (احمد بیگ) مر گیا اب یہ بتانا چاہیے کہ نواسی کی بلا کیا ہے؟ جو تـو بـی تو بی کا الہام اس کے نکاح سے پہلے کا ہے تو نہایت قرین قیاس ہے کہ محمدی کا مرزا قادیانی کے نکاح میں نہ آنا اور سلطان محمد سے بیاہا جانا اور ان تمام نعمتوں اور برکتوں سے محروم رہنا جو مرزا قادیانی سے نکاح پر موقوف تھیں نہایت سخت بلا تھی۔ خاص اس لڑکی کے لئے بھی اور اس کی ماں اور نانی کے لئے بھی وہ ظہور میں آ گئی اور الہام پورا ہو گیا۔ اس کے بعد اگر وہ عورت توبہ کرے یا کوئی دوسرا اس کا عزیز یا رشتہ دار تو ضرور ہے کہ توبہ کے عمدہ نتائج جو اللہ ورسول نے بیان فرمائے ہیں انہیں ظاہر ہونا چاہیے۔ ان نتائج میں نہایت عمدہ نتیجہ یہ تھا کہ سلطان محمد مرزا قادیانی پر ایمان لاتا اور محمدی کو طلاق دے کر مرزا قادیانی کے پاس آ کر بعاجزی عرض کرتا کہ آپ نکاح کر لیں اور مرزا قادیانی نکاح کرتے اور حسب وعدہ محمدی وغیرہ پر برکتیں نازل ہوتیں اور عامہ خلائق اس عظیم الشان نشان سے فیض یاب ہوتے اور ہزاروں ایمان لاتے اور مخالفین اسلام پادری آریہ وغیرہ کو پوری ذلت ہوتی۔ مگر یہ کچھ نہیں ہوا بلکہ معاملہ بالکل برعکس ہوا کہ آسمان پر نکاح ہو کر منسوخ ہو گیا اور اس عظیم الشان نشان کے ظاہر نہ ہونے سے مرزا غلام احمد قادیانی کو سخت ذلت ہوئی بلکہ تمام مخالفین اسلام کے مقابل میں مرزا قادیانی نے اسلام کو ایک قسم کی ذلت پہنچائی۔

الحاصل یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ جن کو توبہ کا حکم ہوا تھا انہوں نے توبہ کی ہو اور اسی کی وجہ سے وہ توبہ کرنے والے اس نعمت عظمی سے محروم رہیں جو اس کے ظہور پر موقوف تھی اور مخلوق کثیر کی ہدایت کا باعث نہ ہوں اور پادریوں اور آریوں کا پلہ بھاری ہو۔

الغرض یہ جملہ اپنے معنی کے لحاظ سے نکاح کے منسوخ اور ملتوی ہونے کے لئے شرط ہرگز نہیں ہوسکتا ۔مرزا قادیانی کا یہ جواب کامل طور سے ثابت کرر ہا ہے کہ پیشین گوئی کے پوری ہونے سے مایوس ہور ہے ہیں تو بدحواس ہوکر بناوٹ کرنے لگے ہیں۔

چھٹی وجہ:

اور اگر اس جملہ کو شرط مان لیا جائے تو اس شرط کا پورا ہو جانا محض غلط ہے۔ ہرگز پوری نہیں ہوئی جنہیں توبہ کا حکم ہوا تھا انہوں نے توبہ کسی وقت نہیں کی اور مرزا قادیانی پر ایمان نہیں لائے ۔اس کی تفصیل تنزیہہ ربانی اور معیار صداقت میں ملاحظہ ہو۔اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جس جملہ کو شرط کہا جاتا ہے اس کا مخاطب اس لڑکی کی نانی ہے اور توبہ نہ کرنے تقدیر پر اسکی بیٹی اور نواسی پر بلا آنے کی وعید ہے (حقیقۃ الوحی انجام آتھم ملاحظہ ہو)اس لئے اگر اس جملہ کو شرکہا جائے تو یہ شرط اسی وقت پوری ہوسکتی ہے کہ اس لڑکی کی نانی ،اور اس کی ماں اور وہ خود ایمان لائے اور ضمناً اس کے شوہر کو بھی اس میں داخل کر سکتے ہیں مگر ان میں سے کوئی ایمان نہ لایا یعنی کسی نے انہیں سچا مسیح موعود نہیں مانا اور ان کا مرید نہیں ہوا۔اس لئے یہ کہنا کہ لوگوں نے شرط کو پورا کر دیا محض غلط اور صریح کذب ہے۔اگر کوئی اڑوسی پڑوسی یا کوئی دور کا قرابت مند مرزا غلام احمد قادیانی پر بالفرض ایمان لے آیا ہوتو اس سے یہ شرط کیسے پوری ہوسکتی ہے۔ یہ شرط اسی وقت پوری ہوسکتی ہے کہ اس جملہ میں جس سے خطاب کیا گیا ہے وہ توبہ کرے۔ یہ ایسا صریحی اور بدیہی عقل کا حکم ہے کہ کوئی ذی عقل تعصب سے علیحدہ ہوکر اس کا انکار نہیں کرسکتا۔

ساتویں وجہ:

اگر مرزائیوں کے سمجھانے کیلئے یہ مان لیا جائے کہ شرط پوری ہوگئی تو مرزا قادیانی کے کہنے کے

بموجب نکاح کا ظہور ہونا چاہیے کیونکہ وہ صاف کہہ رہے ہیں کہ اس نکاح کے ظہور کے لئے خدا کی طرف سے ایک شرط بھی تھی۔اب جسے تھوڑا بھی علم ہے وہ جان سکتا ہے کہ شرط کے پائے جانے سے مشروط کا پایا جانا ضرور ہے۔یعنی نکاح کا ظہور مشروط تھا اور ان لوگوں کی توبہ شرط تھی۔اس لئے ضرور ہے کہ جب وہ توبہ کریں تو نکاح کا ظہور ہو مگر مرزا قادیانی عجیب الٹی بات کہہ رہے ہیں کہ جب شرط پائی گئی تو نکاح کا ظہور نہ ہوا بلکہ منسوخ ہو گیا۔ناظرین ملاحظہ کریں کہ یہ کیسی بدحواسی ہے کہ شرط کے پائے جانے کا اقبال ہے اور پھر کہتے ہیں کہ مشروط نہیں پایا گیا یعنی جب لوگوں نے شرط کو پورا کر دیا اور وہ شرط پائی گئی تو نکاح کا ظہور نہ ہوا۔دنیا میں تمام عقلاء کے نزدیک مسلم قاعدہ ہے کہ اذا وجد الشرط وجد المشروط جب شرط پائی جائے گی تو مشروط بھی پایا جائے گا مگر یہاں الٹا بیان ہو رہا ہے کہ جب شرط پائی گئی تو مشروط فوت ہو گیا۔یہ تو مرزا قادیانی کی بدحواسی تھی۔اب ان کے بعض معتقدین یوں لکھتے ہیں اذا فات الشرط فات المشروط ۔یعنی جب شرط نہ پائی گئی تو مشروط بھی نہ پایا گیا۔یہ جملہ انہوں نے مشتہر کیا اور کرایا جو ذی علم کہلاتے ہیں اور فیصلہ آسمانی کا جواب دینے کی ہمت رکھتے ہیں جنہیں اتنا ہوش نہیں کہ مرزا قادیانی تو صاف کہہ رہے ہیں کہ جب لوگوں نے شرط کو پورا کر دیا، جس کا حاصل عربی میں یہ ہوا اذا وجد الشرط مگر مجیب صاحب اسکے برعکس اذا فات الشرط کہتے ہیں۔اب ہم نہیں کہہ سکتے کہ اس صریح اور بدیہی غلطی کا سبب ان کے حواس کی پریشانی ہے کہ مرزا قادیانی کے صادق ثابت کرنے میں نہایت پریشان ہیں یا کم علموں کے پھنسے رہنے کے لئے یہ عربی جملہ کہہ دیا۔افسوس۔

آٹھویں وجہ: اگر اس مجنونانہ کلام سے بھی قطع نظر کی جائے تو ہم یہ دریافت کرتے ہیں کہ محمدی کا مرزا قادیانی کے نکاح میں آنا اس کے لئے اور اس کے کنبے کے لئے باعث خیر و برکت اور ہر طرح کی بھلائی کا ہے۔یا موجب مصیبت و آفت کا؟ مرزا قادیانی نے تو اس نکاح میں آنے کی بہت کچھ برکتیں بیان کی ہیں اور یہ بھی نہایت ظاہر ہے کہ توبہ کرنا ایسی عمدہ چیز ہے کہ انسان کو دائمی عذاب سے نجات دیتی ہے اور ہمیشہ کی راحت اس کی وجہ سے ملتی ہے اس لئے جب ان لوگوں نے توبہ کی تو ان پر برکتیں نازل ہونی چاہییں۔یعنی نکا

ح کا ظہور ہونا چاہیے جس کی وجہ سے بے انتہاء برکتیں اس منکوحہ پر اور اس کے کنبے والوں پر نازل ہوں۔ توبہ کا یہ الٹا اثر کیسا کہ اس کی وجہ سے نکاح کا ظہور نہ ہوا اور ان برکتوں سے وہ منکوحہ اور اس کے کنبے والے محروم رہیں۔ اگر یہ خیال ہو کہ اس کے نکاح میں آنے سے احمد بیگ کے داماد پر بلا آئے گی یعنی وہ مرے گا اس لئے ان کی توبہ نے اس کی بلا ٹال دی مگر یہ نہایت ہی جاہلانہ خیال ہے اس کے دو جواب نہایت ہی ظاہر ہیں ایک یہ کہ ایسی صورت ہوتی کہ احمد بیگ کا داماد طلاق دے کر اس سے علیحدہ ہو جاتا اس کے بعد وہ منکوحہ مرزا قادیانی کے نکاح میں آتی۔ اس صورت سے توبہ کا ثمرہ دونوں پر مرتب ہوتا۔ دوسرا یہ کہ اس پیشین گوئی کا پورا ہونا یعنی منکوحہ آسمانی کا ظاہری نکاح میں آ جانا ہزاروں کی ہدایت کا باعث ہوتا اور بے انتہا لوگ مرزا قادیانی کو مان لیتے۔ پھر ایسے فائدے عظیم الشان کے آگے ایک شخص کی جان جانا کسی دانش مند کے نزدیک بلا نہیں ہو سکتی۔ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام کے جہاد کو خیال کرو کہ ایسی رشد و ہدایت کے لئے ہزاروں جانیں تلف کی گئیں مگر اس کی کچھ پرواہ نہیں کی گئی اور جس طریقہ سے مناسب ہوا ہدایت کی گئی۔ ایسا ہی یہاں بھی ہونا چاہیے تھا

نویں وجہ: مرزا قادیانی (ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۳) کے حاشیہ میں اسی منکوحہ آسمانی کی نسبت حضرت سرور انبیا ﷺ کی پیشین گوئی نقل کرتے ہیں۔ لکھتے ہیں:

> اس پیشین گوئی کی تصدیق کے لئے جناب رسول اللہ ﷺ نے بھی پہلے سے ایک پیش گوئی فرمائی ہے یتزوج و یولد لہ یعنی وہ مسیح بیوی کرے گا اور نیز صاحب اولاد ہوگا۔ اب ظاہر ہے کہ تزویج اور اولاد کا ذکر کرنا عام طور پر مقصود نہیں کیونکہ عام طور پر ہر ایک شادی کرتا ہے اور اولاد بھی ہوتی ہے ان میں کچھ خوبی نہیں بلکہ تزویج سے مراد خاص تزویج ہے جو بطور نشان ہوگا اور اولاد سے مراد خاص اولاد ہے جس کی نسبت اس عاجز کی پیشین گوئی موجود ہے۔

اس کلام میں غور کرنے سے کئی باتیں ثابت ہوتی ہیں، ایک یہ کہ روایت یتزوج و یولد لہ صحیح ہے یعنی رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کیونکہ ایک ملہم خدا کا رسول اس کی تصدیق کرتا ہے اور اپنے کلام کی صداقت میں سب کے سامنے اس کو پیش کرتا ہے۔ دوسرے یہ کہ اس یتزوج سے مراد یقینی طور سے منکوحہ آسمانی کا

نکاح میں آنا ہے۔ تیسرے یہ کہ اس منکوحہ آسمانی سے ایک خاص اولاد ہوگی جس کی پیشین گوئی مرزا قادیانی کر چکے ہیں۔ چوتھے یہ کہ اس نکاح کے لئے کوئی ایسی شرط نہیں ہوسکتی جو کسی حالت میں ظہور نکاح سے مانع ہو۔ اس کا حاصل یہ ہوا کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کے بموجب منکوحہ آسمانی مرزا قادیانی کے نکاح میں ضرور آئیگی اور اس سے اولاد ہوگی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ جس طرح مرزا قادیانی کے الہامات الہیہ مرزا قادیانی کے مذکورہ جوابوں کو غلط بتاتے ہیں، اسی طرح ان کے کہنے کے بموجب جناب رسول اللہ ﷺ کا ارشاد بھی مرزا قادیانی کے جوابات کو غلط بتا رہا ہے کیونکہ حدیث میں صاف طور سے ارشاد ہے کہ نکاح کا ظہور ہوگا اور اس سے اولاد ہوگی۔ اب اگر کسی وجہ سے نکاح کا ظہور نہ ہوتو مرزا قادیانی کے قول کے بموجب رسول اللہ ﷺ کا ارشاد غلط ہو جائے گا۔ اس لئے ضرور ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد سے مرزا قادیانی کے جوابات کو غلط مانا جائے۔ یہ وہ نتیجہ ہے کہ مرزا قادیانی کے قطعی اور صریحی اقوال سے اظہر من الشّمس ہو رہا ہے۔

اب اگر مرزا قادیانی کا اس حدیث کو صحیح ماننا اور پھر اسے اپنی منکوحہ آسمانی کے لئے پیشین گوئی سمجھنا غلط ہے تو ذرا ہوش میں آ کر بتایا جائے کہ جب مرزا قادیانی نے ایسی عظیم الشان غلطی کی ہے جس سے جناب رسول اللہ ﷺ پر نہایت صریح جھوٹی پیشین گوئی کا الزام آیا جس کی وجہ سے مخالفین اسلام کو سخت حملہ کا موقع ہوا تو پھر کیا وجہ ہے کہ جملہ توبی توبی کو شرط کہنا صحیح مان لیا جائے اور یہ نہ کہا جائے کہ جس طرح حدیث مذکور کے ماننے اور اسے اپنے مدعا کی پیشین گوئی سمجھنے میں بھاری غلطی کی اسی طرح مرزا قادیانی نے اس جملہ کو شرط کہنے میں بھی غلطی کی اور ضرور کی اور اس غلطی کے متعدد وجوہ بھی بیان ہوئے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ اس پیشین گوئی کے غلط ہونے پر قطعی حکم نہ دیا جائے۔ اگر کچھ عقل وانصاف ہے تو ضرور ایسا ہی کرنا ہوگا۔ اس کے علاوہ جب ایسی بھاری غلطی مرزا قادیانی کی جماعت تسلیم کرتی ہے تو کیا وجہ ہے کہ مرزا قادیانی کے اصل دعوی مہدویت و مسیحیت میں غلطی کو تسلیم نہ کرے۔ اگر صداقت کا دعوی ہے تو اس کا معقول جواب دیں۔

الحاصل توبی توبی کی شرط کہنا اور اس کی بنیاد پر نکاح کا فسخ بتانا محض مغالطہ ہے۔ اس لئے پیشین گوئی کے غلط ہونے میں کوئی شک نہیں ہے اور اس کے ساتھ اس کی اولاد کی پیشین گوئی بھی غلط ہوگئی۔

الغرض یہ تو روشن دلیلیں ہیں جو اپنی روشنی سے دکھا رہی ہیں کہ مرزا قادیانی کا جواب ہر طرح غلط ہے

صرف اپنی جھوٹی پیشین گوئی کی بناوٹ کے لئے یہ بات بنائی ہے مگر وہ بناوٹ بھی ایسی ہے کہ ان کے علم وفہم کو پوشیدہ کر کے ان کے الہام جاھلّ مجنونّ کا مصداق انہیں بتاتی ہے۔ یہ الہام براہین احمدیہ حضرت مسیح موعود کے حالات زندگی صفحہ۸۱ بمشولہ براہین احمدیہ چہار حصص اڈیشن اول کے شروع میں ان کے خاص مرید معراج الدین نے لکھا ہے اب قادیانی جماعت میں کوئی ہے جو ان دلائل کا جواب دے کہ مرزا قادیانی کی بناوٹ کو پوشیدہ کر کے اس پیشین گوئی کی صداقت کو ثابت کر سکے۔

اے راست بازو! حق کے پسند کرنے والو! یقین کرلو کہ یہ بالکل ناممکن ہے کہ کوئی قادیانی اس کا جواب دے سکے۔ اس بیان سے مرزا قادیانی کے تینوں جوابوں کا خاتمہ ہو گیا مگر بغرض تفصیل کچھ اور لکھنا منظور ہے لہذا دوسرا جواب بھی ملاحظہ کیجئے

دوم، تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ۱۳۳ قادیانی خزائن جلد۲۲ صفحہ۵۷۰ میں لکھتے ہیں:

کیا آپ کو خبر نہیں یمحو الله ما یشاء و یثبت یعنی اللہ تعالی جس بات کو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے قائم رکھتا ہے۔

اس نے پہلے نکاح کا وعدہ کیا تھا پھر اسے پورا نہیں کیا۔ محو کر دیا سخت افسوس ہے کہ مرزا قادیانی نے اس آیت کے ایسے معنی کئے ہیں جو بہت آیات قرآنیہ اور نصوص قطعیہ کے مخالف ہیں اور پھر قرآن دانی کا دعوی ہے۔ اے جناب جس کلام پاک میں آیت مذکور ہے اسی میں یہ آیتیں بھی ہیں

۱. لا تبدیل لکلمات الله (یونس۶۴) خدا کی باتیں بدلا نہیں کرتیں جو بات کہہ دی وہ ضرور پوری ہو گی۔

۲۔ ما یبدل القول لدیّ و ما انا بظلام للعبید (ق۲۹) یعنی اللہ تعالی کا ارشاد ہے کہ میرے یہاں کوئی بات بدلا نہیں کرتی جو ایک مرتبہ کہہ دیا وہ ضرور ہو گا اور وعدے اور وعید کے پورا ہونے کے لئے تو صراحت کے ساتھ بہت آیتیں ہیں مثلاً

۳۔ ان الله لا یخلف المیعاد (آل عمران۹)

۴۔ لن یخلف الله وعده (حج ۴۷)

۵۔ ان وعد الله حق (قصص۱۳)

یعنی اللہ تعالی کے وعدے میں تخلف ہر گز نہیں ہوتا اس کا وعدہ ضرور سچا ہوتا ہے۔

ان آیتوں نے نہایت صفائی سے ثابت کر دیا کہ اللہ تعالی کے کلام میں اور اس کے وعدوں میں تغیر و تبدل نہیں ہوتا جو وعدہ وہ کرے گا وہ ضرور پورا ہوگا۔

اب ضرور ہے کہ ان نصوص کو پیش نظر رکھ کر یمحو اللہ ما یشاء و یثبت (رعد:۳۹) کے معنی کرنا چاہیے اگر اس کی ہر بات میں محو اور اثبات ہوا کرے تو نبی کی نبوت بھی لائق وثوق نہ رہے گی کیونکہ ہر وقت محو کا احتمال رہے گا۔اس لئے ضرور ہے کہ آیت کے ایسے معنی کئے جائیں کہ مذکورہ آیات کے مخالف نہ ہوں اور یہ اعتراض بھی وارد نہ ہو سکے۔وہ معنی یہ ہیں کہ قرآن مجید میں متعدد جگہ مشیت الٰہی کو عام بیان کیا ہے۔مگر اس سے مقصود صرف اظہار قدرت ہے مثلاً ارشاد ہے یغفر لمن یشاء و یعذ ب من یشا ء (آل عمران: ۱۲۹) یعنی جسے چاہے بخشے اور جس پر چاہے عذاب کرے۔مگر دوسری اس آیت کا ظاہر یہ ہے کہ مغفرت اللہ کی مشیت پر ہے۔اس میں کافر و مسلمان سب برابر ہیں مگر دوسری آیت ان اللـلـه لا یـغفر ان یشر ک بہ (نساء:۴۸) اس بات کو بتا رہی ہے کہ مشرک کی بخشش نہ ہوگی۔اس لئے ضرور ہے کہ پہلی آیت میں جو مشیت کو عام لکھا ہے اس سے مقصود صرف اظہار قدرت ہے مگر دوسری آیت نے یہ ثابت کر دیا کہ مشرک کے لئے یہ مشیت ہو چکی ہے کہ بخشا نہ جائے گا۔اسی طرح آیت ان اللہ لا یخلف المیعا د نے یہ ثابت کر دیا کہ وعدہ الٰہی محو نہ ہوگا ۔ایک معنی یہ ہو سکتے ہیں کہ شریعت الٰہیہ میں بعض احکام ضرورت وقت اور مناسب حال کے ہوتے ہیں وہ علم خداوندی کے بموجب بدلتے رہتے ہیں انہیں کی نسبت اس آیت میں ارشاد ہے کہ ایسے احکام کا محو و اثبات اللہ تعالی کی مشیت پر ہے جسے چاہتا ہے محو کرتا ہے، یعنی شریعت سے اس حکم کو مٹا کر اس کی جگہ دوسرا حکم دیتا ہے اور اس کے اصلی اور واقعی بھید کو وہی جانتا ہے یا جسے وہ آگاہ کرے۔

حاصل یہ کہ اس آیت میں وعدہ کے محو و اثبات کا ذکر نہیں ہے۔صرف بعض احکام کی نسبت ارشاد ہوا ہے افسوس ہے کہ مرزا قادیانی باوجود عظیم الشان دعوی کے اس آیت کے ایسے غلط معنی سمجھے جو نصوص قطعیہ کے خلاف ہیں اور ان صحیح معنی کا انہیں علم نہ ہو۔اور اب ان کے خلیفہ بھی اس غلطی پر متنبّہ نہیں ہوتے۔

دوم: تیسرے جواب میں مرزا قادیانی نے حضرت یونس کا قصہ پیش کیا ہے۔اس قصہ کا آموختہ مرزا

قادیانی غالباً سولہ سترہ برس تک رٹا ہے اور اپنی غلط پیشین گوئیوں پر پردہ ڈالنے کے لئے مختلف عنوان سے اسے دکھایا ہے۔ مگر افسوس ہے کہ کوئی ذی علم بھی اصل واقعہ کی تحقیق نہیں کرتا اور محققانہ طور سے تفسیر حدیث سیر تاریخ کی کتابوں کو دیکھ کر واقعی حالت دریافت نہیں کرتا۔ اس لئے اس قصہ کی واقعی حالت جس قدر قرآن مجید اور احادیث سے ظاہر ہوتی ہے علیحدہ رسالہ میں لکھی گئی ہے.. یہاں اس قدر لکھنا کافی ہے کہ حضرت یونس کی یہ پیشین گوئی کرنا کہ یہ قوم عذاب الٰہی سے ہلاک ہوگی نہ قرآن مجید سے ثابت ہے نہ کسی حدیث میں اس کا پتہ ہے لیکن غیر معتبر روایت میں آیا ہے کہ حضرت یونسؑ نے صرف عذاب آنے کی پیشین گوئی کی تھی اور اسی روایت میں یہ بھی ہے کہ وہ پیشین گوئی پوری ہوئی یعنی عذاب آیا اور اس قوم کے سچے ایمان لانے اور نہایت گریہ وزاری سے وہ عذاب ٹل گیا۔

اب اس قول کو بھی ملاحظہ کیجئے جو (تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۱۳۲ خزائن ج ۲۲ ص ۵۷۰) میں انہوں نے لکھا ہے:

> کیا یونس علیہ السلام کی پیشین گوئی نکاح پڑھنے سے کم تھی جس میں بتلایا گیا تھا کہ آسمان پر یہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ چالیس دن تک اس قوم پر عذاب نازل ہوگا مگر عذاب نازل نہ ہوا حالانکہ اس میں کسی شرط کی تصریح نہ تھی۔ پس وہ خدا جس نے ایسا ناحق فیصلہ منسوخ کر دیا کیا اس پر مشکل تھا کہ اس نکاح کو بھی منسوخ یا کسی اور وقت پر ٹال دے۔،

اجمالی طور پر تو اس جواب کی غلطی ظاہر کر دی گئی۔ اب ان دونوں پیشین گوئیوں کا فرق بھی کچھ معلوم کرنا چاہیے۔ حضرت یونس کے قصہ میں اور اس پیش گوئی (نکاح آسمانی) میں زمین وآسمان کا فرق ہے اس کے متعدد وجوہ انصاف وغور سے ملاحظہ کیجئے۔

۱۔ حضرت یونس کی الہامی پیش گوئی کا ثبوت نہیں۔ اس لئے یہ کہنا کہ آسمان پر قطعی فیصلہ ہو گیا ہے کہ چالیس دن تک اس قوم پر عذاب نازل ہوگا محض غلط ہے اور آسمان پر قطعی فیصلہ مان کر یہ کہنا کہ عذاب نازل نہ ہوا، قرآن مجید کی صریح مخالفت کرنا ہے کیونکہ نصوص موجود ہے

ان اللہ لایخلف المیعا د ۔ و لن یخلف اللہ وعدہ

ان آیتوں کے معنی اور تفسیر اوپر بیان ہوئی ہے جس سے قطعی طور سے ثابت ہو گیا کہ خدا کے وعدے

اور وعید میں تخلف ہرگز نہیں ہوسکتا۔

الغرض مرزا قادیانی کی پیشین گوئی نہایت ہی موکد اور مستحکم برسوں تک ہوتی رہی ہے اور حضرت یونس کی آسمانی پیش گوئی کا ثبوت ہرگز نہیں ہے۔

۲۔منکوحہ آسمانی کے نکاح میں آنے کی خبر اور اس کا (سلطان محمد سے) نکاح ہو جانے کے بعد اس کے لوٹ آنے کی خبر نہایت تاکید کے ساتھ بار بار دی گئی۔

اور اس کی نسبت مرزا غلام احمد قادیانی نے کلام خداوندی اس طرح نقل کیا:

انا کنا فاعلین یعنی ہم اس کے کرنے والے ہیں۔

اب قادیانی جماعت بتائے کہ حضرت یونسؑ سے اس طرح کا کلام الٰہی قرآن وحدیث سے کہیں ثابت ہے؟ ہرگز ثابت نہیں ہے۔

۳۔اس منکوحہ کی نسبت یوں الہام ہوا کہ اس عورت کا لوٹ کر آنا حق ہے۔اس میں شک نہ کرنا۔ یعنی مرزا غلام احمد قادیانی کے نکاح میں آنا ایسا یقین ہے کہ اس میں شک کرنے کی ممانعت کی گئی۔اب کوئی بتائے کہ حضرت یونسؑ سے اس طرح کسی وقت کہا گیا۔ ہرگز نہیں۔

۴۔اس وعدہ الٰہی کی نسبت ان کا الہام ہے کہ خدا کی باتیں بدل نہیں سکتیں۔

یعنی اس وعدہ میں تغیر وتبدل ہرگز نہیں ہوسکتا بلکہ اس کا پورا ہونا ضروری ہے کیا کوئی ثابت کرسکتا ہے کہ حضرت یونسؑ سے یہ بھی صراحت کی گئی تھی۔ ہرگز نہیں۔

۵۔مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ بار بار کی توجہ سے یہ معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ اس لڑکی کو ہر ایک مانع دور ہونے کے بعد انجام کار اس عاجز کے نکاح میں لائے گا۔

حضرت یونس نے نزول عذاب کے لئے ایسا یقین کسی وقت نہیں بیان کیا۔

۶۔ان دونوں واقعوں میں نہایت فرق ظاہر ہوا اور بہت بڑا فرق یہ ہے کہ حضرت یونس کی پیشینگوئی وعید ہے اور مرزا قادیانی کی یہ پیشین گوئی وعدہ ہے۔

الغرض حضرت یونس کی پیشین گوئی کو منکوحہ آسمانی والی پیشین گوئی سے کوئی مناسبت نہیں ہے اس

کے جھوٹا ہونے کے جواب میں اسے پیش کرنا سخت مغالطہ دینا ہے۔

ا: سب سے اول تو یہ بات کہ قطعی طور سے اس کا ثبوت نہیں ہے کہ حضرت یونسؑ نے الہامی پیش گوئی کی تھی۔

۲۔ اگر کسی قسم کا ثبوت ہے تو صرف اس قدر ہے کہ عذاب آنے کی پیش گوئی کی تھی وہ پوری ہوئی یعنی عذاب آیا۔ جس ضعیف روایت میں الہام سے پیش گوئی کرنا آیا ہے اس میں عذاب کا آنا بھی مذکور ہے۔ تفسیر درمنثور ملاحظہ کیجئے اور یہ کہا جائے کہ عذاب نہیں آیا، تو پھر الہامی پیشین گوئی کا ثبوت ضعیف روایت سے بھی نہ ہوگا۔

اگر کسی ذی علم کو دعوی ہو تو ثابت کرے مگر ہم کہتے ہیں کہ نہیں کر سکتا۔

حاصل کلام یہ ہے کہ مرزا قادیانی کا پہلا جواب تو خود انہیں کے متعدد اقوال سے غلط ثابت ہوا اور دوسرا اور تیسرا جواب نصوص قطعیہ قرآنیہ کے خلاف ہے اور تیسرا جواب واقعات کی رو سے بھی غلط ہے۔ اور خلیفہ قادیانی نے جو جواب تراشا ہے اور قرآنی جواب بتایا ہے اس کا نہایت کافی جواب فیصلہ آسمانی کے پہلے حصہ میں دیا گیا ہے اور یہاں جو اقوال مرزا قادیانی نقل کئے گئے ہیں وہ بھی ان کے جوابات کو غلط بتا رہے ہیں اور اس پر بھی اگر کسی صاحب کو سیری نہ ہو تو تتمہ حصہ اول فیصلہ آسمانی ملاحظہ کر لیں۔

بالآخر اس میں کسی قسم کا شبہ کا نہ رہا کہ منکوحہ آسمانی کے اور اس کے شوہر کے متعلق جو پیشین گوئی مرزا قادیانی نے کی تھی وہ ہر طرح غلط ہوئی۔ کسی منصف فہمیدہ کو ان دونوں بلکہ تینوں پیشین گوئیوں کے جھوٹا ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں رہا۔ ان کا غلط ہونا آفتاب تاباں کی طرح روشن ہو رہا ہے۔ اب اگر کسی شپرہ چشم کو آفتاب نہ سوجھے یا کوئی گرد وغبار کو اڑا کر آفتاب کو چھپانا چاہے، تو آفتاب چھپ نہیں سکتا۔ دنیا اس کی روشنی سے انکار نہیں کر سکتی۔ اسی طرح اس پیشین گوئی کے غلط ہونے سے انکار نہیں ہو سکتا اس کا لازمی نتیجہ بالضرور یہ ہے کہ بموجب ارشاد خداوندی اور نصوص قطعیہ قرآنی اور توریت مقدس مرزا قادیانی کاذب ٹھہرے۔

اب قادیانی جماعت اس پر غور کرے اور اپنی عاقبت برباد نہ کرے۔ میں نہایت خیر خواہی سے کہتا ہوں کہ جن بینہ دلائل سے ان دونوں پیشین گوئیوں کا غلط ہونا بیان کیا گیا ان کا جواب نہ خلیفہ قادیان دے سکتے

ہیں اور نہ کوئی دوسرا ذی علم اس میں قلم اٹھا سکتا ہے۔ یوں عوام کے دام میں رکھنے اور بے سروپا کچھ لکھنے یا کہنے کو کون روک سکتا ہے؟ مگر میں نہایت قوت اور سچائی سے کہتا ہوں کہ اب جو دلیل اور جو توجیہہ ان پیشین گوئیوں کی صداقت میں پیش کی جائے اس کا غلط ہونا میں اسی بیان سے دکھا سکتا ہوں جو اوپر کیا گیا ہے۔ جس طالب حق کو شبہ ہو وہ دریافت کرے۔

تمام مذکورہ بیان کے علاوہ نہایت قوی شہادت یہ پیش کرتا ہوں کہ خاص اس پیشین گوئی کے بیان میں اور اس کے پہلے مرزا قادیانی کے متعدد غلط دعوے دکھائے گئے جن کے جھوٹ کہنے میں کسی طرح کا تامل نہیں ہوسکتا اور کئی پیشین گوئیاں بھی ایسی غلط ہوئیں کہ ان میں کسی متعصب کو بھی کلام کرنے کی مجال نہیں ہے۔

وہ غلط پیشین گوئیاں یہ ہیں:

۱۔ احمد بیگ کی بڑی لڑکی بیوہ ہوگی۔

۲۔ اور وہ نکاح ثانی تک زندہ رہے گی یعنی اس کا نکاح ثانی ہوگا مگر دنیا پر ظاہر ہوگیا کہ وہ لڑکی بیوہ نہ ہوئی، اور نکاح ثانی کی اسے نوبت نہیں آئی بلکہ پہلے ہی زوج کے نکاح میں رہی۔

۳۔ مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ یہ عاجز بھی ان واقعات کے پورے ہونے تک زندہ رہے گا۔ یعنی احمد بیگ کی لڑکی کے بیوہ ہونے اور اس کے نکاح ثانی تک، یہ بھی غلط ہوا کیونکہ وہ اپنے پہلے زوج کے نکاح میں تھی کہ مرزا قادیانی دائمی مفارقت کا داغ لے کر دنیا سے چل بسے۔ اس کے بعد وہ لڑکی اپنے پہلے خاوند کے نکاح میں مرگئی اور دنیا کے روبرو یہ تینوں پیشین گوئیاں غلط ہوئیں۔

۴۔ نکاح کے بعد اس لڑکی سے ایک خاص طور پر لڑکا ہوگا، مگر الحمدللہ نہ خاص طور کا بیٹا ہوا، نہ عام طور کا اور مرزا غلام احمد قادیانی کے دل کی تمنا دل ہی میں رہی جب اس لڑکی سے نکاح ہی نہ ہوا، تو اس کی اولاد کا ذکر ہی فضول ہے۔

۵۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے کہا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری پیشین گوئیوں کی پڑتال کے لئے میرے پاس ہرگز نہ آئیں گے۔

مولوی صاحب پیشین گوئیوں کی پڑتال کے لئے قادیان گئے اور نہایت شائستگی سے مرزا قادیانی کو

بلایا مگر مرزا قادیانی گھر سے باہر نہ آئے۔

غرضیکہ مذکورہ آٹھ پیشین گوئیوں میں یہ پانچ پیشین گوئیاں تو ایسے اعلانیہ طور پر غلط ہوئیں کہ آج تک کوئی ان کا مرید اس میں دم نہیں مار سکا۔

ان پانچ پیشین گوئیوں میں پہلی پیشین گوئی کے سوا چار پیشین گوئیاں وعید کی نہیں ہیں بلکہ وعدہ الٰہی ہیں جس کا پورا ہونا ہر ذی عقل کے نزدیک ضرور ہے مگر وہ بھی پوری نہ ہوئیں۔

الغرض جب آٹھ پیشین گوئیوں میں پانچ غلط ہوگئیں تو اب تین کے غلط ماننے میں کسی حق طلب کو تامل نہیں ہوسکتا خصوصاً اس وقت کہ قرآن مجید کی نص صریح اور توریت کی نص قطعی سے ثابت ہوا کہ اگر کسی مدعی نبوت کی ایک پیشین گوئی بھی جھوٹی ثابت ہوجائے تو وہ جھوٹا ہے۔

ر بنا افتح بيننا و بين قو منا بالحق و انت خير الفا تحين ۔ تمت با لخير

☆☆☆

و صلى الله تعالى على خير خلقه محمد و آله و صحبه ا جمعين

فقیر بارگاہ صمدی۔ محمد بہاءالدین ۔۳۰۔دسمبر۲۰۱۲ء